میری امت کی ایک جماعت ہردورمیں حق کی بنیادپرغالب رہےگی۔مسلم

تذکرہ علمائے اسلام

عرب و عجم قدیم و جدید

علماء اسلام اور ان کےعلمی کارناموں کےتذکرہ
پرمشتمل مختصراورجامع حوالہ جاتی کتاب

تالیف

ملک سکندر حیات نسوآنہ



الحدیث اکیڈمک علوم اسلامیہ
لائبریری ھذا سرگودھا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تذکرہ علمائے اسلام

عرب و عجم قدیم و جدید

علماء اسلام اور ان کے علمی کارناموں کے تذکرہ پر مشتمل مختصر اور جامع حوالہ جاتی کتاب

میری امت کی ایک جماعت ہردور میں حق کی بنیاد پر غالب رہے گی۔مسلم

تذکرہ علمائے اسلام

عرب و عجم قدیم و جدید

علماء اسلام اور ان کے علمی کارناموں کے تذکرہ
پرمشتمل مختصراورجامع حوالہ جاتی کتاب

تالیف

ملک سکندر حیات نسوآنہ



الحدیث اکیڈمک علوم اسلامیہ
لائبریری ھڈا سرگودھا

-<{[انتساب]}>-

►{دین اسلام کے ہر داعی ومبلغ کے نام}◄

* کہ جو اشاعت دین میں سرگرم عمل ہے۔

* محدثین سے محبت کرتا ہے۔

* طلبِ علم حدیث کے لیے سرگرم سرگرداں اور کوشاں ہے۔

* دنیا میں ہر سوعلم حدیث کے فروغ کی خواہش رکھتا ہے۔

* اورحدیث رسول ۔ فرمان رسول اور حکم رسول کا بول بالا اس کی زندگی کا محور و مرکز اور مقصد ہے۔

مالک کائنات سے دعا ہے کہ

* قال اللّٰہ اور قال الرسول کے دلنواز ترانوں میں اس کی صبحیں اور شامیں گزریں۔ آمین یا رب العالمین

دل کی بات

حدیث رسولﷺ دین اسلام کا دوسرا بڑا ماخذ ہے ۔ قرآن مجید کی طرح اس کی حفاظت کا ذمہ بھی اللّٰہ تعالیٰ نے لے رکھا ہے ۔ حفاظتِ حدیث کے لیے اللّٰہ تعالیٰ نے محدثین کرام رحمہم اللہ پیدا کیے۔ انھوں نے حدیث رسول کو پڑھا، سمجھا، اپنے سینے میں محفوظ کیا اور آگے امت تک پہنچایا ۔ صحیح دین انھی عظیم ہستیوں کے ذریعے سے ہم تک پہنچا ہے ۔ اس لیے یہ مبارک گروہ ہمارے شکریے کا خاص مستحق ہے ۔ ان سے محبت کرنا اور ان کی سیرت و کردار کو اپنانا محبت رسولﷺ کا اہم تقاضا ہے ۔ اس تقاضے کی تکمیل تبھی ممکن ہے جب ہمیں ان عظیم لوگوں کا تعارف اور ان کی خدمات سے واقفیت ہوگی۔

اس مقصد کے لیے کئی اہلِ علم نے قلم اٹھایا ہے ۔ انھی میں سے ایک علم دوست شخصیت ملک سکندر حیات نسوآنہ ہیں ۔ انھوں نے حدیث رسول کے لیے خدمات انجام دینے والے عرب و عجم کے بعض قدیم و جدید علماء و محدثین کے تذکرہ پر مشتمل ایک خوبصورت کتاب بنام "تذکرہ علمائے اسلام عرب و عجم قدیم و جدید" ترتیب دی ہے ۔ اپنے موضوع پر یہ مفید کاوش ہے ۔ اس سے استفادہ آپ پر علم و معرفت کے دریچے

وا کرنے کے ساتھ علم و اہل علم سے محبت کی آبیاری بھی کرےگا، إن شاءالله تعالی!

اللّٰہ تعالیٰ اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے، اسے امت مسلمہ کے لیے نافع بنائے اور اس کے لکھاری کو تمام مسلمانوں کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے، آمین!

دعاؤں کا متمنی۔

طارق جاوید عارفی۔

مدیر: دارالسلام ریسرچ سنٹر لاہور۔

22/5/2021

تقریظ

شیخ ابراہیم ابن بشیر الحسینوی حفظہ اللہ

مدیر جامعہ امام احمد بن حنبلؒ قصور۔

ہمارے بزرگ محترم سکندر حیات صاحب نے بڑی محنت اور محبت سے منفرد انداز میں ایک تاریخ { تذکرہ علمائے اسلام قدیم و جدید عرب و عجم } مرتب کی ہے جو اس لائق ہے کہ اسے طبع کیا جائے تاکہ امت اس سے مستفید ہو سکے۔

یہ مبارک تاریخ مختصر مگر جامع ہے اور ہر بات باحوالہ کرنے کی کوشش کی گئی۔

میرا فقیر الی اللہ الغنی کا بھی تذکرہ انھوں نے کردیا ہے اللہ تعالیٰ مجھے ان کے گمان کے مطابق کردے ۔۔آمین

یہ ایک قابل تحسین عمل ہے ۔ فجزاللہ خیرا انا العبد۔

ابن بشیر الحسینوی

15/5/2021ء

عرض مؤلف

اس کتاب پر میرے استاذ اور بڑے بھائی ، محسن و مُرَبّی عظیم اسکالر جناب طارق جاوید عارفی حفظہ اللہ مدیر: دارالسلام انٹرنیشنل ریسرچ سنٹر لاہور نے ازراہ عنایت جو دیباچہ بنام دل کی بات تحریر فرمایا ہے ۔ اس پر میں آپ کا بے حد شپاس گزار ہوں اور اللہ تعالیٰ سے دست بدعا ہوں کہ مجھے اور میری اس کاوش کو آپ کی تعریفوں کا حقیقی مظہر بنائے ۔ آپ سے ہمارا تعلق بیس سال سے زیادہ عرصے پر محیط ہے ہم اللہ کے لیے ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں۔

شیخ ابن بشیر حسینوی سے رابطہ پروفیسر ڈاکٹر محدث کبیر شیخ ضیاء الرحمان اعظمیؒ کے ذریعہ ہوا تھا ۔ اور اِن شاءاللہ تا حیات قائم رہے گا ۔ میں شیخ ابن بشیر حسینوی حفظہ اللہ کا بھی شکر گزار ہوں کہ آپ نے ارجنٹ نوٹس پر عدیم الفرصتی کے باوجود میری کتاب پر تقریظ لکھی۔

آخر میں دعا ہے کہ تلخیص الجامع الكامل في الحديث الصحيح الشامل اردو جلد از جلد چھپ جائے اور مشکاۃ کی جگہ وفاق المدارس میں پڑھائی جائے۔

ملک سِکندرحیات نسوآنہ

الحديث اکیڈمک علوم اسلامیہ لائبریری.............ھڈا سرگودھا

24 مئی 2021ء

فہرست مضامین تذکرہ علمائے اسلام

عرب و عجم قدیم و جدید



پیش لفظ

ہر شخص جو کسی مذہب یا قوم سے تعلق رکھتا ہے اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی قوم یا مذہب کے اکابریں کے حالات سے واقف ہو اور اسے معلوم ہونا چاہئے کہ ہمارے اکابرین نے کیا کیا کارنامے انجام دیئے اور انھوں نے اپنی زندگیاں کس طرح بسر کیں ۔ مسلمانوں کا یہ عظیم شان کارنامہ ہے کہ انھوں نے اسماء الرجال کا فن ایجاد کیا اور لاکھوں اشخاص کے حالات مرتب کر دیئے ۔ مغربی مستشرقین نے بھی اس کا اعتراف کیا ہے کہ مسلمانوں نے اسماء الرجال کا فن ایجاد کرکے ایک عظیم کارنامہ انجام دیا ہے ۔ مسلمان علماء نے صرف یہ نہیں کہ ہر شخص کے حالاتِ زندگی لکھ دیئے کہ کب پیدا ہوا ۔ کس جگہ پیدا ہوا اور کب وفات پائی اور کس شہر میں دفن ہوا بلکہ ہر شخص کے حالات میں یہ لکھا ہے کہ اس شخص نے کہاں تعلیم پائی ۔ اور کن اساتذہ سے پڑھا اس نے دعوت و تبلیغ کے سلسلہ میں کیا کارہائے نمایا انجام دیئے اور اس کی دینی و علمی کیا خدمات ہیں ۔ کتنی کتابیں لکھیں اور اس کے ساتھ اس بات کی بھی تصریح کی کہ معاشرہ میں اس کا کیا مقام ہے ۔ اس کا رہن سہن کیسا تھا ۔ تجارت ، معاملات وغیرہ میں اس کا دوسرے لوگوں سے کیسا رویہ تھا۔

طبقات و تذکار پر لکھی جانے والی تمام کتب یا تو صدیوں پر لکھی گئی جیسے حافظ ابن حجر عسقلانیؒ اور محدث و مؤرخ شخاویؒ کی کتب ہیں ۔ یا علاقوں پر لکھی گئی جیسے ”تذکرہ علمائے ہند“ ہے ۔ یا متعین طبقات جیسے ”طبقات مفسرین” ، ”طبقات محدثین“ اور ”طبقات فقہاء“ وغیرہ کے ساتھ مخصوص ہیں ۔ اس کے برخلاف یہ کتاب تذکرہ علمائے اسلام عرب و عجم قدیم و جدید”علماء اور ان کےعلمی کارناموں کے تذکرہ پر مشتمل مختصر اور جامع حوالہ جاتی کتاب ہے“۔ خواہ وہ کسی صدی علاقے اور علمی طبقے سے متعلق ہوں ۔ میں نے یہ کتاب ستمبر 2020ء میں لکھنا شروع کی تھی اور مارچ 2021ء میں مکمل ہوئی ۔ اس میں زیادہ تر ان علماء کے حالات ہیں جن کے تذکار اردو میں نہیں ملتے ۔ میرے پاس اور علماء کے تذکرے بھی تھے جو میں نے طوالت کی وجہ سے کتاب میں شامل نہیں کیے ۔ محدثین کے تذکار کے لئے میری دوسری کتاب دستاویز تذکرۃ المحدثیں ملاظہ کیئیجے ۔ افسوس قرآن و حدیث کی روشنی اور ظلال میں زندگیاں گزارنے والے علماء کے حالات پر بہت کم کتب لکھی جاتی ہیں ۔ جب کہ بدعتی و گمراہ بادشاہوں ، فلسفیوں اور صوفیا پر باکثرت لکھا گیا اور لکھا جا رہا ہے۔ پروفیسر ڈاکٹر یٰسین مظہر صدیقی کو ان کے والد نے کہا تھا میں نے آپ کو اس لیے تعلیم دلوائی تھی کہ تم بادشاہوں کی اسٹوریاں

لکھوں لہذا صدیقی صاحب نے سیرت الرسول اور اسلام پر لکھنا شروع کردیا۔

چند واقعات درج کر رہا ہوں جھوٹ یا سہو مثلاً

1۔ طالب ہاشمی اپنی کتاب یقوب المنصور باللہ صفحہ 195 پر لکھتے ہیں کہ بعد میں فلسفیہ ، منطق وغیرہ کی تمام کتابیں بادشاہ کے حکم سے نظزرِ آتش کر دی گئیں چنانچہ بن حبیب کی "واضحہ" ابن ابی زہد کی "نوادر" اور اس کا خلاصہ سحنون کی "مدونہ" البرذاعّی کی "کتاب التہذیب" نوٹ یہ فقہ مالکی کی کتب ہیں فلسفہ و منطق کی نہیں ہیں۔ نیز المنصور نے فقہ اور فلسفہ دونوں کی کتب جلائی تھیں،

2۔ ڈاکٹر محمود الحسن عارف مختصر دائرہ معارف اسلامیہ کے مقدمہ میں لکھتے ہیں فقہ حنبلی پر الشوکانی کی نیل الادطار،

3۔ تاریخ تفسیر و مفسرین از پروفیسر محمد حسین الذہبی اور پروفیسر غلام احمد حریری نے امام شوکانی کو زیدی شعیہ قرار دیا ہے،

4۔ حدیث میں سیّد مودودیؒ کی خدمات از ڈاکٹر محسنہ عظیم نے امام شوکانیؒ کو حنفی قرار دیا ادارہ معارف اسلامی کے علماء نے محسنہ کا تعاقب کرتے ہوئے لکھا ہے کہ امام شوکانی پہلے زیدی تھے پھر اہلحدیث ہوگئے تھے ۔ اور یہی صحیح ہے نیز ڈاکٹر محسنہ نے لکھا کہ سید مودودی

صرف صحیح حدیث بیان کرتے تھے ادارہ نے لکھا دوسرے علماء کی طرح مودودیؒ بھی ضعیف حدیث بیان کرتے تھے ۔ میں تنہا رہتا ہوں ہمارے علاقے کے چند لوگ میری کوشش سے اہلحدیث ہوئے تھے لیکن وہ سلام و کلام سے بھی گئے ہیں اور ان کے پاس ٹائم نہیں ہے انکو ان کی ڈگریاں کسی سے ملنے نہیں دیتیں وہ صرف امیر لوگوں سے ملتے ہیں۔ ان کا نہ ان حدیث پر یقین و عمل ہے۔

1۔ رسول ﷺ نے فرمایا کسی شخص کے لئے جائز نہیں کہ اپنے کسی مسلمان بھائی سے تین دن سے زیادہ کے لئے ملاقات چھوڑے..... صحیح بخاری۔ کتاب الادب: 6077۔

2۔ رسول ﷺ نے فرمایا بے شک اللّٰہ روز قیامت فرمائے گا میری عظمت و تعظیم کی خاطر باہم محبت کرنے والے کہا ہیں؟ میں آج ان کو اپنے سائے میں جگہ دوں گا اس دن میرے سائے کے سوا کوئی سایہ نہیں ہوگا۔ صحیح مسلم: 2566۔

3۔ معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے اللّٰہ تعالیٰ نے فرمایا میری محبت ان کےلیے واجب ہو گئی جومیرے لیے ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں باہم مل بیھٹتے ہیں میرے لیے ایک دوسرے سے ملاقات کرتے ہیں اورایک دوسرے پرخرچ کرتے ہیں صحیح: رواہ مالک في الشعر16،مسند احمد:22030،صحیح ابن حبان:575۔

4۔ رسول ﷺ نے فرمایا ایک آدمی کسی دوسری بستی میں اپنے بھائی کی زیارت کے لئے گیا اللّٰہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ بھیجا اس نے پوچھا ”تم کہاں جارہے ہو؟“ اس نے کہا کہ ”بستی میں میرا بھائی رہتا ہے اس کے پاس جا رہا ہوں“ فرشتے نے پوچھا ”کیا اس کا تم پر احسان ہے جس کی وجہ سے تم تکلیف اٹھا رہے ہو یا اس احسان کا بدلہ اتارنے جا رہے؟“ اس نے کہا ”نہیں میں صرف اس لیے جا رہا ہوں کہ میں اس سے اللّٰہ کے لئے محبت کرتا ہوں“۔ فرشتے نے کہا ”میں فرشتہ ہوں اور { تمہیں یہ بتانے آیا ہوں کہ} اللّٰہ تعالیٰ بھی تم سے محبت کرتا ہے جیسا تم صرف اللّٰہ کے لئے اس سے محبت کرتے ہو“۔ صحیح مسلم: 2567.

اس کتاب کے تین تراجم پر محدث العصر ابن بشیر حسینوی حفظہ اللہ نے نظر ثانی کی نیز آپ کا ایک مقالہ پروفیسر عبدالجبار شاکرؒ بھی اس کتاب میں شامل ہے ۔ باقی تذکار پر حافظ رب نواز ایم ۔ اے ، فاضل علوم اسلامیہ ، خطیب اسلام آباد نے نظر ثانی اور پروف ریڈنگ کی میں ان دونوں فاضل دوستوں کا ممنون احسان ہوں۔

ملک سکندر حیات نسوآنہ

الحدیث اکیڈمک علوم اسلامیہ

لائبریری.........ھڈا سرگودھا

1 امام ابواسحاق ابراهیم بن موسیٰ الشاطبیؒ

.... تا 790ھ

آپ أبو اسحاق إبراهيم بن موسیٰ بن محمد اللخمي الشاطبيؒ ہیں ، جو اندلس کے ایک اسکالر ہیں ، اور علماء کی شہادت کے مطابق ان کے بہت سے کارنامے ہیں۔

إبراهيم بن موسیٰ الشاطبي	
معلومات شخصية	
پیدائش	نا معلوم مقام غرناطہ۔
وفات	790ھ \ 1388ء غرناطہ۔
اقامہ	أندلس مرحوم۔
نسل	العرب۔
الحياة العملية	
ورک لائف	عالم عقيدة ، اور قانوني۔

كام كا ميدان	علم الحديث ، اور الفقه۔



1 نام و نسب

كنيت أبو إسحاق نام و نسب إبراهيم بن موسىٰ بن محمد أبو إسحاق اللخمي الغرناطي شهير الشاطبي۔

2 ولادت اور نشات

الريسوني کو الشاطبی کی پیدائش کی جگہ سے آشنا کیا گیا اور کہا گیا: "ایسا لگتا ہے کہ وہ غرناطہ میں پیدا ہوا تھا۔" اس کی وجہ یہ ہے کہ امام الشاطبی اس میں پرورش پائی اور اسے چھوڑنے کے بارے میں معلوم نہیں ، اور سفر نہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ علمائے کرام کا سفر طلب علم کے لئے ہوتا ہے۔ جب کہ شاطبیؒ کا علم اپنے شہر میں موجود تھا۔

3 طالب علم

امام الشاطبیؒ علم کے بارے میں ذوق و شوق رکھتے تھے ، اپنے گھر والوں سے پوچھتے ، علمی خزانوں کی تلاش کرتے اور اس کے راز افشا کرتے ، جب انہوں نے اپنے "شیخ ابن الفخار کے ہاتھوں أصول العلوم الشرعية ، ففقه ، اللغة العربية

اور فنون کو جمع کیا "۔ "فقه ، النحو۔ شیخ أبي جعفر الشقوري سے"، "الفقه اور فتویٰ۔ شیخ أبي سعید بن لب سے" ، "فقه اور التفسیر۔ شیخ أبي عبد الله البلنسي سے" ، "فقه اور أصول الفقه۔ شیخ أبي عبد الله الشریف التلمساني اور أبي علي الزاوي سے" ، "فقه اور القواعد الفقہ۔ شیخ أبي عبد الله المقري سے"، فقه اور العلوم اللسانیة شیخ أبي القاسم السبتي سے" ، اور "فقه اور علوم الحدیث۔ شیخ ابن مرزوق سے" ، چنانچہ امام الشاطبی نے تمام علوم شرعیہ کے فنون کو حاصل کیا ہوگا ، اس کے بعد ہی نظریات فقہ اور اصول پیش کرنے کے اہل ہوئے۔ جو علماء نے طلباء کے سامنے رکھے ہیں ، اور اس نے شارع سے ارادہ ظاہر کیا ، اور اس کے بارے میں علماء کے حجاب کو کشاف کیا ، جہاں اہل علم کو بہت فائدہ ہوا۔

4 شیوخ الشاطبیؒ

الشاطبی بہت سے علماء کے ہاتھوں ایک طالب علم تھے ، جن میں غرناطہ اور تارکین وطن کے شیوخ بھی شامل تھے ، آپ نے علم کی مختلف شاخوں میں اپنی ادبی اور علمی تیاری پر اچھی طرح سے کام کیا۔

أولاً: علماء غرناطة

آپ کے شیوخ میں سب سے ممتاز۔

1۔ أبو عبد الله محمد بن فخار البيري، (المتوفى۔ 754ھ)
الشاطبي اس کی وفات تک اس کے ساتھ رہا ، اور الشاطبی اپنے شیخ کے بارے میں کہا کرتے تھے «شيخ أستاذ الكبير العلم الكبير».

2۔ أبو جعفر أحمد الشقوري: الفقيه النحوي الفرضي۔

3۔ أبو سعيد فرج بن قاسم بن أحمد بن لب التغلبي (المتوفى سنة 782ھ) مفتي غرناطة وخطيب جامع والمدرس مدرسه النصرية، «الأستاذ الكبير الشهير».

4۔ أبو عبد الله محمد بن على البلنسي الأوسي (المتوفى سنة 782ھ) مؤلف تفسير كتاب (في مبهمات القرآن).

5۔ أبو عبد الله محمد بن أبي الحجاج يوسف بن عبد الله بن محمد اليحصبي المعروف باللوشي،(ولد سنة 692ھ)

ثانياً: العلماء تاركين وطن غرناطة

جہاں تک تارکین وطن اہل علم میں سے اس کے شیوخ کا تعلق ہے ، ان میں شامل ہیں:

6۔ أبو عبد الله الشريف التلمساني: الإمام المحقق أعلم أهل وقته.

7ـ أبو عبد الله محمد بن محمد بن أحمد المقري (الجد) المعروف بالمقري الكبير المتوفى سنة (759هـ).

8ـ أبو القاسم محمد بن أحمد الشريف الحسن السبتي قاضي الجماعة المتوفى غرناطة. 760هـ.

9ـ أبو علي منصور بن محمد الزواوي: المحقق المدرس الأصولي درس ببجاية وتلمسان وهو شيخ الشاطبي في الأصول. قال الشاطبي: «حدثنا شيخنا الأصولي أبو على الزواوي ...».

10ـ شمس الدين أبوعبد الله محمد بن أحمد بن مرزوق الخطيب التلمساني ـ المتوفى القاهرة (781هـ).

أحمد بابا التنبكتي نے اشارہ کیا کہ الشاطبی نے ان علماء میں سے کچھ سے استفادہ کیا جن سے انھوں نے ملاقات کی۔ ان میں سے الحافظ الفقیه العباس أحمد القباب تھے جو سن 779ھ میں فوت ہوئے ، اور مفتي محدث عبد الله الحفارإلی کا ذکر دیگر علمائے کرام میں کیا گیا۔

5 تلامذہ الشاطبیؒ

بہت سے ممتاز علمائے کرام جنھیں امام الشاطبیؒ نے علم میں میرٹ کی سند دی تھی۔ انھوں نے انکا شکریہ ادا کیا ، آپ کے

تلامذہ علوم اور اختراعات علمی کے مختلف پہلوؤں میں مختلف تھے۔ ان میں سے تینوں کا ذکر التنبکتي نے کیا ہے:

1۔ أبو یحیی بن عاصم، العلامة الشهيد میدان جنگ (إمام الشاطبي کا ساتھی اور اس کے طریقہ کار کا وارث" قرار دیا گیا ہے).

2۔ بھائی القاضي الفقيه أبو بكر بن عاصم۔ الفقهية الشهيرة (تحفة الحكام).

3۔ الشيخ الفقيه أبو عبد الله البياني.

4۔ شيخ أبو جعفر القصار،

5۔ شيخ أبو عبد الله المجاري.

6 وفات

آپ کی وفات بروز منگل۔ 8 شعبان 790ھ / 1388ء کو اپنے آبائی شہر غرناطہ میں ہوئی۔

7 شاطبیؒ نقد و نظر کے آئینے میں

امام شاطبیؒ بدعت و خرافات کے سخت خلاف تھے ۔

1۔ لیکن فتنہ ضعیف حدیث سے اپنے کو نہیں بچا سکے ۔

2۔ حدیث مستقل مآخذ شرعی ہے ۔ شاطبیؒ نے موافقات میں دو بڑی غلطیاں اور لغزشیں کی ہیں۔ انھوں نے پہلی غلطی یہ کی ہے کہ حدیث یا سنت کو قرآن پاک کے مجمل کی تفصیل اس کی مشکل کے بیان اور اس کے مختصر کی وضاحت میں بند کردیا ہے ۔ دوسری غلطی یہ کی ہے ۔ کہ اپنے دعوے کی تائید میں جن قرآنی آیتوں اور حدیث سے استدلال ہے۔ ان سے ان کے دعوے کی تائید نہیں ہوتی۔ تفصیل کے لیے ملاظہ ہو۔ حدیث کا شرعی مقام۔ ڈاکٹر سید سعید عابدی الازہری۔ جلد۔ 2 صفحات۔ 108 تا 122۔

8 منزلت العلمیہ بین العلماء و مؤلفات

شاطبیؒ کو {بمنزلة عالية رفيعة بين علماء الشريعة الإسلامية} اسلامی شریعت کے علماء کرام میں ایک اعلیٰ مقام سے پہچانا جاتا تھا ، بہت سارے علماء جنہوں نے بہت سارے علماء پیدا کیے اپنے زمانے کے علماء میں ایک چمکتا ہوا ستارہ تھے ، جیسا کہ الشاطبی ان علماء کے درجات پر فائز ہوئے جن کو تاریخ نے امر کردیا ، یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے اس سوچ کے ساتھ اسلامی لائبریری کو تقویت بخشی ۔ قوم اس پر بھروسہ کرتی ہے ، اور انھوں نے اس کی وضاحت کی اور کہا: الإمام ، العلامة ، المحقق ، ماڈل ، الحافظ ، الجلیل المجتهد ،

أصولي ، المفسر ، فقيه ، محدث ، اللغوي ، ماسٹر اڈیٹر ، صاحب القدم الراسخ ، اور إمامة العظمى میں شرعي علم کے تمام فنون میں محقق ہے ۔ إمام المحقق العلامة الصالح للإمام الشاطبي مؤلفات كثيرة في مختلف علوم العربية والشرعية ، جیسے۔ نحو ، الصرف ، اشتقاق ، أدب ، شعر ، علوم الحديث ، فقه ، أصول الفقه ، بدعت اور دیگر علوم شامل ہیں ، اور ان کی مطبوع کتب اور غیر مطبوع کتب مندرجہ ذیل ہیں:

أولاً: المطبوعه

1۔ الإفادات والإنشادات، وفيه طرق وتحف ومدح أدبية وإنشاءات.

2۔ كتاب الاعتصام في أهل البدع والضلالات. المعروف۔ الاعتصام (بدعت اور اس کی اقسام پر اس جیسی کوئی کتاب نہیں)۔

3۔ كتاب الموافقات في أصول الفقه. المعروف الموافقات فی اصول الاحکام (علم فقہ میں یہ ایک بہت ہی عمدہ کتاب ہے)۔

4۔ كتاب المقاصد الشافية في شرح خلاصة الكافية، (وهو شرح الألفية، يعني ألفية ابن مالك).(طبع في 10 مجلدات.

ثانياً: غير المطبوعه

5. شرح جلیل علی الخلاصة، چار جلدوں میں۔

6. كتاب المجالس، وهو شرح لكتاب البيوع من صحيح البخاري۔(یہ کتاب صحیح بخاری کے باب "خریدوفروخت کا بیان" کی شرح ہے)۔

7. عنوان الاتفاق في علم الاشتقاق، کہا جاتا ہے کہ بیہ کتاب امام شاطبی کی زندگی میں ضائع ہو۔

8. كتاب أصول النحو، (یہ کتاب بھی امام صاحب کی زندگی میں ہی ضائع ہو گئی تھی)۔

امام الشاطبی نے اپنی کتاب الاعتصام کے آخر میں تصوف سے متعلق ایک کتاب لکھنے کے اپنے ارادے کے بارے میں ذکر کیا ، اور انہوں نے اسے اہل تصوف کا عقیدہ قرار دیا ، لیکن ہم نہیں جانتے کہ انہوں نے یہ کتاب لکھی ہے یا نہیں۔

9 المراجع

1. حدیث کا شرعی مقام۔ ڈاکٹر سید سعید العابدی الازہری۔ جلد۔ 2 صفحات۔ 108 تا 122۔

2. ^ "معلومات عن إبراهيم بن موسى الشاطبي على موقع libris.kb.se". libris.kb.se. مؤرشف من الأصل في 09 ديسمبر 2019.

3. ^ "معلومات عن إبراهيم بن موسى الشاطبي على موقع id.loc.gov". id.loc.gov. مؤرشف من الأصل في 09 ديسمبر 2019.

4. ^ "معلومات عن إبراهيم بن موسى الشاطبي على موقع viaf.org". viaf.org. مؤرشف من الأصل في 26 مايو 2020.

5. ^ سلمان, حسن (16 يناير 2020). "الإمام الشاطبي حياته ومؤلفاته". ulamaaeritrea.org. رابطة علماء إرتريا. مؤرشف من الأصل في 25 يناير 2020. اطلع عليه بتاريخ 31 يوليو 2020.



2 امام سراج الدين ابو حفص عمر ابن ملقنؒ

723ھ تا 804ھ

”إمام سراج الدين أبو حفص عمر بن علي بن أحمد بن محمد بن عبد الله، الأنصاري الوادي آشي الأندلسي التكروروي المصري“۔ ابن النحوی کے نام سے معروف ہیں ، کیوں کہ ان کے والد نحوی< گرامیکل > تھے ، اور آپ حدیث ، تاریخ اور فقہ کے سب سے بڑے اسکالر میں سے ایک مانے جاتے ہیں۔

ابن الملقن	
معلومات شخصية	
تاريخ پيدائش	723ھ القاهرة
تاريخ وفات	804ھ القاهرة
اقامة	قاهرة مصر

المذهب الفقهي	مجتهد
العقيدة	أهل السنة والجماعة
الحياة العملية	
ورک لائف ایرا	723 هـ - 804هـ
دلچسپیاں	تخريج حديث
قابل ذکر کام	التذكرة في علوم الحديث [لغات أخرى]
متأثر	ابن هشام، ابن جماعة
أثر في	أحمد بن علي المقريزي، ابن حجر العسقلاني

1 ولادت اور وطن

إمام ابن ملقن اصل میں ”اندلس“ میں ”وادی آش“ کے رہنے والے تھے ، پھر آپ کا باپ ”وادی آش“ سے ”تکرور“ چلا گیا ، پھر وہ ”قاہرہ“ آیا ، آپ 21 ربیع الاول 723ھ میں قاہرہ مصر میں پیدا ہوئے۔ آپ کا باپ ”علي بن أحمد بن محمد بن عبد الله، الأنصاري“ آپ کی پیدائش کے ایک سال بعد فوت ہوا ،

اور آپ یتیم ہو گئے والدہ نے عقد ثانی کر لیا۔ لیکن آپ کی والدہ کا نیا شوہر "الشيخ عيسى المغربي" اور والدہ نے آپ میں علم کا شوق ، طلب ، خوبی اور تجسس پیدا کیا ۔ لہذا آپ نے اپنے زمانے کے عظیم شیوخ سے پڑھا اور ان سے سنا۔ اور دمشق حماۃ ، یروشلم اور بلاد الحرمین کا سفر کیا۔

2 اساتذہ و شیوخ

1۔ خليل بن كيكلدي العلائي.

2۔ عبد الرحمن الصالحي.

3۔ عبد الرحيم الإسنوي.

4۔ ابن هشام.

5۔ تقي الدين السبكي.

6۔ عبد العزيز الكناني المعروف بابن جماعة.

7۔ إبراهيم المناوي.

3 تلامذہ

1۔ محدث عبد الرحيم بن الحسين العراقي.

2۔ شيخ أحمد بن عثمان الريشي.

3۔ شيخ أحمد بن علي المقريزي.

4۔ حافظ ابن حجر العسقلاني.

5۔ شيخ محمد بن موسى بن عيسى الدميري.

4 فقہی مسلک

إمام سراج الدین أبو حفص عمر ابن ملقنؒ کو امام شافعی کے مذہب کی طرف منتسب کیا جاتا ہے لیکن یہ انتساب ہرگز تقلید کی وجہ سے نہیں تھا بلکہ وہ زمانہ ہی ایسا تھا کہ حکام و مقلدین کے دباؤ کی وجہ سے ہر کسی کو کسی نہ کسی مذہب کی طرف منتسب ہونا پڑتا تھا۔ ابن ملقنؒ خود اپنی کتاب میں لکھتے ہیں "عام طور پر ایسی باتیں تقلید کی وجہ سے واقع ہو جاتی ہیں اور ہم اس سے بری ہیں اللہ کی تعریف اور اس کے احسان کے ساتھ"۔ "البدر المنير في تخريج ألاحاديث و الآثا والواقعة الشرح الكبير" جلد 1 صفحہ 293۔

5 وفات

إمام سراج الدین أبو حفص عمر ابن ملقنؒ نے اکیاسی سال کی عمر میں "ليلة الجمعة" سولہ 16 ربیع الاول سن 804 ہجری میں وفات پائی۔

6 کتب

آپکی تالیفات تقریباً 3 hundred تین سو ہیں ۔ چند کے نام یہ ہیں

1. "التوضيح لشرح الجامع الصحيح" {"المحقق. الشيخ خالد الرباط - الشيخ جمعة فتحي": "الناشر. وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية - قطر. سنة النشر. 1429هـ - 2008م" "عدد المجلدات . 36. عدد الصفحات. 23019" :مفهرس فهرسة كاملة}.
2. التذكرة في علوم الحديث.
3. الاعلام بفوائد عمدة الاحكام.
4. إيضاح الارتياب في معرفة ما يشتبه ويتصحف من الأسماء والأنساب.
5. غريب كتاب الله العزيز.
6. البدر المنير في تخريج ألاحاديث و الآثا والواقعة الشرح الكبير. 7 جلدين.
7. البدر المنير في تخريج أحاديث شرح الوجيز للرافعي.
8. خلاصة الفتاوي في تسهيل أسرار الحاوي.
9. كافي المحتاج إلى شرح المنهاج في علم الاصول.
10. الاشراف على الاطراف.

7 المراجع

1. الشيخ سفر الحولي:ابن الملقن نسخة محفوظة 1 يونيو 2010 على موقع واي باك مشين. "نسخة مؤرشفة". مؤرشف

من الأصل في 12 يوليو 2014. اطلع عليه بتاريخ 25 يوليو 2018.

2. الجمعية العلمية السعودية للسنة وعلومها:ترجمة ابن الملقن نسخة محفوظة 14 مارس 2016 على موقع واي باك مشين.

3. البدر المنير في تخريج ألاحاديث و الآثا والواقعة الشرح الكبير" جلد 1 صفحه 293.



3 محدث شہاب الدین احمد القسطلانیؒ

851ھ تا 923ھ

شہاب الدین ابو العباس احمد بن محمد بن ابو بکر القسطلانی المصری الشافعي رحمہ اللہ (ولادت: 12 ذیقعد 851ھ ۔ وفات: 8 محرم الحرام923ھ) ممتاز عالم دین ، مفسر ، محدث ، فقیہ ، مؤرخ ، سیرت نگار تھے۔ آپ عموماً شارح صحیح بخاری کے نام سے مشہور ہیں۔

شہاب الدین احمد قسطلانی	
معلومات شخصیت	
پیدائش	12ذیقعد 851ھ \ 20 جنوری 1447 قاہرہ۔
وفات	8 محرمالحرام 923ھ \ 27 فروری 1517 (70 سال) قاہرہ
زوجہ	عائشہ الباعونیہ
عملی زندگی	

پیشہ	محدث ، مفسر ، فقیہ، مؤرخ ، عالم، سیرت نگار۔
زبان	عربی
کارہائے نمایاں	ارشاد الساری فی شرح صحیح البخاری۔

1 نام و نسب

لقب شہاب الدین ۔ کنیت ابو العباس ۔ نام و نسب ۔ أحمد بن محمد ابن أبي بكر ابن عبد الملك بن أحمد بن حسين بن علي القسطلاني المصري الشافعي , خاندانی نسبت سے قتیبی ہے۔

2 ولادت اور وطن

علامہ قسطلانی کی پیدائش 12 ذیقعد 851ھ بمطابق 20 جنوری 1447ء کو قاہرہ مصر میں ہوئی۔

3 ابتدائی تعلیم

مصر ہی میں قرآن مجید حفظ کیا اور تجوید و قرأت اور صرف و نحو کی تعلیم حاصل کی۔ تجوید میں آپ نے شاطبیہ اور جزریہ پڑھیں اور نحو میں الوردیہ یاد کی۔

4 شیوخ اور اساتذہ

آپ نے اپنے وقت کے بے بدل محدث علامہ ابن حجر عقسلانیؒ کے تلامذہ سے کسب فیض کے علاوہ اور بھی متعدد جلیل القدر اساتذہ کرام اور شیوخ عظام سے استفادہ کیا ۔ آپ شیوخ کے اسماء گرامی یہ ہیں۔

(1) محدث شمس الدین سخاوی (2) شیخ الاسلام شیخ زکریا انصاری (3) علامہ شہاب بن اسد (4) علامہ خالد الازہری نحوی (5) علامہ فخر مقسمی (6) اما م عمر بن قاسم انصاری نشار (7) شیخ برہان عجلونی (8) علامہ عبد الغنی ھیثمی (9) صحیح البخاری آپ نے شیخ علوی نثاوی کے پاس پڑھی جو پانچ مجالس میں مکمل ہوئی۔

نیز آپ نے مکہ معظمہ میں بھی متعدد علماء سے تحصیل علم کی ۔ علماء مکہ مکرمہ میں سے شیخ النجم ابن فہد اور جلیل القدر محدثہ اور شیخۃ ا لحدیث زینب بنت امام شوبکی کے اسماء گرامی سر فہرست ہیں۔

5 علمی مقام

علامہ قسطلانیؒ اپنے دور کے بہت بڑے امام ، قرأت کے ماہر ، چودہ روایتوں کے شائق جید قاری ، علم و فن میں حجت با

خبر اور روشن دماغ فقیہ اور سندالمحدثین ، حاجب تصانیف کثیرہ اور بڑے با کمال آدمی تھے ۔ شیخ ابو بکر بن احمد بن حمیرہ نخاسؒ کی دختر نیک اختر حلیمہ آپ کی والدہ محترمہ تھیں۔

6 وفات

امام قسطلانیؒ کی وفات 8 محرم الحرام 923ھ بمطابق 1517ء قاہرہ میں ہوئی ۔ جمعہ کی نماز کے بعد جامع الازہر میں آپ کی نماز جنازہ پڑھی گئی اور جامع الازہر کے قریب قاضی القضاۃ بدرالدین عینی کے مدرسہ میں "قبہ" میں آپ کو دفن کیا گیا۔

7 نقد و نظر کے آئینے میں

"میمونی رحمہ اللہ نے بہت ہی عمدہ بات نقل کی ہے ۔ وہ نقد و جرح کے ماہر ہیں ۔ فرماتے ہیں میں نے محدث العصر امام احمد بن جنبلؒ سے سنا آپؒ نے ایک تحقیقی تجزیہ کیا تھا ۔ تین قسم کی کتابوں میں اصول مدِ نظر نہیں رکھے جاتے ۔ مغازی ، ملاحم اور تفسیر القرآن ۔ میں ہر رطب و یابس اور غلط و صحیح جمع کر دیا جاتا ہے ۔ البرہان فی علوم القرآن۔ 2/156"۔ قسطلانیؒ کی المواہب اللدنیہ میں ہر طرح کی

صحیح ، ضعیف ، موضوع روایت پائی جاتی ہیں ۔ جس سے ضعیف العقیدہ لوگ گمراہ ہوتے ہیں ۔ افسوس ماضی میں صحیح سیرت الرسولﷺ پر کوئی کتاب نہیں لکھی گئی ۔ اگرچہ قرآن کریم اور کتب حدیث میں سیرت الرسولﷺ پر صحیح احادیث موجود ہیں ۔ عصرِ حاضر میں صحیح سیرت الرسولﷺ پر بہت سی کتب عربی میں موجود ہیں ۔ چند ایک کا اردو ترجمہ ہوا ہے ۔ مثلاً صحیح سیرت الرسولﷺ از ڈاکٹر محمد صویَانی حفظہ اللہ ۔ صحیح سیرت النبیﷺ ۔ ڈاکٹر محمد علی صلابی حفظہ اللہ ، زیرِ طبع۔ نیز محسن ملت اسلامیہ خادم حدیث رسولﷺ پروفیسر ڈاکٹر محدث ضیاء الرحمان اعظمیؒ نے "تلخیص الجامع الکامل في الحدیث الصحیح الشامل"۔ عربی ، اردو ، زیرِ طبع۔ میں سیرت الرسولﷺ پر تمام صحیح احادیث کو جمع کیا ہے ۔ اور "سیرت النبیﷺ قرآن کے آئینہ میں"۔ میں بھی بہت سی کتب موجود ہیں۔

8 کیٹلاگ

1۔ إرشاد الساري لشرح صحيح البخاري (ط. العلمية) المحقق: محمد عبد العزيز الخالدي۔ عدد المجلدات: 15۔عدد الصفحات: 8439۔ سنة النشر: 1416ھ الموافق 1996ء۔ پروفیسر ڈاکٹر علامہ صبحی صالحؒ لبنان لکھتے ہیں ۔قسطلانیؒ کی شرح

ارشاد الساری اور علامہ عینی کی شرح عمدۃالقاری کا درجہ فتح الباری ابن حجرؒ العسقلانی کے بعد ہے ۔ علوم حدیث۔ 501۔

2۔ الأسعد في تلخيص الإرشاد من فروع الشافعية۔

3۔ تحفة السامع والقاري بختم صحيح البخاري۔

4۔ الروض الزاهر في مناقب الشيخ عبد القادر۔

5۔ العقود السنية في شرح حرز الأماني للشاطبي۔

6۔ فتح المواهبي في مناقب الشاطبي۔

7۔ قبس اللوامع في الأدعية والأذكار الجوامع۔

8۔ مسالك الحنفا إلى مشارع الصلاة على النبي مصطفى صلى الله عليه وسلم۔

9۔ مشارق الأنوار المضية في شرح الكواكب الدرية۔

10۔ منهاج الابتهاج لشرح الجامع الصحيح لمسلم بن الحجاج۔

11۔ المواهب اللدنية بالمنح المحمدية۔

12۔ يقظة ذوي الاعتبار في موعظة أهل الاعتبار۔

13۔ لطائف الإشارات لفنون القراءات۔

9 المراجع

1۔ الاعلام ۔ خیر الدین زرکلی ۔ ادرالعلم للملایین بروت۔

2۔ المستطرفہ ۔ علامہ محمد بن جعفر کتانی۔

3. ويكيبيديا، الموسوعة الحرة. ترجمہ۔ شهاب الدين القسطلانی۔

4. آزاد دائرہ المعارف مقالہ شہاب الدین قسطلانی.

5. علوم حدیث۔ پروفیسر ڈاکٹر علامہ صبحی صالحؒ لبنان۔

6. الجمعية العلمية السعودية للسنة وعلومها:منهج الشيخ العلامة أحمد بن محمد القسطلاني في كتابه إرشاد السّاري إلى شرح صحيح البخاري نسخة محفوظة 6 يوليو 2015 على موقع واي باك مشين.



4 شیخ سید محمد رشید رضا مصریؒ

1865 تا 1935ء

شیخ سید محمد رشید رضا مصری پیدائش: 27 جمادی الاول 1282ھ بمطابق 23 ستمبر 1865ء – وفات: 23 جمادی الأولی 1354ھ بمطابق 22 اگست 1935ء ۔

”عظیم مصلح اور اتحاد عالم اسلامی کے داعی“۔ تفسیر ، حدیث ، فقہ ، تاریخ اور عربی ادب کے انیسویں صدی عیسوی اور بیسویں صدی عیسوی کے اکابرین میں سے تھے ۔ اُن کی وجہ شہرت تفسیر المنار ہے۔

سید محمد رشید رضاؒ	
معلومات شخصیت	
پیدائش	27 جمادی الأولی 1282 ھ/ 23 ستمبر 1865 القلمون (لبنان)
وفات	23 جمادی الأولی 1354 ھ/ 22 اگست 1935ء(70 سال) قاهره
اقامه	لبناني
وطن	لبنان

عقيدة	أهلسنت ، سلفيه
عملی زندگی	
مشهور تلامذه	محمد يوسف الشريقي
پیشہ	جرنلسٹ ، مفسر قرآن ، داعی ، مصلح
لغات	عربي
شعبۂ عمل	جرنلسٹ ، اسلامی عقائد ، تفسیر قرآن ، دعوت اسلامی
متاثر	ابن تیمیة ، ابن القیم ، ابن کثیر ، ابن خلدون ، محمد بن عبد الوهاب ، جمال الدین افغاني ، محمد عبده
ان سے متاثر	امام حسن البنا ، محدث الباني

1 نام و نسب

شیخ سید محمد رشید بن علی رضا بن محمد شمس الدین بن محمد بہاء الدین بن منلا علی خلیفہ القلمونی، البغدادی، حسینی النسب تھے۔

2 ولادت اور وطن

شیخ سید رشید رضا کی پیدائش 27 جمادی الاول 1282ھ مطابق 23 ستمبر 1865ء کو لبنان کے محافظہ شمالی کے شہر قلمون میں قلمون نامی ایک قصبہ میں ہوئی۔ قلمون لبنانی طرابلس سے تقریباً تین میل کے فاصلے پر بحیرہ روم کے ساحل پر واقع ہے ۔ طرابلس میں ہی تعلیم بھی حاصل کی۔

3 تعلیم

ابتدائی تعلیم طرابلس اور قلمون میں حاصل کی بعد میں مصر سنہ 1315ھ میں منتقل ہوئے جہاں پر شیخ محمد عبدہ کے پاس گئے اور ان کی شاگردی اختیار کی اس کے بعد بیروت چلے گئے مجلۃ المنار دینی اصلاح کے لیے نکالا اس میں عصری تعلیم پر بہت زور دیا۔

4 رشید رضا کے شیخ محمد عبدہ

1۔ شیخ سلیم الہلالی حفظہ اللہ لکھتے ہیں ۔ جس تحریک کی بنیاد جمال الدین افغانی اور محمد عبدہ نے رکھی تھی وہ سلفی تحریک نہیں تھی بلکہ وہ تو خلفی اور عقلی تحریک ہے

۔ انھوں نے عقل کو نقل پر حاکم بنا دیا ہے ۔ نجات یافتہ کون۔ 234 ۔

2۔ ڈاکٹر مصطفیٰ سباعیؒ لکھتے ہیں ۔ محمد عبدہ حدیث نبوی میں کم مایا تھے ۔ اسلام کا دفاع کرنے میں وہ زیادہ تر عقلی و منطقی براہین و دلائل پر اعتماد کرتے تھے ۔ حدیث رسولﷺ کا شرعی مقام۔ 53 ۔

3۔ سید ابوالحسن علی ندوی لکھتے ہیں ۔ جدت پسندی میں محمد عبدہ اور سر سید احمد خان میں بہت کم فرق نظر آتا ہے ۔ مسلم ممالک میں اسلامیت اور مغربیت کی کش مکش۔ 137۔

5 رشید رضا اور حدیث نبویﷺ

ڈاکٹر مصطفیٰ سباعیؒ لکھتے ہیں ۔ محمد عبدہ کی وفات کے بعد جب رشید رضا نے مسلمانوں کی اصلاح کا بیڑا اٹھایا حدیث اور فقہ کے میدانوں میں جولانی کے جوہر دکھانے شروع کیے ۔ اور اس طرح عالم اسلامی میں بسنے والے تمام مسلمانوں کے مسائل کی عقد کشائی کرنے لگے تو حدیث نبوی اور اس کے متعلقہ علوم میں ماہرانہ بصیرت حاصل کی ۔ عمر کے آخری دور میں تو وہ حدیث و سنت کے عَلم بردار بن گئے تھے ۔ اور اس ضمن میں نمایاں خدمات انجام دیں ۔ جب کہ

جامعہ ازہر کے علماء حدیث اور اس سے معتلق علوم میں کوئی دلچسپی نہ رکھتے تھے ۔ اور فقہی ، کلامی اور لغوی مباعث و مذاہب ان کی تمام تر توجہات کا مرکز و محور بن کر رہ گئے تھے ۔ زندگی کے آخری دور میں سید رشید رضا رحمت ربانی کا خصوصی مورد بن گئے تھے ۔ میں ان کی قیام گاہ پر حاضر ہو کر ان کے علم و فہم اور حدیث نبویﷺ کا دفاع کرنے کے سلسلہ میں ان سے استفادہ کیا کرتا تھا۔

بنابریں اس امر کی شہادت دینا میرا دینی اور اخلاقی فریضہ ہے ۔ کہ وہ حدیث نبوی سے اخذ و استفادہ کرنے میں بڑی شدت سے کام لیتے اور جو بھی فقہی مذہب حدیث کے خلاف ہوتا اس کی تردید کرتے تھے ۔ حدیث رسولﷺ کا شرعی مقام۔ 53 ۔ 54۔

6 سیاحت

دمشق شام میں جامع الاموی میں خطاب کیے ، مصر گئے ، حجاز ، یورپ اور ہندوستان کے سفر کیے ۔

7 وفات

شیخ رشید کے المملكة العربية السعودية سے مضبوط تعلقات تھے ، لہذا آپ امیر سعود بن عبد العزیز بن عبد الرحمٰن آل

سعود کو الوداع کرنے کے لئے کار سے سوئز گئے اور اس کو اپنا مشورہ فراہم کیا ، اور آپ نے سوئیز میں رات آرام کرنے سے انکار کردیا ۔ اور آپ نے واپس آنے پر اصرار کیا ، اور اسی دن وہ واپس آ گئے ، اور وہ راستے میں ہی قرآن مجید پڑھ رہے تھے ، اور اس کا کمزور جسم سڑک کے سفر کی مشقت برداشت نہ کرسکا کار کے ہچکولوں سے چکر آ گیا ، اور اس نے اپنے دونوں ساتھیوں کو گاڑی کے اندر آرام کرنے کو کہا ، اور آخری جملہ یہ تھا: "ہم اللہ رب العزت سے دعا گو ہیں کہ وہ ہمیں خیر اور اسلام پر موت عطا کرے۔" پھر جلدی ہی آپ کی وفات ہوگئی۔

جمعرات 23 جمادی الأولی 1354ھ الموافق 22 اگست 1935ء کو 70 سال کی عمر میں شیخ سید رشید رضا کا انتقال راستے یا قاہرہ میں ہوا ۔ اور تدفین قاہرہ میں کی گئی۔

8 المنار اور خیالات

شیخ سید رشید رضا اپنےخیالات کا اظہار رسالہ المنار کے ذریعے کرتے تھے ۔ جو 1897ء میں ایک ہفت روزہ کی شکل میں نکلا لیکن بعد میں ماہنامہ کر دیا گیا اس رسالے میں ان کے علاوہ مشہور لبنانی ادیب امیر شکیب ارسلان اور فرید وجدی بھی مضامین لکھا کرتے تھے ۔

رشید رضا اتحاد اسلامی کے عَلمبردار اور قوم پرستی کے سیاسی نظریہ کے شدید مخالف تھے ۔ انکا کہنا تھا کہ قوم پرستی مسلمان میں صرف انتشار پھیلانے ہی کا زریعہ نہیں ہے بلکہ الحاد اور بے دینی سے قریب تر کرنے کا بھی ایک زریعہ ہے ۔ وہ مصطفےٰ کمال ملعون کی سیکولرازم اور اس پر مبنی اصلاحات کے بھی مخالف تھے ۔ اور انھوں نے مصری مصنف شیخ علی عبدالرزاق کے اس نظریہ پر سخت تنقید کی کہ مصر ترکی کے نقش قدم پر چل کر سیاست کو مذہب سے الگ کر دینا چاہییے ۔ انھوں نے ڈاکٹر طہٰ حسین کی کتاب الشعرالجاہلی پر سخت تنقید کی ۔ انھوں اپنے استاذ محمد عبدہ کے ان خیالات سے بھی اختلاف کیا جن میں مغربی افکار سے مرعوبیت پائی جاتی ہے ۔ ابتدائی دور کے ان علماء میں جنھوں نے مغربی نظریات کے مضراثرات اور غیر اسلامی افکار کے خلاف آواز بلند کی رشید رضا مصری ، مصطفےٰ صادق رافعی اور محمد فرید وجدی کے نام نمایاں ہیں ۔

9 نقد و نظر کے آئینے میں

1۔ المنار میں رشید رضا نے صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی صحیح احادیث کو بھی ضعیف قرار دے کر رد کیا ہے۔ جو اجماع کے خلاف ہے ۔ حافظ ابن حجرؒ عسقلانی ، حافظ ابو

نصر السجزیؒ ، امام ابو عبد اللہ الحمیدیؒ ،حافظ ابو بکر الجوزقیؒ ، امام الحرمین الجوینیؒ اور حافظ العلائیؒ نے صحیحین بخاری اور مسلم کی صحت پر اجماع کا دعوی کیا ہے۔

2۔ شیاطین و جن کے بارے صحیحین کی احادیث کا انکار کیا۔ اور کہا انسان جن کو نہیں دیکھ سکتا۔ نیز کہا جن انسان کو فائدہ اور نقصان پہنچا سکتے ہیں یہ سفید جھوٹ ہے ۔

3۔ معجزات النبیﷺ کا انکار کیا۔ اور کہا صرف ایک قرآن معجزہ ہے حتیٰ کہ انشقاق القمر جس کا ذکر قرآن اور بخاری و مسلم میں آیا ہے کا انکار کیا۔

4۔ تورات و انجیل کی روشنی میں بھی تفسیرالقرآن کی وغیرہ وغیرہ۔ مزید تفصیل کے لیے ملاظہ ہو (تاریخ تفسیر و مفسرین۔ پروفیسر ذہبیؒ و پروفیسر حریریؒ .702 تا 716)

5۔ اور مجلة المنار میں منکرین حدیث کے مقالے شائع ہوتے تھے مثلاً منکر حدیث ڈاکٹر توفیق صدقی کے دو مقالے المنار میں شائع ہوئے تھے ۔"حدیث رسول کا تشریعی مقام" 231۔

10 تصانیف

مشہور تصانیف میں

1. مجلة (المنار) 34 جلدوں پر مشتمل ہیں،

2. (تفسير القرآن الكريم - 12 جلدوں میں مکمل نہ ہوئی۔

3. تاريخ الأستاذ الإمام الشيخ محمد عبد ہ - تین جلدیں۔

4. نداء للجنس اللطيف -

5. الوحي المحمدي -

6. يسر الإسلام وأصول التشريع العام -

7. الخلافة -

8 ۔ الوهابيون والحجاز -

9. محاورات المصلح والمقلد -

10. ذكرى المولد النبوي -

11. شبهات النصارى وحجج الإسلام -

11 حوالہ جات

1. "الأعلام، خير الدين الزركلى"، دار العلم للملايين بيروت۔

2. ”تاریخ تفسیر و مفسرین“۔ پروفیسر محمد حسین ذھبی و پروفیسر غلام احمد حریری۔

3. “حدیث رسول کا تشریعی مقام”۔ ڈاکٹر مصطفیٰ سباعی۔ ترجمہ پروفیسر حریریؒ۔

4. ”ملت اسلامیہ کی مختصر تاریخ“۔ جلد چہارم۔ ثروت صولت۔

5. ویکیبیدیا، الموسوعة الحرة. ترجمہ۔ محمد رشید رضا۔

6. آزاد دائرہ المعارف مقالہ محمد رشید رضا۔

7. ”اردو دائرہ معارف اسلامیہ“۔ پنجاب یونیورسٹی لاھور۔

8. دائرة المعارف بریطانیکا آن لائن آئی ڈی:
https://www.britannica.com/biography/Rashid-Rida — بنام: Rashid Rida — اخذ شدہ بتاریخ: 9 اکتوبر 2017 — عنوان : Encyclopædia Britannica۔



5مؤرخ اسلام اکبرشاہ خان نجیب آبادیؒ

1875 تا 1938ء

مؤرخ اسلام اکبر شاہ خانؒ نجیب آبادی (ولادت: 1875 ء تا وفات: 10 مئی 1938ء) برصغیر کے مسلم مؤرخ ، جرنلسٹ اور عالم تھے ۔ آپ نے تین جلدوں میں تاریخ اسلام لکھی۔۔

اکبر شاہ خان نجیب آبادی	
معلومات شخصیت	
پیدائش	سنہ 1875ء نجیب آباد
تاریخ وفات	10 مئی 1938 (62–63 سال)
مذہب	اسلام (پیدائش تا - 1906) قادیانیت (1906ء - 1914ء) اسلام (1914ء - وفات)
عملی زندگی	
پیشہ	مؤرخ، مدیر (اخبار)، معلم
باب اسلام	

پانی پت کی تیسری جنگ کے ہیرو۔ ہندوستان میں امیر الامراء کے منصبِ جلیلہ پر فائز رہ کر تقریباً دس سال تک سلطنتِ دہلی کا کاروبار چلانے والے روہیلہ نواب نجیب الدولہ کا شہر نجیب آباد جہاں اپنے قلب میں روہیلوں کے عروج و زوال کی داستان چھپائے ہوئے ہے، وہیں جنگِ آزادی1857ء میں آزادی کا عَلم بلند کرنے والے مجاہدین آزادی کی رزم گاہ کے طور پر بھی اپنا ایک منفرد مقام رکھتا ہے۔ اسی تاریخی شہر نجیب آباد کے آسمانِ علم و ادب پر ایک ایسا روشن ستارہ بیسویں صدی کے نصف اوّل میں نمودار ہوا جس کی ضیا باریوں سے آسمانِ اردو کا تاریخی ادب آج بھی مزیّن ہے۔

1 مَولِد و مَسْکَن

اکبر شاہ نجیب آبادی کی پیدائش 1875ء کو بجنور کے علاقہ نجیب آباد میں ہوئی۔

2 ملازمت اور تدریس

تعلیم سے فراغت کے بعد نجیب آباد مڈل اسکول میں 1897ء میں پڑھانا شروع کیا اور پھر ہائی اسکول میں فارسی کے استاذ مقرر ہوئے۔

3 قادیانیت

1906ء اور 1914ء کے درمیاں قادیان میں رہے اور قادیانیت اختیار کرلی۔

4 اسلام

1914ء میں قادیانیت سے تائب ہوکر مسلمان ہوگئے۔

5 جرنلسٹ

1. 1916ء میں ماہنامہ عبرت شروع کیا۔
2. ظفر علی خان کی اسارت <اسیری> کے دوران میں ایک سال تک زمین دار کے بھی ذمہ دار رہے۔
3. ماہنامہ منصور لاہور میں بھی مضامین لکھے۔

6 مکتبہ عبرت

اکبر نجیب آبادی نے اپنی تصانیف کی اشاعت کے لیے ایک مکتبہ ”عبرت“ کے نام سے نجیب آباد میں قائم کیا تھا۔ جس کے منیجر مولانا کے شاگرد محمد ایوب خاں تھے۔ محمد ایوب خاں مکتبہ کے اغراض و مقاصد کا تذکرہ

کچھ یوں کرتے ہیں: ”مکتبہ عبرت“ ایک دینی و تبلیغی کتب خانہ کا نام تھا۔ اس کے تمام کاروبار میں تجارتی اصولوں کو نہیں بلکہ تبلیغی اور اصلاحی ضرورتوں کو ہر حالت میں مقدم رکھا جاتا تھا۔۔۔ مولانا ممدوح نے اپنی زندگی صرف انہی کتابوں کی تصنیف و تالیف کے لیے وقف کر دی تھی جو مسلمانوں کی قوم کو نفع پہنچانے والی ہوں اور جن کا مطالعہ قوم میں زندگی اور روح پیدا کر سکے“۔

اس تبلیغی اور اصلاحی مشن میں مولانا کو کبھی کبھی مالی مشکلات کا سامنا بھی کرنا پڑ جاتا تھا۔ اس بارے میں محمد ایوب خاں کہتے ہیں: ”ہر نئی کتاب کی اشاعت کے وقت مصارف کے لیے مولانا ممدوح کو قرض لینا پڑتا تھا۔ کبھی کبھی گھر کا نہایت ضروری سامان بھی فروخت کرنے کی نوبت آجاتی تھی۔ پھر کتاب فروخت پر قرض بھی ادا ہو جاتا اور سامان بھی خرید لیا جاتا تھا۔ مکتبہ میں کتابوں کی قیمتیں بھی عام بازاری نرخ سے گراں نہیں بلکہ ارزاں رکھی گئی تھیں۔ فروخت شدہ کتابوں پر مصارفِ ضروریہ منہا کر کے منافع کی قیمت کے برابر کتابیں ہمیشہ مستحق لوگوں کو مفت پہنچا دی جاتی تھیں“۔

مذکورہ بالا بیانات سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ مولانا موصوف نے اشاعتِ دین اور اصلاحِ قوم کی خاطر ایک مشن کے طور پر یہ مکتبہ قائم کیا تھا۔

7 وفات

جون 1937ء میں ضعف معدہ کی شکایت ہوئی اور اسی وجہ سے 10 مئی 1938ء کو وفات پائی۔

8 کیٹلاگ

نجیب آبادی نے تقریباً تیس سے زائد کتابیں لکھیں۔ ان کی کچھ تصانیف درج ذیل ہیں۔

1۔ تاریخ اسلام۔ 3 والیم۔

2۔ امت محمدیہ زوال پذیر کیوں؟۔صفحات۔ 338۔

3۔ کتاب اللہ کے صحیح فیصلے۔صفحات۔143۔

4۔ مسلمانان اندلس۔

5۔ جنگ انگورہ۔

6۔ حجۃالاسلام۔

7۔ مقدمہ تاریخ ہند موسوم بہ نظام سلطنت۔ 2 جلدیں۔

8۔ تاریخ نجیب آباد۔

9۔ تاریخ مراہٹہ۔

10۔ اکابرِ قوم۔

11۔ خواص خاں ولی۔

12۔ خاں جہاں لودھی۔

13۔ نواب امیر خان۔

14۔ گائے اور اس کی تاریخی عظمت۔

15۔ وید اور اس کی قدامت۔

16۔ ہندو اور مسلمانوں کا اتفاق۔

17۔ آئینہ حقیقت نما۔

18۔ سپاہیانہ زندگی۔

19۔ ورزشِ جسمانی۔

9 حوالہ جات

1 مسعود عالم فلاحی. ہندوستان میں ذات پات اور مسلمان (بزبان Urdu) (ایڈیشن مئی 2007). نئی دہلی: القاضی پبلشرز. صفحہ 162.

2۔ آئینہ حقیقت نما۔ اکبر شاہ نجیب آبادی۔

4۔ سہ روزہ ”دعوت“ نئی دہلی۔ شمارہ: ۲۸ فروری 2008ء۔



6 علامہ امیر شکیب ارسلانؒ لبنان

1869 تا 1946ء

شیخ شکیب ارسلان لبنان کے عہد ماضی قَرِیب کے ممتاز مفکر ، عظیم مؤرّخ ، جلیل القدر مصلح اور عربی زبان کے معجز نگار انشا پرداز ، شاعر ، مجاھد اور سیاسی مدبر گزرے ہیں ۔ ان کی ولادت بروز سوموار 25 دسمبر 1869ء کو ہوئی اور وفات سوموار کی شب 9 دسمبر 1946ء کو ہوئی۔ آپ لبنان کے ایک عرب خاندان سے تعلق تھے ۔ جس کا شجرہ نسب منذر بن السماء شاہ حیرہ سے ملتا ہے ۔ خلیفہ ثانی فروقِ اعظمؓ کے عہد حکومت میں ان کے جد امجد نے اسلام قبول کیا ۔ ان کے خاندان کے متعدد افراد عباسی خلافت سے لے کر خلافت عثمانیہ تک اعلیٰ عہدوں پر متمکن رہے ۔ وہ بیک وقت شاعر ، ادیب ، کاتب اور سیاست دان تھے ۔ ان کی کثرت کتب کی وجہ سے انہیں امیر البیان کا خطاب ملا ۔ وہ ان چند مفکرین میں سے ہیں جو امت اسلامیہ میں اتحاد کے داعی تھے اور اسلامی وحدت و ثقافت کے لیے کوشاں رہتے تھے۔

امیر شکیب ارسلان	
معلومات شخصیت	
پیدائش	سوموار یکم رمضان المبارک 1286ھ / 25 دسمبر 1869ء شویفات (بیروت)
وفات	سوموار کی شب 15محرم 1366ھ / 9 دسمبر 1946 (عمر 76 سال) بیروت
قومیت	لبنانی
کنیت	*امیر البیان*
عملی زندگی	
پیشہ	• 1۔ ممتاز مفکر • 2۔ جلیل القدر مصلح • 3۔ معجز نگار انشا پرداز • 4۔ عظیم مؤرّخ • 5۔ سیاست مدبر • 6۔ شاعر
پیشہ ورانہ زبان	عربی

1 نام و نسب

شکیب فارسی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی میں صبر کرنے والا اور ارسلان ترکی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی شیر ہے۔ ان کا مکمل نسب نامہ شکیب بن حمود بن حسن بن یونس بن منصور بن عباس بن فخر الدین بن حیدر بن سلیمان بن فخر الدین بن یحیی بن مذحج بن محمد بن احمد بن خلیل بن مفرج بن یحیی بن صالح بن مفرج بن یوسف بن صالح بن علي بن بحتر بن علي بن عمر بن عیسی بن موسی بن مطوع بن تمیم بن المنذر بن النعمان بن عامر بن هاني بن مسعود بن أرسلان بن مالك بن بركات بن المنذر بن مسعود الشهير بقحطان بن عون بن ملك الحيرة المنذر المغرور ابن الملك النعمان أبي القابوس ابن الملك المنذر ابن الملك المنذر بن ماء السماء ہے۔

2 ولادت اور وطن

شیخ شکیب ارسلان کی ولادت بیروت کے قریب شریفات نامی قریہِ میں سوموار کی رات یکم رمضان المبارک 1286ھ بمطابق 25 دسمبر 1869ء کو ہوئی۔

3 اساتذہ اور شیوخ

شیخ شکیب ارسلان کی شخصیت سازی میں چند اہم علما اور مفکرین کا کردار رہا ہے۔ جن میں ان کے اساتذہ بھی شامل ہیں۔ ان کے سب سے پہلے استاذ شیخ عبد اللہ البستانی تھے جنھوں نے انہیں "مدرسة الحكمة" میں پڑھایا تھا۔ ان کے علاوہ انہوں نے امام محمد عبدہ ، محمود سامی بارودی ، عبد اللہ فکری ، محمد رشید رضا ، ابراہیم یازجی ، احمد شوقی ، ڈاکٹر یعقوب معروف ، شیخ علی یوسف ، سعد زغلول ، اسماعیل صبری جیسے نامور ادبا ، شعرا اور مفکرین سے ملاقاتیں کیں اور کسب فیض کیا۔ انہیں جمال الدین افغانی سے بہت لگاو تھا اور ان سے بہت کچھ سیکھا۔ شکیب ارسلان کی فکری زندگی شیخ جمال الدین کی ہی رہین منت ہے۔ سیاست بھی ان سے ہی سیکھی۔ ان کے علاوہ انہوں نے اسلامی فکر اور اسلامی خلافت (سلطنت عثمانیہ) کے شدید حامی احمد فارس شدیاق سے بھی ملاقات کی اور ان سے بہت کچھ سیکھا۔ انہوں نے امریکی عالم کرنیلوس فائدیک سے بھی کسب علم کیا۔

4 عقیدہ اور عبادت

شیخ شکیب ارسلان کی ولادت دروز مذہب میں ہوئی ۔ دروز ایک خاص قسم کا مذہب ہے جو کسی غیر کو قبول نہیں کرتا ہے اور نہ ہی کسی دروز کو کوئی دوسرا مذہب اپنانے کی

اجازت ہے ۔ لیکن شکیب ارسلان کا عقیدہ اہلسنت سلفیہ تھا اور وہ اہلسنت کے طریقے کے مطابق عبادات مثلاً صوم و صلاۃ ، حج اور دیگر تمام عبادات کرتے تھے ۔ انھوں نے ادیگی قوم میں شادی کی تھی۔

5 سیاسی زندگی

شیخ شکیب ارسلان **1913** سے **1918**ء تک حوران شام سے عثمانی پارلیمنٹ کے ممبر رہے پھر جمیعۃ الھلال العثمانی کے انسپکٹر نامزد کئے گئے جس کے بینر تلے انھوں نے **1912**ء میں مغربی طرابلس کی جنگ میں اپنے بھائیوں کی مدد کے لئے وہاں کا سفر کیا۔ وہ ترکوں اور عربوں کے اتحاد کے سرگرم حامی تھے وہ عثمانی خلافت کو قائم رکھنا چاہتے تھے ۔ اور عربوں کو مکمل آزادی کی بجائے عثمانی سلطنت کے اندر رہتے ہوئے عربوں کی خودمختاری کے حامی تھے ۔ جنگ عظیم اول کے دوران وہ دمشق میں رہے ۔ جب ملحد مصطفےٰ کمال ملعون نے **1924**ء کے قریب خلافت ختم کرکے ترکی کو مغربی جمہوریہ قرار دیا اور ملک میں سیکولرازم لادینیت کو نافذ کیا تو امیر شکیب ارسلان کمالی ترکوں کے مخالف اور سخت نقاد بن گئے ۔ اس کے بعد وہ جنیوا چلے گئے ۔ لیکن جب شام کے قوم پرستوں نے **1920**ء میں دمشق ۔ میں کانگریس

طلب کی جس میں شاہ فیصل کو شام کا حکمران منتخب کیا گیا تو امیر شکیب ارسلان ہی نے اس کی صدارت کی۔

شکیب ارسلان عربیت اور امت اسلامیہ کے اتحاد پر بہت زور دیتے تھے۔ انھوں نے استعماریوں اور عرب پر حملہ کرنے والوں کو اپنا نشانہ بنایا۔ عربیت اور اسلامیت ان میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی اور اس کے لیے انھوں نے اپنی ساری زندگی وقف کردی۔ ان کے مقالات اتحاد کی دعوت دیتے تھے اور امت عربیہ او اسلامیہ کی کمزوری، کسمپرسی سے چھٹکارا پانے کے لیے راستہ تلاش کرتے نظر آتے ہیں۔

6 جنیوا مرکز اور اسلامی دنیا کے لئے خدمات

شیخ امیر شکیب ارسلان **1918** سے **1946**ء تک زیادہ تر سوئٹزر لینڈ کے شہر جنیوا میں رہے ۔ جہاں انھوں نے اپنا مرکز قائم کر لیا تھا ۔ چونکہ جمیعت اقوام کا مرکز بھی اسی شہر میں تھا ۔ اس لیے یہاں سے وہ اسلامی دنیا کی سیاست پر اثر انداز ہوسکتے تھے جنیوا سے وہ ایک رسالہ فرنسیسی میں نکالتے تھے ۔ جو عربوں کی آزادی اور اسلامی دنیا کے مسلمانوں کے حقوق کا پروزور علمبردار تھا ۔ امیر شکیب الرسلان نے بار ہا جمیعت اقوام میں عربوں کی ترجمانی کی اور عرب ملکوں کے نمائندے کی حیثیت سے فرانس اور

دوسرے مغربی ملکوں سے مذاکرات کیے ۔ انھوں نے جمیعت اقوام میں اسکندرونہ اور انطاکہ کو شام میں شامل کرنے کی حمایت کی۔ **1930**ء میں جب فرانسیسیوں نے مراکش کے قبائل پر فرانسیسی قانون فوجداری کے اطلاق کا فیصلہ کیا تو امیر شکیب ارسلان نے پوری اسلامی دنیا میں اس کے خلاف اور اسلامی قانون کے حق میں پرزور مہیم چلائی ۔ جنیوا میں انکا دفتر یورپ میں عرب قوم پرستوں کا سب سے بڑا مرکز تھا ۔ شمالی افریقہ کی تحریک آزادی میں بھی امیر شکیب ارسلان کا کردار اہم رہا ہے ۔ مراکش کے ممتاز ترین سیاسی رہنماعلال الفاسی اور محمد حسن وزّانی نے ان سے تعاون کیا ۔ اور احمد بالافرج نے ان کے دفتر میں پناہ حاصل کی ۔ شمالی افریقہ کے عربوں اور المشرق العربی کے درمیان وہ ایک واسطہ کی حیثیت رکھتے تھے ۔

امیر شکیب ارسلان عربوں کی آزادی کے ساتھ ہی ساتھ ساری اسلامی دنیا کے مسائل سے گھری دلچسپی لیتے تھے ۔ وہ اسلام کو عرب قومیت پر ترجیح دیتے تھے اور اتحاد اسلامی کے زبردست علمبردار تھے اور غیر عرب مسلمانوں کے حقوق کے لیے بھی انھوں نے مسلسل جنگ لڑی ۔ دنیا کے ہر حصے کے مسلمان ان سے اپنے مسائل کے حل میں مدد لیتے تھے ۔ وہ حبش میں مسلمانوں پر مظالم کی وجہ سے نجاشی

کے سخت خلاف تھے اور جب نجاشی نے حبشی مسلمانوں کو حقوق دینے سے متعلق ان کے مطالبات پر عمل نہ کیا تو انہوں نے حبش پر اطالوی تسلط کی حمایت کی کیونکہ اٹلی نے مسلمانوں کو وسیع حقوق دینے کا اعلان کردیا تھا۔

7 لغات اور اسفار

شکیب ارسلان کو امیر البیان کا خطاب ملا تھا۔ وہ بیک وقت شاعر ، ادیب ، کاتب اور سیاست دان تھے ۔ ان کو عربی ، ترکی ، فرانسیسی اور جرمن زبانوں پر قدرت حاصل تھی۔

انہوں کئی ممالک کا سفر کیا اور کئی بڑے ادبا اور سیاست دانوں سے ملاقات کی جن میں جمال الدین افغانی اور احمد شوقی شامل ہیں۔ سفر سے لبنان کے طرف واپسی کے بعد انہوں نے چند مشہور اسفار کیے جن میں طرابلس ، سویٹذرلینڈ کا لوزان ، اطالیہ کا نابولی ، مصر کا پورٹ سعید جیسی مشہور جگہیں شامل ہیں۔ مگر ان کا سفر یہیں ختم نہیں ہوا بلکہ انہوں نے نہر سوئز ہوتے ہوئے بحیرہ احمر کو عبور کیا اور پھر جدہ میں قدم رکھا۔ پھر مکہ گئے۔ انہوں نے اپنے اسفار کی تمام روداد قلمبند کی ہے۔

8 وفات

(1365ھ - 1945ء) میں دوسری عالمی جنگ کے خاتمے اور شام اور لبنان کی آزادی کے بعد ، شکیب ارسلان سال کے آخر میں (1366ھ - 1946ء) اپنے وطن واپس آئے۔ ان کا بھرپور استقبال کیا گیا ۔ شکیب ارسلان 30 اکتوبر 1946ء کو بیروت واپس آئے ، اور وہ اپنے ملک کو آزاد اور خودمختار ، قبضے اور جبر سے پاک دیکھنا کے منتظر تھے ۔ آپ کی وفات حرکت قلب بند ہو جانے کی وجہ سے سوموار کی شب 15محرم 1366ھ الموفق 9 دسمبر 1946ء کو اپنے گھر بیروت میں ہوئی۔

وفات کی المناک خبر پوری عرب اور اسلامی دنیا میں پھیل گئی ایک ہجوم امنڈ آیا ، اور لوگ اسے الوداع کرنے کے لئے اور آخری دیدار کے لئے اس کے گھر بیروت اور دمشق پہنچے ، اور اگلے ہی دن بیروت میں الجامع العربي میں اس کے لئے ایک زبردست اجتماع اور دعائوں کا انعقاد کیا گیا ، اور میت کو جلوس کے ہمراہ اس کے آبائی قریہ الشویفات منتقل کیا گیا ، یہاں آپ کی تدفین اپنے آبائی قبرستان میں ہوئی۔

9 کیٹلاگ

1۔ تاريخ غزوات العرب في فرنسا وسويسرا وإيطاليا وجزائر البحر المتوسط- مطبعة عيسى البابي الحلبي وشركاه بمصر –

الطبعة الأولى- سنة (1352 هـ - 1933م). اس کتاب کا ”جنوبی یورپ پر عربوں کے حملے“ کے نام سے اردو میں ترجمہ شائع ہو چکا ہے۔

2۔ الحلل السندسية في الأخبار والآثار الأندلسية- مطبعة عيسى البابي الحلبي وشركاه بمصر- الطبعة الأولى- سنة (1358 هـ - 1939م). یہ تین جلدوں میں اندلس کی تاریخ ہے اور مکمل نہ ہو سکی ۔ 1930ء میں اندلس کے سفر کے بعد لکھی ۔

3۔ رواية آخر بني سراج: تأليف الكونت دي شاتوبريان – ترجمة: شكيب أرسلان – مطبعة المنار بالقاهرة- سنة (1343 هـ - 1925م)

4۔ السيد رشيد رضا، أو إخاء أربعين سنة - مطبعة ابن زيدون بدمشق – الطبعة الأولى – سنة (1356 هـ - 1937م).

5۔ شوقي، أو صداقة أربعين سنة- مطبعة عيسى البابي الحلبي وشركاه بمصر – الطبعة الأولى – سنة (1355 هـ - 1936م).

6۔ لماذا تأخر المسلمون؟ ولماذا تقدم غيرهم؟- مطبعة عيسى البابي الحلبي وشركاه بمصر – الطبعة الأولى – سنة (1358

ھ - 1939م). اس کتاب کا ترجمہ ”اسباب زوال امت“ کے نام سے قدیمی کتبخانہ کراچی نے شائع کیا ہے ۔

7۔ رحلة إلى ألمانيا. سفر نامہ جرمنی ۔

8۔ بيوتات العرب في لبنان.

9۔ تاریخ ترک والدولة العثمانہ۔ یہ 1914ء تک سلطنت عثمانیہ کی مفصل تاریخ ہے۔

10۔ "حاضر العالم الإسلامي" یہ ایک امریکی مصنف لو تھراپ اسٹاڈرڈ کی کتاب نیو ورلڈ آف اسلام کا ترجمہ ہے ۔ جو ایک فسلطینی ادیب عجاز نو یہض کا کیا ہوا ہے ۔ لیکن شکیب ارسلان نے اپنے حواشی کے ذریعہ اس کو پوری اسلامی دنیا کی تاریخ میں تبدیل کر دیا ۔ اس میں بیشتر اسلامی ممالک کے حالات و مسائل تاریخی پس منظر کے ساتھ چار جلدوں میں پیش کیے گئے ہیں۔

11۔ اناطول فرانس۔

12۔ رحلة الى الحجاز ۔

13۔ تاریخ لبنان۔

14۔ مذكرات الأمير شكيب أرسلان، وقد أودعها مكتب المؤتمر الإسلامي في القدس لتنشر لعد وفاته.

امیر شکیب الرسلان شاعر بھی تھے ۔ ان کا کلام دیوان کی شکل میں موجود ہے۔

10 حوالہ جات

1۔ ”اردو دائرہ المعارف اسلامیہ“۔ پنجاب یونیورسٹی لاھور۔

2۔ ”ملت اسلامیہ کی مختصر تاریخ“۔ جلد چہارم۔ ثروت صولت۔

3۔ ”ویکیبیدیا الموسوعة الحرة“۔ ترجمہ۔ شکیب ارسلانؒ۔

4۔ ”علامہ الأمیر شکیب ارسلان رحمہ اللہ“۔ صہیب حسن مبارکپوری۔

5۔ ”آزاد دائرہ المعارف“۔ مقالہ امیر شکیب ارسلانؒ۔

6۔ کتاب الأعلام للزركلي - الأمير شكيب أرسلان - المكتبة الشاملة الحديثة۔



7 پروفیسر شیخ محمد راغب الطباخؒ

1877 تا 1951ء

شیخ محمد راغب الطباخؒ 1877ء میں «باب قنسرين» حلب میں پیدا ہوئے تھے۔ تخصص في علوم الحديث «علوم حدیث کے ماہر» ، آپ علامہ البانی رحمہ اللہ کے استاذ ، أجازه فی الحديث تھے ۔ محمد راغب الطباخ نے «علامہ البانی رحمہ اللہ» کو حدیث علم پر ایک کتاب کا درس دیا تھا۔

محمد راغب الطباخ	
معلومات شخصية	
تاریخ پیدائش	سنة 1877ء «باب قنسرين» حلب
تاریخ وفات	سنة 1951ء (73–74 سنة)حلب
الحياة العملية	
تلامذة مشهور	علامہ محمد ناصر الدين البانيؒ
◆◆◆◆◆◆◆◆◆◆◆◆◆◆◆◆	

1 نشات

شیخ نے قرآن کریم کو حفظ کیا جب وہ آٹھویں سال میں تھا ، اور اس نے ایک ایسے خاندان میں پرورش پائی جس میں دینداری ، تقویٰ ، علم سے محبت اور تجربہ کاری تھی ، اس کے دادا ہاشم مساجد میں دینی علوم پڑھاتے تھے۔ {العمری اور مسجد الزیتونة میں} اور اس کے والد محمود نے آستنبول میں منصب القضاء قبول کرنے سے انکار کردیا تھا۔

2 علمی کریٹر

آپ نے لکھنے اور خطاطی کا آغاز "شیخ محمد العریف"مشھور و معروف خطاط شیخ الاشرفیہ کے مکتبہ <مدرسہ اشرفیہ> میں کیا۔ جو الجامع الکبیر کے پیچھے ہے۔ پھر سنہ 1304ھ / 1886ء میں الفرافرۃ کے مدرسہ منصوریہ میں تعلیم حاصل کی جو سلطنت عثمانیہ کے قائم کردہ اسکولوں میں یہ ایک پرائمری اسکول تھا۔ پچھلی صدی کے آخر میں آپ وہاں ڈیڑھ سال رہے ، اس دوران آپ نے ترکی ، فارسی اور فرانسیسی زبانوں کے قواعد پڑھے۔ اس کے بعد اس نے مدرسہ «الشعبانية» " میں اپنی تعلیم جاری رکھی ، اور اس اسکول میں اسے اپنی مطلوبہ چیز مل گئی۔ چونکہ آپ الفقه الدین اور العلم کے رجال سے آمنے سامنے تھے اور

اس کے اساتذہ اور معلمین میں محمد رضا , محمد مزية اور بشير الغزي تھے۔ جو فقه ، أدب اور جميع علوم میں حجت تھے۔

3 اساتذہ و شیوخ

آپ نے مختلف علوم و فنون کے ماہر شیوخ کی ایک بڑی تعداد سے علم حاصل کیا ، اور آپ کے پاس اپنے شیوخ کی ایک طباعت شدہ دستاویز تھی:

1- العلامة المؤرخ محمد راغب بن محمود بن هاشم الطباخ الحلبي الحنفي.

2- الشيخ شرف الحق الدهلوي الهندي الجشتي.

3- علامة محمد رضا الزعيم الدمشقي.

4- علامة مفتي حمص الشيخ محمد خالد العطاسي الأتاسي.

5- علامة محدث شيخ كامل الموقت الحلبي المتوفى سنة 1338هـ.

6- علامة محدث شيخ طاهر بن السيد صالح بن أحمد بن موهوب، الجزائري الأصل، الدمشقي، فقيه مالكي مفتي.

7- علامة المحدث محمد بدر الدين الحسني البيباني الدمشقي عابد وزاہد.

8- علامة محدث محمد بن جعفر الكتاني الفاسي، نزول لدمشق.

9- عالم فقيه محدث الفرضي۔ محمد كامل الهبراوي الحلبي.

10-السيد محمد عبد الحي الكتاني الحسني علامة الكبير.

11- الشيخ يوسف النبهاني البيروتي.

12- العلامة الكبير الأستاذ أحمد رافع الحسيني القاسمي الطهطاوي الحسيني الحنفي المصري.

13-العلامة الفقيه المفسر المحدث محمد حبيب الله الشنقيطي الجكني.

14- العلامة الفقيه المفتي محمد عطا الكسم الدمشقي.

15- العلامة الجليل عبد الستار الصديقي الدهلوي المكي الحنفي.

16-الشيخ العلامة أبو بكر بن محمد عارف خوقير المكي صاحب «ثبت الأثبات الشهيرة».

4 جهودالعلميه

شیخ محمد راغب الطباخؒ علم ، فکر اور تجدید نو کے افراد میں ایک اعلیٰ مقام رکھتے تھے ۔ «شمس المعارف» ، «المدرسة القرضاية» کے اسکولوں کے قیام میں۔ اور «الخسروية» اسکول تیار کرنے میں ، اور علوم الرياضيات و الطبيعيات کو نصاب میں شامل کرنے میں ان کا بڑا ہاتھ تھا۔ اور اسی طرح «المدرسة الإسماعيلية» ، «المدرسة القرضاية» پھر «المدرسة العثمانية» پھر «المدرسة الإشبيلية» اور تعلیم منہاج التوحید میں اس کا بڑا کردار ہے۔

آپ نے "المطبعة العلمية"علمی پرنٹنگ پریس «خان الحرير» «حلب» میں سنة 1341ھ/1922ء میں قائم کیا ، اور آپ کی تمام کتابیں اس میں چھپ گئیں ، اسی طرح دوسرے مصنفین کی کتب بھی اس پرنٹنگ پریس سے شائع کی گئیں ، اور ڈاکٹر عبد الکریم الاشتر نے حلب میں دار القلم العربي کی جاری کردہ اپنی کتاب «مسامرات نقدية» میں تذکرہ کیا۔ جب وہ دمشق یونیورسٹی میں تھے، علامہ بیطارؒ نے اسے محمد راغب الطباخؒ کی کتابیں تحفے کے طور پر دیں۔

اور شیخ الطباخ نے سب سے پہلے عربی زبان میں تعلیم کے لئے آواز اٹھائی ، اور عربی زبان میں درسی کتاب لکھنے والے پہلے ہیں۔

5 تلامذہ

آپ مدارس کے ڈائریکٹر تھے آپ کے تلامذہ کا شمار مشکل ہے۔
چند کے نام یہ ہیں۔

1۔ محدث العصر علامہ محمد ناصرالدین البانیؒ۔

2۔ الشیخ معروف الدوالیبي شامی نژاد سعودی۔

3۔ الشیخ مصطفی الزرقا،

4۔ الشیخ محمد نجیب خیاطة،

5۔ الشیخ عبد التواب ملتانی اہلحدیث،

6۔ الشیخ عبد الوهاب سکر،

7۔ الشیخ محمد زین العابدین الجذبة،

8۔ الشیخ محمد السلقیني،

9۔ الشیخ المفتي محمد الحکیم،

10۔ الشیخ المفتي محمد بلنکو،

11۔ الشیخ محمد النبهان

12۔ الشیخ طاهر خیر الله، والشیخ أحمد قلاش،

13. الشيخ بكري رجب، والمفتي الشيخ محمد عثمان بلال،

13. الشيخ محمد أديب حسون،

14. الشيخ محمد درويش خطيب،

15. الشيخ أحمد سردار،

وغيرهم وغيرهم كثير.

6 وفات

شیخ محمد راغب الطبّاخ یوم الجمعة 25 رمضان 1370ھ الموافق 29 جون 1951ء کو 74 سال کی عمر میں وفات پا گئے ، اور آپ کو حلب کے علمائے کرام اور قابل ذکر افراد کے قافلے نے حلب کے المشارقة محلے میں السنابلة کی سرزمین میں سپرد خاک کیا۔

7 مؤلفات

1- الفتح المبين على نور اليقين في سيرة سيد المرسلين.

2. عظة الأبناء بتاريخ الأنبياء –درسي كتاب.

3. المصباح على مقدمة ابن الصلاح.

4. الثقافة الإسلامية – سنة 1369هـ/ 1949ء. تاريخ افكار و علوم اسلامی۔اردو ترجمہ۔اسلامک پبلیکیشنز لاہور۔2جلدیں۔ صفحات۔912۔

5. أعلام النبلاء بتاريخ حلب الشهباء–سات جلدیں.

6- الأنوار الجليّة في مختصر الأثبات الحلبية.

7- تمرين الطلاب في صناعة الإعراب – رسالة صغيرة. طالب علموں کی تربیت ایک تجزیہ - ایک چھوٹا رسالہ ہے۔

8- ذوالقرنين و سدّ الصين.

9- الروضيات – جمعه من أشعار أبي بكر الصنوبري الحلبي.

10- العقود الدريّة في الدواوين الحلبية – و هي ثلاثة دواوين لثلاثة من شعراء حلب في القرن الحادي عشر الهجري.

11- المطالب العليّة في الدروس الدينية – ثلاثة كتب مدرسية.

12- وله مؤلفات كثيرة ما زالت مخطوطة من أهمها۔

8 مراجع

1. ↑ أ ب باسم: Muḥammad Rāghib al-Ṭabbākh — معرف ليبريس: https://libris.kb.se/auth/229548 —

تاريخ الاطلاع: 9 أكتوبر 2017

2. ^ سلقيني، د إبراهيم عبد الله (2013-12-06). "الشيخ محمد راغب الطبّاخ (مؤرخ حلب)". جبهة علماء حلب. مؤرشف من الأصل في 5 يناير 2017. اطلع عليه بتاريخ 04 يناير 2017.

3. ^ "جواهر حلب". www.aleppojewels.net. مؤرشف من الأصل في 4 يناير 2017. اطلع عليه بتاريخ 04 يناير 2017.

4. ^ أوراق الذهب فيما كتب عن حلب تأليف عامر رشيد مبيض. دار غار حراء 2006.

4. برِصغیر کے خدّام قرآن۔ مؤرخ اھلحدیث محمداسحاق بٹھیؒ۔



8 شیخ جسٹس عبدالقادر عودہؒ شہیدؒ

1906 تا 1954ء

شیخ عبد القادر عودہ شہید مصری رحمۃ اللہ علیہ (1906ء – 1954ء) عالم اسلام کے مشہور انقلابی مفکر و راہ نما تھے ۔ وہ اخوان المسلمین کے نمایاں قائدین میں شمار کیے جاتے تھے ۔ اپنی جرات اظہار و حق گوئی کے سبب انہیں کئی بار مشکلات میں مبتلا ہونا پڑا تآنکہ منزلِ شہادت ان کا مقدر بنی ۔ اعتصام لاهور۔

1 ولادت اور وطن

شیخ عبدالقادر عودہ کی ولادت 1906ء میں مصر کے علاقہ ”شربین“ کے ایک قریہ ”کفر الحاج شربینی“ میں ہوئی۔

2 تعلیم

ابتدائی تعلیم انھوں نے ”مدرسۃ المنصورۃ“ میں حاصل کی۔ پھر کھیتی باڑی میں لگ گئے۔ کچھ عرصے کے بعد دوبارہ تعلیمی سلسلہ بحال کیا۔ 1927ء {1348ھ} میں بی ، اے <B.A> کی ڈگری حاصل کی۔ اس کے بعد قاہرہ میں کلیۃ الحقوق { لاء کالج } میں داخلہ لیا، جہاں سے 1930ء میں امتیازی نمبروں سے لاء کی ڈگری حاصل کی۔

3 بے داغ شباب

تعلیم کے دوران شباب کے اس پُرفتن دُور میں بھی شیخ عبدالقادر عودہؒ کی زندگی کا ملاً بے لوث اور ہر طرح کی بے عتدالی اور بے راہ روی سے بالکل پاک تھی۔

4 جسٹس اور ماہرِ قانون

تعلیم سے فراغت کے بعد وہ نیابۃ اور قضاء کے مختلف مناصب پر فائز رہے۔ ان کی عدالت میں جو مقدمات پیش ہوتے تھے ان میں وہ ہمیشہ عدل وانصاف کو ملحوظ رکھتے تھے اور صاحب حق کے حق میں اپنا فیصلہ سناتے تھے۔

اخوان پر پہلی پابندی کے بعد ان کی عدالت میں بار ہا ایسے مقدمات پیش ہوئے جن میں اخوانی کارکنان پر مختلف الزامات لگائے گئے، مگر انھوں نے پابندی کو غیرقانونی قرار دیتے ہوئے ملزمین کو بری کردیا۔ ایک مرتبہ مصری حکومت نے انھیں مشرقی خطۂ سویز میں ایک انتخابی حلقے کا نگراں بنایا۔ اس موقع پر شیخ حسن البنّا اسماعیلیہ سے مصری پارلیمنٹ کے لیے انتخاب لڑ رہے تھے۔ انگریزوں کی شہ پاکر حکومت انھیں شکست دینے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگارہی تھی اور ہر طرح کے جبرو اکراہ اور مکر وفریب کو کام میں لارہی تھی۔ عبدالقادر عودہ خود اسماعیلیہ پہنچے اور وہاں

ایک عظیم الشان جلسہ کرکے زوردار تقریر کی، جس میں عوام کو جرأت اور آزادی سے حق رائے دہی استعمال کرنے پر ابھارا اور انھیں اطمینان دلایا کہ ان پر کوئی تشدد ہوا تو وہ مظلومین کی پوری مدد کریں گے۔ اور **1951**ء تک شیخ عودہ ہائی کورٹ کے جج کے منصب پر فائز رہے۔

شیخ عبدالقادر عودہ کا شمار مصر کے عظیم ماہرین قانون میں ہوتا تھا۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ جنرل محمد نجیب کے عہد میں ملک کا دستور تیار کرنے کے لیے جو کمیٹی تشکیل دی گئی، اس کا انھیں رکن نام زد کیاگیا۔ اس موقع پر انھوں نے عوام کے حقوق کا دفاع کرنے اور ملکی دستور کو اسلامی اقدار اور قرآنی تعلیمات کی بنیادوں پر استوار کرنے کے معاملے میں قابل قدر خدمت انجام دی۔ **1953**ءمیں لیبیا کی حکومت نے انھیں ملک کا دستور تیار کرنے کے لیے مدعوکیا۔

5 اخوان المسلمون میں شمولیت اور وکالت

شیخ عودہ نے الاخوان المسلمون میں باقاعدہ کب شمولیت اختیار کی؟ اس کا زمانہ معلوم نہ ہو سکا۔ لیکن اخوان کے بانی شیخ حسن البنّاؒ اور دیگر چوٹی کے قائدین سے ان کے قریبی تعلقات تھے۔ محمود عبدالحلیم نے اخوان کی تاریخ پر اپنی تصنیف”الاخوان المسلمون- أحداث صنعت التاریخ“ میں

لکھا ہے کہ حسن البنّا ان کا تذکرہ اکثر بڑے فخر اور احترام سے کیا کرتے تھے۔ دوسرے مرشد عام حسن الھضیبیؒ بھی ان سے بہت محبت کرتے تھے اور انھیں قدرو عظمت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ **1951**ء تک شیخ عودہ ہائی کورٹ کے جج کے منصب پر فائز رہے۔ ایک موقع پر شیخ ہضیبیؒ نے انھیں منصبِ قضا سے مستعفی ہوکر تحریک کے لیے ہمہ تن وقف ہوجانے کا مشورہ دیا تو انھوں نے فوراً استعفا دے دیا اور گزراوقات کے لیے پرائیویٹ وکالت کرنے لگے ۔ تھوری مدت میں آپ کا شمار بہترین وکلا میں ہونے لگا ۔

اخوان کے درمیان شیخ عبدالقادر عودہ کو بلند مقام حاصل تھا۔ ان کا شمار چوٹی کے قائدین میں ہوتا تھا۔ انھیں نائب مرشد عام منتخب کیا گیا تھا۔ اخوان کے تمام کارکنان ان کی بات کو اہمیت دیتے تھے اور ان کے اشاروں پر چلتے تھے۔ **28** فروری **1954**ء کو ایک زبردست مظاہرہ ہوا۔ ہزاروں افراد، جن میں اخوان کے کارکنان بھی شامل تھے، میدان عابدین میں جمع ہوئے۔ ان کے مطالبات یہ تھے کہ حکومت عوام پر ظلم سے باز آئے، گرفتاروں کو رہا کیا جائے، سابق مظاہروں میں شریک ہونے والوں پر گولیاں چلانے والوں کو سزا دی جائے اور اسلامی شریعت نافذ کی جائے۔ حکومت کوشش کے باوجود مظاہرے کو کنٹرول نہیں کرپارہی تھی۔ جنرل نجیب نے عبدالقادر عودہ سے اپیل کی کہ مظاہرین کو کنٹرول کریں

اور انھیں واپس کریں، ان کے مطالبات پورے کردیے جائیں گے۔ شیخ عودہ کے ایک اشارے پر مظاہرین کا جوش ٹھنڈا ہوگیا اور وہ واپس چلے گئے۔ حکومت کو اندازہ ہو گیا کہ جو شخص اتنے بڑے مجمع کو واپس بھیج سکتا ہے وہ انھیں اکٹھا بھی کرسکتا ہے، چنانچہ اسی شام انھیں دیگر افراد کے ساتھ قید کرلیاگیا اور سخت جسمانی سزائیں دی گئیں۔

6 اخوان المسلمون اور جماعت اسلامی کا فرق

1۔ ڈاکٹر لئیق اللہ لکھتے ۔ الاخوان المسلمون عصر حاضر کی اسلامی تحریک ہے بلکہ اسلامی دنیا کی سب سے بڑی تحریک ہے ۔ الاخوان کا نصب العین زندگی کے مختلف شعبوں میں اسلامی شریعت کا نفاذ اور قرآن و سنت کی عملداری کا قیام ہے ۔ جماعت نے اعلان کیا کہ اسلام کا پغام عالمگیر ہے اور یہ ایک مکمل نظام حیات ہے ۔ اسلامی حکومت کا قیام اور اسلامی قوانین کا نفاذ لازم ہے ۔ حسن البنّاؒ تحریک کی بابت لکھتے ہیں "الاخوان المسلمون سلفی تحریک کا نام ہے"۔ یہاں تک اسماء و صفات الٰہی کا تعلق ہے تو اس سلسلے میں حسن البنّاؒ سلف صالحین کے منہاج ہی کو قابلے اتباع اور غلطی سے پاک و صاف مانتے ہیں ؛ خواہ انسان اسماء و صفات الٰہی کے

جملہ معانی کا ادراک کر پائے یا نہ کرسکے ۔ انسائیکلوپیڈیا مذاہب عالم۔ **307/311/ 310**۔

ڈاکٹر لقمان سلفیؒ لکھتے ہیں۔ دور اول کے اخوان المسلمون تمام کے تمام صحیح العقیدہ تھے اور قرآن و سنت پر چلنے والے تھے ۔ اس لیے بہت سے انصار السنة المحمدیہ کے بڑے بڑے علماء بھی ان سے تعاون کرتے رہے ۔ ایک جماعت کثیر کا خیال ہے کہ ظالموں نے بہت سی باتیں ان کی طرف جھوٹ منسوب کردی ہیں ۔ کاروانِ حیات۔ **281/280**۔ اخوان المسلمون کسی مخصوص فقہ کی جماعت نہیں ہے ۔ محدث عبدالرحمان البنّا کی خدمت حدیث ۔ **1**۔ "بلوغ الامانی من اسرار الفتح الربانی"۔نمبر شمار۔ شرح اور تحقیق و تخریج مسند احمد **24** جلدیں۔ **2**۔ "الحمود علی منحة المعبود ترتیب مسند ابوداؤد طیالسی"۔ مسند طیالسی کو فقہی ابواب پر مرتب کیا اسکی تعلیق لکھی کتاب البنّا کی تحقیق کے ساتھ دو جلدوں میں مطبع میمنہ مصر سےشائع ہوئی ہے۔ **3**۔ "بدائع المسند".اس کتاب میں امام شافعی کی"المسند" اور"السنن" کو نئے سرے سے جمع و ترتیب سے آرستہ کیا ہے۔ ایک اکیڈیمی کا کام عبدالرحمان البنا کی تنہا ذات نے انجام دیا ہے۔ نیز فقہ السنہ۔ السید سابقؒ اور اسلامک لاء۔ ڈاکٹر سعید رمضانؒ وغیرہ۔

2۔ جماعت اسلامی سلفی جماعت نہیں ہے بلکہ وہ تو خلفی اور عقلی جماعت ہے ۔ انھوں نے عقل کو نقل پر حاکم بنا دیا ہے۔ ڈاکٹر ادریس زبیر قرآن کریم اور اس کے چند مباحث میں لکھتے ہیں ۔ مولانا مودودی نے ترجمانی < تفہیم القرآن> میں کہیں کہیں جوثیلہ انداز اپنا لیا ہے جو قرآن کے دعوتی منہج سے ذرا ہٹ گیا ہے ۔ مولانا نے لفظی ترجمے سے ہٹ کر آزاد ترجمانی کا طریقہ اختیار کیا مگر وہاں بھی صفات الھیہ کے تاویلی معنی کو نمایاں کرگئے ۔ متفق علیہ احادیث کو اپنے نکتہ نظر کے مطابق صحیح نہ جانتے ہوئے انھوں نے محدثین بخاری و مسلم کی بھی خبر لے لی ۔ جماعت اسلامی یک فقہ حنفی اہلِ رائے کی جماعت ہے ۔ اس کی کتب فقہ حنفی پر مشتمل ہیں ۔ صرف ایک کتاب فقہ السنہ نامکمل۔ عاصم الحداد اہلحدیث جماعت اسلامی نے فقة الحدیث پر لکھی ۔ نیز سید مودودی کی کتب سے ماخوذ تفہیم الحدیث۔ 8 والیم ہے۔

5 سزا موت اور کے اس اسباب

شیخ عبدالقادر عودہ رحمہ اللہ پر الزام عائد کیاگیا تھا کہ انھوں نے جمال عبدالناصر کے قتل کی سازش تیار کی تھی۔ لیکن حقیقت میں ان کو پھانسی کی سزا دیے جانے کے دیگر اسباب تھے:

1-شیخ عودہ ابتدا میں کرنل ناصر سے حسن ظن رکھتے تھے۔ اسی لیے جب اخوان اور ناصر کے درمیان اختلافات رونما ہوئے تو انھوں نے باہم مفاہمت کرانے کی کوشش کی۔ اس دوران کرنل ناصر نے شیخ عودہ کو اپنا ہم نوا بناکر تحریک اخوان کے دو ٹکڑے کرنے کی سازش کی۔ لیکن شیخ نے اپنی دانائی اور ذہانت سے اس سازش کو ناکام بنادیا۔ اس چیز نے کرنل ناصر ملعون کے دل میں عداوت کا بیج بودیا۔

2- جولائی 1954ء میں جب مصری حکومت نے انگریزوں کے ساتھ معاہدہ کیا تو اخوان کی مرکزی قیادت نے شیخ عودہ کو اس معاہدے کا قانونی پہلو سے جائزہ لینے کی ذمّے داری سونپی۔ شیخ نے اس معاہدے کو مصری مفاد کے خلاف قرار دیا۔ اس سے حکومت ناراض ہوگئی۔

3-انقلابی کونسل نے جنرل محمد نجیب کو صدر جمہوریہ کے منصب سے ہٹانے کا فیصلہ کیا تو شیخ عودہ نے اس کی مخالفت کی اور اخوان کو متحرک کرکے زبردست مظاہرہ کروایا۔ چنانچہ جنرل نجیب کو بحال کیاگیا۔ اس چیز نے بھی ان کو حکومت کی نظر میں معتوب بنادیا۔

فوجی عدالت میں مقدمے کی کارروائی کے دوران شیخ عودہ نے غیر معمولی جرأت اور بے باکی کا مظاہرہ کیا۔ ایک موقع پر انھوں نے جج کو مخاطب کرکے فرمایا:

”مجھ پر جوالزامات ہیں، اگر وہ صحیح ہیں تو میں ظالم ہوں اور تم مظلوم۔ اور دنیا کا کوئی قانون ایسا نہیں ہے جو مظلوم کو ظالم کے خلاف فیصلہ کرنے کا حق دیتا ہو، جو فریق مخالف کو جج کے منصب پر فائز کردے۔“

شیخ عبدالقادر عودہؒ نے اپنی جان راہِ حق میں قربان کردی، لیکن ان کا خون رائیگاں نہیں گیا، بلکہ اس سے تحریکِ اسلامی کی آبیاری ہوئی۔ آج کل مصر میں عوامی بیداری کی جو لہر آئی ہوئی ہے، اس میں شیخ عودہ اور ان جیسے ہزاروں شہیدانِ راہِ وفا کا قابل قدر حصہ ہے۔

6 موت کا منظرنامہ

جیل خانے کے صدر دروازے پر صبح ہی سے سیاہ جھنڈا لہرا دیا گیا ہے۔ اس لیے کہ آج عدالت کے فیصلے کے مطابق چھ مجرموں کو پھانسی کی سزا دی جانی ہے ۔ باہر سرد ہواچل رہی ہے ۔ آٹھ بجے کورٹ آف اپیل کی پیشانی پر بھی سیاہ جھنڈا لہرا دیا گیا۔ یہاں ان مجرموں کو دو رات قبل ہی منتقل کیا جا چکا تھا اور انھیں پھانسی کی سزا پانے والوں کا مخصوص لباس پہنا دیا گیا تھا۔ ہر ایک نے سرخ ٹوپی ، سیاہ قمیض اور سرخ پاجامہ پہن رکھا ہے اور پیر ننگے ہیں ۔ جیل کے مرکزی احاطے میں دو دیوہیکل جلّاد کھڑے ہیں ۔ ان کی مونچھیں بڑی بڑی ہیں ۔ انھوں نے سیاہ لباس پہن رکھا

ہے اور ایک چھوٹے سے نیم وا دروازے کے پاس کھڑے انتظار کر رہے ہیں۔ یہ پھانسی گھر کا دروازہ ہے۔ **8:05** آٹھ بج کر پانچ منٹ پرسب سے پہلے ایک دبلے پتلے شخص کو زنجیر میں جکڑا ہوا لایاگیا۔ اس پر الزام ہے کہ اس نے حکمرانِ وقت پر گولی چلائی تھی اور اسے قتل کرنے کی کوشش کی تھی۔ اس کی سادگی اور بھولاپن اس الزام کے جھوٹے ہونے کی گواہی دے رہے ہیں۔ پیشے سے یہ پلمبر ہے۔ یہ شخص زیرِ لب دعائیں پڑھتا ہوا آگے بڑھ رہا ہے۔ اس کے چہرے پر بشاشت رقصاں ہے۔ سرکاری مولوی نے اسے کلمۂ شہادت پڑھنے کی ہدایت کی، مگر اس نے کہنا شروع کردیا: ”میں اللہ کاشکر ادا کرتاہوں، جس نے مجھے شہادت نصیب فرمائی۔ شہادت ہماری سب سے قیمتی آرزو ہے۔“ اتنے میں ایک چیخ سنادی۔ لکڑی کاتختہ اس شخص کے پیروں کے نیچے سے نکل چکاتھا۔ تین منٹ تک اس کی نبض چلتی رہی، پھر خاموش ہوگئی، لیکن اس کے جسم کو آدھے گھنٹے تک لٹکا رہنے دیاگیا، تاکہ اس کی موت میں کوئی شبہ باقی نہ رہے۔

اس کے بعد دوسرے مجرم کو لایاگیا۔ یہ اپنے دونوں بھاری بھرکم جلّادوں کے درمیان چھوٹے سے نظر آرہے تھے۔ چہرے پر نیلگوں نشان اور سوجن جسمانی اذیتوں کی چغلی کھارہے تھے۔ تختۂ دار کے قریب پہنچ کر اس شخص نے دورکعت نماز پڑھنے کی خواہش کا اظہار کیا، مگر جلّادوں نے جواب دیا:

”دل میں پڑھ لو۔“ اس نے بلند آواز سے یہ دعا کی: ”اے اللہ! میری مغفرت فرما اور ان لوگوں کی بھی جنھوں نے میرے ساتھ بُرا سلوک کیا۔“ اس کا جسم بھی پھندے کے ساتھ جھول گیا۔

تیسرا مجرم آگے بڑھاتو اس کے ہونٹوں پر ہلکی ہلکی حقارت آمیزمسکراہٹ پھیل رہی تھی۔ جلّادوں کے وسط میں چلنے کے بجائے وہ کنارے ہوکرچلا۔ حاضرین کو بڑی جرأت آموز نگاہوں سے دیکھا اور بلند آواز سے کہا: ”اللّٰہ کا شکر ہے کہ مجھے شہادت نصیب ہورہی ہے۔“ ساتھ ہی اس نے یہ بھی کہا: ”یہ بات خوب ہے کہ ہمارے دشمن ہی ہمارے جج بن گئے۔ قیامت کے روز ایک عادل حاکم کے سامنے ظالم اورمظلوم دونوں حاضر ہوں گے اور وہ حاکم عین حق و انصاف کے ساتھ فیصلہ فرمائے گا۔“ چوتھے شخص کا معاملہ بھی اس سے مختلف نہ تھا۔ پانچویں نمبر پر جس کی باری آئی وہ ایک وجیہ اور تمکنت شخصیت کا مالک تھا۔ سماج میں اس کی شہرت ایک مبلّغ اور پُرجوش خطیب کی تھی۔ وہ ایک بڑی دینی جامعہ کا فارغ التحصیل تھا۔ تختۂ دار کی طرف بڑھتے ہوئے اس کے لبوں پر حلاوت آمیز تبسّم اٹکھیلیاں کررہا تھا اور اس کی زبان پریہ الفاظ جاری تھے: ”اللہ اکبر۔ آج اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی سعادت نصیب ہورہی ہے۔“ جیل کے قانون کی رو سے لازم تھا کہ ”پھانسیوں کے درمیان کم از کم

آدھے گھنٹے کا وقفہ ہو، تاکہ پہلے سزا یافتہ شخص کاجثّہ اتنی دیر تک ضرور لٹکا رہے کہ اس کی موت میں کوئی شبہ نہ رہے۔

سب سے آخر میں جس مجرم کو لایاگیا، اسے موت کے فیصلے کی خبر دی گئی تو اس نے مسکراتے ہوئے کہا: ”شکریہ!“۔

چلتے ہوئے اس کی گردن بلند تھی اور تحمل قدم قدم سے عیاں تھا۔ اس کی آنکھوں میں مسکراہٹ تھی اور وہ بلند آواز سے قرآن کریم کی تلاوت کررہا تھا۔ تختۂ دار کی جانب قدم بڑھاتے ہوئے وہ اپنے دونوں جلاّدوں سے آگے نکل گیا۔ آخر میں اس نے عربی کے یہ اشعارپڑھے:

لَسَتُ اُبَالِی حِیْنَ اُقْتَلُ مُسْلِماً
عَلَی اَیِّ جَنْبٍ کَانَ فِی اللّٰہِ مَصْرعَیِ
وَ ذٰلِکَ فِی ذاتِ الالٰہِ وَ اِنْ یَّشَأ
یُبَارِک عَلیٰ اَوْ صَالِ شِلْوٍ مُمَزَّعِ

”میں بہ حیثیت مسلمان قتل کیا جاؤں تو مجھے کچھ پروا نہیں کہ میں اللّٰہ کی راہ میں کس کروٹ ڈھیر ہوں گا۔ یہ سب اللّٰہ کے لیے ہے۔ اگر وہ چاہے گا تو میرے ٹکڑے ٹکڑے میں برکت دے گا“۔

پھر اپنا سر اچھی طرح اوپر اٹھا کر کہا: ”میں اللّٰہ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے مجھے شہادت سے نوازا۔ میرا خون

نظامِ وقت کے لیے دھماکہ خیز ہوگا اور اس کے لیے لعنت ثابت ہوگا۔“

یہ منظرنامہ ہے قاہرہ کی جیل اور اس کے پھانسی گھر کا۔ تاریخ ہے 9/نومبر 1954ء پھانسی پانے والے مصر کی مشہور تحریک الاخوان المسلمون کے ممتاز قائدین ہیں۔ آخری ملزم جسے تختۂ دار پر چڑھایا گیا وہ ہیں اخوان کے نائب مرشد عام جسٹس عبدالقادر عودہ۔ اور پورے واقعے کی رپورٹنگ کی ہے فرانس کے سب سے بڑے روزنامہ ’فرانس سوار‘ کے نمائندے نے۔

7 کیٹلاگ

شیخ عودہ نے متعدد کتابیں تصنیف کی ہیں۔ ان کے نام یہ ہیں:

﴿1﴾ آپ کی جس کتاب کو عالمی سطح پر غیر معمولی شہرت ملی اس کا نام ہے: ”التشریع الجنائی الاسلامی مقارناً بالقانون الوضعی“۔ >> حدود ، قصاص ، دیت ، تعزیرت ، قضا اور شہادت >>۔ شیخ عودہ نے اس کتاب میں صاف لکھا کہ حدود ، قصاص اور دیت کا ثبوت قرآن و حدیث سے ہونا لازمی ہے ۔ اس کی اولین اشاعت 1949ء میں دوجلدوں ﴿1576صفحات﴾ میں ہوئی۔ اس کا اردو ترجمہ بنام اسلام کا فوجداری قانون۔ ترجمہ۔ پروفیسر ساجد الرحمان صدیقی ۔

تین جلدیں ﴿ 1663صفحات﴾ دنیا کے قانون داں حلقوں میں اس کتاب کو قدر وتحسین کی نظر سے دیکھا گیا۔ اس کی اہمیت کی بنا پر حکومت نے فیصلہ کیاکہ اس کے مصنف کو ملک کے ایک بڑے انعام ”جائزۃ فؤاد الأوّل“ سے نوازا جائے۔ ساتھ ہی یہ شرط لگائی گئی کہ کتاب سے دو جملے حذف کردیے جائیں: ﴿۱﴾ اسلام موروثی بادشاہت کاقائل نہیں ہے ﴿۲﴾ اسلام میں کوئی حاکم قانون سے بالاتر نہیں ہے۔ شیخ عودہ نے یہ جملے حذف کرنے سے انکار کردیا اور اس انعام کوٹھکرا دیا۔ اس طرح انھیں نہ صرف اس خطیر رقم سے محروم ہونا پڑا جو ایک ہزار مصری پونڈ کی شکل میں انھیں ملتی، بلکہ شاہ فاروق کی ناراضی بھی مول لینی پڑی۔ اس ضخیم کتاب پر مصنف نے صرف ایک صفحہ کا مختصر ترین پیش لفظ لکھا ہے۔ اس میں تحریر کیاہے:

أرجوأن القاری لاینتھی من قرائ تہ الاّ وقدأصبح یعتقد بما اعتقدہ، وھو ان الشریعۃ الاسلامیۃ ھی شریعۃ کل زمان و مکان

”مجھے امید ہے کہ قاری جب اس کتاب کو ختم کرے گا تو میری طرح اس کا بھی یہ پختہ خیال ہو جائے گا کہ اسلامی شریعت ہرجگہ اور ہر زمانے کا ساتھ دینے کی صلاحیت رکھتی ہے۔“

اس کتاب کی خاص بات یہ ہے کہ شیخ عودہ نے اس میں اسلام کے تعزیراتی قوانین کا موازنہ وضعی قوانین سے کرتے ہوئے ان پر شریعت اسلامی کی برتری ثابت کی ہے۔ انھوں نے ایک جگہ لکھا ہے:

”جب میں عصری قانون کا موازنہ شریعت سے کرتا ہوں تو میرے موازنے میں ایک طرف ایک ایسا قانون ہوتا ہے جو برابر تبدیلی اور ارتقاء کے مراحل طے کرتا ہوا دھیرے دھیرے کمال کی طرف بڑھتا ہے اور دوسری طرف وہ شریعت ہوتی ہے جو تیرہ صدیوں پیش تر نازل ہوئی تھی اور جس میں نہ ماضی میں کوئی تبدیلی واقع ہوئی ہے اور نہ مستقبل میں ہوگی۔ وہ ایسی شریعت ہے جس کی فطرت تغیر و تبدیلی سے ابا کرتی ہے، اس لیے کہ وہ اللّٰہ کی طرف سے نازل ہوئی ہے اور اللّٰہ کے کلمات میں کوئی تبدیلی ممکن نہیں۔ اور اسے اللّٰہ نے وجود بخشا ہے، جس نے ہر چیز کی تخلیق بہترین ساخت پرکی ہے، اس میں مزید بہتری کی اب کوئی گنجائش نہیں۔ اس موازنے سے ہم دیکھیں گے کہ ناقابل تغیر قدیم ہمہ آں متغیر جدید سے بہتر ہے اور وضعی قوانین ، ان میں نئی آراء اور نئے احوال ونظریات شامل ہونے کے باوجود ، شریعت کے معیار سے فروتر ہیں۔“

{2} الاسلام و أوضاعنا القانونیۃ۔ اسلام کا نظام قانون۔ مرتب جسٹس غلام علی ملک۔ صفحات۔295۔

{3} الاسلام وأوضاعناالسياسیۃ۔ اسلام اور ہمارہ سیاسی نظام۔

{4} الاسلام بین جہل أبنائہ و عجزعلمائہ۔اردو ترجمہ دار القرآن بیروت سے 1400ھ / 1980ء میں طبع ہوا ۔ مسلمانوں کی بے خبری اور علماء کی بے حسی۔

{5} المال والحکم فی الاسلام۔ مالی معاملات اور حکمرانی کے بارے میں اسلامی تعلیمات۔

مراجع

1۔ مسلک اہلحدیث کا داعی و ترجمان ہفت روزہ "اعتصام" لاہور۔

2۔ عبدالقادر عودۃؒ: شہیدِ راہِ وفا۔ ڈاکٹر محمد رضی الاسلام ندوی۔

3۔ اسلام کا نظام قانون۔ از جسٹس غلام علی ملک۔

4۔ انسائیکلوپیڈیا مذاہب عالم ۔ ڈاکٹر لئیق اللہ خان۔ دارالسلام ۔ الریاض لاہور۔

5۔ کاروانِ حیات۔ از ڈاکٹر محمد لقمان سلفی رحمہ اللہ۔

6۔ قرآن کریم اور اس کے چند مباحث۔ از ڈاکٹر محمد ادریس زبیر۔



9 شیخ محمد حامد الفقیؒ

1892 تا 1959ء

شیخ محمد حامد الفقي مؤسس جماعة أنصار السنة المحمدية ۔ جماعت انصارالسنہ المحمدیہ خالص توحید اور صحیح سنت مبارکہ کی بنیاد پر مصر میں قائم ہوئی ۔ آگے چل کر دیگر ملکوں میں بھی پھیل گئی ۔ ”اس جماعت کا عقیدہ ہے ۔ کہ نظام خلافت کے احیاء اور امت مسلمہ کی نشاۃ نو کے لیے بدعات و خرافات کو ترک کرنا ہوگا اور عقائد کو مشرکانہ رسم و رواج اور نظریات کی آلودی سے پاک ہونا ہوگا“۔

1 مولد و نشاۃ

محمد حامد الفقی 1310ھ الموافق 1892ء میں قریہ ”جزيرة نكلا العنب“ مرکز شبراخیت ضلع ”البحيرة“ مصر میں پیدا ہوئے تھے ۔ وہ سخی و فیاض والدین کی دیکھ بھال میں پروان چڑھا ۔ اس کے والد ”أحمد عبده الفقي“ نے الازہر میں تعلیم حاصل کی تھی ، لیکن حالات سے مجبور ہو کر مقاصد تعلیم پورے نہیں کر سکے ۔ اس کی والدہ نے قرآن مجید

حفظ کیا ہوا تھا اور وہ پڑھنے لکھنے کے قابل تھیں ، اور ان دونوں <والدین> کے مابین اس نے پرورش پائی۔ **12** سال کی عمر میں اس نے قرآن کریم حفظ کیا۔ اس کے والد قرآن مجید کو حفظ کراتے ہوئے انھیں معاني الكلمات الغريبة اور اصول فقه سکھاتے ، قرآن مجید حفظ کرنے کے ساتھ اسے اس کے علوم سے کچھ واقفیت حاصل ہوگی ۔ اس وقت کے طریقے کے مطابق الازہر میں علوم حاصل کرنے کے لئے بھی تیار ہو گئے تھے۔

2 طالب علم

ان کے والد نے اپنے سب سے بڑے بچوں کو ان میں سے ہر ایک کو تعلیم حاصل کرنے کے لئے چار مشہور فقی مکاتب فکر میں تقسیم کیا تھا ، لہذا اس نے سب سے بڑا بیٹا ملکی بنایا ، دوسرا حنفی بنایا ، تیسرا شافعی بنایا اور چوتھا شیخ محمد حامد الفقی حنبلی بنایا۔

تینوں بیٹوں میں سے ہر ایک نے اس کا مطالعہ کیا جو والد نے طے کیا تھا ، سوائے چوتھے بیٹے شیخ محمد حامد الفقی کے کہ فقہ حنبلی اس کی چوائس نہیں تھی جو اس کے والد نے طے کیا تھا لہذا اس نے الازہر میں فقہ حنفی کو قبول کرلیا۔

محمد حامد الفقی نے اپنی تعلیم کا آغاز **1322**ھ/ **1904**ء میں الازہر سے کیا تھا ، اور اس وقت کے نوجوان طلباء نے الازہر میں اپنی تعلیم دو علوم سے شروع کی تھی: علم الفقه اور علم النحو طے شدہ مطالعہ ایک کتاب تھی ، برسوں کی نہیں ، لہذا حنفی طالب علم "مراقي الفلاح" کا مطالعہ کرنا شروع کرتا ہے ، اور اس کی شروعات الکفراوی کی کتاب سے ہوتی ہے ، اور یہ دونوں کتابیں مطالعہ کا پہلا سال ہے ، اور طالب علم اس سے آگے نہیں بڑھتا جب تک کہ وہ دونوں کتابوں کی تفہیم میں مہارت حاصل نہ کر لے۔

گرائمر پر آخری کتاب "الأشموني" تھی۔ جہاں تک فقہ کی بات ہے تو مکتب فکر کے مطابق حنابلہ میں الدلیل ، الشافعیہ میں التحریر ، اور حنفیہ میں الهداية اور مالکیہ الخرشي کے مطابق ، اور دیگر علوم جیسے المنطق وعلم الكلام والبلاغة وأصول الفقه.

شیخ محمد حامد الفقی نے نحو میں کتاب الکفراوی سے اور فقہ میں"مراقي الفلاح" کتاب سے شروع کیا ، اور اپنے دوسرے ہی سال میں انہوں نے نحو میں شیخ خالد کی کتاب اور فقہ میں ایک کتاب "منلا مسکین" کا مطالعہ کیا پھر انہوں نے تیسرے سال میں اضافی علوم میں تعلیم حاصل کی ، اور پھر چوتھی سال میں اس نے علم المنطق کا مطالعہ کیا۔ پانچویں سال النحو والفقه علم الصرف کے ساتھ اور چھٹے

سال اس نے علوم البلاغة، اور السنة کا مطالعہ کیا ، اور اسی سال 1910ء میں اس نے حدیث اور تفسیر کا مطالعہ شروع کیا ، اور اس وقت اس کی عمر اٹھارہ سال تھی ، لہذا اس نے تمسك بالسنت رسول الله کے لئے بصیرت کی آنکھیں کھولیں۔ اور وہ زبانی اور روحانی طور پر سنت پر قائم رہا۔

3 آغاز دعوت نشر السنہ الصحیحہ

جب آپ نے صحیح طور پر حدیث کا مطالعہ کیا اور کتب السلف الصحیح وأئمة الکبار، مثلاً ابن تیمیہؒ ، ابن القیمؒ ، ابن حجرؒ ، امام احمد ابن حنبلؒ ، الشاطبیؒ وغیرهم ، پڑھیں تو آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح سنت پر عمل کرنے اور بدعتوں اور <محدثات> جدید امور سے دوری کا مطالبہ کیا اور اس کی وجہ یہ تھی کہ. امت اسلامیہ کو کیا ہوا ہے۔ کہ انتشار ، خرافات ، مخالفات کا پھیلاؤ عام ہے ۔ اس کے بھائیوں ، ساتھیوں اور چاہنے والوں کا ایک گروہ اس کے آس پاس جمع ہوگیا اور اسے اپنا شیخ بنا لیا ، اور وہ 1910ء میں الازہر میں چھ سال تعلیم حاصل کرنے کے بعد اٹھارہ سال کا تھا۔ یہ ابتدائی شیخ کی ذہانت کا اشارہ ہے۔

اور آپ نے 1910ء میں جوش و خروش سے نماز پڑھائی ، یہاں تک کہ جب وہ 1917ء میں الازہر سے فارغ ہوئے ، اس نے اپنے ساتھیوں کو دعوت دی کہ وہ اس میں شامل ہو

جائیں اور صحیح سنت کی طرف دعوت اور عقائد کے خلاف انتباہ کرنے میں ان کی مدد کریں۔

لیکن انہوں نے اس کا جواب دیا: یہ معاملہ مشکل ہے اور لوگ ایسا کرنے سے انکار کردیں گے ، لہذا اس نے ان کو جواب دیا: یہ سنت اور حق کی دعوت ہے ، اور اللّہ نے لامحالہ اس کی تائید کی ، لہذا انہوں نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا۔

چنانچہ اس نے دعوت کو تنہا پھیلانے کے لئے خود کو اٹھا لیا ، اور اللّٰہ اس کے ساتھ ہے ، لہذا انہوں نے 1917ء میں الازہر سے الشهادة العالمية کیا تھا اور اس نے دعوت جاری رکھی تھی اور اس کی عمر اس وقت 25 سال تھی ۔ پھر فارغ التحصیل ہونے کے بعد سے وہ کتاب اللّٰہ اور سنت رسول کی خدمت میں لگ گئے۔

اور 1919ء کا انقلاب برپا ہوا ، اور اس میں شیخ کا موقف یہ تھا کہ قبضے سے باہر نکلنا مظاہروں کے ذریعے نہیں ہوگا ۔ اس میں خواتین بے نقاب ہوتی ہیں اور مرد آزاد نہیں ہوتے ہیں ۔ عقيدة الولاء والبراء لله ولرسوله ۔ عقیدہ "اللہ اور رسول کے لیے دوستی و دشمنی" کو اپنائے ۔ بلکہ سنت رسول کی طرف رجوع کر کے اور بدعت کو ترک اور مسترد کرنا اور انقلاب کے اصولوں {الدين للّٰه والوطن للجميع} ۔ "دین اللّٰہ کی لیے وطن سب کے لئے" اور " خواتین کا پردہ پسماندگی ہے

اسے اتار دو“ کا انکار کرنا ہے ۔ انقلاب ختم ہوا۔ اور آپ نے اس منصب کو برقرار رکھا۔

اس کے بعد آپ نے کئی سال تک دعوت جاری رکھی یہاں تک کہ حالات پیدا ہو گئے اور جهود کا ثمرہ اس اعلان طور پر کیا گیا ، جو کہ ”جماعة أنصار السنة المحمدية“ کا قیام ہے ، جو 1910ء سے 1926ء تک اس دعوت کا ثمر ہے ، 1926ء اس جماعت کے اعلان کا سال ہے۔ پھر ”مجلة الهدي النبوي“۔ قائم ہوا ، اور پہلا شمارہ 1937ھ میں شائع ہوا۔

4 جماعت انصار السنہ المحمدیہ کا قیام

جماعت انصار السنہ المحمدیہ تقریباً 1345ھ / 1926ء میں قائم ہوئی تھی ، اور قصر عابدین کے ساتھ ایک گھر دفتر کے طور پر لے گیا ۔ قصر عابدین کے سینئر عہدیداروں نے لوگوں کو اس سے ملنے اور اس کی باتیں سننے سے روکنے کی ہر ممکن کوشش کی ۔ حتیٰ کہ انہوں نے اس کا مذاق اڑایا اور اسے جان سے مارنے کی کوشش کی . لیکن حق نے ان کے کانوں کو بہلادیا اور کلمہ اللہ نے ان کی کثیر تعداد کو تحلیل کردیا ، اور حق بدعتوں اور باطل پر غالب آگیا۔ (مجلة الشبان المسلمين رجب 1371ھ)۔

ڈاکٹر لئیق اللّٰہ لکھتے ہیں ۔ جماعت کے پیروکاروں کی تعداد میں اضافہ ہوا۔ قصر عابدین کے بعض اعلیٰ احکام علامہ

حامد الفقیؒ سے خار کھانے لگے ۔ وہ عوام الناس کو علامہ فقی اور انکی تحریک سے باز رکھنے کے لیے جملہ حربے آزمانے لگے ۔ حد تو یہ ہے کہ انھوں نے علامہ فقی کو قتل کرانے کے لیے پیشہ ور قاتلوں کی خدمات حاصل کر لیں ۔ علامہ فقی 3 برس تک حجاز میں مقیم رہے ۔ اس دوران جماعت انصار السنہ المحدیہ جمود کا شکار رہی ۔ علامہ الفقی کی حجاز سے واپسی کے بعد جماعت میں ایک بار پھر نئی روح پیدا ہوگئی ۔ مزید تفصیل کے لیے ملاظہ ہو۔ انسائیکلوپیڈیا مذاہب عالم ۔ ڈاکٹر لئیق اللہ خان۔ دارالسلام ۔ الریاض لاھور۔

5 تأسيس مجلة الهدي النبوى

جب شیخ نے جماعت انصار السنہ المحمدیہ قائم کی ، اور اس کے بعد دعوۃ الی اللّٰہ کے لئے ائمہ ابن تیمیہ اور ابن قیم رحمہ اللہ کی کتابیں پڑھنے میں آسانی پیدا ہوگئی ، تو انھوں نے کیا سمجھا اور ان میں ان کی گمراہی پائی ، آپ نے 1356ھ میں مارچ 1936ء میں اپنے جماعت کے عقائد اور اس کے اصولوں کا خاکہ بننے کے لئے "مجلة الهدي النبوي" قائم کیا۔ انھوں نے اس رسالہ کے ادارتی بورڈ کی مثالی سربراہی کی، ادارتی بورڈ میں یہ علماء شامل تھے۔ شیخ احمد محمد شاکر ، استاذ محب الین الخطیب ، شیخ عبدارزاق عفیفی ، محمد محی الدین عبد الحمید ، عبدالظاهر ابوالسمح (أول إمام

للحرم المكي) ، ابو الوفا محمد درویش ، صادق آرنوس اور شیخ عبد الرحمٰن الوکیل ، اور شیخ محمد خلیل ھراس جیسا کہ محمود شلتوت نے لکھا ہے۔

6 میگزین کے مقاصد

آپ نے رسالہ کے مقاصد کی وضاحت کی اور اپنے پہلے شمارے میں کہا: ”اس رسالہ کے سب سے پہلے مقاصد میں سے ایک یہ ہے کہ وہ دینی اور اخلاقی امور میں جس بھی خدمت ، مشورے اور رہنمائی کا متحمل ہوسکے ۔” وہ حجت و برھان صحیح کے ساتھ کتاب اللّٰہ اور حدیث رسول کی دلیل کے ساتھ ہوں“۔ اور اللّٰہ اس پر رحمت کرے اور اسے سلامتی عطا کرے۔

7 عقیدہ

حامد الفقی کی زندگی کے بارے: شیخ حماد الانصاری کہتے ہیں: جب میں ان سے1367ھ میں ملا ، میں ان کے پاس اس وقت آیا جب وہ (باب علي بالمسجد الحرام)، میں "تفسیر ابن کثیر" سے درس آیـات التوحید دے رہے تھے ۔ بہت دور میں اس کے کیمپس <حلقے> میں بیٹھا ، میرا پہلا درس تھا میں جوان تھا اور میری عمر بائیس سے زیادہ نہیں تھی ، اور میں نے درس سنا ، اور درس ختم ہونے کے بعد اور ہم نے کی دعا

مانگی ، ایک شامی شخص ہمارے پاس آیا ، جس کا نام مجھے اب یاد نہیں ، اور اس نے شیخ سے کہا: میں دیکھ رہا ہوں میری کافی < قھوہ > پینے کے لئے آؤ ۔ شیخ نے اس سے کہا: میرے ساتھ کون آئے؟ اس شامی نے شیخ سے کہا: جسے چاہو لاؤ ۔ یہ پہلا موقع تھا جب میں نے شیخ کو دیکھا ، حالانکہ میں نے ان کے بارے میں بہت سنا تھا کیوں کہ میرے شیخ محمد عبد اللہ المدنی التنبکتي حامد الفقیؒ کا شاگرد تھا۔ جب ہم شامی بھائی گھر پہنچے اور بیٹھ گئے تو انہوں نے ہم سے کہا: میں آپ کو لکڑی کی تلواریں دینا چاہتا ہوں اور شامی بھائی نے ہر ایک کو لکڑی کی ایک ایک تلوار سونپ دی ، اور اس نے ہمیں بتایا: پہلے آؤ اور کافی پیو ، ہم کافی پیتے ہیں یہاں تک کہ ہم دوپہر کا اطلاق کرتے ہیں ، جس پر اسلام کی توجہ مرکوز ہے۔ اور ہم میں سے ہر ایک نے اپنی تلوار لی اور اپنے دوست کو ساتھ لیکر گھومتے رہے ، یہاں تک کہ جب ہم بیٹھ گئے اور کافی پی اور میں نے شیخ حامد الفقی سے کہا: یا شیخ میرا ایک سوال ہے؟ اس نے کہا: بیٹا تمہارا کیا سوال ہے؟

تو میں نے اس سے کہا: جب آپ نے الازہر میں تعلیم حاصل کی ۔ تو آپ توحید پرست کیسے بن گئے؟ (میں فائدہ اٹھانا چاہتا ہوں تاکہ اور لوگ بھی سنیں)۔ شیخ نے کہا: اللّٰہ کی قسم آپ کا سوال درست ہے ۔ میں نے الازہر یونیورسٹی میں

تعلیم حاصل کی ، عقائد المتکلمین کا مطالعہ کیا جس سے وہ تعلیم دیتے ہیں ، اور میں نے بی ۔ اے < بیچلر آف آرٹس > کی ڈگری لی ۔ اپنی کامیابی سے خوش ہوا ۔ اور اپنے وطن روانہ ہوا ، اور راستے میں میں نے ایک کاشتکار دیکھا جو زمین کو کاشت کرتا تھا اس کے پاس کیا تھا؟ ، اور جب میں اس کے پاس پہنچا تو اس نے کہا: اے بیٹا؟ ، میں بینچ پر بیٹھتا ۔ اور اس کے پاس بینچ تھا جب وہ کام ختم کرتا تھا تو اس پر بیٹھتا تھا ۔ بینچ پر میں اس کے کام کے دوران میں بیٹھ گیا ، اور مجھے بینچ کے کنارے ایک کتاب ملی ، میں نے کتاب لی اور اس کی طرف دیکھا ، اور یہ کتاب ابن القیم کی کتاب "اجتماع الجيوش الإسلامية على غزو المعطلة والجهمية" تھی ۔ چنانچہ میں نے کتاب کے ساتھ تفریح کرنا شروع کردی ، اور جب اس نے مجھے دیکھا تو میں نے کتاب لی اور اس کو پڑھنا شروع کیا ۔ وہ میرے لئے دیر سے تھا یہاں تک کہ میں اس وقت کا اندازہ نہیں کرسکا ۔ وہ کسان آیا اور کہنے لگا: اسلام علیکم بیٹا ، آپ کیسے ہو؟ تم کہاں سے آئے ہو میں نے اس کے سوال کا جواب دیا۔

اس نے مجھ سے کہا: اللّٰہ کی قسم ، آپ شریک ہو رہے ہیں ، کیوں کہ آپ نے آہستہ آہستہ اس وقت تک علم کی تلاش کی جہاں تک کہ آپ اس مقام پر پہنچے ہیں ۔ لیکن ہائے بیٹا میری مرضی ہے ۔ میں نے کہا: کیا ہے؟

الفلاح نے کہا: آپ کی گواہی ہے کہ آپ پوری دنیا میں یورپ میں ، امریکہ میں جہاں کہیں بھی رہتے ہیں- لیکن یہ وہی ہے جس نے آپ کو وہ چیز سکھائی جو آپ کو پہلے سیکھنا چاہئے تھی ۔ میں نے کہا: کیا بات ہے؟!

اس نے کہا: میں نے آپ کو توحید کی تعلیم نہیں دی ہے!

میں نے اس سے کہا: توحید !!

الفلاح نے کہا: توحید السلف۔

میں نے اس سے کہا: توحید السلف کیا ہے؟ !!

اس نے مجھے کہا: دیکھو ۔ کسان آپ سے پہلے توحید السلف جانتا ہے ۔ یہ کتابیں ہیں: ”کتـاب السنة" إمام أحمد الكبير ، ”کتـاب السنـة" للإمام أحمد الصغير ، ”کتـاب التوحيد" لابن خزيمة ، کتـاب "خلق أفعال العباد" للبخاري ، کتـاب "اعتقاد أهل السنة" للحافظ اللالكائي ، اور اس نے مجھ سے توحید کی بہت سی کتابوں کا وعدہ کیا ۔ الفلاح نے رحمہ اللہ کے لئے كتب التوحيد للمتأخرين کا تذکرہ کیا۔ كتب شيخ الإسـلام ابن تيمية و ابن القيم.

اور اس نے مجھے کہا: میں آپ کو ان کتابوں کی رہنمائی کروں گا- اگر آپ اپنے گاؤں پہنچ جاتے ہیں اور وہ آپ کو دیکھتے ہیں اور آپ کی کامیابی سے خوش ہیں تو تاخیر نہ کریں ، سیدھے قاہرہ واپس چلے جائیں ۔ اگر آپ قاہرہ پہنچیں تو ، ”دار الكتب المصرية“ <مصری کتاب ہاؤس>- میں داخل

ہونا آپ ان تمام کتابوں کو پائیں گے جس کا میں نے آپ سے ذکر کیا ہے ، لیکن وہ گرد آلود ہوچکی ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ آپ ان سے پر دھول جھاڑیں اور انھیں پھیلائیں۔

سیدھے سادہ کسان فقیہ کے یہ الفاظ ، شیخ حامد الفقیؒ کے دل میں چلے گئے کیونکہ وہ نجات دہندہ تھے ۔ میں نے شیخ کو روکا اور اس سے پوچھا: کسان کو یہ سب کیسے پتہ چلا ؟!

شیخ حامد نے کہا: اسے وہ اپنے استاذ (الرمَّال) سے جانتا تھا .. کیا آپ (الرَّمل) کے بارے میں سنتے ہیں؟

میں نے اس سے کہا: میں یہ نہیں جانتا .. اس کی کیا کہانی ہے؟

انھوں نے کہا: (الرمَّل) کتب سلف ڈھونڈ رہا تھا ، اور جب اسے ملیں تو اس نے مزدوروں اور جھاڑو دینے والوں کو جمع کرنا شروع کیا اور انہیں تعلیم دی ، اور اس کو کھلے عام مطالعہ کرنے کی اجازت نہیں تھی ، اور ان کے گروہ میں یہ کسان بھی تھا۔ اور یہ کسان ائمہ میں امام بننے کے قابل ہے ، لیکن وہ زراعت میں ہے ۔ سیکھنے کے لئے فٹ ؟! لیکن وقت آنے تک اچھائی ہر ملک میں موجود ہے۔

اور جب میں مصر کے اپنے گاؤں واپس آیا تو میں قاہرہ گیا اور ان کتابوں پر کھڑا ہوا جن کا کسان نے مجھے ذکر کیا ،

ایک کتاب کو چھوڑ کر میں طویل عرصے تک اس پر قائم نہیں رہا۔

اس کے بعد ، ہم نے اجلاس ختم کیا اور شیخ حامد الفقیؒ چلے گئے . اور وہ ہر سال شاہ فاروق کے دور میں مصری مشن کے ایک حصے کے طور پر سعودی عرب آتے تھے اور یہ کہانی اس سوال کا جواب تھا جو میں نے شیخ حامد سے شامی مین کونسل میں پوچھا تھا۔

8 جهود

شیخ عبد الرحمن الوکیل آپ کے بارے میں کہتے ہیں: إمام التوحید (العالم الإسلامي) اور ہمارے شیخ محمد حامد الفقی - چالیس سال سے زیادہ عرصہ سے اللّٰہ کی راہ میں جہود رہے تھے۔ وہ صبر کے ساتھ برائی کی جارحانہ قوتوں سے جدوجہد کرتے تھے ، واعظوں پر فتح کا مشق کرتے تھے اور واقعات پر فتح کے عادی ہو گئے تھے ، اور ارد گرد کی دنیا کو ہلا کر رکھ دیتے تھے ، اور زمین اس کے نیچے لرز جاتی تھی ، تاکہ یہ جان بوجھ کر جھکاؤ نہ دے اور کسی مقصد سے نہ ہٹ سکے ، چونکہ اللّٰہ کا خوف اس کے دل کے ٹکراؤ کو لے رہا تھا ، لہذا "وہ ہر چیز کو اسی نام سے پکارا کرتے تھے جس کی وہ حقدار ہوتی تھی اس سلسلے میں نہ تو چاپلوسی سے کام لیتے اور نہ ہی حق بات کہنے میں اونیٰ تکالف اور

ہچکچاہٹ کا مظاہرہ کرتے تھے ان کا کہنا تھا حق کے معاملے میں تکالف سے کام لینا منافقت اور حقیقت سے جی چرانہ ہے وہ سچ بات پر خاموشی کو بزدلی ، ذلت اور خواری کا نام دیتے تھے" ۔< ہم پر پابندی ہیں>۔

وہ کسی اور کام کے لئے زندہ رہنے سے پہلے تنہا پیشہ کے لئے زندہ رہتے تھے ، اپنے گھر کے لئے زندہ رہنے سے پہلے وہ جماعت کے لئے زندہ رہتے تھے ، وہ اس پیشہ میں تھے جس نے دعوت اور اس کی پیشہ کے مابین کامل میچ کی نمائندگی کی تھی ، وہ صبر کرتے تھے اور واقعات کے بارے میں کوڑے مارتے تھے ۔ اس نے اپنے تین بیٹوں میں سے دو کے لئے ماتم کیا ، اور لوگوں نے اس کے ساتھ دیکھا سوائے اس کے کہ ایک قوی مومن فرماں بردار اپنے آپ کو مکمل اللّٰہ کے حوالے کر دیتا ہے۔

شیخ ابو الوفا درویش کہتے ہیں: "وہ آیات الکتاب العزیز کی ترجمانی کرتے تھے اور ان کی گہرائیوں میں داخل ہوجاتے تھے ، ان سے معانی کے موتی نکالتے تھے ، انھیں تحقیق اور تفہیم سے بھرتے تھے ، اور أسرار عمیق و إشارات دقیق و حکمت بالغہ وموعظة الحسنة<< گھرے رازوں ، درست حوالوں ، عظیم حکمت اور اچھی نصیحت>> کی وضاحت کرتے تھے۔ انھوں نے اپنے بعد کسی کے لئے ایک لفظ بھی نہیں چھوڑا تھا۔ جب قارئین یا سننے والوں کو الفاظ کی لسانی

فقہ ان کی ابتداء اور ان کے استعمال کی تاریخ کے بارے میں مطلع کرتے تو تفہیم اور علم زیادہ جامع اور مکمل ہوتا۔

میں نے کہا: یہ آخری آیت تھی جس کی ترجمانی اللّٰہ تعالیٰ کے ارشادات سے ہوئی ہے:{وَيَدْعُ الإِنْسَانُ بِالشَّرِّ دُعَاءَهُ بِالْخَيْرِ وَكَانَ الإِنْسَانُ عَجُولاً} {بنى إسرآءيل:11} { اور انسان برائی کی دعا ایسے مانگتا ہے جیسے اس کی بھلائی کی دعا ہو ، اور انسان بہت عجلت والا ہے } ۔ اس نے اس کی ترجمانی عدد 6 /7 سن 1378ھ تقریبا 22 صفحات میں کی۔

9 وفات

علامہ الفقی کا انتقال صلاۃ فجر کے بعد الجمعہ 7 رجب 1378ھـ الموافق 16 جنوری 1959ء کو جماعت کے دفتر میں ہوا ۔ انھیں العجوزة ہسپتال سے سرجیکل آپریشن کے بعد جماعت کے دفتر لے آیا گیا تھا ، اور اسلامی اور عرب ممالک کے سربراہان اور اسکالرز نے ان کی موت پر اظہارِ رنج و ملال کیا ، اور ان کے جنازے میں أصحاب الفضيلة وزير الأوقاف ، "الشيخ عبد الرحمن تاج" ، "الشيخ محمد الحسن" ، "الشيخ محمد حسنين مخلوف،" ، "الشيخ محمد محيي الدين عبد الحميد"، "الشيخ أحمد حسين"، "جميع مشايخ كليات الأزهر" اور أساتذه وعلماء، اور عدالت کے جج شریک ہوئے۔

10 شیخ کے بیٹے

”طاھر محمد الفقی“ اور ”سید احمد الفقی“ ، پہلا کا اپنے والد کے سفر حج کے دوران انتقال ہوا ، اور دوسرا 13 ذی القعدہ سن 1377ھ میں فجر کے وقت وفات پاگیا ، چنانچہ امام جمعہ نے لوگوں کو خطبہ دیا اور ان کو تبلیغ کی اور ان سے کہا کہ وہ اپنے مقام پر رہیں جب تک کہ وہ اپنے بھائی کی نماز ادا نہ کریں۔ ”محمد طیب الفقي“ واحد زندہ ہے ۔ والدہ

11 تحقیقات علمی

عرب لائبریری کو ان قابل قدر کتب پر فخر ہے جن کو امام ابن تیمیہ ، ابن القیم اور دیگر سلفی علماء نے تصنیف کیا۔ اور جن پر شیخ حامد الفقی نے تحقیق ، نظر ثانی اور شرح لکھ کر اسے شائع کیا۔

جس طرح شیخ نے ابن تیمیہ اور ابن القیم سے محبت کی تھی ، اسی طرح ان دو عظیم الشان اماموں کے لئے بھی یہ محبت ان کے اور شیخ عبدالمجید سلیم الازہر کے شیخ کے مابین ، اور ان کے اور شیخ شلوت کے مابین بھی ہوئی ، جس نے شیخ حامد کی آواز کو بلند کر دیا۔

ان کی کاوشوں کے ساتھ ساتھ ان کی متعدد قیمتی کتابوں کی تحقیق کے ساتھ ہم درج ذیل کا تذکرہ کرتے ہیں:

1. اقتضاء السراط المستقيم.

2. مجموعة رسائل.

3. بالقواعد النورانية الفقهية.

4. المسائل الماردينية.

5. المنتقى من أخبار المصطفى.

6. موافقة صحيح المنقول لصريح المعقول حققه بالاشتراك مع محمد محيي الدين عبد الحميد.

7. نفائس تشمل أربع رسائل منها الرسالة التدمرية.

8. والحموية الكبرى.

یہ کتابیں سبھی شیخ الاسلام ابن تیمیہ کی ہیں ، اور شیخ ابن القیم کی کتابوں میں سے ، جن کی تحقیق کرتے ہیں ، ہم ان کا تذکرہ کرتے ہیں:

9. إغاثة اللفهان.

10. المنار المنيف.

11. مدارج السالكين.

12. رسالة في أحكام الغناء.

13. التفسير القيم.

14. رسالة في أمراض القلوب.

15. الطرق الحكمية في السياسة الشرعية.

آپ نے ان کتابوں کے علاوہ دیگر مصنفین کی کتب کی بھی تحقیق کی۔

16. فتح المجيد لعبد الرحمن بن حسن آل شيخ.
17. بلوغ المرام لابن حجر العسقلاني.
18. جامع الأصول في أحاديث الرسول لابن الأثير.
19. الاختيارات الفقهية من فتاوى ابن تيمية لعلي بن محمد بن عباس الدمشقي.
20. الأموال لابن سلام الهروي.
21. الإنصاف في معرفة الراجح من الخلاف على مذهب الإمام المبجل أحمد بن حنبل لعلاء الدين بن الحسن المرادي.
22. جواهر العقود ومعين القضاة والموقعين والشهود للسيوطي.
23. رد الإمام عثمان بن سعيد على بشر المريسي العنيد.
24. شرح الكوكب المنير.
25. اختصار ابن النجار.
26. الشريعة للآجري.
27. العقود الدرية من مناقب شيخ الإسلام أحمد بن تيمية لمحمد ابن أحمد بن عبد الهادي.
28. القواعد والفوائد الأصولية وما يتعلق بها من الأحكام الفرعية لابن اللحام.
29. مختصر سنن أبي داود للمنذري بالاشتراك مع أحمد شاكر.

30. معارج الألباب في مناهج الحق والصواب لحسن بن مهدي.
31. تيسير الوصول إلى جامع الأصول لابن الربيع الشيباني.
32. العقود لشيخ الإسلام، بمشاركة الشيخ محمد ناصر الدين الألبانيؒ.

جیسا کہ اس کتاب کے بارے میں شیخ محمد حامد الفیقی رحمہ اللہ کے تعارف میں کہا گیا ہے۔

12 علمی ورثے کی قسمت

شیخ محمد حامد الفقی رحمہ اللہ نے اسلامی ورثہ کی تحقیقات اور خدمات کے میدان میں جو کچھ کیا اور شیخ نے جو میراث چھوڑا ، اس کا تھوڑا بہت حصہ { زیور طباعت سے آراستہ } ہوا ہے۔ جمعية إحياء التراث الإسلامي بالكويت نے اس تمام ورثے کو جمع کیا ہے ۔ اشاعت {(أخبار التراث الإسلامي) اسلامی ثقافتی ورثہ نیوز} شمارہ نمبر14 سن 1408ھ 1988ء میں کہا گیا ہے کہ اس نے شیخ محمد حامد الفقی کا علمی خزانہ پوری طرح سے اس کیے نسخہ ، فوٹو کاپی ، کتابیں اور کتابچے خریدے ۔ ان مندرجات کو اس طرح شمار کیا گیا: 1- ”کتابیں 2000“ ۔ 2- ”اصل نسخے 70“۔ 3- ”مخطوطے 100“۔ جو کاغذ پر روشن ہوئے۔

13 حوالہ جات

1. انسائیکلوپیڈیا مذاہب عالم ۔ ڈاکٹر لئیق اللہ خان۔ دارالسلام ۔ الریاض لاهور۔
2. ^ "معلومات عن محمد حامد الفقي على موقع viaf.org". viaf.org. مؤرشف من الأصل في 13 ديسمبر 2019.
3. ^ "معلومات عن محمد حامد الفقي على موقع id.loc.gov". id.loc.gov. مؤرشف من الأصل في 13 ديسمبر 2019.
4. ^ "معلومات عن محمد حامد الفقي على موقع opc4.kb.nl". opc4.kb.nl. مؤرشف من الأصل في 13 ديسمبر 2019.
5. المجموع للشيخ حماد الأنصاري (297-1/294) الموقع الرسمي لجمعية انصار السنة المحمدية الموقع الرسمي لجمعية انصار السنة المحمدية۔
6. (مجلة الشبان المسلمين رجب 1371هـ)۔



امام اسماء الرجال علامہ عبدالرحمان المعلمی رحمہ اللہ

1312ھ تا 1386ھ [10]

* علامہ عبد الرحمن معلمی رحمہ اللہ (وفات: 1386ھ)
علم و تحقیق کی دنیا کے ایک روشن ستارے کا نام ہے جسے
علمائے محققین کے یہاں متعدد علوم و فنون میں ان کی
خصوصی مہارت، وسعتِ معلومات اور علم الحدیث میں
امتیازی رسوخ کی بنا پر " ذہبی العصر " کے لقب سے یاد
کیا جاتا ہے جو ان کی توالیف و تحقیقات کو دیکھتے ہوئے
مبنی بر حقیقت معلوم ہوتا ہے۔
* علامہ معلمی یمن میں 1312ھ میں پیدا ہوئے اور انھوں
نے اپنی زندگی (74 سال) کا پچاس سال سے زائد عرصہ
تالیف و تحقیق اور تعلیم و تدریس میں گزارا جس میں
سب سے طویل مدت (25سال) وہ ارضِ ہند حیدر آباد
دکن میں قیام پذیر رہے اور "دائرة المعارف العثمانية" میں

تاریخ و رجال کی امھات الکتب کی تحقیق و تدوین میں مصروف کار رہے۔ اس دور میں ان کی تصنیفی و تحقیقی کتب کی ضخامت چالیس جلدوں کے لگ بھگ ہے جن میں" تاریخ کبیر امام بخاری" ، "جرح و تعدیل امام رازی"، "تاریخ جرجان سہمی"، "تذکرۃ الحفاظ ذہبی"، "سنن کبری بیہقی" اور مشہور بدعتی و گمراہ "زہدالکوثری" کی ہفوات کے جواب میں " التنکیل" وغیرہ جیسی بلند پایہ علمی و تحقیقی کتب شامل ہیں۔

* علامہ معلمی مرحوم کے علمی شغف اور تحقیقی لگن کا یہ عالَم تھا کہ خود فرماتے ہیں:

"عموماً لوگوں کے میل جول سے اجتناب کرتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ روزِ عید بھی کسی سے ملنے کی نوبت نہ آئے۔ مجھے اپنے قرب و جوار میں سوائے ایک آدھ دوست کے کسی کو ملنے کی تمنا نہیں ہوتی اور ایسے دوست سے ملاقات بھی سال بھر میں دو تین مرتبہ ہی ہو پاتی ہے۔"

* علامہ معلمی رحمہ اللہ کے ایک شاگرد "شیخ محمد بن عبد الرحمن معلمی" بیان کرتے ہیں کہ "مکہ مکرمہ" میں اقامت کے دوران میں شیخ معلمی حرم مکی کے کتب خانہ ہی کے ایک کمرے میں رہا کرتے تھے۔ وہاں مطالعہ کتب اور تالیف و تحقیق کے علاوہ انھیں کسی شے سے چنداں دلچسپی نہ ہوتی۔ علامہ ؒ رحمہ اللہ شہرت اور خود نمائی

سے ہمیشہ دور رہتے اور مکتبے سے بھی فرض نماز میں شمولیت کے سوا کم ہی کبھی باہر نکلتے تھے۔

* علم و تحقیق سے اسی محبت اور کامل تفرغ کا نتیجہ تھا کہ جب علامہ رحمہ اللہ دنیا سے گئے تو علمی ورثے میں عقیدہ (14 کتب) ، تفسیر (18کتب) حدیث و مصطلح (21 کتب) فقہ (38 کتب) اصول فقہ (5 رسائل) لغت و ادب (14 کتب) اور متفرق موضوعات پر ایک سو سے زائد انمول کتب و رسائل اور تحقیقات چھوڑ کر دنیا سے رخصت ہوئے جس پر رہتی دنیا تک علم و تحقیق کے رسیا انھیں خراجِ تحسین پیش کرتے رہیں گے۔

* علامہ معلمی نے اپنی زندگی کا آخری حصہ مکہ مکرمہ میں گزارا اور سولہ سال حرم مکی کے کتب خانہ میں علم و تحقیق کے موتی لٹاتے رہے۔

* علامہ معلمی رحمہ اللہ ایک طرف اگر علم و فضل کے اس قدر بلند مقام پر فائز تھے تو دوسری طرف عادات و خصائل میں بھی عجز و انکسار اور تواضع جیسی صفات محمودہ سے متصف تھے۔

مصر سے تعلق رکھنے والے علامہ فؤاد سید (مدیر مخطوطات دار الکتب مصر) بیان کرتے ہیں کہ جس وقت میں حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کرنے مکہ مکرمہ گیا، وہاں اکثر و بیشتر قلمی کتب کی تلاش اور مدیر سے ملنےحرم کعبہ کے مکتبے میں چلا جاتا اور لائبریری کے

انچارج علامہ سلیمان صنیع کے دفتر بیٹھا رہتا۔ جب ہم دونوں دفتر میں بیٹھے محوِ کلام ہوتے تو ایک *بوسیدہ حال شخص* وقتا فوقتا اندر آتا اور چپکے سے ہمیں آب زمزم دے کر چلا جاتا۔
جب مجھے وہاں جاتے دو دن گزر چکے تو تیسرے روز میں نے مدیر مکتبہ علامہ صنیع سے اپنی اس خواہش کا اظہار کیا کہ میں علامہ معلمی کو دیکھنا چاہتا ہوں!
شیخ صنیع نے تعجب سے کہا کہ ابھی تک آپ نے شیخ معلمی کو نہیں دیکھا؟!!... یہ وہی تو تھے جو آپ کو روزانہ آب زمزم پیش کیا کرتے تھے!!!
یہ سن کر فؤاد سید بہت حیران ہوئے کہ دنیائے علم وتحقیق کی ایسی بلند مقام شخصیت کس قدر تواضع اور سادگی کے اوصاف سے متصف ہے!
* علم و تحقیق کی ایسی نادر روزگار اور عبقری شخصیت نے 6 صفر 1386ھ کو مکہ مکرمہ میں وفات پائی۔ شیخ حمد جاسر لکھتے ہیں کہ وفات کے وقت بھی علامہرحمہ اللہ حرم مکی کے کتب خانہ ہی میں اپنی مخصوص نشست پر بیٹھے تحقیق و تصنیف میں مشغول تھے کہ اسی حالت میں ان کی روح قفس عنصری سے پرواز کر کے (ان شاء اللہ) جنت سدھار گئی۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ و رفع درجتہ فی أعلی علیین۔
(حافظ شاھد رفیق)

مؤلفاته المطبوعة

- 1. طليعة التنكيل بما في تأنيب الكوثري من الأباطيل.
- 2. التنكيل بما في تأنيب الكوثري من الأباطيل؛ في مجلدين.
- 3. رسالة في مقام إبراهيم وهل يجوز تأخيره.
- 4. الأنوار الكاشفة بما في كتاب أضواء على السنة من الزلل والتضليل والمجازفة.
- 5. محاضرة في كتب الرجال وأهميتها؛ ألقيت في حفل ذكرى افتتاح دائرة المعارف بالهند عام 1356هـ.

مؤلفاته المخطوطة

- 6. إغاثة العلماء من طعن صاحب الوراثة في الإسلام.
- 7. كتاب العبادة.
- 8. أحكام الكذب.

- **9.** ورسائل أخرى في مسائل متفرقة لم يسمها. وديوان شعر وآخر ما قال في الشعر القصيدة التي رثا بها الملك عبد العزيز آل سعود—والتي نشرت في "المنهل" العدد 53 من السنة الرابعة عشرة.

الكتب التي قام بتحقيقها وتصحيحها والتعليق عليها

- **10.** التاريخ الكبير للبخاري إلا الجزء الثالث.
- **11.** خطأ الإمام البخاري في تاريخه لابن أبي حاتم الرازي.
- **12.** تذكرة الحفاظ للذهبي.
- **13.** الجرح والتعديل لابن حاتم.
- **14.** كتاب موضح أوهام الجمع والتفريق للخطيب البغدادي.
- **15.** المعاني الكبير في أبيات المعاني لابن قتيبة.
- **16.** الفوائد المجموعة في الأحاديث الموضوعة للشوكاني.
- **17.** وآخر ما كان يقوم بتصحيحه كتاباً " الإكمال" لابن ماكولا و"الأنساب" للسمعاني، وصل إلى خمسة أجزاء، تم

طبعها وشرع في السادس من كل منهما حيث وافاه الأجل المحتوم.

هذا بالإضافة إلى اشتراكه في تحقيق وتصحيح عدد من أمهات كتب الحديث والرجال وغيرها مع زملائه في دائرة المعارف العثمانية بـ "حيدر أباد بـالهند. وأهمها:

- 18. السنن الكبرى للبيهقي
- 19. مسند أبي عوانة
- 20. الكفاية في علم الرواية؛ للخطيب البغدادي
- 21. صفة الصفوة؛ لابن الجوزي
- 22. المنتظم لابن الجوزي
- 23. الأمالي الشجرية
- 24. مفتاح السعادة ومصباح السيادة في موضوعات العلوم للمولى أحمد بن مصطفى المعروف بطاش كبرى زاده طبعة أولى.
- 25. تنقيح المناظر لذوي الأبصار والبصائر لكمال الدين أبي الحسن الفارسي.

- 26. الأمالي اليزيدية (فيها مراث وأشعار وأخبار ولغة وغيرها).
- 27. عمدة الفقه لموفق الدين ابن قدامه (قابل الأصل وصححه وعلق عليه).
- 28. كشف المخدرات لزين الدين عبد الرحمن بن عبد الله المعلى ثم الدمشقي.
- 29. شرح عقيدة السفاريني.
- 30. موارد الظمآن إلى زوائد صحيح بن حبان.
- 31. الجواب الباهر في زور المقابر. لابن تيمية (شارك في تحقيقه وإخراج أحاديثه).
- 32. الدرر الكامنة في أعيان المائة الثامنة. لابن حجر العسقلاني.
- 33. نزخة الخواطر وبهجة المسامع والنواظر. لعبد الحي بن فخر الدين الحسيني.



11 علامہ سید محب الدین خطیبؒ

1886 تا 1969ء

" محب الدين بن أبي الفتح بن عبد القادر بن صالح بن عبد الرحيم بن محمد الخطيب آپ کا سلسلہ عبد القادر الجیلانی الحسني سے ملتا ہے " ۔ کبیر اسلامی مصنفین میں سے ایک ہیں ۔ آپ دمشق میں پیدا ہوئے تھے۔ اسے اس آستنبول کے بارے میں معلوم ہوا۔ اور سن 1324 ہجری میں(إنشاء جمعية) کے نام سے دمشق میں عربی انجمن قائم کرنے میں شریک ہوئے ، اور اس کے ممبروں میں ڈاکٹر صالح الدین القاسمي بھی شامل تھا ۔ آپ صنعاء میں چلے گئے۔ اور ترکی سے ترجمہ کیا۔ اور اس کے کچھ اسکولوں میں کام کیا۔ جب عثمانی آئین 1908ء کا اعلان ہوا تو آپ نے استبول قسطنطینہ کا دورہ کیا۔ اس کے بعد آپ 1909، میں قاہرہ چلے گئے ۔ لہذا آپ نے المعیاد کی آزادی میں کام کیا۔ پہلی جنگ عظیم کے آغاز میں ایک عرب ایسوسی ایشن نے اسے عرب شہزادوں سے رابطہ کرنے کی ذمہ داری دی ، لہذا انگریزوں نے اسے سات ماہ کے لئے بصرہ میں گرفتار کیا۔ مکہ میں عرب بغاوت 1916ء کا اعلان ہوا ، لہذا آپ نے جریدة

«القبلة» نکلا اور ترکوں نے آپکو موت کی سزا سنائی ۔ جب عثمانیوں نے دمشق چھوڑ دیا ، تو آپ دمشق واپس چلے گئے ۔ 1918ء اور اس جريدة کا انتظام سنبھالا ، اور فرانسیسیوں کے داخل ہونے کے بعد سن 20ء میں بھاگ گئے ، اور قاہرہ میں آباد ہوگئے ۔ اور« الاهرام» میں ایڈیٹر کی حیثیت سے کام کیا۔ اور اپنے دو رسائل « الزهراء » اور « الفتح » جاری کیے ۔ اور «جمعية الشبان المسلمين» "مسلم یوتھ ایسوسی ایشن" کے پہلے بانیوں میں سے ایک تھے ۔ آپ نے چھ سال تک «مجلة الأزهر» "الازہر میگزین" میں لکھا ، اشاعت کی نگرانی کرتے ہوئے سلفی پرنٹنگ پریس اور اس کی لائبریری قائم کی ۔ اور بڑی تعداد میں ورثہ میں کتب چھوڑیں وغیرہ۔

1 شائع شدہ تالیف

1۔«اتجاه الموجات البشرية في جزيرة العرب» "جزیرہ نما عرب میں انسانی لہروں کا رجحان"

2۔ «تاريخ مدينة الزهراء بالأندلس» "اندلس میں تاریخ مدینہ الزہرہ"۔

3۔ «ذكرى موقعة حطين» "ہاتین کی جنگ کی یادداشت"۔

4۔ «الأزهر ماضيه وحاضره والحاجة إلى إصلاحه» "الازہر ، اس کا ماضی ، حال ، اور اس میں اصلاح کی ضرورت"۔

5۔ «ال رعيل الأول في الإسلام» " اسلام کی پہلی نسل "۔

6. «الحديقة» " باغ " ایک بڑا مجموعہ میں إجزاء چھوٹے ہیں۔ جس میں سے 13 حصے جاری کیے گئے تھے ۔
7. آپ نے ترک زبان کی کتابوں کا ترجمہ کیا جس میں « سرائر القرآن - ط» بھی شامل ہیں
8. ان کی کتاب نگاری میں تقریباً بیس ہزار طباعت شدہ جلدیں شامل تھیں ، جن میں نوادر و نایاب بھی تھیں۔
حوالہ: "الأعلام"۔ للزركلي ۔

-<{[عربی انسائیکلوپیڈیا (ویکیپیڈیا) نے مندرجہ ذیل بیان کیا ہے]}>-

محب الدين بن أبي الفتح بن عبد القادر بن صالح بن عبد الرحيم بن محمد الخطيب ، ان کا خاندان شیخ عبد القادر الجیلانی کی اولاد سے اور بغداد سے ہے ۔ اس کا خاندان حماة بلاد الشام میں ہجرت کر گیا ، اور اس کی ایک شاخ "عذراء" نامی گاؤں اور ایک ٹیم دمشق چلی گئی۔

2 پیدائش اور خاندان

علامہ محب الدين الخطيب القيمريّة دمشق میں سن 1303 ھ / جولائی 1886 عیسوی میں پیدا ہوئے ۔ آپ کے والد شیخ ابو الفتح الخطیب دمشق کی عظیم شخصیات میں سے ایک تھے ۔ وہ دارالكتب الظاهرية کے سکریٹری تھا۔ الجامع الأموي

میں درس دیتے اور تبلیغ کرتے تھے۔ ان کی متعدد تالیف ہیں: "مختصر تاریخ ابن عساکر" ،"مختصر تیسیر الطالب"، "شرح للعوامل". آپ کی والدہ السیدة آسیا بنت محمد الجلاد ہیں ، آپ کے والد دمشق میں زرعی زمینوں کے مالک تھے ۔

3 پرورش

دینی ، اخلاقی اور علمی خاندان ، جیسا کہ آپ کی والدہ رحمہ اللہ صادق اور فضیلت کی حامل تھیں ، اس کی موت ہوگئی - تھکاوٹ اور گرم ہواؤں میں مکہ مکرمہ اور مدینہ کے درمیان ویرانے میں ۔ اور وہ سواریوں پر لوڈ الشامی قافلے میں فریضة حج سے واپس آرہیں تھیں ، اور چھوٹا محب الدین موت کے وقت اس کی گود میں تھا۔ اس کے والد نے والدہ کی شفقت کی تلافی کے لیے اس کی کفالت کی ، اور سفرِ حج سے دمشق واپس آنے کے بعد ، اس کے والد نے اسے سات سال کی عمر میں الترکی ماڈل اسکول میں داخل کرایا ، جہاں سے آپ نے پرائمری سکول ایک بہت اچھی پوزیشن کے ساتھ مکمل کیا اور سرٹیفکیٹ حاصل کیا ، پھر ایک سال بعد آپ کے والد کا انتقال ہوگیا۔

4 نشات اور طلب علم

اس کے اہل خانہ نے فیصلہ کیا کہ اسے اسکول چھوڑنا چاہئے ، لہذا اس نے اسے چھوڑ دیا اور علمائے کرام میں شامل ہوگئے ، اور اس عرصے کے دوران شیخ طاھر الجزائريؒ دمشق سے باہر ، بلاد الشام کی لائبریریوں اور اسکولوں کے نگران تھے ، لہذا جب وہ واپس آئے - اس کے اور ابی الفتح الخطیب کے مابین ایک تعلق ، پیار اور بھائی چارہ تھا ۔ جب اس کو والد محب الدین کی وفات کا علم ہوا تو اسے اس پر ترس آیا ، اور اسے اس طرف توجہ دلانے کے لیے اس کی دلچسپی کو غلط کہا۔ اور اس کو مدرسے میں داخل کرنے کے لئے علم کی طرف ہدایت کی۔

1- محبت مطالعہ عربی اور اسلامی ”تراث“ ورثہ۔

2 - محبت الدعوة إلى الله پھیلانا۔

3 - عربوں کو بیدار کرنے کے لئے ان کی تاکید اسلام کے پیغام کو چلانے کے اہل بنائے کیونکہ وہ اسلام کا مادہ ہیں۔

لہذا ، عالم محب الدین الخطیب کہا کرتے تھے: "اس شیخ سے میں اپنے اسلام اور اپنی عربی شناخت کو جانتا ہوں۔"

شیخ الجزائریؒ نے دارالکتب الظاھريّة میں محب الدین کو اس کے والد کا جانشین بنانے کی کوشش کی ، بشرطیکہ کوئی شخص اس کی طرف سے اس وقت تک کام کرے کہ وہ جوانی کی عمر تک پہنچ جائے۔

محب الدین نے اس کام سے دو طریقوں سے استفادہ کیا:

اس کی علمی ثقافت میں وسعت پیدا ہوئی اور علم حاصل ہوا ، خاص طور پر شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور ان کے سلفی مکتب کی کتابوں کے استعمال سے ، لہذا انہوں نے اس علم سے فائدہ اٹھایا کہ یہ علم فقہیات ، خرافات اور فریبوں سے فلٹر ہوا۔

اپنا وقت ضائع کریں اور کاپی فیس سے فائدہ اٹھائیں۔

4 - شیخ الجزائری نے اپنے طالب علم کو دوبارہ وارڈ آفس میں شامل ہونے کی ہدایت کی۔

5 - اس نے اسے بار بار اسکالرز سے فائدہ اٹھانے کا مشورہ دیا: أحمد النويلاتي ، جمال الدين القاسمي اور محمد علي مسلم سے کیوں کہ ان کے عبد الله پاشا العظم اسکول میں کمرے تھے۔ اس ابتدائی دور میں ، علمی فکر کے افق موہاب محب الدین خطیب کے لئے کھل گئے ، اور اس نے اسکول میں حاصل عالمی علوم سے استفادہ کیا۔ اس نے دار الکتب الظاہرية میں اپنی مسلسل پڑھائی ، اور اپنے زمانے کے بڑے رسائل: المقتطف ، الهلال ، الضياء. تک اپنی رسائی کو شامل کیا۔ اس عرصے کے دوران ، وہ اپنے شیخ الجزائری کے نظریات نشر کرتے ، ترکی سے اظہار خیال کرتے ہوئے علمی مقالات اور ادبی ٹراشے لکھتے ۔ اور بیروت کے صحیفة ثمرات الزمان اخبار کو بھیجتے۔

5 علمی اور دعوتی دورے

الخطیب نے سن 1906ء میں بیروت سے اپنی ہائی اسکول کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد ، وہ خلافت کے دارالحکومت: استنبول چلے گئے ، جو اس وقت "آستانہ" کے نام سے معروف تھا ، جو "قسطنطنیہ" تھا ، اور اساتذہ اور قانون کی فیکلٹی میں شامل ہوا۔ وہ وہاں ایک ایسے محلے میں گیا جہاں بہت سارے عرب بچے اور طالب علم تھے ، اور اسے وہاں ایک عجیب و غریب چیز نظر آئی: عرب طلباء اپنی زبان کے قواعد ، اس کی املا ، اور اس کے آداب سے بے خبر تھے ، اور ان میں انھوں نے ترک بیان بازی کی ، لہذا شیخ محب الدین الخطیب نے عربوں میں سے ایک ایسے گرو کا انتخاب کیا اور انھیں اس بات پر راضی کیا کہ وہ عربی کے ساتھ اس کی زبان سیکھ لے ، الأمير عارف الشهابي جانتے تھے کہ وہ ان نوجوان عربوں کو ان کی زبان سکھائیں گے ، اور تھوڑی عرصے کے بعد وہ «جمعية النهضة العربيّة» " ایسوسی ایشن فعال عربیہ " کا قیام عمل میں لایا ، اور ان کے دوست اسکالر پروفیسر محمد کرد علی نے انہیں ڈاک کے ذریعہ اخبار بھیجے۔

اتحادیّوں نے جو خلافت عثمانیہ کے خلاف ہوگئے نے یہودیوں کے ذریعہ الدونمة کی سازشیں کیں ، اور اس کا نام خلیفہ رکھا اور ان کی ڈرائنگ ہوگئی ، ترکوں نے «جمعيّة النهضة

العربيّة» کی سرگرمیوں کو محسوس کیا ، اس لئے انہوں نے شیخ محب الدین الخطیب کے کمرے پر چھاپہ مارا ، اور اس میں عربی کاغذات اور اخبارات مل گئے ، اور یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ اللّٰہ کے ساتھ ہی برکت والا ہے اس کے اہل خانہ سے مضبوط تعلقات ہیں ۔ شیخ کی نگرانی میں شدت آگئی ، لہذا وہ اپنے تیسرے سال کو دمشق چلے جانے کے بعد آستنبول چھوڑ گیا۔

شیخ کو یمن میں کام کرنے کے لئے منتخب کیا گیا تھا اور وہ اس میں منتقل ہو گئے تھے ، اور اسی دوران وہ مصر سے گزرے ، جہاں انہوں نے اپنے شیخ طاہر الجزاریؒ اور اپنے دوست محمد کرد علی سے ملاقات کی ، اور فکر و ادب کے شخصیات سے بھی رابطہ کیا ۔ جب وہ یمن پہنچے تو اس نے عثمانی فوج میں **14** ویں ڈویژن : الحدیدة کے کمانڈر شوقي مؤيد العظم کو فون کیا ۔ جب سن **1908**ء میں عثمانی آئین کا اعلان ہوا تو وہ دمشق واپس آگیا ، اور ترکوں سے عربوں کے حقوق کا مطالبہ کرنا شروع کیا ، جس سے ترک حکومت نے انکار کیا تھا ، اور اس سفر پر اس نے مزاحیہ اخبار «کار الخرج» کی تحقیق میں حصہ لیا ، لہذا سرکاری حکام نے اس اخبار کی طرف توجہ دی ، اور حکومت نے اس کا تعاقب کرنے کا حکم دیا ۔ چنانچہ وہ قاہرہ چلا گیا اور وہاں اس نے جریدة المؤيد میں حصہ لیا ، اور **1913**ء میں الشیخ محمد رشید

رضا نے مدرسة الدعوة والإرشاد کی بنیاد رکھی ، اور شیخ محب الدین نے وہاں تعلیم حاصل کی۔

جب پہلی جنگ عظیم شروع ہوئی اور عظیم عرب انقلاب نے ٹیلی گراف کے ذریعہ ان کی درخواست کی تو شریف حسین بن علی نے > بادشاہت > کا اعلان کیا ، اور اس> محب الدین > نے مکہ کا سفر کیا ، امیری پریس کو قائم کیا ، اور حکومت حجاز کے لئے تقریر کرنے والا " اخبار القبلہ " جاری کیا ، اور شریف حسین نے شیخ کامل القصاب کے ساتھ بہت سارے غیر ملکی معاملات پر ان سے مشورہ کیا۔ جب شہزادہ فیصل کی سربراہی میں 1918ء میں عرب دمشق میں داخل ہوئے تو ، شیخ محب الدین الخطیب واپس آئے ، اور انھیں «العاصمة» کے نام سے سرکاری اخبار کے انتظام و تدوین کی ذمہ داری سونپی گئی۔

جب فرانسیسی 1920ء میں دمشق میں داخل ہوا تو ، شیخ محب الدین مصر روانہ ہوگئے اور قاہرہ میں سکونت اختیار کی ، جہاں آپ نے پانچ سال تک « الأھرام اخبار» کے ایڈیٹر کی حیثیت سے کام کیا ، اور وہاں آپ نے سلفی لائبریری اور پرنٹنگ پریس کی بنیاد رکھی ، اور آپ نے بہت سی سلفی کتب شائع کیں ۔ اور « مجلة الزھراء» جاری کیا جو پانچ یا چھ تک جاری رہا ، پھر اس نے " الفتح اخبار " کی بنیاد رکھی ، پھر چھ سال تک «مجلة الأزھر» الازہر میگزین کی تدوین کی

، پھر قاہرہ میں «جمعية الشبان المسلمين» ینگ مسلم ایسوسی ایشن کے قیام میں تعاون کیا۔
قاہرہ میں «جمعية الشبان المسلمين» کے قیام سے ملحدین ، سیکولرازم اور مشنریوں کے حمایتیوں کے خلاف شدید رد عمل پیدا ہوا ، اور انہوں نے اس پر گھات لگا کر حملہ کیا یہاں تک کہ انہوں نے عوامی کی توجہ اپنی ایک تحریر کی طرف مبذول کروائی جس کا عنوان تھا: "بچوں کی سرزمین میں آزادی" جسے انہوں نے کمال اتاترک سے حاصل کیا تھا ، لہذا انہیں گرفتار کرکے ایک ماہ قید کی سزا سنائی گئی۔

6 جہود جہاد اور علمی اثرات

1- آپ نے پروٹسٹنٹ مشنریوں کے خلاف «مجلة المؤيد» میں بہت سی تنقیحات کو شائع کیا ، ان کے فرانسیسی میگزین «مجلة العالم الإسلامي» "اسلامک ورلڈ میگزین" کے حوالے سے ان کو نقل کیا جو مسلمانوں کے آلودہ ذہنوں میں ڈالنے کا ارادہ کیا کرتے تھے ۔ اور اس کے نتیجے میں «الغارة على العالم الإسلامي» تھا جس کا اسلامی دنیا میں رد عمل تھا۔
2 - صیہونیت کے خلاف شیخ ان اولین علمائے کرام میں سے تھے جنہوں نے صیہونیت کے خطرات سے آگاہ کیا ، اور ان کے خلاف انتباہ کیا ، اور اس کے حقائق اور پوشیدہ رازوں سے پردہ اٹھایا ، اور یہودیوں کی طرف سے فلسطین میں پہنچنے

کی کوشش 1844ء اور فلسطین میں محمد علی پاشا پر ان کے دعوے ، اور ان کے اور سلطان عبد الحمید کے درمیان 1902ء میں جو کچھ تھا مضامین میں اس کی تصدیق کی۔

3 - فرانسیسی استعمار کے خلاف

دمشق کے قریب میسلون میں فرانسیسی حملہ آوروں سے جنگ کی تیاری کرنے والے مجاہدین کے لئے رقم اکٹھا کرنے کے لئے بنائی گئی کمیٹیوں کے نگران شیخ محب الدین الخطیب تھے۔

4 - اثناعشری شیعہ فرقہِ کے خلاف

1368ھ الموافق 1947ء میں شیعہ علماء میں سے ایک شیخ محمد القمي مصر میں دار التقریب قائم کرنے کے لئے منظم ہوئے اور "رسالہ اسلام" نامی شائع کیا اور زمالک میں ایک اپارٹمنٹ کرایہ پر لیا ، کیونکہ اس کا مقصد مختلف اسلامی فرقوں کے مابین بات چیت کرنا اور ان کے مابین تعارف کرنا تھا۔ شیخ محب الدین الخطیب اس خیال کے خلاف ایک جنونی تھے ، جیسا کہ انہوں نے کہا: "تمام مسلمان توڑ پھوڑ کے گھر کے گرد گھوم گئے ، جسے ایک طویل عرصہ پہلے صلح کا گھر کہا جاتا تھا ، اور اس کے خالی کمروں میں چلنے والی ہوائیں اس کے کرایہ داروں پر سوگ کرتی ہیں۔" پھر انہوں نے ذکر کیا کہ کچھ بھی فائدہ اٹھانے والوں کے علاوہ اس کی رکنیت پر منحصر نہیں رہا۔ جسمانی طور پر ان کے اس گھر

سے تعلق رکھنے کی وفاداری کے بارے میں ، اور یہ کہ سنیوں کے مخلص علماء نے انھیں انکار کرنے والوں کے مذہب کے بارے میں پوشیدہ حقیقت اور انکشافی مطالبے کا انکشاف کیا جو رد پسند کرتے ہیں ، لہذا وہ گھر سے الگ ہوگئے ۔ اور ان کی نمائندگی میں ان کو شامل کرنا مقصود ہے ، پھر وہ کہتے ہیں: اس کے علاوہ حیرت کی کوئی بات باقی نہیں رہی شاید اس رسالہ کے انچارجوں نے اس کو ختم کردیا۔ یہ رسالہ اسلام کا پیغام 17رمضان المبارک 1392 ہجری کو معطل کردیا گیا ، اور یہ نمبر (60) ہے۔

7 جہود نشر عقیدہ اہلسنت والجماعت

شیخ الاسلام ابن تیمیہ کی کتابوں کی اشاعت۔

صحابہ کرام کا دفاع اور شکوک و شبہات کا جواب دیا ، اور یہ ان کی کتاب « العواصم من القواصم » کی اشاعت سے ظاہر ہوتا ہے ، اس کتاب میں انہوں نے ان بیانات سے انکار کرنے کی کوشش کی ہے جن میں صحابہ میں اختلاف رائے کے ساتھ ہونے والے واقعات کے بارے میں بات کی گئی ہے ۔

آپ نے کتاب فتح الباري مع تعلیقات از شیخ ابن بازؒ شائع کی۔

سلفی علماء کرام اور مبلغین کے ساتھ ان کا مواصلت اور حوصلہ افزائی ، بشمول شیخ محمد ناصر الدین البانیؒ کی

کتاب « آداب الزفاف » کا مقدمة لکھا۔

8 وفات

آپ نے « اپنی زندگی مستعار کے » 63 تریسٹھ سال "مستشرقین" ، "مشنریوں" ، "شیعوں" اور "سیکولرز" کے خلاف تحقیق ، تدوین ، اور تصنیف میں صرف کئے ، آپ 22 شوال 1389ھ الموافق 30 دسمبر 1969ء کو سرجری آپریشن کے بعد «الکاتب ہسپتال» الدقي مصر میں انتقال کر گئے مصروف اور بھر پور زندگی گزارنے کے بعد ۔

9 آثارہ العلمیہ

انور الجندی نے کہا کہ: "اس جملے میں ، سید محب الدین الخطیبؒ اور اس کے اثرات ہمارے عربی ورثہ اور ہماری اسلامی فکر میں ایک بہت بڑا اثاثہ ہیں ، اور انہوں نے تعمیری اضافے کیے ، گہرے جوابات فراہم کیے ، اور عرب ثقافت کے تصورات اور بنیادی اقدار کو نئے زاویے دیئے۔" جن میں سے:

1- توضيح الجامع الصحيح للإمام البخاري، شرح صغير.

2- الحديقة، 14 جزء، مختارات في الأدب الإسلامي في مختلف العصور وفي مختلف الموضوعات. کتاب منتخب مضامین اسلامی ادب پر مختلف عصروں اور مختلف موضوعات پر۔

3- الخطوط العريضة التي قام عليها دين الشيعة الاثنى عشريّة. وسیع خاکہ جس پر شیعہ اثناعشری مذہب مبنی ہے۔

4- البهائیہ.

5- مع الرعيل الأول، عرض وتحليل لحياة الرسول مع أصحابه. پہلی نسل کے ساتھ "حیات رسول مع صحابہ" پیش کش اور تجزیہ۔

6- حملة رسالة الإسلام الأولون.

7- رسالة الجيل المثالي.

8- من الإسلام إلى الإيمان، حقائق عن الفرقة الصوفيّة التيجانيّة.

9- اتجاه الموجات البشرية في جزيرة العرب. جزیرہ نما عرب میں انسانی لہروں کی سمت۔

10- الإسلام دعوة الحقّ والخير.

11- ذو النورين عثمان بن عفان.

12- مراسلات بينه وبين الأمير شكيب أرسلان، بلغ ألف رسالة. اس کے اور امیر شکیب ارسلان کے مابین خط و کتابت ، جس میں ایک ہزار خطوط ہوں گے۔

13- الغارة على العالم الإسلامي - ترجمة .

14- تاريخ مدينة الزهراء.

15- الأزهر ماضيه وحاضره.

💻 متعدد کتابوں پر قیمتی تعلیقات ہیں ، جن یہ میں شامل ہیں:

1- تعليقاته الرائعة على كتاب العواصم من القواصم لابن العربي المالكي وهي أكبر وأهم من الكتاب.

2- تعليقات على كتاب المنتقى من منهاج الاعتدال للذهبي.

3- تعليقات على مختصر التحفة الاثني عشرية للألوسي.

4- تعليقات مفيدة على كتاب الإكليل للهمداني.

5- وقد طبع كتاب الأدب المفرد للبخاري مع تخريج أحاديثه.

6- وكذلك طبع فتح الباري بشرح البخاري لابن حجر مع الإشارة إلى الأبواب التي تفرقت فيها الأحاديث بالتعاون مع محمد فؤاد عبد الباقيؒ. وما نَشر كتابا إلا وكتب مقدمة علمية عن المؤلف وعن الكتاب۔ مصنف اور کتاب کے بارے میں ایک علمی تعارف لکھا۔

💻 سیکڑوں مضامین ہیں آپ نے اپنی طویل زندگی کے دوران الزھراء ، الفتح ، الأزھر اور دیگر اخبارات و رسائل میں مختلف موضوعات پر لکھے۔

10 لغات {زبانیں}

آپ عربی ، ترکی ، فارسی اور فرانسیسی زبان کے ماہر تھے ۔

11 علامہ محب الدینؒ کے بارے غلط فہمیاں

1- آپ آزاد مشن تھے ، جو محمد عبدہ، محمد رشید رضا ، الکواکبي کی کتابوں کے طالب علم تھے۔

جواب: یہ درست ترسیل یا صحیح بیان سے ثابت نہیں ہوا ہے کہ السید محب الدین الخطیبؒ آزاد مشن سے متاثر تھے ، اور محمد عبدہ ، محمد رشید رضا ، الکواکبي سے ان کا تعلق کیوں کہ یہ آزاد مشن سے متاثر ہوئے تھے ۔ اور اس کے نعروں سے دھوکہ کھا رہے تھے ، اور "جب اس پر اس کی حقیقت کا انکشاف ہوا تو انھوں نے اس کی تردید کی" خاص طور پر رشید رضا اور ان کے مقالات ان کی مذمت کرتے ہیں انھیں انتباہ کرتے ہوئے ۔ منار۔

2- اور ترکی کی ترک پالیسی کی مخالفت کرنے کے لئے اس کے متعدد انجمنوں کا قیام:

جواب: اس کا مقصد سلطنت عثمانیہ کے اندر عربوں کے حقوق کا مطالبہ کرنا تھا ، اور اس میں شیخ محب الخطیبؒ کہتے ہیں: میں پورے خلوص کے ساتھ اعتراف کرتا ہوں کہ میں اور تمام عرب رجال اور نوجوانوں جن کو میں نے تلاش کیا اور تعاون لیا انھوں نے عثمانی ریاست سے علیحدگی اختیار کرنے کے لئے ہمارے ذہنوں کو عبور نہیں کیا۔ وہ کہتے ہیں: سلطنت عثمانیہ میں عربوں کے مفاد میں یہ ہے کہ ریاست انھیں ان ممالک میں انتظامیہ اور تعلیم کی زبان میں پہچانتی ہے ، جن کے لوگ عربی بولتے ہیں ، اور انھیں اس حد

تک بے وقوف سے آگاہ نہیں کرتے ہیں کہ ان کے ممالک میں تعلیم ان کے لئے غیر ملکی <ترکی> زبان میں ہے ، اور اس حد تک کہ ان کی عربی زبان کو استعمال کرنے سے منع کیا گیا ہے ، انتظامیہ اور عدلیہ عرب دنیا کے مرکز میں ہے۔ کتب المصنف بالموقع۔



12 پروفیسر ڈاکٹر علامہ محمد خلیل هراسؒ

1916 تا 1975ء

آپ الإمام الكبير العلاَّمة ، السلفيُّ ، المحقِّق ، ناصر السنت و قاطع بدعت فضيلة الشيخ ڈاکٹر محمد بن خليل حسن هرّاس رحمه الله ہیں.

1 ولادت اور وطن

ڈاکٹر علامہ محمد بن خلیل ہراسؒ 1334ھ الموفق 1916ء میں قریہ "الشینن" مغربی ضلع مرکز قطور مصر میں پیدا ہوئے۔

نوٹ قریہ شین سے بہت سے علماء پیدا ہوئے ۔ فضیلة الشيخ ڈاکٹر عبد العظیم بن بدوی حفظه الله بھی ان علماء میں شامل ہیں۔

2 تعلیم

آپ نے اپنی تعلیم کا آغاز 1929ء میں "جامعہ ازہر" سے کیا ، بعد ازیں آپ نے کلیہِ اصولِ دین سے گریجویشن کی ڈگری حاصل کرنے بعد 1940ء میں "التوحید والمنطق" میں (پی

ایچ ڈی) کیا آپ کے تھیسس رسالے کا موضوع تھا (ابن تیمیة السلفي)

3 زندگی کا اہم موڑ فلسفی سے سلفی تک

علامہ محمد بن خلیل ہراس کے تلمذ شیخ محمد بن امان الجامی نے ذکر کیا کہ علامہ محمد بن خلیل ہراس الازہر یونیورسٹی سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد ”تخصص في علم الفلسفة والمنطق“ کی تعلیم حاصل کر رہے تھے ۔ وہ ابن تیمیہ سے دشمنی کرتے تھے ، کیونکہ وہ جانتے تھے کہ ابن تیمیہ فلسفیوں اور منطق کے لوگوں کا دشمن ہے ۔ جب اس نے بین الاقوامی ڈگری (ڈاکٹریٹ) کے لئے داخلہ لیا تھا تو کچھ لوگوں نے اسے ابن تیمیہ کا جواب لکھنے کا مشورہ دیا ۔ شیخ نے جواب دینے کے لئے ابن تیمیہ کی کتابیں جمع کیں جن پر انھوں نے دستخط کیے تھے ، اور پھر انھوں نے تین ماہ تک ان کتب کا مطالعہ کیا۔ اس مطالعے کے بعد اس نے اپنے تاثرات کے مطابق داخلے کے ساتھ یہ نتیجہ اخذ کیا کہ ”ان کتابوں کا مطالعہ کرنے سے پہلے اسے اسلام کی سمجھ نہیں تھی“۔ چنانچِہ انھوں نے مقالہ ”رد ابن تیمیہ“ کو مقالہ "ابن تیمیة السلفي" میں تبدیل کر دیا۔

4 علمی ، تدریسی اور دعوتی خدمات

1۔ جامعہ ازہر کلیہ اصول دین میں آپ پروفیسر مقرر ہوئے۔
2۔ مفتی اعظم شیخ محمد بن ابراہیمؒ کی نجی درخواست پر علامہ محمد خلیل ھراسؒ "دارالتوحید" طائف میں تدریس کے لیے بلا لے گئے۔
3۔ پھر اسے شیخ عبد العزیز بن بازؒ کی ذاتی درخواست پر مملکت سعودی عرب میں ملازمت کرنے کا اعزاز حاصل ہوا ، جہاں انہوں نے "جامعة الإمام محمد بن سعود الإسلامية في الرياض"۔ امام محمد بن سعود اسلامی یونیورسٹی ریاض میں درس دیا ، پھر وہ مصر واپس آ گئے۔
4۔ اس کے بعد خود سماحۃ الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ نے آپ سے درخواست فرمائی کہ وہ مکہ مکرمہ میں عقیدۂ اسلامی کی تعلیم دیں، چنانچہ آپ "جامعہ ام القریٰ" کی کلیہِ شریعہ کے شعبہ عقیدۂ اسلامی کے بطور ہیڈ آف ڈیپارٹمنٹ اپنے فرائض منصبی انجام دیتے رہے۔ (بلکہ اس عقیدے کے باقاعدہ ڈیپارٹمنٹ کا آغاز شیخ رحمہ اللہ ہی کے سبب کیا گیا تھا)۔
5۔ استاذ کلیہ اصول دین جامعہ اسلامیہ مدینۃالرسول۔
6۔ 15محرم 1380ھ = 9 جولائی 1950ء میں علامہ عبدالرحمان وکیلؒ کو انصارالسنہ المحمدیہ کا سربراہ اعلیٰ منتخب کیا گیا اس موقع پر ڈاکٹر محمد جلیل ہراسؒ کو ان کا نائب منتخب کیا گیا۔

7. 1973ء میں انہوں نے بالاشتراك مع د. عبد الفتاح سلامة مصر کے غربیہ صوبے میں جماعة الدعوة الإسلامية کی بنیاد رکھی ، اور آپ اس کے پہلے صدر تھے۔

5 تلامذہ

آپ نے کئی یونیورسٹیوں میں پڑھایا آپ کے تلامذہ بے شمار ہیں چند کا اندراج کر رہا ہوں۔

- 1. الشيخ محمد أمان الجامي.
- 2. ڈاکٹر عبد الفتاح سلامة.
- 3. الشيخ علي بن ناصر الفقيهي.

6 عقیدہ ، منہج و دعوت

شیخ رحمہ اللہ سلفی العقیدہ تھے ، جہاں ایک طرف تو شیخ اس سلفی منہج و عقیدہ سے شدت کے ساتھ تمسک اختیار کرنے والے اور ہر آن اس کی نصرت کرنے والے تھے، وہاں دوسری جانب اہل بدعت کے حلق کا کانٹا بنے ہوئے تھے۔ آپ کے بارے میں شیخ محمد رشاد الشافعیؒ نے فرمایا: (آپ کو اس طرح سے جابروں کے جبر، بدعتیوں کے مکر اور ملحدوں کی زندقیت کا مقابلہ کرنا پڑا جس کی طاقت صرف وہی رکھ

سکتا ہے جو بہت صبر کرنے والا اور اللّٰہ تعالیٰ سے بہترین اجر کی امید رکھنے والا ہو) کیونکہ آپ رحمہ اللہ نے اپنی پوری زندگی منکرینِ حدیث کے خلاف صحیح احادیث کا دفاع کرتے گزار دی، اور آپ ان اولین شخصیات میں سے تھے جنھوں نے ان کی سازشوں کا پردہ چاک کیا تھا چنانچہ اس وجہ سے متشدد صوفی عقیدے والوں اور منکرین حدیث کی جانب سے آپ کے خلاف کئی بار اقدامِ قتل تک کیا گیا۔ لیکن اللّٰہ تعالیٰ ان کی سازشوں سے باخبر تھا اور اس نے شیخ کو نجات بخش کر اہلِ بدعت کے حلق میں کانٹا بنائے رکھا۔ شیخ رحمہ اللہ نے تصنیف کے کام کو کتبِ عقیدہ پر ہی مرکوز رکھا جیسے الصفات الإلهية عند ابن تيمية – شرح العقيدة الواسطية – ابن تيمية السلفي۔ ایک ریسرچر موسی واصل السلمی نے کلیہ الدعوۃ واصولِ دین جامعہ ام القریٰ مکہ مکرمہ سے جب عقیدہ میں ماسٹرز کیا تو ان کے تھیسس کا موضوع ہی یہ تھا کہ: ”الشيخ خليل هراس و جهوده في تقرير عقيدة السلف“ (شیخ خلیل ہراس اور عقیدۂ سلف کو تائید میں ان کی جدوجہد) اور جیسا کہ ریسرچر کا کہنا ہے کہ انہوں نے شیخ رحمہ اللہ ہی کو کیوں منتخب کیا: (کیونکہ شیخ کی مؤلفات بھرپور علم، نہایت واضح اسلوب اور عقیدۂ سلف کے مخالفین کے بارے میں فہمِ دقیق پر مشتمل ہیں، انہی خوبیوں نے مجھے اس بات پر آمادہ کیا کہ میں ان

کی ان مساعی وجہود کو پیش کروں جن میں خیرِ عظیم اور نفعِ عمیق ہے)۔

پھر ریسرچر نے شیخ رحمہ اللہ کی ان نمایاں خصوصیات کے ساتھ اپنے کلام کا خلاصہ کیا:

* 1۔ کتاب وسنت سے استدلال کی قوت میں متمیز تھے جو کہ ان کی علمی رسوخ اور تمکنِ علمی کی دلیل ہے۔

* 2۔ شیخ ہراس رحمہ اللہ کا کتاب وسنت سے شدید تمسک اختیار کرنا اور اپنے تمام معاملات کے فیصلے میں انھی کی جانب رجوع کرنا۔

* 3۔ شیخ ہراس رحمہ اللہ کا ان اصول کا اہتمام کرنا جس پر متکلمین نے اپنے مذاہب کی بنیاد رکھی ہے، جو کہ معرفت ِحق کا مفید طریقہ ہے (تاکہ ان پر رد کیا جاسکے)۔

7 آپکی مکانت علمی

آپ رحمہ اللہ کو سلفی عقیدہ کا بھرپور تمیز حاصل تھا اور ساتھ ہی مختلف گمراہ فرقوں کی دقیق معلومات بھی تھیں(جو کہ ان کی رد کے لئے نہایت ضروری ہیں)۔ آپ رحمہ اللہ کو یہ ملکہ حاصل تھا کہ عقیدے کے موضوعات میں سے کسی بھی موضوع پر بات کر رہے ہوں اگرچہ وہ پہلی ہی بار ہو تو آپ اس بارے میں وارد پیچیدہ ترین امور کو بھی

کھول کھول کر بیان کر دیتے تھے۔ آپ کے جاننے والوں اور قدر شناسہ لوگوں میں کبار علماء کی پوری ایک جماعت تھی جیسا کہ سماحۃ الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ جنھوں نے خود سے درخواست کی تھی کہ شیخ مکہ مکرمہ میں تدریس کے فرائض انجام دیں حالانکہ جامعہ ازہر نے اسے مسترد کردیا تھا مگر ملک فیصل رحمہ اللہ کی طلب پر وہ اس منصب پر تاحیات فائز رہے ۔ ان کے علاوہ انہیں بخوبی جاننے والوں (اور عالم ماننے والوں) میں سے شیخ علامہ عبدالرزاق عفیفیؒ ، فضیلۃ الشیخ عبدالرحمن الوکیلؒ (رئیس شعبۂ عقیدہ ، جامعہ ام القریٰ) اور فضیلۃ الامام محمد حامد الفقیؒ وغیرہم رحمہم اللہ اور ان کے علاوہ بہت سے تھے ۔

8 وفات

آپ رحمہ اللہ نے ایک علم دینے سے لبریز زندگی پاکر ستمبر **1975ء = 1395ھ** میں **60** سال کی عمر میں وفات پائی ، کیونکہ جس سال آپ کی وفات ہوئی اس سال (مصر میں طنطا، محلۃ الکبری اور انصار السنۃ کے مرکز میں خصوصی طور پر بہت سے دروس ارشاد فرمائے، اور (سبحان اللہ! ساری زندگی توحید کی خدمت کرنے کے بعد) آپ کا آخری خطبہ

بھی”التوحيد و أهمية العودة إليه“ (توحید اور اس کے جانب لوٹنے کی اہمیت) تھا۔

آپ رحمہ اللہ کتاب اللّٰہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کرتے ہوئے اس درس کے فوراً بعد وفات پاگئے، سچ فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ:

”إِنَّ اللَّهَ لَا يَقْبِضُ الْعِلْمَ انْتِزَاعًا يَنْتَزِعُهُ مِنَ الْعِبَادِ، وَلَكِنْ يَقْبِضُ الْعِلْمَ بِقَبْضِ الْعُلَمَاءِ“

(بے شک اللّٰہ تعالیٰ اس علم کو ایسے قبض نہیں فرمائے گا کہ اسے لوگوں (کے دلوں) سے محو کرلے بلکہ اس علم کو علماء کرام کے قبض کرنے (وفات) کے سبب اٹھا لے گا)۔

”صحیح بخاری“ 100، ”صحیح مسلم“ 2674۔

9 کیٹلاگ

💻 اس کے پاس بہت سی کتابیں ہیں ، جن میں شامل ہیں:

1۔ "ابن تيمية السلفي". یہ تھیسس ہے جو شیخ نے پیش کیا تھا اور عالمی ڈگری (پی ایچ ڈی) حاصل کی تھی۔

2۔ "الصفات الإلهية عند ابن تيمية".

3۔ "ابن تيمية ونقده لمسالك المتكلمين في مسائل الإلهيات".

4۔ شرح "العقيدة الواسطية". اردو ترجمہ محمد صادق خلیلؒ ۔ مکتبہ اہلحدیث فیصل آباد۔ صفحات 240۔

5. شرح "القصيدة النونية" لابن القيم 2 جلّدين.

6. "الحركة الوهابية" (رد على مقال لمحمد البهى في نقد الوهابية) اردو ترجمہ "وہابی تحریک" طارق اکیڈمی فیصل آباد۔

آپ نے اسلامی ورثہ کی متعدد کتب کی تحقیق بھی کی ہے ، ان میں شامل ہیں:

7. تعليق "المحلى بالآثار". ابن حزمؒ ۔ 11 جلدوں۔ طبع 1384ھ مصر۔

8. تحقيق وتعليق على كتاب "السيرة النبوية" لابن هشام.

9. تحقيق وتعليق على كتاب "التوحيد" لابن خزيمة.

10. تحقيق ونقد كتاب "الخصائص الكبرى" للسيوطي.

11. تحقيق كتاب "المغني" لابن قدامه المقدسي.

12. تحقيق وتعليق على كتاب "الأموال" لأبي عُبيد القاسم بن سلام.

10 حوالہ جات

1. "مختصر سوانحِ حیات فضیلۃ الشیخ علامہ محمد بن خلیل ہراس رحمہ اللہ"۔ فضیلۃ الشیخ عبدالفتاح سلامہ حفظہ اللہ (آپ کے تلمیذ اوررئیس شعبۂ تفسیر دراسات عالیہ مدینہ یونیورسٹی)

2۔ ”الشیخ خلیل ھراس و جھودہ في تقریر عقیدۃ السلف“۔از موسی واصل السلمی مقالہ ایم ۔ اے کلیہ الدعوۃ واصولِ دین جامعہ ام القریٰ مکہ مکرمہ۔

3۔ ”محمد خلیل ھراس“ المکتبة الشاملہ۔

4۔ انسائیکلوپیڈیا مذاہب عالم ۔ ڈاکٹر لئیق اللہ خان۔ دارالسلام ۔ الریاض لاھور۔

5۔ ویکیبیدیا الموسوعة الحرة. ترجمہ محمد خلیل ھراس۔



13 علامہ شیخ ڈاکٹر صُبحی صالحؒ

1926 تا 1986ء

علامہ شیخ ڈاکٹر صُبحی صالح ایک عالم ، فقیہ ، مجتہد ، مصنف ، ماہر لسانیات ، مجاہد اور شہید ہیں ، آپ لبنانی ممتاز سنی محدثین اسکالروں میں شمار ہوتے ہیں۔ آپ 1926ء میں پیدا ہوئے تھے اور 7 اکتوبر 1986ء کو ساقیة الجنزیر بیروت لبنان میں شہید ہوئے تھے۔ آپ نے عربی علوم میں پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی ، آپ لبنان یونیورسٹی اور دمشق یونیورسٹی کے پوفیسر تھے۔ لبنان میں سپریم اسلامی کونسل کی سربراہی میں لبنانی اسکالرز کی انجمن کے سکریٹری جنرل ، لبنان میں قومی اسلامی محاذ کے سکریٹری جنرل ، ایک اسلامی مفکر ، قاہرہ ، دمشق ، بغداد ، اور مراکش کی اکیڈمیوں کے رکن،

علامہ شیخ ڈاکٹر صبحی صالحؒ	
معلومات شخصية	
نام	صبحي بن ابراهيم صالح

پیدائش	1926ء/ 1345ھ المیناء، طرابلس، لبنان
وفات	7 أکتوبر 1986 ساقية الجنزير، بيروت، لبنان
سبب الوفاة	اغتيال (قتل)
مومیت	لبناني
نسل	لبناني عربي
عقیدہ و مسلک	اہلسنت ، سلفی
الحياة العملية	
تدریس	الجامعة اللبنان
پیشہ	عالم دین، پروفیسر
علمی سرگرمیاں	1954 تا 1984ء
◆◆◆◆◆◆◆◆◆◆◆◆◆	

1 حالات زندگی

ڈاکٹر صبحی بن ابراہیم صالح (1345-1407ھ = 1926-1986ء)

آپ 1926ء میں المیناء طرابلس لبنان میں پیدا ہوئے آپ نے طرابلس کے "دارالربیہ" ہائی اسکول میں سول اور قانون کی

تعلیم حاصل کی ، اور اپنی قانونی تعلیم کے پہلے سال 1938ء میں آپ مذہبی لباس پہننا چاہتے تھے اور بارہ سال کی عمر میں مساجد میں بمشکل پہنچ کر جمعہ کے دن تبلیغ کرنے لگے۔

1943ء میں "جامع الازہر" میں كلية أصول الدين سے وابستہ ہونے کے بعد آپ نے 1947ء میں { جمع بين الثقافتين الشرعية والمدنية } جمع بين الثقافتين شریعت اور شہریت۔ میں ایک اعلیٰ ڈگری { الشهادة العالية (الإجازة) (B . A) }۔ اور 1949ء میں { الشهادة العالمية } کی سند حاصل کی ، پھر 1947ء میں آپ کی وابستگی "قاہرہ یونیورسٹی" میں كلية الآداب سے ہوئی اور 1950ء میں { عربی ادب (قسم الامتیاز) میں بی ۔ اے کیا }

آپ 1950ء میں پیرس گئے اور 1954ء میں ادب میں سرکاری ڈاکٹریٹ کی سند حاصل کی۔ پیرس میں گذشتہ چار سالوں کے دوران ، آپ نے اپنے دوست اسلامی محقق "ڈاکٹر حمید اللہ حیدر آبادیؒ" کے ساتھ مل کر دنیا کا پہلا اسلامی ثقافتی مرکز قائم کیا۔

آپ "بیروت عربی یونیورسٹی" اور "لبنان یونیورسٹی" میں پروفیسر رہے۔ اس عرصے کے دوران ، آپ نے مسجد پیرس میں

نماز جمعہ کے بعد تبلیغ جاری رکھی ، اور افریقی مسلمانوں خاص طور پر شمالی افریقہ کے عوام کو عربی زبان کی تعلیم دینے میں حصہ لیا اور آپ نے فرانسیسی دارالحکومت کے کلبوں میں لیکچر دیے۔ آپ نے بتیس سال یونیورسٹیوں کی تدریس میں گزارے: پہلے بغداد میں (1954-1956ء) دوسرے نمبر پر دمشق میں (1956-1963ء) اور آخر میں بیروت میں چونکہ صبحی صالح کو اعلیٰ تعلیم کے عملے میں پروفیسر مقرر کیا گیا تھا۔ اور "بیروت عربی یونیورسٹی" میں اس کی تشکیل سے آپ کی وفات تک۔ اس کا آغاز ہوا تھا {1971 - 1973ء} اور آپ رئيساً لقسم أصول الدين رہے۔ آپ لبنان یونیورسٹی میں فیکلٹی آف آرٹس اینڈ ہیومن سائنسز میں 1975ء میں عربی زبان کے شعبہ کے سربراہ کے طور پر منتخب ہوئے تھے ، پھر انھیں 1977 ء میں فیکلٹی آف آرٹس کا ڈائریکٹر مقرر کیا گیا تھا اور آپ اس کالج میں "إسلاميات وفقه اللغة" کے چیئرمین رہے۔ آپکو متعدد عرب { اور فرانس کی} یونیورسٹیوں میں وزیٹنگ پروفیسر کی حیثیت سے پروفیسر رہے ، جن میں مندرجہ ذیل یونیورسٹیوں شامل ہیں ۔ ریاض کی "امام محمد بن سعود اسلامی یونیورسٹی" اور "تیونس یونیورسٹی" کا "زیتون کالج آف شریعہ اور مذہب" بھی شامل ہے ، فرانس کی" لیون III یونیورسٹی" اور" پیرس II یونیورسٹی" (یونیورسٹی آف

لاء اینڈ اکنامک سائنسز) میں ڈاکٹریٹ کے مقالوں کا نگراں نامزد کیا۔ آپ اپنی شہادت تک اسلامی قانون سے متعلق مقالوں میں اور معاشرتی مقالات کی بحث میں حصہ لیتے رہے۔ آپ نے متعدد اکیڈمیوں میں شمولیت اختیار کی ہے: آپ کو قاہرہ میں مجمع اللغة العربية عربی زبان کی اکیڈمی کا رکن ، مراکش کی اکیڈمی کے ایک ممبر ، بغداد میں عراقی علمی سوسائٹی کے ممبر اور "عظیم عرب انسائیکلوپیڈیا کی سپریم نگران کمیٹی" کا ممبر رہے۔ اپنی زندگی کے دوران بہت سے عہدوں پر فائز رہے: * "سپریم اسلامی کونسل" کے صدر رہے۔ اس کونسل کی سربراہی لبنان میں "شہید مفتی حسن خالد" کی سربراہی میں تھی اور وہ لبنان میں سب سے بڑی اسلامی اتھارٹی تھی۔

- لبنان میں پندرہویں صدی ہجری میں "سپریم کمیٹی" کے چیئرمین۔
- "انجمن لبنانی اسکالرز" کے سکریٹری جنرل۔

آپ نے "اسلام میں اجتہاد فکر انعام" جیتا جس کو تنظیم العربية للتربية والثقافة والعلوم "عربی تربیت اور ثقافتی علوم" نے 23 جون 1986 ء کو "پندرہویں صدی ہجری کے جشن" کے تناظر میں{ایوارڈ سے} نوازا تھا۔

2 خیالات

ان کا ماننا ہے کہ کوئی بھی چیز اسلام کے جوہر کو ترقی اور ترقی سے متصادم نہیں بناتی ، اور یہ کہ ہمارے لئے سیاست ریاست کو منظم کرنے کا ایک بہترین طریقہ کے سوا کچھ نہیں ہے ، اور انھوں نے کہا: یہ بات تسلیم کرنی ہوگی کہ اسلامی معاشرہ جس کے پہلے خطوط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں کھینچے گئے ، اسے اپنا کارنامہ نہیں ملا۔ لہذا ہم کچھ اسلامی ممالک میں اسلامی عقیدے اور اس کے اطلاق کے درمیان واضح امتیاز کرسکتے ہیں۔ انہوں نے کہا: ہم یہاں اور وہاں ایسے اقدامات کا مشاہدہ کر رہے ہیں جو ہمت کے بغیر نہیں ہیں ، لیکن نص< متن > زیادہ تر معاملات میں جلد ہی روح کو فتح کرتا ہے ، کیوں کہ آج کا اسلامی معاشرہ ابھی بھی محض ایک منصوبہ ہے۔ انہوں نے اجتہاد کے لئے دروازہ کھولنے کا مطالبہ کرتے ہوئے کہا: امت کی اجتہاد کی ضرورت خود واضح ہے ، پرانے لوگوں کی نظر میں ، ہم عصروں کو یہ تاخیر برداشت کرنے کے لئے قابل قبول نہیں تھا ، اور یہ کہ ہمارے علمائے کرام میں تحقیق کاروں نے مشابہت کے خلاف مزاحمت اور لوگوں کو اجتہاد کی طرف بلانے میں حصہ لیا ، چاہے وہ اس کے دروازے کو وسیع نہیں کھولیں ، سوائے ان کے جو برداشت کرسکتے ہیں۔ اور فرمایا:

یہ سب انصاف کا قانون ہے ، سب کی رحمت ہے ، ان سب کے مفادات ہیں۔ اور ان سب کی حکمت ہے۔ ہمیں مجتہدین ان کے لقبوں اور ان کی صفوں کی ضرورت نہیں ہوگی ، جتنا ہمیں ان کی طرح کی سوچ ، ان کی تندہی اور ان کے تخصص کی ضرورت ہے ، اور ہم آزاد مجتہد پر نامناسب شرائط سے جو اس نے اپنے لئے اصول و طریقہ کار کا انتخاب کیا ، قانون کے تمام پہلوؤں پر کوئی وزن نہیں دیں گے۔ اس نے دیکھا کہ مستعدی سے ، باقاعدہ فارمولے سے لے کر ایک زندہ ، مستقل حرکت پذیری اپریٹس میں تبدیل ہونے کے لیے ، اس سب کو شامل کرنے کے لیے {least} کم از کم اپنے علاوہ ، کسی جاندار زبان کے مناسب علم کی ضرورت کو بھی شامل کریں ، جس کے ذریعہ ہم اپنے وقت کی ثقافت پر اس کی کھڑکی سے دیکھیں اور اس سے متعلق علوم کی روشنی میں ہر ضروری مسئلے کو دیکھیں۔ انہوں نے پایا کہ پسماندہ ذہنیت ، اور ہماری بیمار حقیقت سے مستفید ہونے والوں کے مفادات ، سود سے پاک ایک مربوط معاشی فارمولہ تیار کرنے میں رکاوٹ ہیں جو ہمارے علماء اور ماہرین کے ایک اشرافیہ ہم میں رکھ سکتے ہیں۔ اور علمائے کرام کی رائے میں فقہائے اسلام نے قیاس آرائی اور قرض کے دونوں حصوں میں ، بچت فنڈز اور سرمایہ کاری کے سرٹیفکیٹ کو قانونی حیثیت دے کر ، کچھ دانشورانہ قوانین اور احتیاطی شرائط کی تشکیل میں

جزوی ترمیم {تحقیق} کی گئی تھی۔ انہوں نے کہا: یہ پیسہ لینے کے لیے{ beneficial } فائدہ مند لین دین اور مال کے مالک کے ساتھ اور گھروں کو تباہ کرنے والے واضح کمپاؤنڈ سود کے مابین جائز نہیں ہے۔ خلافت کے بارے میں انہوں نے کہا: ہمیں یہ یقین چھوڑنا چاہئے کہ یہ تاریخی نظام جو صرف اتفاق رائے کے اصول پر قائم کیا گیا تھا ، اسلام کے تحت حکومت کی واحد شکل ہے۔ وہ مسلمانوں میں اتحاد کا حامی تھا۔ "نہج البلاغہ" کی تحقیق کے سب سے آگے ، انہوں نے تمام مسلمانوں سے توحید کے بینر میں شامل ہونے کی اپیل کی ، اور انہوں نے مورخین سے حقائق کو ظاہر کرنے کی اپیل کی ، کسی ٹیم کے لئے ایک ٹیم کی فتح نہیں ، بلکہ خونی سانحات کو فراموش کرنے کے لئے ایک فلاحی کال کی۔ انہوں نے زندگی کے حق کے احترام ، شخص سے جارحیت اور ناانصافی کو ختم کرنے اور مجرم کو انتقام کے ساتھ روکنے کی ضرورت کا مطالبہ کرتے ہوئے کہا: اسلام کی نظر میں ، ایک فرد کی زندگی کے خلاف جارحیت ہر زندہ انسان کے خلاف جارحیت ہے ، اور حقیقت یہ ہے کہ ، اس کی زندگی کو انتہائی جامع معنوں میں لینے سے روکنا زندگی اس کا وسیع مفہوم اور اس کا سب سے مفصل ، لہذا زندگی کے سوا کیا بدلہ ہے کیونکہ وہ زندگی ہے ، اور زندگی کی خاطر۔

3 شہادت

آپ کو اپنی خود مختار پوزیشنوں کی وجہ سے کچھ خطرات محسوس ہوتے تھے۔ کیونکہ آپ ملیشیا اور اس کے تمام فرقوں کے ساتھ ایک متحدہ لبنان کی حمایت کر رہے تھے۔ ”آپ کو **7 اکتوبر 1986ء** کی صبح ”ساقية الجنزير بیروت لبنان“ میں موٹرسائیکل پر سوار دو نقاب پوش بندوق برداروں نے سر میں تین گولیاں مارکر شہید کردیا جیسے ہی آپ کار سے باہر نکلے“۔ جو آپ کو ”یتیم ایسوسی ایشن“ لے جا رہی تھی جس کے آپ نگران تھے۔ اور آپ شدید زخمی حالت میں اسپتال پہنچنے پر دم توڑ گیئے۔ إِنَّا لِلّهِ وَإِنَّـا إِلَيْهِ رَاجِعونَ۔

4 مولفات

1۔ ”مباحث في علوم القرآن“۔ اردوترجمہ۔ پروفسیر غلام احمد حریریؒ۔ صفحات: **488**۔

2۔ ”مباحث في علوم الحديث“اردوترجمہ۔ پروفسیر غلام احمد حریریؒ۔صفحات: **520**۔

3۔ ”النظم الإسلامية وتطورها“۔اسلامی نظام اور ان کی ترقی۔

4. ”الأمة ثم الدولة“۔قوم پھر ریاست۔

5. ردّ الإسلام على تحدّيات عصرنا (بالفرنسيّة)اسلام کے خلاف عصر حاضر کے چیلنجوں کا جواب (فرانسیسی)

6. منهل الواردين شرح رياض الصالحين۔

7. ”المؤسّسات الإسلاميّة تكوّنها وتطوّرها“۔اسلامی ادارے اور ان کی تشکیل وترقی۔

8. ”الإسلام والمجتمع العصري“۔اسلام اور جدید معاشره۔

9. ”فلسفة الفكر الديني بين الإسلام والمسيحيّ“۔اسلام اور عیسائیت کے مابین دینی فکر کا فلسفہ۔

10. ”معالم الشريعة الإسلاميّة“۔اسلامی قانون کے سنگ میل۔

11. ”حقّق "أحكام أهل الذمّة لابن قيّم الجوزيّة“۔ ذمیوں کے احکام وحقوق۔

12. ”أخرج "المعجم العربي" و"المعجم الفرنسي" مع الدكتور سهيل إدريس“۔ ڈاکٹر سہیل ادریس کے ساتھ مل کر "عربی لغت" اور "فرانسیسی لغت" تیار کیں۔

5 مراجع

1. نبذة عن مؤسس جمعية مكارم الاخلاق الاسلامية نسخة محفوظة 16 أكتوبر 2016 على موقع واي باك مشين.

2. ^ صبحي الصالح - المكتبة الشاملة نسخة محفوظة 03 يناير 2018 على موقع واي باك مشين.

3. ^ صبحي الصالح: داعية الاجتهاد المغدور- موقع اضاءات - 28 اكتوبر 2015 نسخة محفوظة 31 ديسمبر 2017 على موقع واي باك مشين.

4. ^ أصول العائلات البيروتية -31: آل صالح: عُرفوا عبر التاريخ بالصلاح والتقوى ومنهم الشهيد الشيخ صبحي الصالح و النائب عبد المجيد علي صالح. صحيفة اللواء اللبنانية. العدد 14675 السنة 53[وصلة مكسورة] نسخة محفوظة 26 أغسطس 2016 على موقع واي باك مشين.



14پروفیسرڈاکٹرعلامہ تقی الدین ہلالیؒ

1893 تا 1987ء

ڈاکٹر محمد تقی الدین ہلالی رحمہ اللہ مشہور مراکشی محدث ، ماہر لسانیات ، ادیب اور شاعر تھے ۔ سلفی اور ظاہری رجحان رکھتے تھے ۔ اصلاً مراکش کے رہنے والے تھے اور مراکش میں ابو شعیب دکالیؒ اور محمد بن عربی علویؒ کے بعد سلفیت کے اولین داعیوں میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ تقی الدین ہلالیؒ کا نمایاں کارنامہ صحیح بخاری کا انگلش میں ترجمہ ہے۔ اسی طرح انھوں نے قرآن مجید کا بھی انگریزی زبان میں ترجمہ کیا ہے۔ یہ دونوں ترجمے ڈاکٹر محسن خان ایم ڈی کے ساتھ مل کر کیے ۔ نازی جرمنی کے عہد حکومت میں برلن عرب ریڈیو کے نگران تھے۔

معلومات شخصیت	
پیدائش	1311ھ / 1893ء سجلماسة مراکش
وفات	25 شوال 1407ھ 22 جون 1987 (93–94 سال) دار البیضاء مراکش
شہریت	مراکش ، عراق
مذہب	اسلام
جماعت	اہل سنت والجماعت
فقہی مسلک	سلفی اہلحدیث
عملی زندگی	
مادر علمی	یونیورسٹی آف ویلز ، جامعہ ہومبولت برلن ، جامعہ قرویین ، جامعہ الازہر
پیشہ	پروفیسر ، محدث ، ماہر لسانیات ، مصنف ، مترجم
باب اسلام	

◆◆◆◆◆◆◆◆◆◆◆◆◆◆◆◆◆◆◆

1 نام و نسب

محمد تقی بن عبد القادر بن محمد بن عبد القادر بن طیب بن احمد بن عبد القادر بن محمد بن عبد النور بن عبد القادر بن ہلال بن محمد بن ہلال۔ ہلالی نسب ان کے جد امجد ہلال کی طرف ہے۔ آپ کی والدہ کا نام رقیة بنت الحسن ہے۔

2 حالاتِ زندگی

تقی الدین ہلالیؒ 1311ھ الموافق 1893ء کو "فرخ" نامی گاؤں میں پیدا ہوئے ، اس گاؤں کا نام عربی "الفیضة القدیمہ" بھی ہے جو ریصانی سے چند میل کے فاصلے پر واقع ہے، یہ مراکش کے شہر "سجلماسہ" جو ان دنوں "تافیلالت" نام سے مشہور ہے کے مضافات میں سے ہے ، ہلالی صاحب کی پرورش علمی و فقہی گھرانہ میں ہوئی، ان کے والد اور دادا دونوں فقیہ تھے۔

بارہ سال کی عمر ہی میں اپنے والد کے پاس قرآن مجید حفظ کر لیا تھا، اس کے بعد شیخ تندغی شنقیطی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور "مختصر خلیل" حفظ کرنا شروع کیا، انھیں سے عربی زبان کے علوم اور فقہ مالکی کو پڑھا، یہاں تک کہ شیخ اپنی غیر موجودگی انھیں اپنا نائب بنانے لگے۔

پندرہ ہی سال کی عمر میں ابتدائی تعلیم مکمل کر لی، والد صاحب کی وفات کے بعد قبائل میں منتقل ہو گئے اور "ژیان"

میں قیام پزیر ہوئے، وہاں ایک مسجد میں نماز پڑھاتے اور بچوں کو تعلیم دیتے۔ پھر وہاں سے محمد بن حبیب شنقیطی سے علم حاصل کرنے چلے گئے، 1919ء میں ان کی وفات کے بعد "وجدہ" چلے گئے اور وہاں ایک مدت تک قاضی احمد سکیرج سے علم حاصل کیا اور لغت ، نحو ، ادب ، فقہ اور تفسیر میں مہارت حاصل کی۔

1340ھ میں فاس کا سفر کیا اور وہاں کے علما مثلا: شیخ فاطمی شراوی اور شیخ محمد بن عربی علوی کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کیا اور جامعہ قرویین سے سند حاصل کی۔

شروع میں تیجانی (صوفیت کا ایک فرقہ) صوفی تھے، پھر مسلک تبدیل کر لیا اور لوگوں کو بھی اس سے دور کرنے لگے، چنانچہ ایک کتاب "الهدية الهادية الى الطريقة التجانيه" ان کے نقد میں لکھی، جس سے وہ لوگ ناراض ہو گئے۔

پھر حسن البنا رحمہ اللہ کے مراکشی ادبا اور مؤلفین کو دعوت کے بعد خفیہ طریقہ سے ڈاک کے ذریعہ اخوان المسلمون کے اخبار کے ساتھ خط کتابت شروع کی، لیکن ان کے کچھ خطوط ہسپانوی حکومت کے ہاتھ لگ گئے، چنانچہ انھوں نے گرفتار کر لیا اور جیل میں قید کر دیا، تین روز تک اسی طرح قید رہے، پھر شہر کے لوگوں نے ان کے حق میں

احتجاج کیا اور لندن ریڈیو اسٹیشن نے اس واقعہ اور احتجاج کو مراکشی زبان میں نشر کیا پھر پولیس نے انھیں رہا کر دیا، اس کے بعد فرانسیسی حکومت نے حکومت مخالف سرگرمیوں کے الزام میں انھیں پھانسی کی بھی سزا سنائی۔

3 علمی اسفار

انھوں نے طلب علم اور درس و تدریس کے لیے بیشمار ممالک اور مدارس و جامعات کا سفر کیا، کئی ممالک کا کئی مرتبہ سفر کیا، اپنے ذوق کے علوم کے اساتذہ سے استفادہ کیا اور بیشمار طلبہ کو پڑھایا۔

1 مصر کا سفر

چھبیس سال کی عمر میں سنہ 1922ء میں تقی الدین علم طلب حدیث کے لیے مراکش سے مصر کوچ کر گئے، وہاں جامعہ ازہر کا رخ کیا لیکن وہاں زیادہ قیام نہیں کیا، پھر شیخ محمد رشید رضا کے حلقہ تلامذہ میں شامل ہو گئے، شیخ رشید رضا کی علمی مجالس اور مناقشات میں پورے جذبہ کے ساتھ شریک ہونے لگے، یہی مناقشات و محاضرات ان کی فکری پختگی، تقلید جامد کی بجائے فکر و عقل کے استعمال اور عقلی دلائل سے استدلال اور علما و مشائخ کے

بے جا مبالغہ آمیز تقدسات کی بجائے آزادنہ بحث و تحقیق اور ترجیح کا سبب بنے۔

2 بھارت کا سفر

حج کے بعد مزید طلب حدیث کے لیے بھارت کا سفر کیا، وہاں کے علماء سے استفادہ و افادہ کیا، ان میں سے اہم اور مشہور علامہ عبد الرحمن مبارکپوری (صاحب تحفۃ الاحوذی شرح ترمذی) ہیں، ان سے حدیث کا علم حاصل کیا اور اجازت حدیث لی اور ایک قصیدہ علم حدیث اور ان کی مذکورہ شرح کے پڑھنے کی ترغیب کے لیے لکھا، وہ قصیدہ ہندوستانی نسخہ کی چوتھی جلد میں لکھا ہوا ہے، اسی طرح محمد بن حسین حدیدی انصاری یمانی کی خدمت میں بھی رہے جو ان دنوں بھارت میں مقیم تھے، ان سے صحاح ستہ کے کچھ حصے کو پڑھا اور اجازت حاصل کی، اسی طرح تقی الدین ہلالی نے بھارت کی مشہور دینی درسگاہ دار العلوم ندوۃ العلما لکھنؤ میں صدر شعبہ عربی ادب کی حیثیت سے تدریسی خدمات بھی انجام دی ہیں۔

3 عراق اور سعودیہ کا سفر

بھارت سے عراق کا سفر کیا، جہاں انھوں نے موریتانی محقق شیخ محمد امینؒ شنقیطی زبیری سے ملاقات کی، ان سے

خوب استفادہ کیا اور ان کی بیٹی عائشہ سے ان کا نکاح ہو گیا، **1934**ء میں عراقی شہریت حاصل کر لی، عراق کے شہر زبیر میں قیام کیا اور وہاں کے "مدرسۃ النجاۃ" میں انگریزی کے استاذ ہوئے، کچھ مدت تک "جامع الذکیر" میں امامت بھی کی، عراق میں سنہ **1924** سے **1959**ء تک مسلسل **35** سال سکونت پزیر رہے، پھر مصر ہوتے ہوئے سعودیہ کا سفر کیا، مصر میں محمد رشید رضؒا نے شاہ عبد العزیز آل سعودؒ کی خدمت میں ایک توصیہ انہیں دیا:

> محمد تقی الدین ہلالی مراکشی تمام پاس دور دور سے آئے ہوئے دیگر علما سے کہیں بہتر اور افضل ہیں، مجھے امید ہے
>
> کہ آپ ان سے استفادہ کریں گے

وہاں چند ماہ تک شاہ عبد العزیزؒ کی ضیافت میں رہے، پھر مسجد نبوی میں نگران تعلیم مقرر ہوئے اور دو سال مدینہ میں رہے، پھر مکہ میں مسجد حرام اور معہد العلمی السعودی منتقل ہو گئے اور ایک سال وہاں قیام رہا۔

مسجد نبوی میں امامت کے فرائض بھی انجام دیے، نماز اور قرات خوب لمبی کیا کرتے تھے جس سے لوگ ناگواری کا اظہار کرتے، ان کا کہنا تھا کہ میں لوگوں کی وجہ سے اپنی

نماز خراب نہیں کر سکتا، اسی وجہ سے ناراض ہو کر پھر عراق چلے گئے اور وہاں جامعہ بغداد سے منسلک ہو گئے۔

وہیں بغداد میں درس و تدریس کا سلسلہ جاری رہا، شادی کے بعد بھارت کا سفر کیا اور ندوۃ العلما میں استاذ مقرر ہوئے، ان کے تلامذہ میں مسعود عالم ندویؒ ۔ محمد کاظم ندویؒ ۔ سید ابو الحسن علی ندویؒ شامل ہیں، بھارت میں بھی ایک ہندوستانی سے نکاح ہوا۔

4 جرمنی کا سفر اور پی ایچ ڈی

شکیب ارسلان (تقی الدین ہلالی کے دوست تھے) نے ان کے لیے جرمنی کی وزارت خارجہ کو ایک توصیہ لکھا، اس میں لکھا:

> ”میرے پاس ایک مراکشی ادیب نوجوان ہے، اس جیسا شخص پورے جرمنی میں کوئی نہیں ہوگا، وہ آپ کے یہاں کسی یونیورسٹی میں پڑھانا چاہتا ہے، امید ہے مناسب تنخواہ پر ان کے لیے عربی ادب کی تدریس کے لیے مناسب جگہ عطا فرمائیں گے“

چنانچہ جرمنی کا سفر کیا اور وہاں "بون یونیورسٹی" میں لکچرر مقرر ہوئے، پھر لکچرر کے ساتھ ساتھ یونیورسٹی میں

ڈاکٹریٹ کے طالب علم ہوئے اور سنہ 1940ء میں "برلن یونیورسٹی" میں ڈاکٹریٹ کے لیے درخواست دی تھی، جہاں عربی ریڈیو کے نگراں تھے، P.H.D کا موضوع "ترجمة مقدمة كتاب الجماهر من الجواهر مع تعليقات عليها" تھا، امتحان کے لیے دس اساتذہ کی مجلس منتخب ہوئی اور سب نے بالاتفاق عربی ادب میں پی ایچ ڈی کی سند دینے کا فیصلہ کیا، پھر وہیں ایک جرمنی خاتون سے نکاح بھی کیا۔

علامہ حماد انصاری کہتے ہیں: «عربی زبان میں امام تھے، سلفی مسلک کے پیروکار تھے، میرے شیخ تھے میں نے ان سے خوب استفادہ کیا ہے، سلفی العقیدہ تھے، اگر آپ ان کی توحید کی کتاب پڑھیں تو آپ کو احساس ہو گا قرآن میں مذکور توحید کو ان جیسا کوئی نہیں سمجھتا تھا»

جرمنی میں وہاں کے ایک لیڈر فوہرر ہٹلر سے رابطہ ہو گیا، تعاطف و مراسم مضبوط ہو گئے تو انھوں نے اس سے عربی ریڈیو قائم کرنے کی درخواست کی، چنانچہ وہ راضی ہو گیا اور ریڈیو کے لیے مواد تیار کرنے کی ذمہ داری تقی الدین ہلالی کو دی گئی اور یونس بحری اس کو نشر کرنے کے ذمہ دار ہوئے، ان کی آواز خاص طور سے "حی العرب" جملہ کافی مشہور اور ممتاز ہوا۔

5 عراق کا سفر

دوسری عالمی جنگ کے دوران تقی الدین ہلالی نے مراکش کا سفر کیا اور جنگ ختم ہونے کے بعد سنہ 1947ء میں عراق چلے گئے اور بغداد کے "کلیۃ المملکۃ عالیہ" میں تدریسی خدمات انجام دی، یہاں تک کہ عراق میں فوجی انقلاب آیا تب 1959ء میں پھر مراکش چلے گئے۔

4 خاندان اور وطن مراکش واپسی اور قیام

مدینہ منورہ میں بھی ایک شادی کی، اس سے دو لڑکیاں ہوئی، ایک لڑکی سعودیہ کے سب سے بڑے لڑکیوں کے اسکول میں معلمہ مقرر ہوئی۔ عراق میں بھی وہاں کی بیوی سے کچھ اولاد ہوئی۔ لیکن اخیر عمر میں جب مراکش میں پھر سے سکونت پزیر ہوئے تو وہاں ان کی آخری بیوی سے کوئی اولاد نہیں ہوئی، لیکن بیوی بڑی خدمت گزار تھی۔ ہلالی بغداد کے کلیہ میں مدرس تھے، پھر رباط کے جامعہ محمد خامس میں استاذ مقرر ہوئے پھر اس کی شاخ فاس میں، سنہ 1968ء میں جامعہ مدینہ منورہ کے رئیس شیخ عبد العزیز بن بازؒ مراکش سے ایک استاذ کی حیثیت سے بلاوا آیا، ہلالی صاحب نے اس دعوت کو قبول کیا اور وہاں سنہ 1974ء تک

خدمت انجام دی، پھر وہاں سے مراکش کے شہر مکناس چلے آئے

5 مجاہدانہ سرگرمی

سامراجیت کے خلاف مقابلہ کے لیے مجاہدین کے ساتھ بھی شریک ہوئے اور اس میں فرانس، برطانیہ اور ہسپانیہ کے خلاف ملک کو آزاد کرانے کے لیے خوب کارنامہ انجام دیا، ان کا ایک قول ہے:

> ” میں جب تک زندہ ہوں فرانس سے لڑتا رہوں گا اور مرنے کے بعد ان سے لڑنے کی وصیت کر جاؤں گا “

6 وفات

عظیم داعی الیٰ اللّٰہ پروفیسر ڈاکٹر علامہ محمد تقی الدین ہلالیؒ نے عیسوی کیلنڈر کے مطابق 94 سال اور ہجری تقویم کے مطابق 96 سال کی عمر میں دوشنبہ کے دن 25 شوال 1407ھ الموافق 22 جون 1987ء میں اپنے گھر شہر "دار البیضاء" میں وفات پائی اور "سباتا" میں مدفون ہوئے ، جنازہ میں لوگوں کا ایک جم غفیر تھا خصوصاً علماء، ادبا اور سیاسی لیڈران کا۔

7 ازواج و اولاد

1۔ آپ کی بیویاں: 1۔ عائشہ بِنْت شیخ محمد امین شنقیطیؒ، 2۔ انڈین بیوی، 3۔ جرمن بیوی، 4۔ مدنی بیوی، 5۔ مراکشی بیوی۔

2۔ آپ کی اولاد: 1 " شکیب " 2 " عبد المؤمن " 3 " عائشہ " 4 " آمال " 5 " صفیہ " 6 " خولہ "

8 سلفی دعوت

ڈاکٹر تقی الدین ہلالی رحمہ اللہ خالص سلفی اور پختہ فکر اہلحدیث عالم تھے وہ یہاں یہاں رہے اپنے تلامذہ پر فکر محدثین اور مسلک سلف کا رنگ چڑھتے رہے۔ ان کےاٹھ جانے سے اہل حدیث عالمی شہرت رکھنے والے علمی شخصیت سے محروم ہو گئے۔

9 کیٹلاگ

تقی الدین ہلالی کی بیشمار تصنیفات اور تالیفات ہیں، جو مختلف ممالک میں مختلف مواقع سے لکھی گئیں، چند کے نام یہ ہیں:

1۔ الزند الواری والبدر الساری فی شرح صحیح البخاری [صرف ایک جلد]

2۔ الالہام والانعام فی تفسیر الانعام۔

3۔ مختصر ہدی الخلیل فی العقائد وعبادہ الجلیل۔

4۔ الہدیہ الہادیہ للطائفہ التجانیہ۔

5۔ القاضی العدل فی حکم البناء علی القبور۔

6۔ العلم الماثور والعلم المشہور واللواء المنشور فی بدع القبور۔

7۔ آل البیت ما لہم وما علیہم۔

8۔ حاشیہ علی کتاب التوحید لشیخ الاسلام محمد بن عبد الوہّاب۔

9۔ حاشیہ علی کشف الشبہات لمحمد بن عبد الوہّاب۔

10۔ الحسام الماحق لکل مشرک ومنافق۔

11۔ دواء الشاکین وقامع المشککین فی الرد علی الملحدین۔

12۔ البراہین الانجیلیہ علی ان عیسی داخل فی العبودیہ وبریء من الالوہیہ۔

13. فکاک الاسیر العانی المکبول بالکبل التیجانی۔

14. فضل الکبیر المتعالی (دیوان شعر)

اسماء اللہ الحسنی (قصیدہ)

15. الصبح السافر فی حکم صلاہ المسافر۔

16. العقود الدریہ فی منع تحدید الذریہ۔

17. الثقافہ التی نحتاج الیہا (مقالہ)

18. تعلیم الاناث وتربیتہن (مقالہ)

19. ما وقع فی القرآن بغیر لغہ العرب (مقالہ)

20. اخلاق الشباب المسلم (مقالہ)

21. من وحی الاندلس (قصیدہ)

22. تقویم اللسانین (کتاب)

10 حوالہ جات

1. ویکیبیدیا الموسوعة الحرة. ترجمہ تقی الدین الهلالیؒ۔

2. تاریخ اہل حدیث تحریک کے آئنے میں ۔ قاضی محمد اسلم سیفؒ۔

3. تقي الدين الهلالي ... أبو السلفية في المغرب المساء 06 - 06 - 2008، تاريخ الولوج 4 يوليو 2012 آرکائیو شدہ 14-10-2017 بذریعہ وے بیک مشین

4. خليل محمد : Assessing English Translations of the Qur'an آرکائیو شدہ 16 دسمبر 2008 بذریعہ وے بیک مشین

5. ليس هناك جهة في أوروبا لم تسمع بالشخصية القيادية الفذة للملك عبدالعزيزالرياض، تاريخ الولوج 17 مارس 2012

6. "ص316 - كتاب التفسير والمفسرون في غرب أفريقيا - محمد تقي الدين بن عبد القادر الهلالي الحسيني أبو شكيب السجلماسي - المكتبة الشاملة الحديثة". al-maktaba.org. 1 جون 2019 میں اصلسے آرکائیو شدہ. اخذ شدہ بتاریخ 01 جون 2019.

7. محمد تقي الهلالي،سبيل الرشاد في هَدْي خير العباد،تعليق:مشهور بن حسن آل سلمان،ج1،ص92

8. Biography of Dr. Muhammad Taqi-ud-Din Al-Hilali آرکائیو شدہ08-07-2017 بذریعہ وے بیک مشین

9. محمد تقي الدين الهلالي: اللغوي والرحالة السلفي زمان، منحمد ياسر الهلالي، تاريخ الولوج 9 يونيو 2015 آركائيو شده 14 ستمبر 2017 بذريعه وے بیک مشین

10. تحفة الإخوان بتراجم بعض الأعيان، المؤلف: عبد العزيز بن باز ص: 69-71

11. هداية الشيخ تقي الدين الهلالي من الطريقة التيجانية صيد الفوائد، أبو عمر الدوسري، تاريخ الولوج 15 مارس 2012 آركائيو شده 24-10-2017 بذريعه وے بیک مشین

12. حول الشيخ تقي الدين الهلالي -ج2- د. محمد بن سعد الشويعر، تاريخ الولوج 15 مارس 2012 آركائيو شده 2016-23-03 بذريعه وے بیک مشین

13. الفوائد، صيد. "شبكة صيد الفوائد زاد كل مسلم". شبكة صيد الفوائد الاسلامية. 8 اكتوبر 2018 میں اصل سے آرکائیو شده. اخذ شده بتاريخ 17 نومبر 2018.

14.مجلة "دعوة الحق" مع الدكتور تقي الدين الهلالالي تاريخ الإصدار: 1429/07/26آركائيو شده 04-03-2016 بذريعه وے بیک مشین

15. "المصاهرات بين العلماء والدعاة.. رافد من روافد التلاحم والترابط | موقع المسلم". 16. almoslim.net مارچ 2019 میاصل سے آرکائیو شده. اخذ شده بتاريخ 08 اكتوبر 2019.

16. عبد الغني محمد المؤذن،العلامة تقي الدين الهلالي،إضاءات على جهوده في نشر التوحيد،ص3

17. سبيل الرشاد في هَدْي خير العباد،تعليق:مشهور بن حسن آل سلمان،ج1 ص96

18. محمد العسافي،مساجدالزبير،ص54

19.ترجمة تقي الدين الهلالي، شهادات لبعض العلماء والمشايخ وطلبة العلم عن الشيخالهلالي، تاريخ الولوج 1 سبتمبر 2011آركائيو شده 14-10-2017 بذريعه وے بیک مشین

20. مجلة "الإخوان المسلمون" عام 1946م.



15پروفیسر ڈاکٹر شیخ عبداللہ عزام

شہیدرحمہ اللہ 1931 تا 1989ء

ہم بچپن سے پرھتے آرہے ہیں کہ سرزمین ہند میں پہلے مسلمان سپہ سالار محمد بن قاسم نے ایک مسلمان عورت کی فریاد پر سندھ میں آکر معرکہ آرائی کی تھی اور راجہ داھر کے ظلم کا خاتمہ کر دیا تھا ۔ پھر یہاں ان کی عظیم اسلاف کی انکسار اور حسن خلق دیکھ کر پسے ہوئے اور مظلوم عوام جوق در جوق حلقہ بگوش اسلام ہو گئے ۔ پھر ہم بھی یہ پڑھتے اور سنتے آرہے ہیں کہ برصغیر سے جزائر شرق الہند تک عرب تاجروں نے اپنے کردار اور اخلاق سے بے شمار ہندؤو، اچھوتوں اور بدھؤو کو مسلمان کیا ۔ یہ امر عربوں کی ہمہ گریت و عظمت کے علاوہ انکے سچے فہم اسلاف پر دلالت کرتا تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایمان اور عمل کی لگن اور فہم دین کے علاوہ اسلامی فلسفہ جہاد کا شعور ہی اصل سرمایہ ہے ۔ لیکن ایک شخصیت جسکا ذکر خیر ہی اس تحریر کا مقصد ہے ایسی ہے جسے اپنوں اور غیروں بلکہ اس سے شدید اختلاف رکھنے والوں نے بھی مانا۔

اس کی عظمت ، علم و عمل کی پختگی اور اہل اسلام کے لیے تڑپ کسی بھی شک و شبہ سے بالا تر تھی۔ وہ تھے اسلامی

یونیورسٹی کے شعبہ عربی کے استاد شیخ عبد اللہ عزام شہید رحمہ اللہ۔

1 ولادت اور وطن

محترم عبداللہ عزام شہید رحمہ اللہ سر زمین انبیاء فلسطین کے قریہ "سیلہ الحارثیہ" جنین ، مغربی کنارہ میں 1360ھ بمطابق 1941ء میں پیدا ہوئے ۔ آپ سر زمین فلسطین میں پیدا ہوئے اور اردن میں پناہ گزین ہوئے آپ نے ملک سعودی عرب کو اپنا روحانی وعملی مرکز ٹھہرایا اور جہاد افغانستان میں شرکت کے لیے سرزمین پاکستان کو اپنی جدوجہد کا ہیڈکوارٹر بنایا ۔ بالآخر اسی راہ شہادت میں اپنی جان جان آفرین ک سپرد کردی ۔

2 تعلیم

ابتدائی بنیادی تعلیم اپنے گاؤں "سیلہ الحارثیہ" ہی میں حاصل کی۔ شریعت کالج دمشق سے 1386ھ الموفق 1966ء میں گریجویشن کی۔1967ء میں مغربی کنارہ پر اسرائیلی قبضہ کے بعد فلسطین گئے، جامعہ ازہر سے سنہ 1389ھ بمطابق 1969ء میں اصول فقہ میں ماسٹر کی ڈگری حاصل کی،

3 جہاد فلسطین

اسی دوران میں الاخوان المسلمون کی دعوت پر لبیگ کہتے ہوئے ان اخوانی دستوں میں شامل ہوگئے ۔جو اسرائیل کے خلاف جہاد میں شریک ہونے کے لیے جارہے تھے ۔ فلسطین کے قیام کی جدوجہد میں عملی طور پر اس قدر مگن ہوئے کہ دنیا و ما فیہا سے بے نیاز ہوگئے ۔ اس دور میں صاعقہ اور الفتح تنظیموں کے تحت فلسطینی مسلمان یہودیوں کے خلاف برسر پیکار تھے ۔ آپ نے تنظیم آزادی فلسطین کو لادین بنیادوں کی بجائے دینی بنیادوں پر استوار کرنے اور اس میں جہاد کی روح پھونک دینے کے لیے کوششیں کیں تاکہ آزادی کی منزل بہت جلد حاصل ہو سکے ہے ۔ مگر سرخ استعمار کے سہارے لڑنے والوں کو مجاہد کی بات کب سمجھ آسکتی تھی ۔ عبداللہ عزام شہید رحمہ اللہ ایک عرصے تک شام فلسطین میں اپنے ساتھیوں کے ہمراہ گوریلا کاروائیوں میں مصروف رہے ۔

4 اعلیٰ تعلیم

بالآخر مایوس ہو کر انہوں جامعۃ الازہر میں علوم فقہ اور حدیث کی اعلیٰ تعلیم کے لیے داخلہ لیا 1973ء میں انہوں نے P.h.d کی ڈگری امتیازی حثیت سے حاصل کی۔

5 درس و تدریس

1 ۔ 1390ھ بمطابق 1970 میں اردن گئے تاکہ وہاں عمان کے کلیۃ الشریعہ میں تدریسی خدمات انجام دے سکیں، پھر وہیں کلیہ کی جانچ سے 1393ھ/ 1973ء میں جامعہ ازہر سے اصول فقہ ہی کے موضوع پر پی ایچ ڈی کی۔سنہ 1400ھ میں اردن کے فوجی حکمران کی جانب سے کلیہ سے علیحدگی کا فیصلہ ہوا،

2۔ چنانچہ پھر وہاں سے سعودی عرب چلے گئے اور وہاں شاہ عبد العزیز یونیورسٹی جدہ میں تدریس سے وابستہ ہو گئے۔

3۔ 1401ھ/1980ء میں بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد بھیجے گئے، یہیں سے افغانستان جہاد سے قربت پیدا ہوئی، مدت اعارہ ختم ہونے کے بعد شاہ عبد العزیز یونیورسٹی جدہ میں مزید توسیع سے انکار کر دیا اور اپنا استعفیٰ پیش کر دیا۔

4۔ ایک محقق اور دانشور کی حیثیت سے عالم اسلام کے چوٹی کے علماء اور سکالرز سے انکا رابطہ تھا ۔ امریکہ ، برطانیہ ، مصر ، فلسطین ، اردن ، شام ، عراق اور پاک و ہند کے ہر سفیروں اور دانشوروں سے انکی براہ راست جان پہچان تھی ۔

5. آپ نے افغان مجاہدین کے ساتھ اپنی جہادی زندگی کا آغاز **1402**ھ میں کیا، **1404**ھ میں "مکتب الخدمات" کی بنیاد رکھی، پھر بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی سے مستعفی ہو گئے اور خود کو جہاد کے لیے اور امت کی تشجیع و تشکیل کے فارغ اور وقف کر دیا۔

6 جہاد افغانستان

دسمبر **1979**ء میں جب روسی افواج سرزمین افغانستان میں داخل ہوئیں اور کمیونزم کے گھرے بادل سرزمین افغانستان پر منڈلانے لگے تو عبداللہ عزام شہید رحمہ اللہ کا جذبہ جہاد اپنی پوری تابانی سے چمک اٹھا ۔
1981ء میں افغانستان کے اتحاد کے لیے کی گئی کاوشیں انتہائی اہمیت کی حامل ہیں ، پروفیسر عبدالرب سیاف کے فہم دین اور عربی فصاحت و بلاغت سے وہ خاصے متاثر تھے . پروفیسر سیاف جامعہ الازہر کے فارغ التحصیل بھی ہیں اس لیے عرب طور و اطوار سے بھی آشنا ہیں ان ہی کاوشوں سے عبدالرسول سیاف سات جماعتی اتحاد کے امیر منتحب ہوئے اور پھر امیر المجاہدین کے لقب سے مشہور ہوئے یہ محترم عبد اللہ عزام شہید رحمہ اللہ ہی تھے جنھوں نے انہیں "عبدالرسول " یعنی رسول کے بندے سے " عبد الرب الرسول " یعنی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے رب (اللہ) کا بندہ بنایا

جس وقت یہ اتحاد قائم ہوا تو وہ ساتوں لیڈروں سیاف ، حکمت یار ، ربانی مجددی ، جیلانی ، خالص اور نبی محمد کو لے کر حج کے لیے لے گئے خانہ کعبہ کے دروازے تک ان کے لیے کھلوائے اور ان تمام قائدین کو اندر لاکر حلف لیا کہ آزادی افغانستان تک وہ کبھی الگ نہیں ہوں گے اور ایک اللّٰہ ، ایک قرآن ، ایک نبی کی سنت پر عمل کرتے ہوئے ایک امیر کی زیر قیادت جِہاد بِالسَّیف جاری رکھیں گے۔

ساڑھے تین گھنٹے تک خانہ کعبہ کے اندر چاردیواری کے حصار میں ، عرش مصلی کے سائے میں وہ مرد درویش افغان لیڈروں لے کر بیٹھا رہا ، ان سے اقرار لیتا رہا ان سے حلف اٹھواتا رہا کہ وہ آخری فتح تک جہاد افغانستان کا پرچم بلند رکھیں گے ۔ پھر اس اللّٰہ کے بندے کے شب و روز اسی جہاد کے لیے وقف ہو گئے ۔ جہاد کے لیے مالی و عسکری اسباب مہیا کرنا ، فیلڈ کمانڈروں کی تالیف قلب ، روسی حکمت عملی کا مطالعہ مہاجرین کے لیے رہائش اور ان کے بچوں کے لیے علاج معالجے کی سہولت کی فراہمی اور سب سے بڑھ کر جہاد افغانستان کی اہمیت اور فرضیت کو مسلمان نوجوانوں میں متعارف کروانا ہی انکا اوڑھنا بچھونا تھا ۔ ڈاکٹر عبداللہ عزام شہید رحمہ اللہ نے افغانستان ہی میں جہاد کی روح کو پروان چڑھایا بلکہ شرق اوسط اور عرب ریاستوں کے نوجوانوں میں بھی جذبہ جہاد بیدار کیا ۔

شیخ عبداللہ عزام شہید رحمہ اللہ مختلف محاذوں پر بنفس نفیس جہاد افغانستان میں حصہ لیتے رہے اگر ایک روز خوست کے محاذ پر دیکھے جاتے تو دوسرے روز جلال آباد کے میدانوں میں معروف جہاد نظر آتے ۔ کبھی پنجشیر کے پہاڑوں میں اور کبھی قندھار کی وادیوں میں باطل کے مقابلے میں دکھائی دیتے ہیں ۔ انہوں نے بندہ صحرائی کی حیثیت سے جہاد افغانستان میں بھرپور شرکت کی آخر کار اسلام کا عظیم فرزند شہادت کے عظیم رتبے پر فائز ہو گیا ۔

7 شیخ کا مسلک

پروفیسر ڈاکٹر شیخ عبد اللہ عزام شہید رحمہ اللہ سلفی العقیدہ و مسلک تھے۔

8 خاندان

عبد اللہ عزام کے والد کا نام حاجی یوسف مصطفی عزام ہے۔
آپ نے 1965ء میں شادی کی اور آپ کے پانچ بچے تھے:
ابراہیم (20 سال کی عمر میں اپنے والد کے ساتھ مارا گیا) ، حذیفہ اور محمد (16 سال کی عمر میں اپنے والد کے ساتھ بھی مارے گئے) ، حمزہ اور مصعب۔ تین بچیاں ہیں: فاطمہ ، جو شعبہ شرعیہ اصول فقہ میں ”جامعة القصیم“ قصیم یونیورسٹی سے ڈاکٹریٹ کی ڈگری لی ہے۔

نوٹ شیخ کے حالات اور آپ اولاد کے بارے میں اختلاف ہے۔

9 شہادت

24 ربیع الثانی 1410ھ بمطابق 24 نومبر 1989ء جمعۃ المبارک کو یونیورسٹی روڈ پشاور پر ریموٹ کنٹرول بم کے ذریعے ایک کار دھماکے سے اڑا دی گئی ۔ اس دھماکے میں چار افراد شہید ہوئے ایک بزرگ اسکے دو بیٹے اور ایک ڈرائیور ، شہید ہونے والے بزرگ عرب شیخ عبداللہ عزام شہید رحمہ اللہ تھے ان کے ہمراہ دو صاحبزادے احمد تمیم (18 سالہ) اور ابراھیم (7 سالہ) اور ڈرائیور ابو حارث بھی شہادت پاگئے ۔

۔ نور اللہ ہے کفر کی حرکت پر خندہ زن
یہ چراغ پھونکوں سے بجھایا نہ جائے گا ۔

10 کیٹلاگ

- 1. إسلام ومستقبل البشرية.
- 2. إلحق بالقافلة.
- 3. حكم العمل في جماعة.
- 4. الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر.
- 5. حركة حماس الجذور التأريخية والميثاق.

- 6۔ السرطان الأحمر.
- 7۔ العقيدة وأثرها في بناء الجيل.
- 8۔ عبر وبصائر للجهاد في العصر الحاضر.
- 9۔ المنارة المفقودة.
- 10۔ في الجهاد آداب وأحكام.
- 11۔ جريمة قتل النفس المؤمنة.
- 12۔ بشائر النصر.
- 13۔ كلمات على خط النار الأول.
- 14۔ دلالة الكتاب والسنة على الأحكام من حيث البيان.
- 15۔ آيات الرحمن في جهاد الأفغان.

🏢 اردو ترجمہ کتب

1۔ ”میدان پکارتے ہیں“۔ صفحات: 264۔
2۔ “جہاد” آداب و احکام۔ صفحات: 146۔
3۔ جرم قتل مسلم۔
تمام۔ ”ادارہ معارف اسلامی“۔ لاہور۔

11 حوالہ جات

1۔ ڈاکٹر شیخ عبداللہ عزام شہید رحمہ اللہ۔ واجدحسین۔

2 تعارف اداره معارف اسلامی لاهور۔ عبدالوکیل علویؒ۔

3۔ ویکیبیدیا، الموسوعة الحرة. ترجمہ۔ عبداللہ عزام ۔

4۔ آزاد دائرہ المعارف مقالہ۔ عبداللہ عزام ۔



16پروفیسرشیخ مفتی عبدالرزاق عفیفیؒ

1905 تا 1994ء

”عبد الرزاق بن عفيفي بن عطية بن عبد البر العفيفي الربيعي“ ، آپ کا تعلق بنی ربیعہ سے ہے ۔ آپ شنشور قریہ صوبہ المنوفية مصر میں 1325ھ میں پیدا ہوئے تھے کچھ نے ذکر کیا کہ آپ 1323ھ میں پیدا ہوئے تھے ۔ الشیخ عبد الرزاق عفيفي اور محمد بن أحمد سيد تلقی نے 1351ھ میں جامع الازہر سے گریجویشن کی بین الاقوامی ڈگری حاصل کی ، پھر آپ نے اپنی تعلیم جاری رکھی اور شعبة الفقه وأصول میں للتخصص کیا ، علمائے کرام کے ذخیروں تک رسائی حاصل کی ، اور ان کی کتابوں اور اعمال کے بارے میں معلومات حاصل کیں ، اور اسے ان لوگوں کے ذریعہ بیان کیا گیا جو اس کے ساتھ رہتے اور مل جاتے تھے ، موسوعي معرفت ، متنوع خیالات ، اور تمام علوم میں ماہر تھے۔

عبد الرزاق عفيفي الربيعيؒ

معلومات شخصية	
اسم ولادت	عبد الرزاق بن عفيفي بن عطية العفيفي الربيعي
پیدائش	1905ء قريه شنشور گورنرېٹ المنوفية مصر
وفات	يكم ستمبر 1994ء الرياض السعودية
مكان الدفن	مقبرة العود
إقامه	السعودية
قوميت	مصر ▭ السعودية
نسل	عرب
عقيده	إلحديث سلفى
الحياة العملية	
المدرسة الأم	جامعة الأزهر
پيشه	نائب مفتي المملكة العربية السعودية، عضو هيئة كبار العلماء عضو اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والافتاء اول رئيس للمعهد العالي للقضاء
جماعت	رئيس انصار السنه المحمديه

1علمی قابلیت

جہاں تک شیخ کی علمی قابلیت کا تعلق ہے وہ درج ذیل ہیں۔

شیخ نے الازہر سے اعلیٰ درجے میں <B.A> گریجویشن کیا ، لہذا آپ نے ابتدائی اور ثانوی سند حاصل کی ، پھر آپ نے "شهادة العالمية" کی ڈگری حاصل کی ۔ 24 ربیع الثانی۔ 1351ھ الموافق 16 اگست 1923ء میں۔

14رمضان المبارک 1355ھ الموافق 28 نومبر 1936ء میں شهادة التخصص في أصول الفقه کیا ، جو آج ڈگری (ڈاکٹریٹ) کے نام سے مشہور ہے۔

2 اساتذه و شیوج

1۔ الشيخ محمد بن حسن عافية۔

2۔ الشيخ محمد بن عبود عافية۔ آپ کے گاؤں (شنشور) کے دو علماء۔

جہاں تک اس کے سب سے مشہور اور با اثر شیخ ہیں ، ان میں شامل ہیں:

3۔ الشيخ أحمد نصر شيخ السادة المالكية۔

4۔ الشيخ دسوقي العربي۔

5. الشيخ عبد المعطي الشربيني.

6. الشيخ يوسف الدجوى.

7. الشيخ محمد العتريس.

8. الشيخ إبراهيم الجبالي.

9. الشيخ مصطفى المراغي وغيرهم.

3 مختصر حالات

آپ نے مصر کے ”الازہر اسکولوں“ میں بطور استاد کام کیا ، اورآپ ”جماعت انصار السنہ محمدیہ“ کے سربراہ تھے۔ پھر آپ نے سعودی عرب کے اس وقت کے ”بادشاہ عبد العزیز آل سعود“ کی دعوت پر (1368ھ - 1950ء) میں سعودی عرب جانے کا انتخاب کیا ، اور ”طائف دار التوحید“ میں درس دیا۔ اور الریاض اور عنیزۃ میں درس دیا۔ آپ نے اپنے قیام کے دوران ”كلية الشريعة الرياض“ میں تدریسی خدمات انجام دیں ۔ پھر ”مديرا للمعهد العالي للقضاء“ہائر جوڈیشل انسٹی ٹیوٹ کے ڈائریکٹر مقرر ہوئے ۔ 1385ھ تا 1391ھ ۔ آپ ”دار الإفتاء“ منتقل ہوگئے جہاں آپ ”عضوا في هيئة كبار العلماء“ و ”اللجنة الدائمة للإفتاء“ <<فتویٰ جاری کرنے کے لئے سینئر اسکالرز کی کونسل اور مستقل کمیٹی کے ممبر رہے>> ، یہاں

تک کہ آپ اس کے تاحیات ”نائب رئیس“ نائب سربراہ بن گئے ، آپ نے متعدد اعلیٰ علمی مقالات ڈاکٹریٹ اور ماسٹرز کی علمی نگرانی سنبھالی۔

آپ کتاب اللّٰہ کی تفسیر ”مسجد الشیخ محمد بن إبراهيم الرياض“ کے علمی حلقے میں پڑھتے رہے۔ اور پھر درس آپ کے گھر منتقل کردیا گیا۔ آپ اپنے گھر کے پاس مسجد میں لوگوں کی رہنمائی کرتے تھے ، اور مختلف اوقات میں - مواعظ شرعیہ و دروس علمیہ دیتے تھے۔

آپ اس تکلیف کے ساتھ صبر استقامت کا پہاڑ بنے رہے ،الله سبحانه کی حمد و ثناء کے کلمات زبان پر جاری رکھے ، کیونکہ آپ کے تین بیٹے آپکی زندگی میں داغِ مفارقت دے گئے تھے ، اور آپ تقریباً بیس سال قبل فالج کا شکار ہوگئے تھے ، لہذا اس سے بازیافت ہوئے ۔ آپ کے پانچ لڑکے اور تین لڑکیاں ہیں ، ان میں سے تین آپ سے پہلے اپنے رب کے حضور چلے گئے تھے۔

آپ کی جوائس کتب (المستصفى) للغزالي، (الموافقات) للشاطبي، اور(القاموس المحيط) للفيروز آبادي ہیں ۔ چونکہ زندگی بھر تدریس و تعلیم ، إرشاد وإفتاء میں لگے رہے اس لیے تصنیف و تالیف پر توجہ نہ دے سکے ، اس کے باوجود

”مذكرة التوحيد“ رسالہ چھپا گیا جو ایک مفید رسالہ ہے ، یہ رسالہ آپ نے یونیورسٹی کے طالب علموں کے لیے لکھا تھا نیز تعليقات نافعة على كتاب (الإحكام في أصول الأحكام) للآمدي.

اور آپ کے وسیع علم اور دقیق نظر کی نشاندہی کرتا ہے وہ حاشیہ جو سائز میں چھوٹا اور قدر کے لحاظ سے بڑا قیمتی ہیں۔ یہ حاشية ”شرح العقيدة الطحاوية“۔ لابن أبي العز الحنفي پر شیخ الإسلام ابن تیمیة اور انکے شاگر ابن القیم کی کتب سے ماخوذ ہے۔

علامہ شیخ محمد ناصرالدین البانی رحمہ اللہ نے آپکی تعریف میں کہا ہے آپ بڑے عالم و فاضل اور نادر روزگار اہل علم میں سے تھے آپ کے اندر علمائے اَفاضِل کا لطف و ادب ، سنجیدگی اور ان کا نقطہ پایا جاتا تھا ۔ میں نے حج کے ایام میں بار بار ان کے علمی جوابات سنے ہیں ۔ جو آپ کی فقہی بریک بینی اور منہج سلف کی اتباع پر دلالت کرتے تھے۔

4 شیخ کے تلامذہ

شیخ کے سب سے نمایاں تلامیذہ :

1۔ فضيلة الشيخ محمد بن عثيمين - عضو هيئة كبار العلماء۔

2. فضيلة الشيخ عبد الله بن عبدالرحمن الجبرين - عضو هيئة كبار العلماء.

3. فضيلة الشيخ عبد الله بن قعود - عضو هيئة كبار العلماء.

4. فضيلة الشيخ صالح الفوزان - عضو هيئة كبار العلماء.

5. فضيلة الشيخ صالح اللحيدان - عضو هيئة كبار العلماء.
وقد قام بتسمية أحد أولاده بالشيخ عبد الرزاق.

6. فضيلة الشيخ محمد بن عبدالله بن الأمير - عضو مجلس القضاء الأعلى.

7. فضيلة الشيخ عبد الله بن عبدالمحسن التركي - عضو هيئة كبار العلماء وغيرهما.

8. فضيلة الشيخ القاضي محمد بن عبدالله السياري.

9. فضيلة الشيخ عبد الله بن محمد العجيلان.

5 عقیدہ و مسلک

پروفیسر شیخ مفتی عبد الرزاق عفیفیؒ خالص سلفی العقیدہ و مسلک محقق تھے ۔ اور کسی کی تقلید نہیں کرتے تھے ۔
گمراہ فرقوں مثلاً صوفیہ اور اشاعرہ کے سخت خلاف تھے۔

6 امام احمد اور فقہ حنبلی

فقہ حنبلی جس کی بنیاد امام احمدؒ نے نصوص قرآن و حدیث پر تھی اور انکو اصحاب المحدثین میں شمار کیا جاتا تھا ۔ تقلید کی وجہ سے کیا سے کیا ہوگیا ۔ حنبلی فقہ کی حالت زار پر چند حوالوں کا اندراج پیشِ خدمت ہے۔

”شیخ عبدالرزاق عفیفیؒ کو جب شیخ ابراھیم نے مروردی کی کتاب ”الانصاف“ پڑھنے کے لیے دی تو شیخ عبدالرزاقؒ کا بیان ہے کہ میں نے پوری کتاب کا مطالعہ کیا لیکن شروع سے آخر صرف تین بار رسول اللہ ﷺ کا ذکرہ آیا ہے ۔ فتاویٰ و مسائل جلد اول صفحات **55/56** از شیخ عبدالرزاق عفیفیؒ“۔ ”شیخ اس وقت کے تقلیدی ماحول کی طرف اشارہ کر رہے ہیں ۔ بلکہ یہ ماحول آج بھی قائم ہے لوگ آج بھی حنبلی مذہب پر قائم ہیں ۔ یہ بات ذہن نشین رہے کہ میں نے حنبلی مذہب کہا ہے امام احمدؒ کا مذہب نہیں کہا ہے کیونکہ دونوں میں بہت فرق ہے آج کل بلعموم متاخرین حنابلہ کی تالیفات پر اعتماد کیا جاتا ہے ۔ جبکہ ان میں امام احمدؒ کے بہت سے اقوال و اجتہادات کی مخالفت پائی جاتی ہے ۔ بعض کتابوں میں اصحاب مذہب کے اقوال بھرے ہوئے ہیں ان میں کتاب و سنت سے کہی کوئی دلیل نہیں ملتی ہے ۔ بعض ائمہ مذہب کے نزدیک تقلید اتنی عام ہوگئی تھی کہ اس کی وجہ سے وہ

مسائل اعتقاد میں لغزش کھا گئے جیسے قاضی ابویعلیٰ اور ابن قدامہ" ۔ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ سلفی دعوت سے مراد مکمل اسلام ہے جس میں عقیدہ اور عمل دونوں شامل ہیں ۔ اللّٰہ کے نبیﷺ دونوں لیے کر مبعوث ہوئے تھے پھر ایک کو لیکر دوسرے کو چھوڑ دینا یا اس کو ثانوی مقام دینا صحیح نہیں ہے ۔ "سلفیّت حقیقت و تعارف **190**"۔ علامہ البانیؒ

محدث العصر حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ عشاء کی نماز کے بعد شیخ المطری کے ساتھ ہم شیخ ناصر الکحل کے پاس ملاقات کے لیے گئے وہاں سوال جواب کے دوران فرض نماز کے بعد بآواز بلند تکبیر اللّٰہ اکبر کہنے کا ذکر ہوا تو شیخ ناصر الکحل نے کہا اس سلسلے میں مروی حدیث ضعیف ہے میں نے کہا شیخ صاحب یہ حدیث صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ہے ۔ اسے عمرو بن دینار نے ابومعبد نافذ سے اور انھوں نے سیدنا عبداللہ بن عباسؓ سے روایت کیا ہے ۔ شیخ المطری نے بھی میرے تائید کی اور کہا یہ حدیث صحیح ہے اور یمن کے اہلحدیث کا اس پر عمل ہے ۔ "میں نبیﷺ کی نماز کا اختتام { لوگوں کی} تکبیر سے معلوم کر لیتا تھا"۔ صحیح بخاری۔**743** ، صحیح مسلم **583**۔

شیخ ناصرالکحل حفظہ اللہ نے حدیث دیکھنے کے بعد فوراً اپنی بات سے رجوع کر لیا اور کہا یہ حدیث صحیح ہے ۔ اور

نماز میں بآواز بلند اللّٰہ اکبر کہنا سنت ہے ۔ منصور باعطیہ نے تاویل کی کوشش کی مگر شیخ نے کہا کہ تکبیر کا مطلب تکبیر یعنی اللّٰہ اکبر کہنا ہی ہے

یہ سن کر مجھے سخت حیرانی اور خوشی ہوئی کہ شیخ حق کی طرف فوراً رجوع کرنے والے ہیں اور یہی عقیدہ ، مسلک اور عمل اہلحدیث کا ہے ۔ حق واضح ہو جانے کے بعد چوں چرا نہیں کرتے بلکہ لبیک کہہ کر حق فوراً تسلیم کرلیتے ہیں۔

یہاں بطور تنبیہ عرض ہے کہ سعودی عرب میں سیدنا عبداللہ بن عباسؓ سے بیان کردہ اس حدیث پر عمل نہیں ہوتا سعوی علماء نے اپنی تاویلات باطنیہ کا نشانہ بنا کر اسے عملاً ردکر دیا ہے ۔

ایک سعودی شیخ عبداللہ معتاز<[پارٹنر دارالسام]> سے اس سلسلے میں ریاض سعودی عرب میں میری بات ہوئی تھی ۔ شیخ لاجواب ہونے کے باوجود اپنی ضد اور حدیث کی مخالفت پر ڈٹا رہا۔ اس مجلس سے ایک نوجوان بول اٹھا تھا
-

میں اس مسئلے میں شیخ زبیر کے ساتھ ہوں۔ مقالات جلد 2 صفحات 494/495۔

7 وفات

آپ رحمہ اللہ نے ایمان و عمل صالح اور زہد و تقویٰ کے ساتھ تقریباً 90 سال عمر پانے کے بعد جمعرات کے دن 25 ربیع الاول 1415ھ بمطابق یکم ستمبر 1994ء کو ریاض سعودی عرب میں وفات پائی اور جمعہ کی نماز کے بعد آپ کی نماز جنازہ ہزاروں مسلمانوں نے پڑھی اور ریاض ہی کے مقبرہِ میں سپرد خاک کردیئے گئے ۔

8 کیٹلاگ

1۔ ”فتاوى ورسائل“ الشيخ عبد الرزاق عفيفي ۔ مرتب: وليد بن إدرييس منسي - السعيد بن صابر بن عبده ۔ ناشر: دار ابن حزم - سنة النشر: 1420ھ - 1999ء ۔ صفحات: 676۔

2۔ ”حاشية شرح العقيدة الطحاوية۔ لابن أبي العز الحنفي“۔ <پر شیخ الإسلام ابن تیمیة اور انکے شاگر ابن القیم کی کتب سے ماخوذ حاشیہ ہے>۔

3۔ مذكرة التوحيد۔

4۔ شبهات حول السنة۔

9 المصادر

1. کاروانِ حیات ۔ ڈاکٹر محمد لقمان سلفیؒ۔

2. محمد حامد. السلفيون في مصر. دار الأنصار. ISBN 9789776668102. مؤرشف من الأصل في 28 مارس 2020.

3. ^ "الشيخ عبد الرزاق عفيفي عطية - عبد الله بن عبد الرحمن الجبرين". ar.islamway.net. مؤرشف من الأصل في 10 ديسمبر 2019. اطلع عليه بتاريخ 23 أكتوبر 2019.

4. ^ "التحرير والبيان في مآثر الشيخ صالح السدلان - د. محمد بن عبد الله المشوح". www.al-jazirah.com. مؤرشف من الأصل في 7 أبريل 2018. اطلع عليه بتاريخ 23 أكتوبر 2019.

5. ^ "فرعنة جديدة". Elaph. 2012-05-03. مؤرشف من الأصل في 23 أكتوبر 2019. اطلع عليه بتاريخ 23 أكتوبر 2019.

6. ^ "فقيه السنة". saaid.net. مؤرشف من الأصل في 27 أغسطس 2019. اطلع عليه بتاريخ 23 أكتوبر 2019.

6. ^ "العريفي بجامع عمرو: المصريون أحفاد الأنبياء والصحابة وفضلها على العالم". مصرس. مؤرشف من الأصل في 18 يناير 2013. اطلع عليه بتاريخ 23 أكتوبر 2019.

8. ^ "وجهات نظر جديدة وقديمة في دراسة السلفية: مراجعة كتاب صناعة السلفية". www.jusoor.co. مؤرشف من الأصل في 23 أكتوبر 2019. اطلع عليه بتاريخ 23 أكتوبر 2019.

9. ^ علماء نجد خلال ثمانية قرون،ج3،ص275 نسخة محفوظة 24 أكتوبر 2019 على موقع واي باك مشين.

10. ^ أحمد بن علي الزاملي عسيري،منهج الشيخ عبد الرزاق عفيفي وجهوده في تقرير العقيدة والرد على المخالفين،ص17

11. ^ "عبد الرزاق عفيفي - طريق الإسلام". ar.islamway.net. مؤرشف من الأصل في 27 أبريل 2019. اطلع عليه بتاريخ 27 يونيو 2019.

12. ^ "العلامة الشيخ عبدالرزاق عفيفي رحمه الله - صحيفة أرجاء". www.arjja.com. مؤرشف من الأصل في 26 يونيو 2019. اطلع عليه بتاريخ 26 يونيو 2019.

13. ^ "الشيخ عبد الرزاق بن عفيفي". www.al-tawhed.net. مؤرشف من الأصل في 3 نوفمبر 2017. اطلع عليه بتاريخ 27 أبريل 2019.

14. الشيخ العلامة عبد الرزاق عفيفي: حياته العلمية وجهوده الدعوية وآثاره الحميدة. محمد أحمد سيد أحمد، طبع الرياض

- السعودية، 1418 هـ، منشورات المكتب الإسلامي.



17 ڈاکٹر علامہ سعید رمضانؒ

1926ء تا 1995ء

ڈاکٹر علامہ سعید رمضان P.H.D قانون کولون جرمنی اخوان المسلمون کے رہنماؤں کی پہلی نسل میں سے مشہور اسلامی اسکالر ، جرنلسٹ ، عظیم داعی ، مجاہد ، خطیب ، انگلش اور عربی کے مصنف ، جینیوا میں اسلامک سنٹر کے سربراہ۔

1 پیدائش اور وطن

ڈاکٹر سعید رمضان 12 أبریل 1926ء کو «طنطا» غربیہ گورنریٹ ڈیلٹا نیل مصر میں پیدا ہوئے۔ یہ بات واضح ہے کہ وہ شہر طنطا میں پلا بڑھا ہے۔

2 تعلیم اور دعوتی کام

ڈاکٹر یوسف قرضاوی لکھتے ہیں۔ سعید اسی سال میں پیدا ہوا تھا۔ جس سال میری پیدائش ہوئی تھی ، لیکن میں نے جس سال طنطا انسٹی ٹیوٹ میں داخلہ لیا تھا، اس نے اس سال طنطا سیکنڈری اسکول سے سند فراغت حاصل کی، اور

وہ ہائی اسکول میں پڑھتے ہی دعوت کے لیے حاضر ہوا تھا۔ اس نے جلدی سے کام کیا اور طنطا سے قریب کے متعدد دیہاتوں میں چلا گیا ، جن میں ہمارا گاؤں «صفط تراب» بھی شامل ہے جس کا انہوں نے ہائی اسکول کی تعلیم مکمل کرنے کے فوراً بعد ہی دورہ کیا، اور جمعہ کا خطبہ دیا، جس کی لوگوں نے خوب پذیرائی کی۔

3 اعلیٰ تعلیم

سعید رمضان طنطا سٹی سے قانون کی فیکلٹی میں داخلے کے لئے آیا تھا۔ آپ نے”كلية الحقوق جامعة الملك فؤاد“< فیکلٹی آف لاء کنگ فواد یونیورسٹی> میں شمولیت اختیار کی۔ اور آپ نے بیس سال کی عمر میں 1946ء میں قاہرہ یونیورسٹی سے قانون میں B.A <بیچلر آف لاء >کیا۔

4 جمعیت اخوان المسلمین کا قیام

جمعیت اخوان المسلمین میں شمولیت کے بعد اس میں ابھرے۔ پروفیسر جمعہ امین عبدالعزیز اپنے مطالعاتی دور کے بارے میں کہتے ہیں: 1942ء میں جمعية الثقافة كلية الحقوق <کلچر ایسوسی ایشن برائے قانون کی فیکلٹی> تشکیل دی گئی، اور اس کی سرگرمیوں کے نگران ڈاکٹر عثمان خلیل عثمان تھے، اور کالج میں 1944ء میں جمعية اخوان

المسلمین کے قیام بعد سعید دمضان کا اس کی سرگرمیوں میں فعال کردار تھا۔ خاص طور پر عوامی تقریر کرنے والی کمیٹیاں جو برادر سعید رمضان کے زیر انتظام تھیں، اور ان کے ساتھ بھائی سید طہ ابوالنجا ، حسن علام ، حسن عبدالحلیم ، اور عماد الدین عساکر۔ جمعیۃ کا بورڈ آف ڈائریکٹری ان پر مشتمل تھا: محسن سامی سراج الدین بطور سیکریٹری ، سعید محمد العیسوی بحیثیت خزانہ ، سعید علام ممبر اور بورڈ کمیٹی کے رہنما ، اسماعیل صابری ممبر اور کونسل کمیٹی کے رہنما ، سید طہ ابوالنجا ایک ممبر اور عوامی تقریر اور لیکچر کمیٹی کے علمبردار ، سعید رمضان ایک ممبر اور ریسرچ اینڈ ڈیبٹ کمیٹی کے رہنما اور کونسل کے سکریٹری ، اور یہ بات قابل غور ہے کہ برادر سعید رمضان اس وقت اخوان المسلمین کے نمائندے تھے اس عرصے کے دوران یونیورسٹی طالب علم ہونے کے بعد ہی امام البنّاؒ کا اعتماد حاصل کیا۔

5 اخوان المسلمون میں شمولیت

جیسے ہی سعید رمضان نے بیس سال کی عمر میں 1946ء میں قاہرہ یونیورسٹی سے بیچلر آف لاء کی ڈگری حاصل کی، شہید امام حسن البنّا رحمہ اللہ نے ان کی خصوصیات کا خاکہ پیش کرتے ہوئے اور ان کے جوش اور خلوص کی تعریف

کرتے ہوئے انھیں اپنا ذاتی سیکرٹری منتخب کیا۔ اور شہید امام وفا حسن البنّا کی سب سے بڑی بیٹی ام ایمن سے سعید رمضان کی شادی ہوئی۔

6 ماہنامہ «شہاب»

سعید نے یکم محرم 1367ھ الموفق 14 نومبر 1947ء کو شہاد امام کے جاری کردہ ماہنامہ "شہاب میگزین" کا انتظام سنبھال لیا، یہ منار میگزین کی طرح ایک علمی ، قانونی و تحقیقی رسالہ تھا۔ اور اسلامی امور سے وابستہ تھا۔ اور یہ ایک جامع اشاعتی ماہانہ تھا۔ جس کو ہر عربی مہینے کے آغاز کے ساتھ ہی جاری کیا جاتا تھا۔ امام البنّاؒ اس کی ادارت کی صدارت کرتے تھے اور اس کے استحقاق کے مالک تھے۔ جہاں تک انتظامیہ کے ڈائریکٹر کی بات ہے تو یہ جناب سعید رمضانؒ تھے۔

7 جہاد فلسطین

شہاد امام البنّاؒ کے حکم پر سعید رمضان نے اخوان المسلمون کے ساتھ فلسطین کی جنگ میں حصہ لیا، اور وہ صور باھر اور بیت المقدس کے علاقے میں فوجی ڈویژن کے سربراہ کے طور پر تھے۔ پہلے مغربی ممالک کی طرف سے جنگ۔ پھر برطانیہ اور فرانس کے زیرقیادت عرب افواج کو ہتھیار ڈالنے

، جنگ روکنے اور فلسطین سے علیحدگی اختیار کرنے پر مجبور کیا گیا۔ جہاں مصری فوج نے فاروق کے حکم پر اخوان المسلمون کے مجاہدین کو گرفتار کیا، اور یہودیوں نے ان دو چیزوں کا ذائقہ چکھا اخوان المسلمون کا بہادر جہاد جو یہودیوں قلعوں پر طوفان برپا کر رہے تھے اور ان کو خندقوں میں پھینک رہے تھے اور انہیں سفید ہتھیاروں سے مار رہے تھے، یہاں تک کہ یہودی اخوان کے ہر مقام سے بھاگ گئے جو موجود تھے۔ انہوں نے انگریز سے اپیل کی کہ وہ ان مجاہدین سے ان کی حفاظت کریں۔ جو ایسا کہتے ہیں۔ موت کا خوف نہ کھاؤ اور یہودیوں اور ان کے مہلک ہتھیاروں سے بے خوف رہوں۔ بلکہ وہ شہادت کی دوڑ میں ہیں۔ اور یہودیوں کے کتنے قلعے گر چکے ہیں۔ اور اخوان المسلمون کے ساتھ کتنی لڑائیاں ہوئیں جس سے یہودی فرار ہوگئے، جیسے اخوان المسلمون کے برگیڈ کے سامنے خرگوش، اور کتنی بھیانک لڑائیاں ہوئیں جس میں یہود نے اپنی سیکڑوں جانوں کو کھو دیا۔ اخوان المسلمون عرب فوجوں کو آزاد کروا رہے تھے۔ جو یہودیوں کے قبضہ میں تھیں۔ اس میں مصری فوج اور اس کے افسران یہودیوں کے درمیان قید تھے ، سوائے اخوان المسلمون کے ایک کارنامے کے۔

8 اخوان المسلمون پر پابندی

جہاد فلسطین میں اخوان رضاکاروں نے مصری فوج کے مقابلے میں زیادہ شجاعت کا مظاہرہ کیا اس کے علاوہ دوران جنگ انگریزوں نے آزادی مصر کا جو اعلان کیا تھا اسے اخوان نے فوری طور پر پورا کرنے کا مطالبہ کیا۔ اس سے اخوان کی مقبولیت میں بے انتہا اضافہ ہوا۔ اور دو سال کے اندر اندر اس کے ارکان کی تعداد 5 لاکھ تک پہنچ گئی۔ اخوان کے ہمدردوں کی تعداد اس سے دگنی تھی۔ اخوان کی روز افزوں مقبولیت سے اگر ایک طرف شاہ فاروق خطرہ محسوس کرنے لگے تو دوسری طرف برطانیہ نے مصر پر دباؤ ڈالنا شروع کر دیا کہ اخوان پر پابندی لگائی جائے۔ چنانچہ 9 دسمبر۔ 1948ء کو مصری حکومت نے اخوان المسلمون کو خلاف قانون قرار دے دیا اور کئی ہزار اخوان کارکنوں کو گرفتار کر لیا گیا۔ تین ہفتے بعد "وزیراعظم نقراشی پاشا" کو ایک نوجوان نے قتل کر دیا۔ تو اس کے قتل کا الزام اخوان پر دھر دیا گیا۔

9 جہاد فلسطین سے واپسی{عراق،پاکستان}

سعید رمضان 1948/49ء میں فلسطین سے واپسی پر بغداد گئے، مصری کٹھ پتلی حکومت اس کی گرفتاری کا مطالبہ کر رہی تھی، اور عراق میں جماعت اخوان المسلمون نے بطور مسلمان مجاہد بھائی اور اخوان المسلمون داعی کی حیثیت

سے ان کا بہترین استقبال کیا۔ انھوں نے عراقی حکومت کا مقابلہ کیا جو ان کو مصری حکومت کی درخواست پر اسے مصر کے حوالے کرنا چاہتی تھی، انھوں نے عراقی حکومت کو اسے مصر کے حوالے نہ کرنے پر راضی کر لیا، اور رائے یہ طے پائی کہ وہ عراق کو چھوڑ دے گا اور پاکستان چلا جائے گا۔ لہذا عراق میں جماعت اخوان المسلمون نے سعید رمضان کا سفر محفوظ بنانے کا فیصلہ کیا، اور اس وقت پاکستان کا سفر بصرہ انٹرنیشنل ایئرپورٹ سے تھا۔ بصرہ کے ہوائی اڈے کے ہوٹل میں ایک یا دو رات گزارنے کے بعد سعید ائیرپورٹ پر جمع اخوان المسلمون کے بڑے اجتماع کو الوداع کرتے ہوئے پاکستان کے لئے روانہ ہوگئے۔

10 سعید پاکستان میں

1948ء میں اسرائیل کے قیام کے بعد، سعید رمضان کو پاکستان جلاوطن کیا گیا بطور سفیر۔ اور امام البنّا کے حکم پر جہاں خصوصی اہمیت کا ایک اور کام ان کا منتظر تھا: کراچی میں منعقدہ عالمی اسلامی کانفرنس میں اخوان کی نمائندگی کرنا۔ بلکہ اس کا نام کانفرنس کے پہلے سکریٹری جنرل بننے کے لئے تیار کیا گیا ہے۔ پاکستان میں بھی ان کا ایک اہم کردار تھا، جہاں ان کی مولانا مودودی سے ملاقات ہوئی جنھوں نے اپنی ایک کتاب پیش کی، اس کی توثیق وزیر

اعظم لیاقت علی خان نے کی، اور سعید نے جناح کیپ کو پہنا اس سے "لوگ بھول گیئے کہ وہ مصری ہیں"۔ کراچی میں اخوان المسلمون کے نمائندے کی حیثیت سے منعقدہ عالمی اسلامی کانفرنس میں شرکت کی، انہیں "اسلام پسندی" کی وجہ سے عالمی اسلامی کانفرنس کے سیکریٹری جنرل کے طور پر منتخب نہیں کیا گیا تھا، لیکن پھر بھی "ہفتہ وار ریڈیو پروگراموں اور اسلامی امور کے بارے میں رسائل کے ذریعہ ملک پر ان کا بہت اچھا اثر پڑا۔ جو نوجوان پاکستانی دانشوروں کو اسلام کی طرف راغب کر رہے تھے، 1950ء میں سعید واپس مصر چلے گئے۔ اور پھر ایک بار پاکستان آئے۔ کہا جاتا ہے کہ 1956ء میں پاکستان کو ایک اسلامی جمہوریہ بنانے کے لیے انہوں اپنا کردار ادا کیا، شریعت پر مبنی قانون سازی کے لئے ہر موقع پر بحث کرتے ہوئے وہ میڈیا میں ہر طرف موجود تھے۔

11 مصر واپسی اور مجلة «المسلمون»

سعید رمضان 1950ء میں مصر واپس آئے۔ لیکن اس وقت شہید امام وفا حسن البنّاؒ اس دنیا میں موجود نہیں تھے۔ کیونکہ مصری حکومت نے ان کو 2 فروری 1949ء کو قاہرہ کی سب سے بڑی شاہراہ پر شہید کردیا تھا۔ اور شیخ حسن الهضيبي کے اخوان کے مرشد اعلیٰ کے انتخاب کے بعد سعید

ان کے بہت قریب تھے۔ انہوں نے ایک رسالہ قائم کرنے کے بارے میں سوچا اور "الشھاب" کے متبادل کے طور پر «مجلہ المسلمون» جاری کیا۔ جو قاہرہ سے کچھ عرصہ شائع ہوتا رہا، اور اس میں ممتاز اسکالرز ، دعاۃ اور مسلم مفکرین لکھتے تھے۔ اور اس نے وسیع اسلامی منظر میں اسلامی کاموں میں حصہ لیا، اس نے دنیا بھر سے بہت سے اسکالرز اور مفکرین، جیسے ڈاکٹر محمد ناصر، أبوالحسن علی الندوي، أبوالأعلی المودودي، ڈاکٹر مصطفيٰ السباعي، مصطفيٰ الزرقا، محمد المبارک، معروف الدواليبي، عليم الله الصديقي، ڈاکٹر زکي علي، علال الفاسي، کامل الشريف، عبدالله کنون، محمد أبوزهرة، محمد يوسف موسي، وغيرهم. کو اپنی طرف راغب کیا۔ "المسلمون میگزین" 1950ء اور 1960ء کی دہائی میں سب سے زیادہ مشہور اسلامی رسالہ ماہنامہ تھا، اس نے پوری دنیا کے مسلمانوں عوام کو اپنی طرف راغب کیا۔ اس کی اشاعت کا بے تابی سے انتظار کیا جاتا تھا، اور یہ شام میں اخوان المسلمین کے جنرل مبصر ڈاکٹر مصطفیٰ السباعیؒ کی نگرانی میں اور پھر جنیوا سے ڈاکٹر علامہ سعید رمضانؒ کی نگرانی میں جاری کیا گیا۔

12 سعید رمضان اور اخوان کی گرفتاریاں

انقلاب کے بعد 23 جولائی 1952ء کو سعید نے کچھ افسران کے ساتھ رابطہ قائم کیا، اور ان کے ساتھ اس کا رشتہ ایک مدت تک اچھا رہا، یہاں تک کہ 11 جنوری 1954ء جمال عبدالناصر اخوان المسلمین سے ٹکرا گیا، اور سعید کو حراست میں لیا گیا۔

اس کے بعد اخوان نے اپنا قید خانہ چھوڑ دیا۔ اور جمال عبدالناصر شیخ حسن الهضيبي کے گھر گئے، اور اس نے جو گزرا اس پر ان سے معافی مانگ لی، اور اخوان اور انقلاب کے مابین ایک نیا رابطہ شروع کرنے پر اتفاق ہوا، لیکن جلد ہی انقلاب بدل گیا۔ اور اخوان پر جمال عبدالناصر کے قتل کا الزام لگا کر ہزاروں اخوانیوں کو گرفتار اور بے گھرکر دیا گیا۔

13 سعید نے مصر چھوڑ دیا

طارق رمضان سوئٹزرلینڈ میں اس خاندان کی موجودگی کے حالات کے بارے میں کہتے ہیں: "میرے والد تین ماہ بعد اپریل 1954ء میں مصر سے چلے گئے تھے۔ پھر گرفتاریاں ایک ایسے وقت میں جب جمال عبد الناصر کی حکمت عملی بدلی۔

میرے والد کو ابھی ابھی بیت المقدس میں اسلامی کانفرنس کے سیکرٹری جنرل کے طور پر منتخب کیا گیا تھا، اور اس وقت وہ اپنے مشن کی تکمیل کے لئے سفر کرنے کے لئے تیار تھے، انہیں بڑے پیمانے پر گرفتاریوں کے دوبارہ آغاز کا

علم ہوا، لہذا انہوں نے میری والدہ اور میرے بڑے بھائی کو لے لیا اور مصر چھوڑ دیا، جہاں وہ واپس نہیں جا سکتے تھے۔

14 شہریت کی منسوخی اور قتل کی کوشش

جمال عبدالناصر ملعون نے سعید رمضان کی سربراہی میں اخوان کے چار رہنماؤں کی قومیت منسوخ کرنے کا فیصلہ جاری کیا، اور عبد الناصر نے سعید اور اس کے تینوں بھائیوں کو قتل کرنے کی کوشش کی، لیکن شامی بھائیوں کی چوکسی اس اسکیم کو دریافت کرنے میں کامیاب ہوگئی۔

15 شام ، لبنان اور سوئٹزرلینڈ ہجرت

آپ بہت سارے عرب ممالک میں گئے، اور شاہ فیصل بن عبد العزیز آل سعودؒ نے ایک فراخ اور عمدہ مقام حاصل کیا، اس نے سعید اور ان کے اہل خانہ کا استقبال کیا۔ اور اس کے لئے ایک خصوصی پاسپورٹ جاری کیا۔ کیونکہ مصری قومیت منسوخ ہو چکی تھی۔ اور کوشش کی جہاں چاہے سفر کرے۔ طارق لکھتے ہیں۔ وہ پہلے شام میں دو سال مقیم رہا، پھر لبنان جلاوطن ہوا، اور پھر 1958ء میں سوئٹزرلینڈ جنیوا پہنچا، اور وہیں سکونت اختیار کی، اور 1961ء میں جنیوا میں اسلامک سنٹر قائم کیا، میرے والد اخوان المسلمون کے ذمہ دار منتخب ہوئے۔ جلاوطنی میں۔

16 کمیونزم کے خلاف جنگ میں اتحادی

1950ء اور 1960ء کی دہائی میں سعید رمضان کو امریکی سی آئی اے کی بھر پور حمایت حاصل رہی، جس نے اسے کمیونزم کے خلاف جنگ میں اتحادی کی حیثیت سے دیکھا تھا۔ 1950ء اور 1960ء کی دہائی میں امریکہ نے۔ "میونخ میں ایک مسجد تعمیر کی اور اس کا انتظام سنبھالتے" ہی سعید کی حمایت کی، جو اخوان کے سب سے اہم مراکز میں سے ایک مراکز بن گیا تھا - اور غریب الوطن پریشان گروہ کی پناہ گاہ بن گئی تھی۔ آخر میں امریکہ نے اپنی کوششوں کا زیادہ فائدہ نہیں اٹھایا، کیونکہ سعید رمضان اپنے اسلامی ایجنڈے کو پھیلانے میں زیادہ دلچسپی رکھتا تھا۔ کمیونزم سے لڑنے کے مقابلے میں۔

17 پی ایچ ڈی کی ڈگری

ڈاکٹر سعید رمضان نے کولون یونیورسٹی سے قانون میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی۔

18 اسلامی مراکز کا قیام <عملی کام>

1950ء کی دہائی کے اختتام تک سعد رمضان شہزادہ فیصل کو راضی کرنے میں کامیاب ہوگئے۔ تاکہ انھیں اسلامی تعلیم

و تربیت اور ثقافت و کلچر کے مقصد سے یورپ کے بڑے دارالحکومتوں میں اسلامی مراکز کا ایک سلسلہ قائم کرنے میں مدد ملے۔

1. آپ نے 1961ء میں سعودی عرب اور دیگر افراد کی مدد سے جنیوا میں اسلامک سنٹر قائم کیا۔ یہ سنٹر جمال عبدالناصر اور قوم پرستوں کی مخالفت کے باوجود کامیابی سے چلتا رہا۔ اب ہانی رمضان اس کے سربراہ ہیں۔

2. سعید رمضان نے کچھ علماء سے مل کر شاہ سعود سے رابطہ العالم الإسلامي قائم کرنے کا مطالبہ کیا تھا۔ آپ رابطہ العالم الإسلامي مكة المكرمہ کے بانیوں میں سے ایک تھے آپ نے مکہ مکرمہ میں رابطہ العالم الإسلامي کے قیام میں معاونت کی۔

3. جرمنی میں آپ نے وہاں قائم ہونے والی تین اسلامی تنظیموں میں سے ایک جرمنی اسلامک سوسائٹی کی بنیاد رکھی، جس کی سربراہی انہوں نے 1958ء سے 1968ء تک کی۔

4. 1964 میں آپ نے لندن میں اسلامی مراکز کھول۔

5. یورپ میں بہت سی مساجد بنوائیں۔

19 اسلامک سنٹر

سید ابوالحسن علی ندویؒ لکھتے ہیں۔ اب سے تین سال قبل ڈاکٹر سعید رمضانؒ نے یورپ میں زیرِ تعلیم ان مسلمان طلباُ کی دینی اور فکری رہنمائی کے لئے جنیوا سوئزر لینڈ میں ایک مرکز اسامک سنٹر قائم کیا۔۔۔ میں اور ڈاکٹر اشتیاق حسین قرشی اتوار 22 ستمبر 1963ء دو بجے دن کو جنیوا پہونچ گئے ۔ ہوائی اڈہ پر سعد رمضان ، ڈاکٹر حمید اللہ ، ظفر احمد انصاری ، یہحییٰ صالع باسلامہ اور بعض دوسرے رفقائے مرکز موجود تھے۔ موسم بڑا خوشگوار ہمارے یہاں اکتوبر کا سا تھا۔ تقریباً چالیس عرب طلبہ اور چند پاکستانی نوجوان موجود تھے۔ جن میں زیادہ تر انگلستان ، جرمنی اور فرانس میں زیرے تعلیم تھے۔ بڑی گرم جوشی سے ملے پھر رات تک انھی کے درمیان رہے۔ معلوم نہیں ہوتا تھا کہ یورپ میں ہیں۔ یہی محسوس ہوتا تھا۔ قاہرہ یا دمشق میں ہیں۔ نمازیں اذان و جماعت سے ہوتی رہیں۔ بعد عشاء ایک خیر مقدمی مجلس ہوئی۔ تقریباً پون گھنٹہ عربی میں میری تقریر ہوئی۔ پھر سوالات کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ بعد نماز فجر دینی درس ہوا۔۔۔ سعید رمضان کئی روز مسلسل محنت کرنے اور جاگنے کی وجہ سے بہت تھکے ہوئے تھے۔۔۔ محمد اسد جرمن نومسلم اسکالر ملنے آئے ہوئے تھے۔۔۔مشھور مستشرق جو امریکہ کی مشرق وسطیٰ کے دوستوں کی انجمن کا صدر ہے۔ مدعو تھا۔ ہم لوگ بھی کھانے پر تھے ۔ خوب تبادلہ خیال رہا۔۔۔رات مرکز

کی مجلس انتظامی کا کام شروع ہوا اور کل صبح سے ظہر تک جاری رہا۔ بالاختصار۔ مکاتب یورپ۔

20 نیشنلٹی

سعودی عرب ، سوئٹزرلینڈ <جنیوا> ، مصر (1966ء) اور پاکستان کی شہریت۔

21 عقیدہ و مسلک

1۔ ڈاکٹر سعید رمضان کا عقیدہ اخوان اور حسن البنّاؒ کا عقیدہ ہے۔ چنانچہ حسن البنّاؒ تحریک کی بابت لکھتے ہیں۔ "الاخوان المسلمون سلفی تحریک کا نام ہے"۔ یہاں تک اسماء و صفات الٰہی کا تعلق ہے تو اس سلسلے میں حسن البنّاؒ سلف صالحین کے منہاج ہی کو قابلے اتباع اور غلطی سے پاک و صاف مانتے ہیں؛ خواہ انسان اسماء و صفات الٰہی کے جملہ معانی کا ادراک کر پائے یا نہ کرسکے ۔ انسائیکلوپیڈیا مذاہب عالم۔ ڈاکٹر لئیق اللہ۔ 307/311/ 310۔ ڈاکٹر لقمان سلفیؒ لکھتے ہیں۔ دور اول کے اخوان المسلمون تمام کے تمام صحیح العقیدہ تھے اور قرآن و سنت پر چلنے والے تھے ۔ اس لیے بہت سے انصار السنۃ المحمدیہ کے بڑے بڑے علماء بھی ان سے تعاون کرتے رہے ۔ ایک جماعت کثیر کا خیال ہے کہ ظالموں نے

بہت سی باتیں ان کی طرف جھوٹ منسوب کردی ہیں ۔
کاروانِ حیات۔ 281/280۔
2۔ سعید رمضان کسی مخصوص فقہی مسلک کے پابند نہیں تھے۔

22 خاندان

1۔ بیوی ام ایمن بِنْت شہید امام حسن البنّاؒ۔
2۔ اولاد جینیوا میں اسلامک سنٹر کے سربراہ داعیہ طارق رمضان ، داعیہ ہانی رمضان اور ایمن ، بلال ، یاسر اور اروہ۔

23 وفات اور تدفین

موسم گرما میں 5 اگست 1995ء کو عظیم اسلامی داعی ڈاکٹر سعید رمضان 69 سال کی عمر میں جنیوا سوئٹزر لینڈ میں وفات پا گئے۔ اور وہ مدینہ منورہ میں جنت البقیع میں دفن ہونے کی امید کر رہے تھے۔ لیکن سعودی عرب نے مدینہ میں دفن کرنے کی اجازت نہیں دی۔ آپ کے بیٹے ہانی رمضان میت کو جنیوا سے قاہرہ لے آیا۔ ڈاکٹر یوسف القرضاوی پہلے سے قاہرہ میں موجود تھے۔ شیخ قرضاوی نے ہانی سے پوچھا: کیا طارق آپ کے ساتھ نہیں آسکے؟ تو ہانی نے کہا مصری حکومت کی نیت خراب ہے۔ اس لیے نہیں آئے۔ شیخ یوسف قرضاوی نے صلاة الجنازه جامع رابعة العدوية في

مدینة نصر میں پڑھائی۔ بے شمار لوگ جنازے میں شامل تھے۔ اور شیخ قرضاوی نے ایک جذباتی تقریر کی۔ اور سعید رحمہ اللہ کو اس کے استاد داماد اور محب شہید امام حسن البنّاؒ کے ساتھ دفن کیا گیا۔

24 کیٹلاگ

1. “Islamic law; its scope and equity”.

<اسلامی قانون؛ اس کا دائرہ کار اور مساوات>۔

اسلامک لاء اردو ترجمہ >مخطوطہ< ادارہ معارف اسلامی۔ لاھور۔

2. “Islam and nationalism”.

اسلام اینڈ نیشنلیزم۔ <اسلام اور قوم پرستی>۔

3. “Three major problems confronting the world of Islam”.

تھری میجر پرابلم کنفرانٹینگ دی ورلڈ آف اسلام۔ <عالم اسلام کا سامنا کرنے والے تین بڑے مسائل>۔

4. “Islam, doctrine and way of life”.

اسلام ڈاکٹرائن اینڈ وے آف لایف۔<اسلام ، نظریہ اور طرز زندگی>۔

5. “What we stand for”?.

وٹ وی سٹینڈ فار۔ <ہم جس کے لئے کھڑے ہیں>۔

6. “What is an Islamic state”

وٹ ایز عین اسلامک سٹیٹ۔<اسلامی ریاست کیا ہے؟>۔

💻 عربی اردو کتب

1۔ الإسلام والقومية۔

2۔ المعضلات الثلاثة التي تواجه العالم الإسلامي۔

3۔ الإسلام، مذهب وطريقة حياة۔

4۔ ما هي الدولة الإسلامية؟۔

5۔ فرعون و کلیم کی داستان کشمکش۔ صرف اردو۔

25 حوالہ جات

1۔ الرئيسية سيرة ومسيرة وفاة الدكتور سعيد رمضان۔ الدكتور يوسف القرضاوی۔

2۔ الداعية الإسلامي الدكتور سعيد رمضان۔ 21 / 2020 ۔ محمد فاروق الإمام۔

3۔ عبدالله العقيل، أعلام الحركة الإسلامية، دار التوزيع والنشر الإسلامية۔

4۔ مقال د.مجدي سعيد بعنوان "طارق رمضان.. حادي قافلة الإسلام الأوروبي" يوم 4/8/2003م۔

5۔ کتاب: الإخوان المسلمين فی حرب فلسطين ،کامل الشريف۔

6۔ قالوا عن الإمام البنا، شركة البصائر للبحوث والدراسات، در النشر للجامعات۔

7- أوراق من تاريخ الإخوان المسلمين ، جمعة أمين عبدالعزيز، دار التوزيع والنشر الإسلامية، الجزء الخامس۔
8- ويكيبيديا، الموسوعة الحرة. ترجمہ۔ الدكتور سعيد رمضان۔
9- ويكيپيڈيا۔ انگلش اڈیشن۔ ڈاکٹر سعید رمضان۔



الشیخ عبدالقادر حبیب اللہ سندھیؒ

18

(مختصر حالاتِ زندگی)

1936 تا 1999 ء

فضیلۃ الشیخ عبدالقادر حبیب اللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ سے پہلے پہل ملاقات ۱۹۷۷ء میں مسجد الحرام (بیت اللہ شریف) میں مرحوم شیخ حافظ فتح محمد المعروف حافظ فتحی کے پاس بابِ بلال کے سامنے اس مقام پر ہوئی، جہاں حافظ فتحی مرحوم جلوہ افروز ہوتے اور عالمِ اسلام خصوصاً برصغیرِ پاک و ہند سے آنے والے علماء اس شمع علم کے گرد پروانوں کی صورت جمع رہتے تھے۔ میرا ان دنوں بسلسلہ عمرہ مکہ مکرمہ میں قیام تھا اور شیخ عبدالقادر غالباً ان دنوں معھد الحرم المکی میں مدرس تھے، اس لئے وہ دن میں کئی بار حافظ فتحی کے ہاں تشریف لاتے، ان دنوں میری بھی کوشش ہوتی تھی کہ نمازیں بابِ بلال کے قریب ادا کی جائیں تا کہ حافظ صاحب مرحوم کے پاس تشریف لانے والے علماءِ کرام کی زیارت اور ان کی علمی گفتگو سے استفادہ کی کوشش کی جائے...... محدث العصر علامہ محمد ناصر الدین البانی رحمۃ اللہ علیہ سے پہلی اور آخری ملاقات کا شرف بھی اسی مقام پر حافظ فتحی مرحوم کے ہاں حاصل ہوا تھا...... حافظ فتحی مرحوم مرنجان مرنج طبیعت کے مالک تھے، بصارت سے محروم لیکن فہم وفراست اور علم وبصیرت سے اللہ نے انہیں بہرہ وافر عطاء فرمایا تھا، سعودی شیوخ ان پر بہت اعتماد کرتے، گراں قدر عطیات سے نوازتے اور حافظ صاحب مرحوم ان سے دینی کتب خرید کر طلبہ وعلماء کرام کو دے دیتے تھے، حافظ فتحی مرحوم کے بارے میں اپنی یادداشتوں کو کسی دوسرے موقعہ پر ترتیب دینے کی کوشش کروں گا کہ اس وقت اپنے فاضل دوست شیخ عبدالقادر کے بارے میں کچھ عرض کرنا مقصود ہے۔

الشیخ عبدالقادر حبیب اللہ سندھی بچپن ہی میں مدینہ منورہ ہجرت کر گئے تھے،





انہوں نے ابتدائی تعلیم مدینہ منورہ کے سکولوں میں حاصل کی، آپ بہت ذہین وفطین تھے، امتحانات میں ہمیشہ ممتاز پوزیشن حاصل کرتے۔ ایک مرتبہ اپنے سکول میں اوّل پوزیشن حاصل کی تو شاہ سعود بن عبدالعزیز آل سعود نے خوش ہو کر انہیں اپنی قیمتی شاہی گھڑی انعام میں دے دی تھی اور اس موقع پر شاہ سعود نے ان کی ذہانت اور تعلیمی قابلیت سے متأثر ہو کر انہیں سعودی نیشنلٹی دینے کا حکم صادر فرما دیا تھا۔

بعد ازاں شاہ سعود کے حکم پر جب مدینہ یونیورسٹی کا افتتاح ہوا تو اس کے اولین طلبہ میں الشیخ عبدالقادر بھی تھے، تعلیم سے فراغت کے بعد شیخ مرحوم نے اپنے لئے تدریس وتحقیق کے میدان کا انتخاب کیا۔ تدریس کے لئے آپ کو مسجد الحرام (بیت اللہ شریف) میں قائم معہد الحرم المکی میں مدرس مقرر کر دیا گیا اور پھر مدینہ یونیورسٹی میں جب ''کلیۃ الحدیث'' کا اجراء ہوا تو فن حدیث میں مہارت کی وجہ سے آپ کا تبادلہ مدینہ یونیورسٹی میں کر دیا گیا، ویسے بھی آپ کی مستقل رہائش مدینہ منورہ میں تھی۔ ہر ہفتے مکہ مکرمہ کے طویل سفر کا سلسلہ ختم ہوا تو آپ نے پوری توجہ اور انہماک سے درس وتدریس اور تحقیق کا کام شروع کر دیا۔

الشیخ کو مطالعہ کا بے حد شوق تھا، علم حدیث بالخصوص فن رجال کی کوئی بھی نئی کتاب بازار میں آتی تو اسے فوراً خرید لیتے اور گھریلو اور ذاتی ضروریات پر بھی کتاب کو ترجیح دیتے، آپ کے اس علمی ذوق اور کتاب سے محبت کی وجہ سے آپ کا ذاتی مکتبہ مدینہ منورہ کے بڑے نجی مکتبات میں شمار ہوتا تھا۔ آپ کے مکتبہ میں صرف مطبوعہ کتب ہی نہیں بلکہ نادر مخطوطات اور مصوّرات کا بھی ایک بڑا ذخیرہ تھا۔ مدینہ منورہ کے کبار علماء اور مشائخ کو بھی اگر کسی نادر ونایاب کتاب کی ضرورت پڑتی تو شیخ کے مکتبہ سے ان کی ضرورت پوری ہوتی تھی حتیٰ کہ مدینہ منورہ کے بہت بڑے عالم اور محدث الشیخ حماد الانصاریؒ بھی بسا اوقات آپ کے مکتبہ سے استفادہ کرتے تھے۔ محترم حافظ عبدالوحید چوہدری کے بقول آپ کا یہ مکتبہ لاکھوں ریال کی مالیت کا تھا جسے آپ نے

اپنی زندگی ہی میں فی سبیل اللہ وقف کر دیا تھا۔

شیخ عبدالقادرؒ کو تصنیف و تالیف سے بھی خاص دلچسپی تھی، آپ نے بے شمار کتب اور رسائل تصنیف کئے۔ ''التصوف'' کے موضوع پر چار ضخیم جلدوں میں آپ نے نہایت علمی و تحقیقی کتاب تصنیف فرمائی۔ اسی طرح پردہ کے موضوع پر آپ نے ''**الحجاب فی ضوء الکتاب والسنة**'' کے نام سے ایک بہت تحقیقی مقالہ سپرد قلم فرمایا، جو سعودی عرب کے کئی معتبر رسائل میں طبع ہوا اور پھر پاکستان میں جامعہ علوم اثریہ جہلم نے اسے کتابی شکل میں طبع کیا۔ اس رسالہ میں آپ نے فضیلۃ الشیخ محمد ناصر الدین البانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی کتاب ''**حجاب المرأة المسلمة**'' کے بعض مسائل پر تنقید کی اور قرآن و حدیث کے دلائل کی روشنی میں پردہ کے مسئلہ کی مدلل وضاحت کی تھی۔

اسی طرح آپ نے ''مرویات غزوۃ تبوک'' کے نام سے ایک بیش قیمت علمی و تحقیقی کتاب لکھی، جو اس موضوع پر اپنی مثال آپ ہے، علاوہ ازیں اور بھی کئی کتب آپ کی یادگار ہیں۔

اسی طرح جامعہ علوم اثریہ کا تصور بھی آپ ہی نے اہل جہلم کو دیا تھا اور پھر ۱۹۷۵ء میں محدث العصر، استاذ الاساتذہ، حضرت علامہ حافظ محمد گوندلویؒ اور ولی کامل حضرت مولانا محمد باقرؒ آف جھوک دادو کے ہمراہ آپ نے جامعہ کا سنگ بنیاد رکھا اور پھر آپ کی خصوصی دلچسپی، تعاون اور راہنمائی کی وجہ سے اس جامعہ نے بہت جلد ترقی کی منزلیں طے کیں اور آج بحمد للہ ملک کے اہم دینی اداروں میں اس کا شمار ہوتا ہے۔

آپ شوگر کے پرانے مریض تھے اور عرصہ دراز سے انسولین کا انجکشن استعمال کر رہے تھے اور اب کچھ عرصہ سے گردوں کی تکلیف بھی شروع ہو گئی تھی، جس کی وجہ سے کافی کمزوری ہو گئی تھی لیکن اس کے باوجود آپ نے اپنے مکتبہ میں پڑھنے لکھنے کا کام مسلسل جاری رکھا، آخری دنوں میں بیماری کی شدت کی وجہ سے آپ کو علاج کے لئے

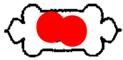
ریاض لے جایا گیا، تو وہاں ہسپتال میں کچھ ہی دنوں کے بعد اصرار کرنے لگے کہ مجھے واپس مدینہ لے چلو کیونکہ ہمیشہ آپ کی یہ خواہش رہی کہ زندگی کے آخری لمحات مدینہ میں بسر ہوں، مدینہ منورہ کی سکونت بھی آپ نے اسی لئے اختیار فرمائی تھی۔ صحیح بخاری (حدیث نمبر ۱۸۹۰) میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ دعاء فرمایا کرتے تھے:

اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِیْ شَهَادَةً فِیْ سَبِیْلِكَ وَاجْعَلْ مَوْتِیْ فِیْ بَلَدِ رَسُوْلِكَ

"اے اللہ مجھے اپنے رستے میں شہادت عطا فرما اور مجھے اپنے محبوب پیغمبر ﷺ کے شہر میں موت نصیب فرما"

اسی وجہ سے زندگی کے آخری سالوں میں آپ نے بیرونی ممالک کے سفر ترک کر دیئے تھے، پاکستان میں بھی تشریف لاتے تو ضروری کاموں سے فراغت کے بعد فوراً مدینہ کی طرف واپسی کا پروگرام بنالیتے جیسا کہ آخری دفعہ پاکستان تشریف لائے تو اسلام آباد میں آنے کے پروگرام کے باوجود صحت خراب ہونے کی وجہ سے بذریعہ فون معذرت کر دی اور سندھ ہی سے واپس مدینہ تشریف لے گئے۔ جیسا کہ قبل ازیں مقدمہ میں بیان کیا جا چکا ہے۔

دراصل شوگر جیسے موذی مرض کی وجہ سے آپ کی صحت بے حد خراب ہو گئی تھی۔ اس کا اندازہ چند سال پیشتر اس وقت ہوا، جب آپ سے قریباً بیس سال بعد ۱۹۹۶ء میں اسلام آباد میں محترم حافظ عبدالوحید چودھری کے مکان پر آخری ملاقات ہوئی۔ حافظ صاحب نے آپ کے اعزاز میں پرتکلف دعوت کا اہتمام کیا اور بہت سے علماء کرام اور احبابِ جماعت کو بھی مدعو فرمایا تھا۔ تو میں نے دیکھا کہ ۱۹۷۷ء کے شیخ عبدالقادر اور آج کے شیخ عبدالقادر میں بہت فرق آ چکا تھا، طویل القامت اور صحت مند شخص بیماری کے ہاتھوں کھوکھلا ہو چکا تھا، بڑھاپے، بیماری یا شائد علم کے بوجھ کے باعث کمر خمیدہ ہو چکی تھی مگر دماغ روشن اور حافظہ درست تھا، گفتگو میں علم کے دریا بہا رہے تھے، اس مختصر سی ملاقات میں بھی انہوں نے کئی مصنفین اور ان کی کتب پر تبصرہ کیا

اور کئی نادر و نایاب مخطوطات کے بارے میں بتایا کہ وہ کس ملک کی کس لائبریری میں موجود ہیں۔

ریاض سے واپسی کے بعد آپ کو مدینہ منورہ کے بڑے ہسپتال میں داخل کروایا گیا، اب آپ کے گردے بالکل ناکارہ ہو چکے تھے، ہر دوسرے دن خون کو بذریعہ مشین صاف کیا جاتا تھا اور پھر بالآخر وہ وقت موعود آ پہنچا، جس کا ہر ذی روح کو سامنا کرنا ہے۔ ۸ ذی الحجہ (يوم التروية) کا دن تھا اور جمعرات کے روز مدینہ منورہ کی فضاؤں میں نماز عصر کے لئے اذان کی آواز گونج رہی تھی...... جب مساجد سے اللہ کے بندوں کو اللہ کی بندگی اور اس کے سامنے سجدہ ریز ہونے کے لئے پکارا جا رہا تھا تو اس وقت اللہ تعالیٰ اپنے اس فقیر اور مخلص بندے کو اپنے پاس بلا رہا تھا۔ دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے اس بندے کو اپنے ان مخلص بندوں میں شامل فرما دے، جن سے دمِ واپسیں کہا جاتا ہے:

يَآيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ٥ ارْجِعِيْ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً
فَادْخُلِيْ فِيْ عِبَادِيْ٥ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ ٥ (الفجر:۲۷۔۳۰)

"اے اطمینان پانے والی روح! اپنے پروردگار کی طرف لوٹ چل تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی تو میرے (ممتاز) بندوں میں شامل ہو جا اور میری بہشت میں داخل ہو جا۔"

شیخ کو اسی روز عصر کی نماز کے بعد ان کے گھر میں غسل دیا گیا، نماز کے بعد مسجد نبوی میں نماز جنازہ پڑھی گئی اور عشاء کے بعد جنت البقیع میں انہیں سپردِ خاک کر دیا گیا اور اس طرح نواب شاہ (سندھ) کے نواح سے طلوع ہونے والا یہ آفتاب حیات مستعار کی 63 بہاریں دیکھنے کے بعد ۸ ذی الحج ۱۴۱۹ھ بمطابق ۲۵ مارچ ۱۹۹۹ء کو مدینہ منورہ کی خاکِ پاک میں غروب ہو گیا۔ رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ

بہت سی علمی و تحقیقی کتب کے علاوہ، بہت سے جامعات، مدارس، مساجد اور دیگر

فلاحی ادارے بھی آپ کے لئے صدقہ جاریہ ہیں، جنہیں آپ نے اپنے نجی یا سعودی حکومت یا وہاں کے شیوخ کے تعاون سے تعمیر کروایا تھا۔ تمام سعودی اداروں، وزارتوں اور مشائخ کے ہاں شیخ عبدالقادر معتمد ترین عالم دین تھے۔ خصوصاً مفتی اعظم سماحۃ الشیخ بن باز رحمہ اللہ تعالیٰ آپ پر بہت اعتماد کرتے اور انہیں اپنے بیٹوں کی طرح سمجھتے تھے۔ شیخ ابن باز نے آپ کو کئی بار اپنے نمائندے کی حیثیت سے برصغیر پاک و ہند، یورپ اور امریکہ بھیجا تھا، وہ آپ کی لکھی ہوئی رپورٹوں پر مکمل اعتماد کرتے تھے۔

آپ کی دو بیویاں بقید حیات ہیں۔ پہلی بیوی سے تین بیٹے اور چار بیٹیاں ہیں جب کہ دوسری اہلیہ سے پانچ لڑکے اور دو لڑکیاں ہیں۔ ہماری دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سب پر اپنی رحمتوں اور برکتوں کا سایہ رکھے اور انہیں شیخ کے علم و فضل کا وارث اور صحیح جانشین بنائے۔ آمین!

نوٹ...... شیخ کے حالات کے لئے ہم نے اپنے فاضل دوست حافظ عبدالحمید عامر کے اس مضمون سے بھی استفادہ کیا ہے، جو انہوں نے ''شیخ عبدالقادر حبیب اللہ سندھیؒ کی رحلت'' کے زیر عنوان لکھا تھا اور ماہنامہ ''شہادت'' اسلام آباد کے اگست ۱۹۹۹ء کے شمارہ میں طبع ہوا تھا۔



19پروفیسرمفتی علامہ عبدالعزیز بن بازؒ

1330 تا 1420ھ

علامہ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ کی عظیم المرتبت شخصیت عالم اسلام میں کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ وہ مملکت سعودی عرب کے مفتی اعظم، دارالافتاء کے رئیس اور بے شمار اسلامی اداروں کے سربراہ تھے۔ عصر حاضر میں شیخ ابن بازؒ سے عالم اسلام کو جتنا فائدہ پہنچا ہے شاید ہی کسی اور عالم دین سے پہنچا ہو۔ پوری دنیا میں ان کے مقررہ کردہ داعی، ان کے مبعوث علماء کرام، اور ان کے قائم کردہ مدارس و اسلامی مراکز کام کر رہے ہیں اور اسلام کی شمع کو دنیا بھر میں روشن کئے ہوئے ہیں۔

شیخ ابن باز کی زندگی پر جب انسان نظر ڈالتا ہے تو حیران رہ جاتا ہے کہ وہ حیات، مستعار کی 89 سے زائد بہاریں دیکھنے کے باوجود انتہائی مصروفِ کار تھے اور ان کا ہر لمحہ اللّٰہ تعالیٰ کی رضا کے حصول اور اس کے دین کو پھیلانے کے لئے وقف تھا۔ اسلام سے متعلق تقریباً تمام ہی موضوعات پر شیخ کی تصانیف موجود ہیں۔ انہوں نے ایک دفعہ کہا:

"میں نے شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ (خادم الحرمین الشریفین شاہ فہد کے والِدِ گرامی) کے دور سے لکھنا شروع کیا۔ اللّٰہ کی قسم! میں نے آج تک جو بھی لفظ لکھا یا لکھوایا، وہ صرف اللّٰہ کی رضا کے لئے تھا" .. شاید یہی وجہ ہے کہ جتنی پذیرائی ان کی کتب کو حاصل ہوئی ہے، عصر حاضر میں کسی مؤلف کے حصے میں کم ہی آئی ہے۔

اپنے تمام علمی اور ادارتی مناصب کے ساتھ ساتھ انہوں نے بے شمار مسائل پر قرآن و سنت کی روشنی میں فتوے دئیے ہیں۔ ان فتوؤں میں انہوں نے ہمیشہ محدثین کے مسلک کو پیش نظر رکھا ہے۔ ان کے فتوے مختلف کتابوں اور جرائد میں چھپتے رہتے ہیں، حال ہی میں مجلہ "الدعوۃ" نے ان کے فتاویٰ کو کتابی صورت میں شائع کیا ہے۔ یاد رہے کہ شیخ رحمہ اللہ کے مطبوعہ فتاویٰ اب تک گیارہ ضخیم جلدوں میں سمائے ہیں اور ابھی سینکڑوں فتاویٰ ایسے ہیں جو زیورِ طبع سے آراستہ نہیں ہوئے .. ذیل میں مفتی رحمہ اللہ کے مختصر سوانح حیات اور بعض علمی کارناموں کو بالاختصار پیش کرنے کی ہم سعادت حاصل کر رہے ہیں۔

1 نام و نسب

آپ کا پورا نام عبدالعزیز بن عبدالرحمٰن بن محمد بن عبداللہ آلِ باز ہے۔ اور کنیت ابو عبد اللہ تھی۔ شیخ سلیمان بن حمدان

نے تراجم حنابلہ سے متعلق اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ آل باز علم و فضل اور تجارت و زراعت میں معروف خاندان ہے جن کی اصل تو مدینہ منورہ سے ہے لیکن ان کے آباء و اجداد میں سے ایک شخص الدرعیۃ منتقل ہو گیا اور پھر اس کے بعد یہ لوگ حوطۃ بنی تمیم میں منتقل ہو گئے۔ خود شیخ ابن با نے "المجلۃ" نامی میگزین کو انٹرویو دیتے ہوئے ایک مرتبہ کہا تھا کہ ہمارے خاندان آل باز کے افراد الریاض، حوطہ بنی تمیم، الاحساء (ہفوف و غیر ہ) اور حجاز (مکہ و مدینہ) میں بھی ہیں حتیٰ کہ اردن، مصر اور بعض دیگر بلادِ عرب و عجم میں بھی کچھ لوگ آل باز کہلواتے ہیں جبکہ ہمیں ان کے بارے میں باوثوق ذریعہ سے کچھ علم نہیں ہے۔

2 مقام و تاریخ پیدائش

آپ **12** ذی الحجہ **1330** الموفق **22** نومبر **1912**ء کو ریاض میں پیدا ہوئے۔ آپ بینا اور صحیح النظر تھے۔ لیکن **1346**ھ کو آپ کی آنکھوں میں کوئی بیماری لاحق ہو گئی، جس کی وجہ سے آپ کی نظر کمزور ہو گئی اور **1350**ھ کو آپ کی نظر کلی طور پر ختم ہو گئی اور آپ نابینا ہو گئے۔

3 حصول تعلیم

آپ نے بالغ ہونے سے پیشتر ہی قرآنِ کریم کا حفظ مکمل کر لیا، پھر آپ ریاض کے علماء کے پاس تحصیل علم کے لئے کوشاں ہو گئے اور جب آپ نے شرعی علوم اور لغت میں نمایاں مقام حاصل کر لیا تو **1357**ھ **(1938**ء**)** کو محکمہ قضاء میں آپ کا تقرر کر دیا گیا۔ طلبِ علم کا یہ سلسلہ اس وفات تک جاری رہا اور آپ نے اس سے اپنا ناطہ نہیں توڑا۔ آپ رات دن تحقیق و تدریس کے کام میں مشغول رہتے مختلف حکومتی عہدوں/ذمہ داریوں کی وجہ سے آپ اس سے غافل نہیں ہوئے۔ یہی وجہ ہے کہ بہت سے علوم میں آپ کی بصیرت اور پختگی میں مسلسل اضافہ ہوتا رہا۔ علومِ حدیث کے سلسلے میں آپ نے خاص اہتمام کیا۔ اس سلسلے میں آپ کو اس قدر مہارت اور رسوخ حاصل ہوا کہ کسی حدیث کی صحت و سقم کے بارے میں آپ کا فیصلہ انتہائی معتبر سمجھا جاتا اور یہ وہ علمی مقام ہے جو خاص طور پر موجودہ زمانے میں کم لوگوں کو نصیب ہوتا ہے۔ آپ کی تحریروں اور فتوؤں میں اس کے اثرات واضح طور پر نظر آتے ہیں، کیونکہ آپ ہمیشہ انہی اقوال اور آراء کو اختیار کرتے ہیں جن کی تائید کسی مسلمہ دلیل سے ہوتی ہو۔

4 شیوخ اور اساتذہ

آپ نے بہت سے علماء سے علم حاصل کیا جن میں سے چند معروف اساتذہ کے نام یہ ہیں:

(1)الشیخ محمد بن عبداللطیف بن عبدالرحمٰن بن حسن بن الشیخ محمد بن عبدالوہاب (قاضی ریاض)

(2) الشیخ صالح بن عبدالعزیز بن عبدالرحمٰن بن حسن بن الشیخ محمد بن عبدالوہاب۔

(3) الشیخ سعد بن حمد بن عتیق (قاضی ریاض)

(4) الشیخ حمد بن فارس (سیکرٹری خزانہ)

(5) سماحۃ الشیخ محمد بن ابراہیم بن عبداللطیف آلِ الشیخ جو تاحیات مملکتِ سعودی عرب کے مفتی رہے۔ آپ نے عرصہ دس سال (1347ھ تا 1357ھ) ان کے حلقہ درس کا التزام کیا اور ان سے تمام شرعی علوم سیکھے۔

(6) الشیخ سعد وقاص بخاری جو مکہ مکرمہ کے علماء میں سے تھے۔ ان سے آپ نے 1355ھ میں علمِ تجوید سیکھا۔

5 مناصب اور تدریسی و علمی خدمات

جب آُپ 1357ھ/1938ء تا 1371ھ/1952ء کو منطقہ خَرَج میں قاضی کے عہدہ پر فائز ہوئے، اس وقت سے لے کر آج تک اشاعتِ علم کے لئے آپ مسلسل تدریسی حلقوں کا باقاعدہ التزام کرتے رہے۔ خرج میں آپ منگل اور جمعہ کے علاوہ ہفتہ کے دیگر تمام دنوں میں علمی مجالس کا اہتمام کرتے۔

1372ھ کو آپ ریاض منتقل ہو گئے، جہاں آپ ریاض کے معہدِ علمی میں تدریسی فرائض انجام دیتے رہے اور جب 1373ھ کو کلیۃ الشریعہ کا قیام عمل میں آیا تو وہاں آپ فقہ، حدیث اور توحید کے علوم پڑھاتے رہے۔ اس کے بعد 1381ھ کو آپ کا تبادلہ مدینہ منورہ ہو گیا اور آپ کو مدینہ یونیورسٹی کا وائس چانسلر مقرر کیا گیا۔ جب آپ ریاض منتقل ہوئے تھے تو آپ نے ریاض کی بڑی جامع مسجد میں ایک تدریسی حلقے کی بنیاد رکھی، یہ تدریسی حلقہ آج بھی قائم ہے اور وہاں درس و تدریس کا کام بدستور جاری ہے، تاہم ریاض میں قیام کے آخری سالوں میں آپ کی مصروفیات بڑھ گئیں اور اس تدریسی حلقے کا دائرہ عمل ہفتے کے بعض ایام تک محدود ہو کر رہ گیا۔ طلباء کی ایک کثیر تعداد اس علمی حلقے سے وابستہ رہی۔

1381ھ (1961ء) کو مدینہ یونیورسٹی کے وائس چانسلر اور 1390ھ سے لے کر 1395ھ تک چانسلر کی حیثیت سے جب آپ کا قیام مدینہ منورہ میں رہا تو اس دوران آپ نے مسجدِ نبوی شریف میں تدریس کا ایک حلقہ قائم کیا۔ علاوہ ازیں جب آپ اپنے مستقل رہائشی مقام سے عارضی طور پر کسی اور مقام کی طرف نقل مکانی کرتے جیسا کہ موسم گرما میں آپ کا قیام طائف وغیرہ میں ہوتا تھا تو وہاں بھی آپ اس تدریسی حلقے کو بدتور قائم رکھتے۔

علمی خدمات کے علاوہ سماحۃ الشیخ کی۔ دیگر مصروفیات

(1) شاہی فرمان کے ذریعے آپ کو ادارہ برائے بحوث علمیہ، افتاء و دعوت و ارشاد کے چئیرمین کے منصب پر فائز کیا گیا۔ واضح رہے کہ اب چند سال قبل ادارہ دعوت و ارشاد سعودی عرب کی وزارت مذہبی امور کو منتقل کر دیا گیا تھا۔ علاوہ ازیں آپ درج ذیل مناصب پر کام کر رہے تھے:

(2) ھیئۃ کبار العلماء (کبار علماء کے بورڈ) کے سربراہ۔

(3) شعبہ بحوثِ علمیہ اور افتاء کی مستقل کمیٹی کے بھی سربراہ۔

(4) رابطہ عالم اسلامی مجالس تاسیس کے ممبر بھی ہیں اور چئیرمین بھی۔

(5) مکہ مکرمہ میں مساجد کی اعلیٰ عالمی مجلس کے چئیرمین۔

(6) رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ کی فقہی اسلامی اکیڈمی کے چئیرمین۔

(7) مملکتِ سعودی عرب کی دعوتِ اسلامیہ کی اعلیٰ کمیٹی کے ممبر کے طور پر۔

آپ کی علمی اور دینی سرگرمیوں کا دائرہ مذکورہ خدمات تک ہی محدود نہیں بلکہ آپ علمی مجلسوں میں شرکت فرما کر اہم موضوعات پر لیکچر دیتے اور علمی، تنقیدی تبصروں میں شرکت بھی فرماتے۔ عام و خاص محفلوں میں شریک ہو

کر قراءت اور تنقیدی تبصروں کے ساتھ ان کی رونق کو دوبالا کرتے اور اس کے ساتھ ساتھ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فریضے کا بھی خاص اہتمام کرتے اور یہ ایک ایسا وصف ہے جو آپ کی شخصیت کا ایک لازمی حصہ بن چکا تھا۔

6 خدمت عالم اسلام

دنیا بھر میں جہاں کہیں دینی تعلیمی اور دعوت الیٰ اللہ کے ادارے اور مرکز قائم ہوتے ہیں۔ آپ ان سے باخبر رہتے تھے ۔ نیز ان اداروں اور مراکز سے بھی جو فسلطین ، افغانستان ، کشمیر ، برما ، فلپائن ، اور صومالیہ وغیرہ کے مسلمان مجاہدین کی امداد کے لیے قائم ہیں ۔ آپ استطاعت رکھنے والے مسلمانوں کو ان اداروں کی امداد کی دعوت دیتے رہتے تھے ۔ بے شمار اسلامی مراکز اور مدارس میں شیخ کی جانب سے مقرر کردہ علماء کرام دین کی دعوت کا کام کر رہے ہیں۔ جن کی ماہانہ تنخواہ کی فراہمی کا اہتمام کیا کرتے تھے ۔ بلکہ آپ نے اس کام کے کے لئے ایک شعبہ قائم کردیا تھا۔

7 شاہ فیصل عالمی ایوارڈ

شیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ کو بین الاقوامی شاہ فیصل اعزاز برائے خدمات اسلام۔ **1982**ء میں دیاگیا۔

8 تلامذہ

طلباء کی ایک جماعت مستقل طور پر آپ کی خدمت میں موجود رہتی تھی، جنھوں نے اپنے آپ کو حصولِ علم کے لئے وقف کر رکھا تھا، ان میں سے چند معروف شاگردوں کے نام یہ ہیں:

(1) شیخ مقبل بن هادي الوادعيؒ ۔ یمن میں سلفی داعی مجدد الدعوۃ السلفیہ آپ نے مدرسہ علمیہ سلفیہ ”دارالحدیث“۔ یمن میں قائم کیا۔

(2) ڈاکٹر شیخ سعید بن علی القحطانيؒ ۔ سلفی محقق اور مصنف کتب کثیرہ۔

(3) پروفیسر ڈاکٹر محدث ضیاء الرحمانؒ اعظمی۔ فیکلٹی آف حدیث۔ مدینہ یونیورسٹی۔ و مصنف۔ ”الجامع الكامل فی الحدیث الصحیح الشامل“۔ 16546صحیح احادیث۔

(4) محدث شیخ سلیم الھلالی حفظہ اللہ۔ اردن ۔ سلفی محقق اور مصنف ۔ 200 سے زائد کتابیں لکھیں زیادہ تر شائع ہو چکی ہیں اور کچھ غیر مطبوع ہیں۔

(5) شیخ سعود بن ابراھیم الشریم۔ حرم مکی میں امامت وخطابت کے فرائض کے ساتھ ساتھ ام القریٰ یونیورسٹی کے شریعہ فیکلٹی میں ڈین اور استاد فقہ کی خدمات سر انجام دے رہے ہیں۔

(6) ڈاکٹر محمد لقمان سلفیؒ۔ **p.h.d** حدیث ، مترجم دارالافتاء سعودی عرب ، بانی جامعہ ابن امام تیمیہ انڈیا۔
(7) علامہ احسان الٰہی ظہیر شہیدؒ محقق و مصنف کتب کثیرہ۔
(8) شیخ محمّد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ۔
(9) الشیخ راشد بن صالح الخنین۔
(10) الشیخ عبدالرحمٰن بن ناصر البراک۔
(11) الشیخ عبداللطیف بن شدید۔
(12) الشیخ عبداللہ بن حسن بن قعود۔
(13) الشیخ عبدالرحمٰن بن جلال۔
(14) الشیخ صالح بن ہلیل۔
(15) ڈاکٹر ربیع بن ہادی المدخلی۔
(16) الشیخ عبداللہ کنھل۔
(17) مولانا بشیر احمد گوہڑوی، قصور۔
(18) حافظ عبدالرحمٰن مدنی پرنسپل شریعت کالج، لاہور۔
(19) حافظ ثناءاللہ مدنی، سربراہ (پاکستانی) سعودی مشن۔
(20) ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر، ناظم جامعہ عربیہ، کراچی۔
(21) ڈاکٹر صہیب حسن، سربراہ ادارۃ القرآن، لندن۔
(22) پروفیسر عبدالسلام کیلانی، یوگنڈا۔
(23) شیخ الحدیث مولانا حسن جان سابق **MNA**، پشاور۔

(24) پروفیسر عبداللہ کاکاخیل، اسلامک یونیورسٹی، اسلام آباد۔
(25) پروفیسر ابراہیم خلیل، نیروبی (کینیا)۔
(26) حافظ محمد سلفی، مہتمم جامعہ ستاریہ، کراچی۔
(27) ڈاکٹر صدیق الحسن خان، مجلس تحقیق اسلامی، لاہور۔
(28) پروفیسر یوسف کاظم، اسلام آباد۔

9 شیخ کا دسترخوان،شاہ فہد کے محل میں درس اور علی یمنی کی ضیافت میں

عبد المالک مجاہد لکھتے ہیں کہ شیخ ابن باز سے متعدد ملاقاتیں ہوئی ہیں۔ مجھے ان کے دروس میں شامل ہونے کا شرف بھی حاصل ہوا ہے۔ ان کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھانے کے بھی متعدد مواقع ملے۔ جہاں تک ان کے اخلاق کا تعلق ہے تو وہ عصر حاضر کے حاتم طائی تھے۔ میں نے آج تک کوئی شخص نہیں دیکھا جو وزیر کے رتبے پر فائز ہو اور اتنا متواضع ہو۔ ان کے دروازے دن میں 2 مرتبہ دوپہر اور رات کو ہر خاص و عام کے لیے کھلتے۔ اگر وہ ریاض میں ہوتے تو ان کے گھر میں کھانے کے وقت ہر خاص و عام ان کے دسترخوان سے کھانا کھا سکتا تھا۔ ان کا کھانا بڑا سادہ اور نہایت مزیدار ہوتا تھا۔ ان کا طباخ پاکستانی تھا۔ وہ اتنا مزیدار

کھانا بناتا کہ انسان انگلیاں چاٹتا رہ جاتا۔ شیخ ابن باز سے جب بھی ملاقات ہوئی ان کو تعارف کروایا تو انھوں نے ساتھ ہی کھانے کی دعوت دی۔ پورے اصرار کے ساتھ کہتے تھے کہ تم نے لازماً دوپہر یا رات کو کھانے پر آنا ہے۔ ان کے ساتھ گزارے ہوئے اوقات اور یادوں کو بیان کرنے لگوں تو بات لمبی ہو جائے گی۔ میں نے یہ تو بہت مرتبہ پڑھا اور سنا کہ شیخ ابن باز کے ہاں لوگوں نے کھانا کھایا یا ان سے ملاقات کی کیونکہ ان کے ہاں حکومت کے ذمہ داران،امراء،فقراء،تاجر، شہزادے اور سب آتے تھے۔ وہ مفتی عام سعودی عرب تھے۔ دفتر میں ہوتے تو فون ہاتھوں میں رہتا۔ لوگ ان سے اپنے مسائل کے حلول کے فتاویٰ پوچھتے اور وہ کتاب و سنت کے مطابق فتویٰ دیتے۔ بلاشبہ وہ نہایت مشغول شخصیت تھی ،جنہوں نے بیماری کے سوا کبھی دفتر سے چھٹی نہیں کی۔ الجوف یمن کا رہنے والا علی سعودی عرب میں دین کا علم حاصل کرنے کے لئے آتا ہے۔ دوران تعلیم وہ شیخ ابن باز کے حلقہ درس میں بھی شرکت کرتا ہے۔ علی کہتے ہیں کہ میری خواہش تھی کہ شیخ ابن باز میرے گھر تشریف لائیں۔ ایک دن جب شیخ مسجد سے نکلنے لگے تو میں نے ان کی خدمت میں عرض کیا: شیخ میں آپ کی خدمت میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ شیخ ایک طرف ہوگئے۔ عرض کیا کہ میری خواہش ہے کہ آج رات آپ میرے گھر پر عشاء کا کھانا تناول فرمائیں۔

شیخ ابن باز نے یمن کے لوگوں کے لہجے میں فرمایا : تَمَ کہ بات پکی ہو گئی۔ میں آج رات تمہارے ہاں رات کا کھانا کھاؤں گا لیکن میرے بیٹے ایک شرط کے ساتھ۔ میں نے عرض کیا: ابشر یا شیخ۔جو آپ کا حکم ہو۔ میں خوشی سے نہال ہو گیا تھا۔ شیخ نے فرمایا : تم ہمیں کھانا ضرور کھلاؤ گے مگر بغیر کسی تکلف کے۔ صرف وہ کھانا کھاؤں گا جو تم اپنے گھر میں کھاتے ہو اور تم خوب جانتے ہو کہ مسلمان اپنی شروط کو پورا کرتے ہیں اس طرح شیخ ابن باز رحمہ اللہ نے مجھے پابند کر دیا کہ میں نے کوئی اہتمام نہیں کرنا، بس جو گھر میں سادہ کھانا کھاتا ہوں وہی ہو گا۔ میں نے عرض کیا کہ شیخ جیسے آپ کا حکم۔ اپنے وعدہ کے مطابق کوئی غیر ضروری اہتمام نہیں کروں گا۔ فرمانے لگے کہ عشاء کی نماز کے بعد تمہارے گھر قدرے تاخیر سے جا سکیں گے کیونکہ نماز عشاء کے بعد میرا ایک جگہ موعد ہے۔ وہاں سے فارغ ہو کر تمہارے ساتھ چلیں گے۔ میں نے عرض کیا کہ شیخ حاضر!جب آپ چاہیں۔ ادھر میری کیفیت یہ کہ میں خوشی سے پھولا نہیں سما رہا تھا۔ شیخ ابن باز میرے گھر میں تشریف لائیں گے میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔ گھر والوں کو اطلاع دے دی گئی اور یہ بھی کہ کوئی تکلف نہیں ہو گا۔ قارئین کرام! آگے بڑھنے سے پہلے میں عرض کروں گا کہ میرے ماں باپ قربان ہوں، اللّٰہ کے رسول بھی نہایت متواضع تھے۔ آپ نے

یہودی کی دعوت کو قبول کر لیا تھا۔ آپ اپنے غریب اور فقراء صحابہ کے ساتھ بیٹھ جاتے۔ ان کے ساتھ ناشتہ کرتے۔ فجر کی نماز کے بعد ذکر اذکار میں مشغول رہتے ،جب سورج نکل آتا تو اشراق کے نوافل ادا فرماتے۔ پھر رات کا جو کچھ بچا کچھا کھانا‘ کھجوریں‘ روٹی‘ ستو ‘ شہد‘ دودھ وغیرہ جو بھی میسر ہوتا دستر خوان پر رکھ دیا جاتا۔ اللّٰہ کے رسول اصحاب صفہ کے ساتھ بھی ناشتہ کر لیتے تھے‘ کتنی ہی مرتبہ ان کے ساتھ کھانا کھاتے ۔ اگر کوئی بیمار ہوتا تو اس کی تیمار داری کرتے۔ اگر کوئی دعوت دیتا تو اس کی دعوت کو قبول کر لیتے۔ آپ اُن لوگوں میں سے نہ تھے جو تکبر یا فخر کی وجہ سے کسی کو اہمیت نہ دیتے ہوں اگر ایسا ہوتا کہ صحابہ کرام کو کھانے میں کچھ نہ ملتا تو اللّٰہ کے رسول کے گھر میں بھی کچھ کھانے کے لئے نہ ہوتا۔ غزوہ خندق کے موقع پر اللّٰہ کے رسول کو ایک صحابی نے فاقہ کی شکایت کی اور اپنے پیٹ پر باندھا ہوا پتھر دکھایا تو آپ نے فرمایا کہ میں نے ایک نہیں دو پتھر باندھے ہوئے ہیں۔ اس موقع پر اللّٰہ کے رسول کی بھوک کی حالت کو دیکھ کر سیدنا جابر بن عبداللہ برداشت نہ کر سکے ۔ اجازت لے کر اپنے گھر جاتے ہیں اِدھر میں نے شیخ صاحب کو دعوت تو دے دی، اب مجھے یہ فکر کہ شیخ صاحب اکیلے تھوڑے میرے گھر آئیں گے نجانے ان کے ساتھ کتنے شاگرد یا چاہنے والے ہوں۔ بہر

حال وقت گزرتا چلا گیا۔ عشاء کی نماز ادا کی گئی۔ شیخ نے حسب عادت مسجد میں مختصر سا درس دیا۔ درس ختم ہوا تو شیخ صاحب نے مجھے آواز دی کہ علی چلو میری گاڑی میں سوار ہو جاؤ۔ میں گاڑی میں بیٹھا تو صرف ڈرائیور ہی ساتھ تھا۔ میں نے گاڑی کی پچھلی طرف دیکھا کوئی اور گاڑی نہیں تھی جس میں ان کے شاگرد ہوں۔ مجھے یہ اطمینان ہو گیا کہ چلو ہم صرف 3 ہی ہیں۔ ڈرائیور گاڑی کو اُس طرف لے جا رہا تھا جہاں ان کا موعد تھا اور لوگ ان کے انتظار میں تھے۔ میں نے دیکھا کہ شیخ کی گاڑی ایک بہت بڑے محل میں داخل ہو رہی ہے۔ گاڑی کو دیکھتے ہی محل کے دروازے کھل گئے اور بغیر کسی تفتیش کے گاڑی اندر داخل ہو گئی۔ میں نے دیکھا کہ بہت ہی بڑا کھلا صحن' ہر طرف قیمتی ماڈل کی گاڑیاں کھڑی ہیں۔ سیکیورٹی گارڈ چاک و چوبند کھڑے ہیں۔ سوچا کہ شاید شیخ کی کسی وزیر یا امیر یا بڑے تاجر کے ساتھ ملاقات ہے مگر میری حیرت کی اس وقت انتہا نہیں رہی جب گاڑی رکی تو دربان نے شیخ کی گاڑی کا دروازہ کھولا۔ آگے بڑھ کر شیخ کو سلام کیا۔ شیخ نے مجھے اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا۔ چند قدم چلے تو ہم ایک بڑے ہال کمرے میں داخل ہوتے ہیں۔ میں نے دیکھا کہ شاہ فہد بن عبدالعزیز ، اس وقت کے ولی عہد شاہ عبداللہ'شہزادہ سلطان بن عبدالعزیز وزیر دفاع والطیران شہزادہ نایف بن

عبدالعزیز وزیر داخلہ‘ شاہ سلمان بن عبدالعزیز اور دیگر بہت سے شہزادے ‘ حکومت کے افسران‘ شیخ صاحب کے ساتھ مصافحہ کرنے ان کا استقبال کرنے کیلئے آگے بڑھ رہے ہیں۔ شیخ صاحب کا ان کی شان شایان استقبال ہو رہا ہے۔ ان سے ہاتھ ملا کر ان کا ما تھا چوما جا رہا ہے۔ ادھر میں نے جن چہروں کو ٹیلی ویژن پر یا جن کی تصاویر اخبارات میں دیکھی تھیں، آج میں ان کو پہلی مرتبہ آنکھوں سے دیکھ رہا تھا۔ شیخ صاحب کو شاہ فہد بن عبدالعزیز آل سعود کی کرسی کے ساتھ بٹھایا گیا۔ ان کے ساتھ حسب مراتب ولی عہد ‘ وزیر داخلہ ‘ شہزادے بیٹھ جاتے ہیں۔ فوراً ہی قہوہ پیش کیا جاتا ہے۔ میں نے دیکھا کہ شاہ فہد شیخ صاحب کی صحت‘ ان کے حال احوال دریافت کر رہے ہیں۔ تھوڑی دیر بعد عود لائی جاتی ہے۔ عود کی خوشبو پورے ہال میں پھیل جاتی ہے، جس نے ماحول کو معطر بنا دیا ہے۔ میں ایک کونے میں بیٹھ کر سارے مناظر دیکھ رہا ہوں ۔ کیا میں یہ خواب دیکھ رہا ہوں یا جاگتے ہوئے مناظر دیکھ رہا ہوں۔ میں نے دیکھا کہ ہال میں بیٹھے ہوئے تمام امراء اور عہدے داران بڑے عمدہ لباس پہنے ہوئے ہیں۔ میں کبھی شاہ فہد کی طرف دیکھتا ہوں۔ کبھی شیخ ابن باز‘ کبھی دوسرے مسؤلین کی طرف نظر دوڑاتا ہوں۔ میں نے اپنے لباس کو دیکھا ۔ میں متوسط سے بھی کم درجے کے لباس میں ملبوس تھا۔ اگر

مجھے معلوم ہوتا کہ میں نے آج شاہ فہد کو دیکھنا ہے، ان کے محل میں جانا ہے تو میں بھی اچھے اور بہتر کپڑے پہن کر آتا شیخ ابن باز نے الحمدللہ پڑھی۔ خطبہ مسنونہ اور پھر آپ نے کم و بیش **20,15** منٹ درس دیا۔ درس کے بعد تھوڑی دیر بیٹھے اور فرمایا کہ اب ہمیں اجازت دیں۔ شاہ فہد نے شیخ ابن باز سے عرض کیا کہ شیخ کھانا تیار ہے۔ چلئے کھانا کھاتے ہیں۔ شیخ ابن باز نے معذرت کی مگر شاہ فہد بار بار اصرار کر رہے ہیں کہ آپ کھانا کھا کر جائیں شیخ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ میں ایک شخص کے ہاں مدعو ہوں، میں نے ان سے وعدہ کر رکھا ہے کہ میں کھانا ان کے ہاں کھاؤں گا۔ شریعت میں ہے کہ اگر ایک سے زیادہ شخص سے کھانے کی دعوت ملے تو سنت یہ ہے کہ پہلے جس کے ساتھ وعدہ کیا ہے یا جس نے پہلے دعوت دی ہے اس کے ہاں کھانا کھایا جائے۔ اس لئے معذرت قبول فرمائیں قارئین کرام: یہاں پر شیخ ابن باز کا حسن اخلاق ملاحظہ کیجیے کہ انہوں نے شاہ فہد رحمہ اللہ کو یہ نہیں بتایا کہ جس کے ہاں کھانے کی دعوت ہے وہ تو میرے ساتھ ہی ہے۔ اس سے ابھی پوچھ لیتے ہیں یا اجازت لے لیتے ہیں واقعہ کے راوی علی یمنی کہتے ہیں: کاش شیخ ابن باز بادشاہ سلامت کو بتا دیتے کہ جس کے ہاں دعوت ہے وہ یہ رہا۔ اس سے پوچھ لیتے ہیں اور میں نے بڑی خوشی سے کہنا تھا کہ مجھے کوئی اعتراض نہیں ۔ یہاں کھانا کھاتے

ہیں۔ شاہ فہد بڑی خوشی سے کہتے: آپ دونوں میرے ہاں رات کا کھانا تناول فرمائیں“۔ ادھر میرے لئے بھی شرف ہوتا کہ میں بادشاہ ' ولی عہد ' وزیر دفاع' وزیر داخلہ اور حکومت کے بڑے بڑے ذمہ داران کے ساتھ کھانا کھانے کا شرف حاصل کرتا۔ میں تو ایک عام طالبعلم تھا، آج مجھے بھی بادشاہوں کا کھانا نصیب ہو جاتا۔ جس طرح ہمارا استقبال ہوا تھا، اسی گرم جوشی سے ہمیں رخصت کیا گیا ۔ہم شیخ صاحب کی گاڑی میں بیٹھے اب ہمارا رخ میرے گھر کی طرف تھا۔ ادھر میری اہلیہ نے بڑا ہی مزیدار کھانا تیار کر کے رکھا ہوا تھا۔ سبحان اللہ! شیخ ایک محل سے نکل کر ایک طالب علم کے متوسط درجہ کے فلیٹ میں آتے ہیں۔ انہوں نے کھانا تناول فرمایا۔ میں اپنی اہلیہ کا شکر گزار ہوں کہ اس نے گھر کا عام سا کھانا بڑے اچھے انداز میں پیش کیا۔ شیخ ابن باز رحمہ اللہ نے کھانا کھانے کے بعد میرے لئے ،میرے گھر والوں کیلئے برکت کی دعائیں کیں اور میں نے انہیں الوداع کیا۔ میں اس دوران کبھی اپنے آپ کو دیکھتا کبھی شیخ ابن باز کی طرف۔ اپنی قسمت پر فرحان تھا کہ آج میرے گھرمیں اِس دور کا سب سے بڑا عالم آیا ہے... ایک معمولی سے طالب علم کے گھر ...ہاں علی یمنی الجوفی کے گھر پر وہ تشریف لائے ہیں جن سے لوگ والہانہ محبت کرتے ہیں۔

10 علالت اور وفات

عیسوی کیلنڈر کے مطابق 87 سال اور ہجری تقویم کے مطابق 89 سال کی عمر میں بھی شیخ کی مصروفیات باوجود علالت کے کم نہ ہوئیں۔ ڈاکٹر آپ کو آرام کا مشورہ دیتے لیکن علمی مصروفیات ترک نہ کرتے۔ 12مئی بروز بدھ سانس کی تکلیف تھی لیکن تہجد کی نماز ادا کی ۔ مرض میں شدت ہوگئی ۔ فوراً ہسپتال لے جایا گیا لیکن مرض الموت کے آگے کوئی دوائی کام نہ آئی۔ 26 محرم الحرام 1420ھ، مطابق 13 مئی 1999ء بروز جمعرات عالم اسلام کی عظیم علمی شخصیت اور سعودی عرب کے مفتی اعظم سماحۃ الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز ریاض میں انتقال فرما گئے ۔ دوسرے دن بروز جمعۃ المبارک خانہ کعبہ میں ان کی نمازِ جنازہ پڑھی گئی اور جنۃ المعلیٰ کے مشہور اور تاریخی قبرستان میں اُن کی تدفین عمل میں آئی۔ علاوہ ازیں سعودی عرب سمیت پورے عالم اسلام کے ہر شہر اور قریے میں شیخؒ کی نماز جنازہ غائبانہ ادا ہوئی اور ان کی مغفرت اور رفع درجات کے لئے دعا کی گئی۔ پاکستان میں بھی ہر جگہ بڑی بڑی مساجد اہلحدیث میں نمازِ جنازہ غائبانہ کا اہتمام کیا گیا۔ اس سلسلے میں لاہور میں جامع مسجد قدس اہل حدیث چوک دالگراں میں سب سے بڑا اجتماع ہوا، جس میں مولانا

حافظ عبدالرحمٰن مدنی صاحب نے شیخ کی نمازِ جنازہ پڑھائی اور اُن کی دینی، ملی اور علمی خدمات پر روشنی ڈالی۔

آپ کی وفات سے عالم اسلام اور ایک عظیم علمی اور فقہی بصیرت کی حامل شخصیت سے محروم ہو گیا۔ یہ آپ کی ذاتِ ستودہ صفات کا اثر تھا کہ سعودی عرب میں اب تک بیسیوں منکرات کے دروازے بند تھے۔ سعودی فرمانروا آپ کے فرامین کو حکم ناموں کی سی اہمیت دیتے، اور آپ سے ملاقات کے لئے خود حاضری دیا کرتے۔ واقعتاً آپ کا مقام مفتی اعظم کے سرکاری منصب سے بہت بلند و بالا تھا۔

سعودی عوام میں آپ سے محبت کا یہ عالم تھا کہ ہر شخص انہیں سماحة الوالد کے عقیدت بھرے خطاب سے یاد کرتا تھا۔ اور آپ کا نام سنتے ہی احترام و عقیدت کے جذبات سے مغلوب ہو جاتا۔ آپ کے نام سے کسی مسئلے پر آ جانے والا فتویٰ سعودی عرب میں حرفِ آخر سمجھا جاتا اور حکومتیں اس کے مطابق قانون سازی کرنے پر مجبور ہوتیں۔ واقعتاً آپ ایسے مخلص، پرہیزگار اور نمونہ اسلاف شخصیت کے چلے جانے سے سعودی عرب میں بالخصوص اور عالم اسلام میں بالعموم عظیم خلا پیدا ہو گیا۔

دعا ہے کہ اللّٰہ تعالیٰ ہمیں ان کے چھوڑے ہوئے علمی ذخیرے سے مستفید ہونے کی توفیق بخشے اور آپ کو جنت الفردوس

میں بلند مقام عطا فرمائے۔آمین!

11 ازواج و اولاد

شیخ ابن باز رحمہ اللہ کہتے ہیں۔ میں نے تین نکاح کیے ہیں۔ پہلی بیوی بنت عبداللہ سے 1354ھ میں 24 سال کی عمر میں نکاح کیا ۔ والدہ کی زندگی میں جنہیں انہوں نے منتخب کیا تھا۔ 1357ھ میں علیحدگی ہوگئی۔ پھر میں نے ایک خاتون ھیا بنت عبدالرحمان عتیق سے نکاح کیا۔ ان سے میرے بیٹے عبدالرحمان اور تین بیٹیاں ہیں ۔ میری تیسری شادی 1386ھ میں منیرہ بنت عبدالرحمان الخفیر سے ہوئی جن کا تعلق منطقہ قصیم کے شہر برید سے ہے ۔ ان سے میرے دو بیٹے احمد اور خالد اور تین بیٹیاں ہیں۔ شیخ ابن بازؒ کے کل 14 بیٹے اور 6 بیٹیاں ہیں ۔ بڑے بیٹے تجارت کرتے ہیں ۔

12 خصوصیات {خوبیاں}

(1) اللّٰہ تعالیٰ نے انہیں فکرونظر کی اِصابت کے ساتھ علم و فضل، اِستنباط مسائل کی قوت اور ملکہ اجتہاد سے نوازا تھا۔ آپ علوم و معارف کا ایک بحر بے کراں تھے اور تفقہ اور علمی استحضار میں نہایت ممتاز۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے فتاویٰ و مقالات (جو گیارہ جلدوں تک پہنچ چکے ہیں) اجتہاد و تفقہ کے بہترین نمونے ہیں۔ جن میں کسی ایک فقہ کی

پابندی کی بجائے کتاب و سنت کی رہنمائی میں توسع سے زیادہ کام لیا گیا ہے، براہِ راست قرآن و حدیث سے رہنمائی لی گئی ہے۔ بڑے بڑے اجتماعات اور مجالس میں شیخ سے ہر قسم کے مختلف سوالات کئے جاتے اور شیخ بروقت ایسے مدلل جواب سے نوازتے کہ آدمی ان کی قوتِ حافظہ، استحضار، ملکہ استنباط اور پرزور اندازِ استدلال سے حیران رہ جاتا۔ چند سال قبل راقم کو بھی جامعہ اُم القریٰ (مکہ مکرمہ) میں اُن کا ایک خطاب سننے اور اس کے بعد سوال و جواب کی نشست سے استفادہ کی سعادت حاصل ہوئی تھی۔ راقم نے الشیخ کی بابت جیسا کچھ سنا تھا، اُس سے کہیں بڑھ کر پایا۔ تفقہ و اجتہاد کی یہ صلاحتیں، جن سے شیخؒ متصف تھے، بہت کم لوگوں کو ودیعت ہوتی ہیں۔ اس اعتبار سے وہ نہ صرف یہ کہ سعودی عرب کے مفتی اعظم تھے بلکہ در حقیقت عالم اسلام کے مفتی اعظم تھے۔ پورے عالم اسلام میں ان کے فتاویٰ اور تحقیقات کو نہایت اہمیت اور قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ اپنی اسی جلالتِ علمی کی وجہ سے وہ سعودی عرب کے علمی اداروں کی سربراہی پر فائز رہے۔ الجامعة الاسلامية (مدینہ یونیورسٹی) کے وائس چانسلر رہے، رابطہ عالم اسلامی (مکہ مکرمہ) کی مجلس اعلیٰ کے چئیرمین تھے، مکہ مکرمہ کی مساجد کی اعلیٰ عالمی مجلس کے ڈائریکٹر جنرل اور اسلامی فقہی اکیڈمی جدہ کے بھی

ڈائریکٹر جنرل رہے۔ اسی طرح ادارہ بحوثِ علمیہ، افتاء و دعوت و ارشاد (ریاض) اور ہئیت کبار العلماء، کے سربراہ تھے۔

(2) علم و فضل کی وسعت کے ساتھ شیخ دینی غیرت و حمیت اور حق گوئی و بے باکی میں بھی ممتاز تھے۔ جب بھی اور جہاں بھی کوئی منکر دیکھتے، تو شیخ بے قرار ہو جاتے اور اس کے خلاف جو ممکن ہوتا کر گزرتے، اگر وہ اسے حکما روکنے کی طاقت رکھتے، تو وہ اپنی علمی حیثیت کو حاکم وقت کے طور پر استعمال کرتے اور اسے ختم کرنے کی تاکید کرتے۔ ان کی اس دینی غیرت نے سعودی عرب میں اب تک بہت سے منکرات کے فروغ کو روکا ہوا تھا۔ دنیاوی وسائل کی فراوانی سے پیدا ہونے والی خرابیوں کی راہ میں شیخ کا وجود ایک سنگِ گراں، ایک بہت بڑی رکاوٹ اور سدِ مآرب تھا اور جس کی برکت سے سعودی معاشرہ بہت سے معاشرتی بے راہ رویوں سے محفوظ تھا۔ اگر وہ کسی منکر کو حکما روک سکنے کی طاقت نہ رکھتے تو زبان و قلم سے ضرور اس کے خلاف جہاد کرتے۔ لیکن منکر کے مقابلے میں خاموشی یا مداہنت و مصالحت کے وہ قطعا روادار نہ تھے۔ آج اہل علم کی اکثریت میں اس دینی غیرت کا فقدان ہے جس کی وجہ سے عالم اسلام میں منکرات و فواحش کا ایک طوفان برپا ہے، لیکن کوئی اس کے آگے بند باندھنے والا نہیں، حتیٰ کہ

علماء قوتِ اظہار سے بھی محروم ہیں اور وہ دینی غیرت، جس نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے یہ جملہ کہلوایا تھا: اینقص الدين وانا حي "کیا میرے جیتے جی دین میں کمی کر دی جائے گی؟" .. اب وارثانِ منبر و محراب اور حاملانِ علوم نبوت میں ناپید ہے۔ حالانکہ علمائے دین کا امتیاز ہی دینی غیرت و حمیت میں مضمر ہے۔ اگر وہ بھی اس امتیازی وصف سے محروم ہو جائیں تو ان میں اور عام آدمیوں میں کیا فرق باقی رہ جاتا ہے؟

(3) تیسری امتیازی خوبی، شیخ کا زہد و ورع اور تقویٰ تھا۔ آج کل کے علماء و داعیان میں اس کی بھی بڑی کمی ہے۔ وہ تقریریں تو بڑی لچھے دار کرتے ہیں، زبان و بیان کے جوہر تو خوب دکھاتے ہیں اور منبر و محراب اور اسٹیج پر تو اسلام پر عظیم الشان خطاب فرماتے ہیں، لیکن ان کا دامن عمل سے خالی ہوتا ہے، وہ صرف گفتار کے غازی ہوتے ہیں، کردار کے نہیں اور

ع چوں بہ خلوت می روند کار دیگر می کنند

کا مصداق! .. یہی وجہ ہے کہ اِن کی زبانیں قوتِ تاثیر سے محروم اور ان کے مواعظ و خطبات اصلاح و انقلاب کی صلاحیت سے عاری ہیں۔ شیخؒ جس طرح علم و فضل کے ذروہ علیا (بلند چوٹی) پر فائز تھے، اسی طرح عمل کے پیکر اور ورع و تقویٰ میں بھی بے مثال تھے۔ ان کی شخصیت

اصلاح اور خیر کا جو ایک بڑا ذریعہ تھی، اس میں جہاں اُن کی جلالتِ علمی کا دخل تھا، وہاں اس میں ان کے کردار کی قوت بھی شامل تھی، علم و عمل کی یہ جامعیت ہی ہمارے اسلاف کا طرہ امتیاز تھی اور الشیخ رحمہ اللہ بھی اس دور میں اس کا ایک بہترین نمونہ تھے .. کثر اللہ فینا امثالھم

(4) چوتھی خوبی، ان کے مزاج و طبیعت کی سادگی تھی۔ اللّٰہ نے انہیں بہت اونچے مقام پر فائز کیا تھا، وہ کروڑوں دلوں پر حکمرانی کرنے والے بے تاج بادشاہ تھے۔ دنیاوی وسائل کی بھی کوئی کمی ان کے ہاں نہ تھی، لیکن اس کے باوجود لباس سے لے کر طور اطوار تک ہر چیز میں سادگی نمایاں تھی۔ آج کل کے اہل علم و فضل میں اس خوبی کا بھی فقدان ہے۔ حالانکہ اہل علم کا سرمایہ افتخار سادگی ہی ہونا چاہئے نہ کہ شاہانہ کروفر، اہل دنیا کی سی بودوباش اور اہل ثروت کے سے طور اطوار۔

(5) ایک بڑی خوبی شیخ کی یہ تھی کہ گو انہوں نے اپنی بابت کبھی کسی مسلک و مکتب فکر سے وابستگی کا اظہار نہیں کیا، حتیٰ کہ حنبلیت سے بھی نہیں، جو سعودی عرب کی اکثریت کا مسلک ہے، اور اگر اُن کے اندر ایمان و تقویٰ کی کمزوری ہوتی، تو حنبلیت سے وابستگی کا اظہار شاید ان کی منصبی مجبوری بھی ہوتی۔ لیکن اللّٰہ تعالیٰ نے انہیں علمی رسوخ کے ساتھ چونکہ ایمان و تقویٰ کے زیور سے بھی

آراستہ کیا تھا، اس لئے انہوں نے بھی یہ نہیں سوچا کہ حنبلیت کے برعکس کوئی دوسرا موقف اور نقطہ نظر اختیار کرنے سے کہیں وہ عتابِ شاہی کا مَورِد نہ بن جائیں۔ بلکہ انہوں نے جس مسلک اور موقف کو سچ سمجھا، اس کا برملا اظہار کیا۔ اس کے مطابق ہمیشہ فتویٰ دیا اور اسی رائے کو اختیار کیا جو قرآن و حدیث کے مطابق ہوتی۔ ان کے فتاویٰ اور مقالات میں سارا استدلال قرآن و حدیث سے ہی کیا گیا ہے، کہیں بھی صرف کسی ایک مسلک کے مطابق اپنی رائے کا اظہار نہیں کیا۔ ان کے اس طرزِ عمل نے سعودی عرب میں اہل حدیث مسلک کو بڑا فروغ دیا اور فقہی جمود کے خاتمے میں نہایت مؤثر کردار ادا کیا۔ غالباً اسی کا نتیجہ ہے کہ سعودی حکومت میں بھی اور وہاں کے اکابر علماء میں بھی فقہی جمود نہیں۔ اساتذہ، علماء، محققین اور اصحابِ فتویٰ و قضاء بالعموم فقہی توسع کے حامل ہیں اور ہر مسئلے میں بالخصوص جدید مسائل میں کسی ایک فقہ کی پابندی کرنے کی بجائے تمام فقہی آراء سے استفادہ کرنے اور قرآنی و حدیثیی دلائل کو ترجیح دینے کا رجحان اور طرزِ عمل عام ہے۔ کاش پورے عالم اسلام کے علماء اور اصحابِ درس و افتاء میں یہی ذوق و رجحان عام ہو جائے۔ کیونکہ آج اسی وسعتِ فکرونظر اور عدمِ جمود کی ضرورت ہے۔ اس کے بغیر جدید مسائل کا حل ناممکن ہے نہ فرقہ واریت کا علاج ہی۔ آج

جہاں نئے نئے مسائل حل طلب ہیں، وہاں فرقہ وارانہ ذہنیت اور تشدد نے عالم اسلام کو نیم جان کر رکھا ہے اور ان دونوں کا حل اور علاج اسی طرزِ عمل میں ہے جو سعودی حکومت اور وہاں کے اکابر علماء و شیوخ نے اختیار کیا ہوا ہے اور جس کے فروغ اور ترقی میں شیخ ابن باز کے کردار و عمل اور مساعی حسنہ کا بڑا دخل ہے .. شکر اللہ سعیہ و اجزل جزاءہ

(6) شیخ کی ایک خوبی، عالم اسلام کے مسلمانوں اور ان کے معاملات و مسائل میں بھرپور دلچسپی اور ان کے ساتھ گہری ہمدردی کی تھی۔ اس اعتبار سے ان کا معاملہ

خنجر چلے کسی پہ، تڑپتے ہیں ہم امیر
سارے جہاں کا درد ہمارے جگر میں ہے

کا آئینہ دار تھا۔ یہی وجہ تھی کہ دنیا بھر کے لوگ اپنے دینی اور دنیاوی معاملات لے کر ان کی خدمت میں آتے، شیخ نہ صرف ان سب کی باتیں سنتے، بلکہ عملی طور پر جو کچھ کر سکتے تھے، وہ خود بھی کرتے اور جو کچھ حکومت کے دوسرے اداروں میں کروا سکتے تھے، ان سے کرواتے۔ خود سعودی حکومت کی پالیسی بھی مسلمانانِ عالم کے مفادات کے تحفظ پر ہی مبنی ہے یوں شیخ کا یہ طرزِ عمل حکومت کی پالیسی ہی کا ایک تسلسل اور اس پر عمل بھی تھا اور

اس محاذ پر دونوں کا باہمی تعاون مسلمانانِ عالم کے مفادات کے تحفظ اور ان کی فلاح و بہبود کا ضامن تھا۔

(7) شیخ کی ایک خوبی، بدعات و محدثات سے سخت نفرت تھی یہی وجہ ہے کہ مختلف بدعات و محدثات کے رد میں ان کے متعدد مقالے ہیں، جن میں سے بعض کتابچے کی شکل میں بھی شائع ہوئے ہیں۔

(8) الشیخ رحمۃ اللہ کی یہ اور اس قسم کی دیگر بہت سی خوبیاں ہی تھیں، جنھوں نے انہیں عوام و خواص حتیٰ کہ شاہی دربار تک میں بھی ہر دلعزیز اور مقبول بنا رکھا تھا۔ ہر چھوٹا بڑا، امیر اور غریب حتیٰ کہ ایک پاکباز مومن اور ایک فاسق و فاجر شخص بھی شیخ کا یکساں احترام کرتا تھا۔

طبقہ علماء میں مقبولیت کی یہ وسعت اور بے پناہی بہت ہی کم دیکھنے میں آئی ہے۔ پھر مقبولیت کا یہ عالم سعودی عرب تک محدود نہ تھا، بلکہ پورے عالم عرب، افریقہ، بلکہ پورے عالم اسلام تک وسیع تھا۔ پوری دنیا سے لوگ کشاں کشاں، والہانہ وارفتگی اور نہایت ذوق و شوق کے ساتھ شیخ کی زیارت کے لئے حاضر ہوتے اور ان کی زیارت سے مشرف ہو کر شاداں و فرحاں واپس لوٹتے۔

راقم کو بھی ایک مرتبہ ریاض میں ان کی رہائش گاہ پر ملاقات کے اس منظر کا مشاہدہ کرنے کی سعادت حاصل ہوئی ہے۔ اہل علم و فضل کا ایک جم غفیر تھا جو مختلف

ملکوں اور علاقوں کے افراد پر مشتمل تھا۔ شیخ نے نہ صرف سب کو شرفِ زیارت بخشا، بلکہ ہر شخص نے فردا فردا ملاقات، جبہہ بوسی اور مصافحہ کرنے کی سعادت حاصل کی۔ شیخ ہر ایک سے خیریت اور ملک کا نام پوچھتے۔ کوئی شناسا ہوتا تو دیگر حالات و کوائف بھی معلوم کرتے۔ آخر میں سب کی قہوے کے ساتھ ضیافت کی جاتی یا کھانے کے اوقات میں شیخ اپنے ساتھ کھانے کے بڑے دسترخوان پر شریک فرماتے۔ افراد و وفود کی آمد اور ملاقات کا یہ سلسلہ بھی ایک مستقل سلسلہ تھا، لوگ اتنی کثرت اور ذوق و شوق کے ساتھ بادشاہوں کے پاس بھی نہ جاتے ہوں گے جتنی کثرت اور اپنائیت کے ساتھ لوگ شیخ کی زیارت کے لئے حاضر ہوتے تھے

بہرحال شیخ کی خوبیاں اور کمالات اتنے متنوع اور زیادہ ہیں کہ مجھ جیسا ہیچ مرز اُنہیں بیان کرنے پر قادر نہیں۔ اللّٰہ تعالیٰ نے انہیں مجموعہ خصائل حمیدہ، گنجینہ کمالاتِ فائقہ اور گوناگوں مناقب و محامد کا حامل بنایا تھا ولیس لله بمستنکر ... ان یجمع العالم فی واحد۔

"اللّٰہ کے لئے کوئی مشکل نہیں کہ کسی شخص میں ایک دنیا جلوہ گر فرما دے"۔ <محدث میگزین>۔

13 کیٹلاگ

(1) فتح الباری شرح صحیح بخاری پر کتاب الحج تک مفید تعلیقات

(2) فتوؤں کا مجموعہ اور مختلف موضوعات پر مقالے (جن کی اب تک 11 جلدیں شائع ہو چکی ہیں)

(3) الفوائد الجلیة فی المباحث الفرضیة

(4) التحقیق والایضاح لکثیر من مسائل الحج والعمرة والزیارة (توضیح المناسک) حج، عمرہ اور زیارت کے بہت سے مسائل کی وضاحت اور تحقیق۔

(5) التحذیر من البدع ، یہ چار مفید مقالوں پر مشتمل ہے۔

(5) زکوٰۃ اور روزوں سے متعلق دو جامع اور مختصر رسالے۔

(6) العقیدہ الصحیحة وما یضادها (صحیح عقیدہ کی تعلیم اور جو کچھ اس کے برعکس ہے)

(7) وجوب العمل بسنة الرسول صلی الله علیه وسلم و کفر من انکرها (سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل واجب ہے اور جو اُس کا انکار کرے وہ کافر ہے)

(8) الدعوۃ الی الله و اخلاق الدعاۃ (دعوت الی اللہ ۔۔ اور داعیوں کے اوصاف)

(9) وجوب تحکیم شرع الله و نبذ ما خالفه (اللّٰہ کی شریعت کے مطابق فیصلہ کرنا واجب ہے اور جو بات اس کے خلاف ہو وہ ناقابل قبول ہے)

(10) حکم السفور والحجاب و نکاح الشغار (بے پردگی، حجاب اور وٹے سٹے کے نکاح کا حکم)
(11) نقد القومیۃ العربیۃ (عربی قومیت پر مبنی نظریات پر تنقید)
(12) الجواب المفید فی حکم التصویر (تصویر کے مسئلہ پر مفید وضاحتیں)
(13) الشیخ محمد بن عبدالوہاب .. آپ کی دعوت اور سیرت
(14) نماز سے متعلق تین رسائل: (1) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی کیفیت (2) باجماعت نمازس پڑھنے کا وجوب (3) جب نمازی رکوع سے اٹھے تو ہاتھ کہاں رکھے؟
(15) جو شخص قرآن یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر طعنہ زنی کرے، اس کے متعلق اسلام کا حکم کیا ہے؟
(16) سورج کے متحرک، زمین کے ساکن ہونے اور ستاروں تک پہنچنے کے سائنسی نظریات پر نقلی اور عقلی دلائل
(17) اقامۃ البراھین علی من استغاث بغیر اللہ و صدق الکھنۃ و العرافین (جو شخص اللہ کے سوا کسی سے فریاد رسی کرے اور جو کاہنوں اور نجومیوں کو سچا سمجھے اس کے کفر پر واضح دلائل)
(18) الجھاد فی سبیل اللہ
(19) الدروس الھمۃ لعامۃ الامۃ (اُمت کے عام لوگوں کے لئے ضروری اسباق)

(20) فتاویٰ تتعلق باحکام الحج والعمرۃ والزیارۃ (حج، عمرہ اور زیارت کے احکام پر فتاویٰ)

(21) وجوب لزوم السنۃ والحذر من البدعۃ (سنت کو لازم پکڑنے اور بدعت سے بچنے کا وجوب)

.. یہ تو تھیں آپ کی وہ تصنیفات جن کی طباعت مکمل ہو چکی ہیں اور ان کے علاوہ آپ نے بعض کتابوں پر تعلیقات بھی لکھی ہیں، جو یہ ہیں:

(1) بلوغ المرام

(2) تقریب التھذیب للحافظ ابن حجر (غیر مطبوعہ)

(3) تحفۃ الاخیار ببیان جملۃ نافعۃ مما ورد فی الکتاب والسنۃ الصحیحۃ من الادعیۃ والاذکار (نیک لوگوں کو کتاب و سنت میں مفید ادعیہ و اذکار کا خوبصورت ہدیہ)

(4) التحفۃ الکریمۃ فی بیان کثیر من الاحادیث الموضوعۃ والسقیمۃ (متعدد موضوع و سقیم احادیث کے تذکرہ پر مبنی تحفہ)

(5) تحفۃ اھل العلم والایمان بمختارات من الاحادیث الصحیحۃ والحسان (اہل علم و ایمان کو منتخب صحیح و حسن احادیث پر مبنی عظیم تحفہ)

اردو ترجمے

(1) "مقالات و فتاویٰ"۔ مترجم محمد خالد سیف۔اسلامی نظریاتی کونسل اسلام آباد۔ یہ جامع اور مستند کتاب ہے اس

میں تقریباً تمام رسائل و مسائل آ گئے ہیں۔ زیادہ تر مسائل قرآن و حدیث کی روشنی میں تخریج و تحقیق کے ساتھ ہیں۔ چند مسائل میں حوالہ نہیں ۔ صفحات۔ 568۔ دارالسلام۔ ریاض لاهور۔

(2) "فتاویٰ ابن باز کامل"۔ مرتب از ڈاکٹر محمد لقمان سلفیؒ۔ اس میں نصف مسائل بلا دلیل <{ یعنی قرآن و حدیث کی روشنی میں نہیں }> ہیں۔ اور اس میں ضعیف احادیث بھی ہیں۔ سلفیؒ صاحب نے جوش میں آکر دعویٰ کیا ہے ۔ کہ مسائل قرآن اور احادیث متواتر کی روشنی میں ہیں۔ صفحات۔ 680۔ دارالداعی الریاض۔

(3) "حج و عمرہ اور زیارت کے مسائل" کی تحقیق و وضاحت۔ ترجمہ شیخ مختار احمد سلفی ندویؒ۔ ناشر : وزارت اسلامی امور و اوقاف و دعوت و ارشاد، مملکت سعودی عرب صفحات: 176۔ یہ ترجمہ پاکستان اور انڈیا سے بھی شائع ہوا ہے ۔ نیز ڈاکٹر لقمان سلفیؒ نے بھی اس کتاب کا ترجمہ کیا ہے ۔

(4) "بدعات مروجہ"۔ ترجمہ سیف الرحمان الفلاحؒ۔ بی اے۔ 4 مقالے: (1) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یومِ پیدائش منانے کا مسئلہ (2) شبِ معراج منانے کا حکم (3) نصف شعبان کی رات یعنی شبِ براءت منانے کا حکم (4) حجرہ

نبوی کے خادم شیخ احمد کے من گھڑت اور جھوٹے خوابوں کی وضاحت ۔ صفحات 64۔ مکتبہ السلفیہ۔ لاھور ، انڈیا۔

14 حوالہ جات

1۔ سماحته الشیخ عبدالعزیز بن باز(مفتی اعظم رحمة الله علیہ سعودی عرب کے مختصر سوانح حیات)محدث میگزین۔

2۔ سماحته الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز کے مختصر حالات زندگی۔ محد خالد سیف۔

3۔ علامہ ابن بازؒ یادوں کے سفر میں۔ رضوان اللہ ریاضی ۔ دارالفرقان ریاض۔

4۔ کاروانِ حیات۔ از علامہ ڈاکٹر محمد لقمان سلفیؒ ۔ دارالداعی الریاض۔

5۔ ویکیبیدیا الموسوعة الحرة“. ترجمہ۔عبدالعزیز بن باز۔

6۔ ”آزاد دائرہ المعارف“۔ مقالہ ۔ عبدالعزیز بن باز۔

7۔ شیخ ابن بازؒیمنی طالب علم کی ضیافت میں ۔ عبدلمالک مجاھد۔



20 قاضی شیخ مناع خلیل قطانؒ

1925 تا 1999ء

القاضي الشيخ مناع خليل القطان (1345ھ / 1925ء - 1420ھ / 1999ء) ایک اہلسنت عالم دین اور المدير السابق للمعهد العالي للقضاء في السعودية < سعودی عرب میں ہائر جوڈیشل انسٹی ٹیوٹ کا سابق ڈائریکٹر>

مناع خليل القطان	
معلومات شخصية	
پیدائش	أكتوبر 1925ء قريه شنشور. مركز أشمون.ضلع منو فية ۔ مصر
وفات	19 جولائي 1999ء رياض سعودي عرب
سبب وفات	سرطان جگر
قومیت	مصري ثم سعودية
أولاد	3 بیٹے ۔ 2 بیٹیاں

الحياة العملية	
پیشہ	پروفیسر



1 پیدائش اور پرورش

قاضی مناع خلیل القطان اکتوبر 1925ء الموافق 1345ہجری میں قریہ شنشور مرکز أشمون صوبہ المنوفية مصر میں ایک متوسط طبقے کے گھرانے اور ایک مربوط اسلامی ماحول میں پیدا ہوا تھا"، جہاں دیہی برادری زرعی زمین پر منحصر تھی۔ اس گاؤں کو "الشيخ الشنشوري شارح الرحبية في علم الفرائض" کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ آپ نے علم کا آغاز حفظ قرآن کریم سے کیا ، پھر پرائمری اسکول میں داخلہ لیا ، اس کے بعد >> المعهد الديني الأزهري بمدينة شبين الكوم >> "شیبین الکوم شہر میں أزهري ديني انسٹی ٹیوٹ " میں داخلہ لیا ، پھر كلية أصول الدين قاهرة میں داخل ہوئے۔

2 خاندان

" آپ کی اہلیہ ڈاکٹر رجا شبل عربی زبان کی پروفیسر اور شعبے تعلیم کی سربراہ (ریٹائرڈ) ہیں"۔ ان کے بچوں میں سب

سے بڑے۔ ”ڈاکٹر محمد القطان ہیں۔ جو پروفیسر اور ہاتھ اور پلاسٹک سرجری کے مشیر ہیں ، اور کنگ سعود یونیورسٹی میں تحقیقاتی شعبے کے سربراہ ہیں ، اور وہ اپنے شعبے میں بین الاقوامی سطح پر ممتاز ہیں“۔ اس کا دوسرا بیٹا ، ”ڈاکٹر خالد القطان کنگ فیصل اسپیشلسٹ اسپتال اور الفیصل یونیورسٹی میں بانی ڈین فیکلٹی آف میڈیکل کے چھاتی کی سرجری اور پھیپھڑوں کی پیوند کاری کا پروفیسر اور مشیر ہے“۔ ان کا تیسرا بیٹا ، ”ڈاکٹر ویل القطان کنگ فہد میڈیکل سٹی اور الفیصل یونیورسٹی میں مشیر جگر اور لیپروسکوپک سرجن ہے“۔ ان کی سب سے بڑی بیٹی ، ”ڈاکٹر ہند القطان ہیں ، جو کنگ خالد آئی اسپتال کی ماہر امراض چشم اور پیتھالوجی اور لیبارٹری میڈیسن ڈیپارٹمنٹ کی سربراہ ہیں“۔ اور ان کی دوسری صاحبزادی ، ”ڈاکٹر ریم القطان کنگ سعود یونیورسٹی کے ڈینٹل کالج میں ڈینٹل سرجن اسسٹنٹ پروفیسر ہیں“۔

3 مشائخ جن سے متاثر تھے

1۔ الشيخ عبد الرزاق عفيفي،

2۔ الشيخ عبد المتعال سيف النصر،

3۔ الشيخ علي شلبي،

4. الشیخ محمد زیدان،

5. ڈاکٹر محمد البهي،

6. ڈاکٹر محمد یوسف موسی،

وہ اپنے والد خلیل القطان ، پھر شیخ عبد الرزاق عفیفی ، پھر حسن البنا کو اپنے اندر سب سے زیادہ باأثر شخصیت سمجھتا ہے۔

4 علمی اور دعوتی سرگرمیاں

1. 1948ء جہاد فلسطین میں شامل ہوئے ، اور اس کے بعد " شاہ عبدالعزیز بن عبد الرحمٰن آل سعودؒ " نے انہیں مملکت سعودی عرب میں شعبہ تعلیم میں دعوت دی۔ الاحساء میں >المعهد الديني في الاحساء< "دینی ادارہ احساء" کھولا گیا۔ اور پھر اپنا پہلا >معهد ديني< "دینی انسٹی ٹیوٹ" کھولنے کے لئے القصیم منتقل ہوگیا۔ آپ تعلیمی پالیسی برائے ہائر کمیٹی کے ممبر اور وزارت داخلہ کے خصوصی مشیر تھے۔ آپ پروفیسر کی حیثیت سے >كلية الشريعة الرياض< " کالج آف شریعہ ریاض" میں شامل ہوئے۔ اور پھر >المعهد العالي للقضاء< " ہائر جوڈیشل انسٹی ٹیوٹ " کے ڈائریکٹر بنے۔ آپ نے >جامعة الامام محمد بن سعود< " امام محمد بن سعود

یونیورسٹی " میں پوسٹ گریجویٹ تعلیم کی فیکلٹی قائم کی ۔ اور آپ اس کے صدر تھے۔ آپ نے بہت سے ڈاکٹریٹ مقالوں کی نگرانی کی۔ اور بہت سے عصری اسکالرز اور جج اس آپ کے تلمذہ ہیں ۔ نیز آپ بہت سی قیمتی مؤلفات کے رائٹر ہیں۔

2۔ مناع القطان نے اپنی تعلیم کے دوران "اخوان المسلمین" میں شمولیت اختیار کی ، اور طلباء کی کلاسوں میں اس نے وعظ و إرشاد اور الدعوة إلى الله کا کام کیا۔

3۔ آپ كلية أصول الدين میں طلبا کے صدر منتخب ہوئے۔

4۔ آپ نے 1946ء میں 1936ء کے معاہدے کے منسوخ ہونے تک انگریزی نوآبادیات کا مقابلہ کرنے میں " اخوان الوطني" کی سرگرمیوں میں حصہ لیا۔

5۔ آپ نے 1948ء میں فلسطین میں جہاد کے لئے رضاکارانہ طور پر حصہ لیا ، جس کے بعد آپ جیل میں چلے گئے۔

6۔ 1951-1952ء میں سویز نہر کے علاقے میں برطانوی قبضے کے خلاف خفیہ مزاحمت میں حصہ لیا ، یہ تمام پوسٹس اخوان المسلمون کے ذریعہ تھیں۔

7۔ آپ شیخ محمد الغزالی ، شیخ سید سابق اور شیخ احمد حسن البقوری سے بہت گہرا تعلق رکھتے تھے۔

8۔ ”الشیخ مناع خلیل القطان نے 1953ء میں مصر کو چھوڑ دیا مملکت سعودی عرب میں اسکولوں اور انسٹی ٹیوٹ میں درس دینے کے لئے“۔ آپ نے 1958ء میں <كلية الشريعة الرياض> ” کالج آف شریعہ ریاض“ میں ، اس کے بعد <كلية اللغة العربية> ” عربی زبان کے کالج “میں ، پھر <مديراً للمعهد العالي للقضاء> ” ہائیر جوڈیشل انسٹیٹیوٹ کے ڈائریکٹر “ بنے ، اس کے بعد امام محمد بن سعود اسلامی یونیورسٹی میں پوسٹ گریجویٹ اسٹڈیز کے ڈائریکٹر بنے ، یونیورسٹی کونسل کے رکن ۔ اور گرلز کالج کے لئے علمی کمیٹی اور مملکت میں تعلیمی پالیسی کمیٹی کے سربراہ رہے۔

9۔ القاضي الشیخ مناع خلیل القطان نے یونیورسٹیوں ۔”محمد بن سعود“ ، ”ام القراء“ ، اور”اسلامی یونیورسٹی مدینہ“ کے ماسٹرز اور ڈاکٹریٹ کے 115 مقالوں کی نگرانی کی ۔

10۔ اللّٰہ تعالیٰ ان کو اپنے خرچ پر 1993ء میں اپنے قریہ ”شنشور“ صوبہ ”منوفة“ میں اپنے ایک <مجمع إسلامي خيري كبير> ” بہت بڑا اسلامی چیریٹی کمپلیکس “ قائم کرنے میں

کامیابی عطا کرے ، جس کا افتتاح مصری وزیر برائے اوقاف محمود حمدی زقزوق نے علماء الازہر کی ایک بڑی تعداد کی موجودگی میں کیا ہے۔

الشیخ مناع خلیل القطان نے مملکت کے اندر اور باہر بہت ساری اسلامی اور علمی کانفرنسوں میں حصہ لیا جن میں سب سے اہم یہ ہیں :

1. پہلی کانفرنس رابطة العالم الإسلامي۔

2. کراچی میں عالمی اسلامی کانفرنس۔

3. بغداد میں بین الاقوامی اسلامی کانفرنس۔

4. اسلامی کانفرنس بیت المقدس۔

5. اسلامی تنظیموں کی کانفرنس۔

6. یونیورسٹی مشن کانفرنس۔ ریاض۔

7. ہفتہ اسلامی فقہ ۔ ریاض۔

8. ہفتہ شیخ محمد بن عبدالوہابؒ ریاض۔

9. پہلی بین الاقوامی اسلامی معاشیات کانفرنس مکہ مکرمہ۔

10۔ اسلامی جغرافیائی کانفرنس - ریاض۔

11۔ ندوة رسالة المسجد < سمپوزیم پیغام مسجد > ریاض۔

12۔ الدعوة والدعاة کانفرنس - مدینہ۔

13۔ جرائم سے بچاؤ کانفرنس - ریاض۔

14۔ سمپوزیم برائے منشیات کا کنٹرول - ریاض۔

15۔ الندوة العالمية للشباب المسلم کانفرنس ریاض۔

16۔ جوئینائل ڈیلیئنکونسی سیمینار۔

17۔ اور عالم اسلام کے دیگر سیمینارز اور کانفرنسیں۔

5 وفات

شیخ نے تین سال جگر کے کینسر میں مبتلا رہ کر پیر 6 ربیع الآخر سنة 1420ھ الموافق 19جوائی 1999ء کو 74 یا 75 سال کی عمر میں انتقال کیا۔ ”مسجد الراجی ربوہ“ میں نماز جنازہ ادا کی گئی ، اور ”مقابر النسیم الریاض“ میں دفن ہوئے۔ تین بیٹے ، دو بیٹیاں پانچوں بچے ریاض کے اسپتالوں میں مختلف درجات میں ڈاکٹر ہیں۔

6 مؤلفات

شیخ کی مختلف موضوعات پر بہت سی کتابیں ہیں۔ اہم کتب یہ ہیں۔

1. تاريخ التفسير ومناهج المفسرين.

2. تفسير آيات الأحكام.

3. "مباحث في علوم القرآن الكريم". < اردو ترجمہ عبداللہ سرور ۔ صفحات۔ 496 >۔

4. نزول القرآن على سبعة أحرف.

5. "التشريع والفقه في الإسلام تاريخاً ومنهجاً". < اس کا اردو ترجمہ ہوچکا ہے > ۔

6. الحديث والثقافة الإسلامية.

7. الدعوة إلى الإسلام.

8. معوقات تطبيق الشريعة الإسلامية.

9. رفع الحرج في الشريعة الإسلامية.

10. وجوب تحكيم الشريعة الإسلامية.

11. موقف الإسلام من الاشتراكية.

12. ” إقامة المسلم في بلد غير مسلم“. < غیر مسلم ملک میں مسلمان کی رہائش > .

13. ”نظام الأسرة في الإسلام“.< اسلام کا خاندانی نظام >.

14. ”الزواج بالأجنبية“. < غیر ملکی سے شادی > .

15. الإسلام رسالة الإصلاح.

16. ”رعاية الإسلام للمعاقين“. < اسلام معذور افراد کی دیکھ بھال کرتا ہے > .

17. ”التكييف الفقهي للتبرع بالأعضاء وزراعتها“. < اعضاء کے عطیہ اور ٹرانسپلانٹیشن کیلئے فقہی کنڈیشنگ >.

18. ”الحاجة إلى الرسل في هداية البشرية“. < انسانیت کی رہنمائی کے لئے رسولوں کی ضرورت ہے >.

19. مباحث في علوم الحديث.

20. الفرق الإسلامية.

21. العقيدة والمجتمع.

22. القضاء في العهد النبوي والخلافة الراشدة.

کچھ مخطوطات ہیں ہمیں امید ہے کہ مرنے والے کے بیٹے طباعت کے لئے پہل کریں گے۔

7 مراجع

1 . ^"معلومات عن مناع بن خليل القطان على موقع id.loc.gov". id.loc.gov. مؤرشف من الأصل في 14 ديسمبر 2019.

2۔ کاروانِ حیات۔ از علامہ ڈاکٹر محمد لقمان سلفیؒ ۔ دارالداعی الریاض۔



21پروفیسرشیخ محمدبن صالح العثیمینؒ

1347ھ تا 1421ھ

نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے: قربِ قیامت امت فتنوں میں گھرجائے گی،الفتن کالليل المظلم الفتن تموج كموج البحركه فتنے سمندر کی لہروں کی طرح یلغار کریں گے اور اندھیری رات کی طرح پوری اُمت پہ چھا جائیں گے۔ فتنوں اور مصائب کی شکلیں مختلف ہوں گی: کہیں مال کا فتنہ ہوگا ،کہیں قتل وغارت کا فتنہ ہو گا لیکن ان تمام فتنوں کا سبب ایک بہت بڑا فتنہ ہو گا اور وہ ہوگا علم صحیح کا اُٹھ جانا... علم صحیح اس وقت اُٹھ جائے گا جب علماءِ حق دنیا سے ختم ہو جائیں گے۔ علم صحیح اسلام کا مضبوط ترین قلعہ اور اس علم کے حامل علماء کا وجود اُمت کے لئے رحمت ہے۔ ایک عالم کی موت پورے عالَم کی موت ہوتی ہے، رسول ﷺ کا ارشاد ہے:

إن الله لا يقبض العلم انتزاعا ينتزعه من العباد ولكن يقبض العلم بقبض العلماء حتى إذا لم يبق عالما اِتخذ الناس رؤوسا جهالا ،

فسئلوا فأفتوا بغير علم فضلّوا وأضلوا (بخاری)

” اللّٰہ بندوں کے سینوں سے علم نہیں کھینچے گا بلکہ علماء کی موت سے علم کو قبض فرمائے گا حتیٰ کہ کوئی عالم دنیا میں باقی نہیں رہے گا تب لوگ جہلاء کو اپنا سردار بنا لیں گے۔ ان سے سوال کیا جائے گا، تو وہ علم کے بغیر فتویٰ دیں گے۔ خود بھی گمراہ ہوں گے اور لوگوں کو بھی گمراہ کریں گے“۔

تھوڑے ہی عرصہ میں کتنے ہی علماءِ دارِفانی سے عالم جاودانی کی طرف کوچ کر گئے۔ اُمت اسلامیہ ابھی شیخ الاسلام عبد العزیز ابن باز رحمہ اللہ اور محدث العصر علامہ شیخ محمد ناصر الدین البانی رحمہ اللہ کی وفات کے غم سے نکلنے نہ پائی تھی کہ علم و تحقیق کا ایک اور آفتاب بھی غروب ہو گیا جس سے عالم اسلام اس وقت روشنی حاصل کررہا تھا یعنی علامہ ، محدث، مفسر، فقیہ، اُصولی، شیخ محمد بن صالح بن محمد العثیمین جو 15/ شوال 1421ھ بمطابق10/جنوری2001ء کو جدہ میں راہ گیر عالم بقا ہو گئے ۔ إنا للہ وانا الیہ راجعون!

1 مولد و مسکن

شیخ رحمہ اللہ 27 رمضان 1347ھ الموفق 29 مارچ 1929ء رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں قصیم کے شہر عنیزہ میں پیدا ہوئے۔ بچپن ہی سے علومِ شرعیہ کی تحصیل میں مصروف ہوگئے۔ جس علاقہ میں آپ زیر تعلیم تھے وہ علمی تحریکوں کی آماجگاہ تھا اور اس علاقہ کی مساجد حتیٰ کہ گھر بھی علمی حلقوں اور فکری مباحثوں کی ایک چراگاہ تھے۔ مرد تو مرد عورتیں بھی اس علمی تحریک میں شانہ بشانہ شریک تھیں جیسا کہ روضۃ الناضرین کے مصنف نے اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے۔

2 تعلیم و تربیت اور شیخ کے اساتذہ

شیخ نے صغر سنی میں ہی قرآنِ مجید حفظ کرلیا تھا اور اپنی ابتدائی تعلیم کا آغاز اپنے نانا شیخ عبدالرحمن سلیمان الدامغ سے کیا۔ اس کے بعد شیخ علامہ عبدالرحمن بن ناصر سعدی رحمہ اللہ کے حلقہ درس میں شامل ہوگئے جو ان کے پہلے باقاعدہ اُستاد تھے۔ ان سے

توحید، تفسیر، سیرتِ نبویہ، حدیث، نحوو صرف، فقہ
ووراثت، اُصولِ فقہ اور اصولِ حدیث کی اعلیٰ تعلیم
حاصل کی ۔ آپ نے اپنے اس استاذ سے بہت استفادہ کیا
جو علم و عمل کا شاہکار، حسن اَخلاق کا پیکر، زہد و
تقویٰ میں یکتا اور تواضع و فراخدلی میں بے مثل تھا۔
شیخ اپنے استاد کے طریقہ تدریس سے بہت متاثر تھے
اور انہوں نے تدریس میں انہی کے نقش قدم کی پیروی
کی۔

شیخ کی پروان ایک خالص علمی ماحول میں ہوئی۔ ہر
چند کہ آپ کو بے شمار شیوخ سے شرف ِتلمذ حاصل ہوا،
مگر جس استاذ کا آپ کی زندگی پر گہرا اَثر تھا وہ
عنیزہ کے یہی ممتاز عالم شیخ عبدالرحمن سعدی رحمہ
اللہ تھے۔ شیخ عہد ِطفولت سے لے کر ایک طویل عرصہ
ان کے زیر تربیت رہے۔ عظیم استاد نے اپنی کمالِ فراست
سے ہونہار شاگرد میں نبوغت (مہارت) اور قابلیت کے
آثار دیکھ لئے تھے چنانچہ جب شیخ کے والد نے عنیزہ
سے ریاض منتقل ہونے کا فیصلہ کیا تو شیخ سعدی
رحمہ اللہ نے اپنے ہونہار شاگرد محمد بن صالح العثیمین

کو اپنے حلقہ درس سے جدا کرنے سے انکار کردیا اور ان کے والد سے کہا کہ محمد کو چھوڑ جائیے، وہ ہمارے پاس علم سیکھے گا۔ آپ رحمہ اللہ نے شیخ سعدی رحمہ اللہ کی زندگی کے دوران ہی عنیزہ کے معہد علمی میں داخلہ لیا اور وہاں کی تعلیم دو سال میں مکمل کرلی۔ اس کے بعد کلیۃ الشریعۃ میں داخل ہوئے، **1377**ھ میں آپ وہاں سے فارغ ہوئے۔ اس کے ساتھ ساتھ شیخ سعدی سے بھی تحصیل علم کا سلسلہ جاری رہا حتیٰ کہ ان کا یہ عظیم استاذ عالم آخرت کو سدھار گیا۔

شیخ سعدی رحمہ اللہ کے علاوہ ایک عظیم المرتبت شخصیت اور بھی تھی جن کا شیخ کی زندگی پر خاصا اثر تھا، وہ عظیم شخصیت سماحۃ الشیخ عبد العزیز بن عبد اللہ بن باز رحمتہ اللہ علیہ کی تھی جن سے شیخ بہت متاثر تھے جیسا کہ شیخ محمد بن صالح العثیمین نے اپنے بارے میں حدیث میں دلچسپی اور وابستگی کے ضمن میں خود ذکر کیا ہے۔ آپ نے ان سے صحیح بخاری اور علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ اور ابن قیم رحمہ اللہ کی بعض کتب پڑھیں۔

آپ کے دیگر اساتذہ میں شیخ علی بن احمدصالحی، شیخ محمد بن عبدالعزیز مطوع، علامہ کبیر شیخ محمد الامین بن محمد المختار شنقیطی (موٴلف اَضواء البیان) اور شیخ عبدالرحمن بن علی بن عوداں رحمہم اللہ شامل ہیں۔

3 شیخ کی علمی خدمات

شیخ رحمہ اللہ اپنے استاذ شیخ سعدی کی وفات کے بعد ان کی جگہ پر جامع مسجد عنیزہ میں اِمامت وخطابت کے منصب پر فائز ہوئے۔ جامع مسجد عنیزہ کے ساتھ تدریسی حلقہ قائم کیا۔ جامعہ الامام محمد بن سعود الاسلامیہ میں بھی تدریسی فرائض سرانجام دیتے رہے۔ ہیئۃ کبار العلماء (سینئر علماء بورڈ) کے بھی موٴثر رکن رہے۔

شیخ ابن عثیمین 1371ھ میں مسندِ تدریس پرمتمکن ہوئے۔ آپ کی زندگی کا یہ پہلو قابل اظہار تھا کہ جب مفتی دیارِ سعودیہ اور قاضی القضاۃ شیخ محمد ابن ابراہیم کی جانب سے آپ کو عہدئہ قضا کی پیش کش کی گئی تو انہوں نے اِسے قبول کرنے سے انکار کردیا۔

اس کے بعد شیخ محمد بن ابراہیم نے شیخ کو 'احساء کورٹس' کا چیف بنانے کا فیصلہ صادر کیا لیکن شیخ نے اس فیصلہ کو بھی تسلیم نہ کیا اور اپنے حکیمانہ انداز سے شیخ محمد بن اِبراہیم کو اپنے اصرار سے دستبردار ہونے پر مطمئن کردیا۔

شیخ کی نابغہ روزگار شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ آپ بیسیوں رسائل کے مصنف اور بلندپایہ مدرّس تھے۔ سب سے پہلے شیخ نے جو کتاب تالیف فرمائی وہ علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے ایک طویل فتویٰ الحموية جو علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اہل حماۃ کے جواب میں لکھا تھا، کا خلاصہ تھا۔ شیخ کی یہ کتاب 1380ھ میں شائع ہوئی۔ اس کے بعد شیخ درس و تدریس، تصنیف و تالیف اور دعوت و تبلیغ کے میدان میں سرگرم ہوگئے اور زندگی کی آخری سانسوں تک اسی میں مشغول رہے۔ علومِ شرعیہ میں معمولی دلچسپی رکھنے والے اس بات پر متفق ہوں گے کہ شیخؒ نے نہ صرف سعودی عرب بلکہ پورے عالم اسلام میں علومِ شرعیہ کے مختلف میدانوں میں اپنی انتھک، متنوع اور

پیہم کاوشوں سے علمی تحریک کو آگے بڑھانے میں اہم
کردار ادا کیا۔ آپ کی وہ کیسٹیں جن پر عقائدو توحید،
فقہ و اُصول کی بحثوں اور صرف و نحو کے قواعد کی
شروح ریکارڈ ہیں، ان کی تعداد اس قدر زیادہ ہے کہ اگر
ان کو ایک عظیم لائبریری کہا جائے تو مبالغہ نہ ہوگا۔
اس کیسٹوں کی لائبریری سے بے شمار کتب، کتابی شکل
میں آئیں جن میں سے ایک مذہب امام احمد بن حنبل کے
متن کی مکمل شرح ہے۔ اس کے علاوہ ایک کتاب زاد
المستقنع ہے جو اس وقت سے متواتر شائع ہو رہی ہے۔
اسی طرح چند جلدوں میں ریاض الصالحین کی شرح
شائع ہوئی اور اس کے علاوہ بے شمار شروحات ہیں جو
تمام کی تمام ان کیسٹوں سے مرتب کی گئی ہیں۔ یہاں
یہ بات نوٹ رہنی چاہئے کہ علماءِ نجد کے ہاں سوائے
چیدہ چیدہ علماء کے باقاعدہ کتابیں لکھنے کا رواج
نہیں تھا۔ آپ کی وہ کتب اس کے علاوہ ہیں جو آپ کے
شاگردوں نے آپ کی رضامندی سے آپ کی کیسٹوں سے
از خود جمع ومرتب کیں۔ آپ نے چالیس سے زائد کتابیں
تالیف کیں۔ اس طرح آپ کے فتاویٰ کئی جلدوں میں

جمع کئے جا چکے ہیں۔ جناب فہد سلیمان نے آپ کے
فتاویٰ 14سے زائد جلدوں میں مرتب کئے ہیں جو
دارالثریا کی جانب سے شائع بھی ہوچکے ہیں۔
اللّٰہ تعالیٰ نے ان کو علمی بصیرت اور تفقہ میں اتنا
اونچا مقام عطا فرمایا تھا کہ بڑے بڑے علماء اس کے
معترف تھے۔ اس کی وجہ وہ خصوصیات تھیں جو بہت
کم لوگوں کو ودیعت ہوتی ہیں۔ ان کی پہلی خوبی یہ ہے
کہ ان کی تالیفات حسن ترتیب کا مرقع ہیں۔ عبارت
نہایت شاندار اور مربوط ہے۔ شیخ ہمیشہ مسئلہ کے تمام
پہلوؤں کو اس طرح کھول کر بیان کرتے کہ طلباء کے
سامنے ہر مسئلہ نکھر کر سامنے آجاتا۔
آپ کی دوسری خوبی یہ تھی کہ آپ کا طرزِ تدریس
منفرد قسم کا تھا۔ آپ صرف لیکچر دینے پر اکتفا نہیں
کرتے تھے جیسا کہ بعض اساتذہ کا معمول ہوتا ہے بلکہ
آپ لیکچر کے دوران طلباء سے سوال و جواب کرتے۔
طلباء سے تبادلہ دلائل کرتے۔ حلقہ درس کے آخر میں
بیٹھے ہوئے طالب ِعلم کو براہِ راست سوال سے اچانک
متوجہ کرتے اور اس طرح سامعین کو ذ ہنی طور پر

اپنی طرف متوجہ رکھتے اور یہ طریقہ تعلیم آج کی دینی تعلیم میں خال خال ہی ملتا ہے۔ خاص طور پر نجد کے طرزِ تعلیم میں، مباحثہ اور سوال و جواب کا معمول نہیں ہے۔ لیکن شیخ ابن عثیمین اور ان کے استادِ مکرم شیخ سعدی مروّجہ طریقہ تعلیم کے مخالف تھے۔ آپ کے حلقہ درس کا فیضان بہت وسیع ہوتا تھا۔ ان کے گرد تشنگانِ علم کا ہجوم ائمہ محدثین کے دور کی یاد زندہ کیا کرتا تھا۔ ان کے علم کے بحر ذخار سے بہت سے تشنگانِ علم نے اپنی پیاس بجھائی۔

شیخ نے شاہ خالدؒ کے خرچ پر جامع عنیزہ کے قریب طلباء کے لئے ایک ہوسٹل قائم کیا تھا جہاں سعودی عرب کے دور دراز علاقوں سے حتیٰ کہ دیگر ممالک سے بھی طلباء کشاں کشاں اپنی علمی پیاس بجھانے چلے آتے۔

شیخ کی ایک بڑی خوبی یہ تھی کہ وہ تقلید شخصی کے مخالف تھے۔ کبھی کسی خاص مسلک و مکتب فکر سے جامدانہ وابستگی کا اظہار نہیں کیا۔ آپ علامہ ابن تیمیہ سے خاص طور پر متاثر تھے چنانچہ شیخ الاسلام

ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے بے شمار اِجتہادات کو اختیار کیا یا ان رحمہ اللہ کے اجتہادات کو بنیاد بنایا۔

4 شاہ فیصل عالمی ایوارڈ

شیخ کی ان علمی کاوشوں کی وجہ سے انہیں شاہ فیصل عالمی ایوارڈ کا مستحق قرار دیا گیا۔ **1414**ھ/**1994**ء میں کمیٹی نے انہیں خدمت ِاسلام کے صلے میں شاہ فیصل ایوارڈ سے نوازا۔ جن خصائل حمیدہ کی بنا پر آپ کو اس ایوارڈ کا اہل قرار دیا گیا، کمیٹی نے ان کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے :

1۔ شیخ ان گونا گوں فضائل و کمالات سے آراستہ ہیں جو واقعی علماءِ حق کا خاصا ہوتے ہیں۔ زہدو ورع، حق گوئی، راست بازی، مسلم اُمہ کی مصالح کے لئے جدوجہد اور عام و خاص کے لئے خیرخواہی کا جذبہ آپ کے امتیازی اَوصاف ہیں۔

2۔ بے شمار لوگوں نے آپ کی تدریس، تصنیف و تالیف اور فتوؤں سے علمی فائدہ اُٹھایا۔

3۔ مملکت ِسعودی عرب کے مختلف علاقوں میں آپ نے نہایت نفع رساں لیکچرز دیئے۔

4۔ آپ نے بڑی بڑی اسلامی کانفرنسوں میں موثر شرکت کی اور وہاں اپنے علم سے فیض پہنچایا۔

5۔ آپ نے۰{اُدْعُ اِلیٰ سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ}۰ کے اُسلوب پر دعوت الیٰ اللہ کا فریضہ سرانجام دیا اور سلف صالحین کے منہج کی ایک زندہ مثال پیش کی۔

5 شیخ کی زندگی کا ایک عجیب واقعہ

دو سال قبل ریڈیو کے ایک مشہور پروگرام " نور علی الدرب"پر شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ براہِ راست گفتگو کررہے تھے۔ سامعین میں سے ایک عورت نے ان سے فون پر رابطہ کیا اور کہا کہ شیخ میں نے ایک عجیب و غریب خواب دیکھا ہے، میں آپ سے اس کی تعبیر چاہتی ہوں۔ شیخ نے فرمایا کہ یہ پروگرام فقہی مسائل کے لئے مخصوص ہے۔ ویسے بھی مجھے خوابوں کی تعبیر کے متعلق کوئی زیادہ علم نہیں ہے۔ لیکن عورت نے اصرار کیا کہ شیخ ضرور خواب کی تعبیر بتائیں۔ آپ نے فرمایا: چلئے، بتائیے کیا خواب ہے ؟ تو عورت نے خواب بیان کرنا شروع کیا کہ میں نے ایک آدمی دیکھا جس سے میں واقف ہوں کہ وہ برہنہ حالت میں خانۂ کعبہ کا

طواف کر رہا ہے۔ شیخ نے فرمایا:
” خوش ہوجائیے، یہ خواب اس آدمی کے صالح اور اللہ کے بہت قریب ہونے کی دلیل ہے اور اس کا برہنہ ہونا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اللّٰہ نے اس کے گناہ معاف کردیئے ہیں جیسا کہ آپﷺ نے اس شخص کے متعلق فرمایا، جس کے گناہ معاف کر دیئے جائیں کہ وہ ایسے ہوجاتا ہے جیسے اس نے ابھی ماں کے پیٹ سے جنم لیا۔ میری مسلمان بہن! یہ شخص خیر عظیم کا حامل اور اللّٰہ کے بہت زیادہ قریب ہے “

تو اس عورت نے کہا: یا شیخ !کیا آپ کو معلوم ہے کہ جس شخص کو میں نے خانۂ کعبہ کا طواف برہنہ حالت میں کرتے ہوئے دیکھا ہے، وہ آپ ہی ہیں۔ یہ سن کر شیخ کی آواز بھرا گئی اور آپ کی آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے او راس دن آپ پروگرام مکمل نہ کر سکے۔

6 آپ رحمہ اللہ کی اصابت رائے

علمی اور دعوتی سرگرمیوں کے دوران شیخ مختلف مسائل کے متعلق اپنی آراء کا اظہار کرتے تھے۔برائی کو روکنے کا طریقہ کیا ہونا چاہئے؟ اس کے متعلق شیخ

اپنی رائے کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں
” سختی اور تشدد سے اِصلاح ممکن نہیں ہے۔ اس سے سوائے شر کے کچھ حاصل نہیں ہوتا لہٰذا سختی کسی صورت روا نہیں کیونکہ دعوت و تبلیغ میں حکمت سے کام لینے کا حکم دیا گیا ہے۔ سختی اور تشدد مثلاً سزائیں دینا یا قید کرنا حکمرانوں کا کام ہے۔ عامة الناس کے لئے بس اتنا کافی ہے کہ وہ حق کو کھول کر بیان کر دیں اور برائی کی بھرپور مذمت کریں۔
حکمرانو ں کے لئے ضروری ہے کہ جس طرح بھی ممکن ہو، برائی کے آگے بند باندھیں کیونکہ وہی اس کے ذمہ دار ہیں۔ اگر کوئی عام آدمی برائی کو اپنے ہاتھ سے روکنے کی کوشش کرے گا تو اس برائی سے بھی بڑا فتنہ کھڑا ہوجائے گا لہٰذا اس معاملہ میں حکمت سے کام لینا ضروری ہے۔ آپ اپنے گھر میں تو برائی کو اپنے ہاتھ سے روک سکتے ہیں کیونکہ آپ اپنے گھر کے نگران ہیں لیکن بازار میں برائی کو ہاتھ سے روکنے کا نتیجہ اس برائی سے زیادہ شدید بھی نکل سکتا ہے ۔“
آپ نے اسلامی نظام کے نفاذکے لئے کبھی سختی کے

استعمال کو تسلیم نہیں کیا اور اللّٰہ کے اس قول پر اپنے استدلال کی بنیاد رکھی:

﴿اُدْعُ اِلیٰ سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلھم بِالَّتِیْ ھي اَحْسَنُ﴾

” (اے پیغمبر!) اپنے پروردگار کی راہ کی طرف لوگوں کو بلاؤ اور نہایت حکمت اور اچھے طریقے سے پندونصیحت کرو اور مخالفوں سے بحث و نزاع کرو تو وہ بھی احسن طریقہ کے ساتھ“

انتہا پسندی کو ماپنے کے لئے لوگوں کے ذوق کو معیار قرار نہیں دیا جاسکتا!

اسلام میں انتہا پسندی کے متعلق شیخ نے اپنی رائے کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا

” اکثر لوگ دین میں زہد اور دنیا سے کنارہ کشی کے ضمن میں انتہا پسندی کا شکار ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ لوگ ہر معاملہ میں خواہ وہ دینی ہو یا دنیاوی، بالکل آزاد ہوں اور ان کا نظریہ ہے کہ ہر انسان کو اپنے ہر قول و فعل میں آزاد ہونا چاہئے۔ ایسے لوگ یقینا بدترین انتہا پسند ہیں۔ یہاں ایسے لوگ بھی ہیں جو دین میں انتہائی

غلو کرتے ہیں اور اس غلو میں حد سے تجاوز کرتے اور صراطِ مستقیم سے ہٹ جاتے ہیں۔ لیکن اللّٰہ کا دین اِفراط و تفریط سے مبرا ہے اور غلو اور دین سے مادر پدر آزادی کے درمیان ایک معتدل راستہ ہے۔ اس لئے لوگوں کے ذوق سے انتہا پسندی کا اندازہ نہیں کیا جا سکتا۔ اگر ہم لوگوں کے ذوق کو معیار قرار دیں تو لوگوں میں سے بعض ایسے بھی ہوں گے جو دین پر مضبوطی سے کار بند ہونے کو بھی انتہا پسندی قرا ردیں گے لہٰذا انتہا پسندی کو جانچنے کا معیار اگر کوئی چیز ہوسکتی ہے تو وہ کتاب اللّٰہ ہے یا سنت رسول اللہ ﷺ !"۔

7 شیخ ابن عثیمین کی اہم اور مشہورتصانیف

شیخ نے مختلف کتب کے متون کی شروحات پر مبنی متعدد کتب تالیف فرمائیں ۔ اس کے مختلف مسائل پر رسائل اور کتابچے لکھے۔ متنوع علوم وفنون پرمشتمل یہ کتب آپ کے بلند مرتبے اورعلمی رسوخ پر دلالت کرتی ہیں۔ ہم مختلف موضوعات کے لحاظ سے آپ کی مشہور کتب کی فہرست پیش کرتے ہیں :

تفسير اور اُصولِ تفسير

*1۔ أصول في التفسير

*2۔ تفسير آية الكرسي

ايمان وعقائد

*3۔ شرح لمعة الاعتقاد الهادى إلى سبيل الرشاد لابن قدامة

*4۔ القواعد المثلي فى صفات الله وأسمائه الحسنىٰ: بيروت، عالم الكتب، ١٤٠٦ھ/ ١٩٨٦ء

*5۔ فتح الرب البرية فى تلخيص الحموية(یہ کتاب ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے اہل حماۃ کے اعتراضات کے جوابات کا خلاصہ ہے)

*6۔ عقیدہ أهل السنة والجماعة: مدینہ منورۃ، دارابن قیم، ١٤٠٦ھ/ ١٩٨٦ء

*7۔ نبذ فى العقيده الاسلامية

*8۔ شرح العقيدة الواسطية لشيخ الاسلام ابن تيمية

فقہ واصولِ فقہ

*9۔ الخلاف بين العلماء، أسبابه وموقفنا منه: (علماء کے مابین پائے جانے والے اختلافات کے اَسباب اور اس بارے

میں ہمارا موقف) بیروت: المکتب الاسلامي، ۱۴۰۵ھ / ۱۹۸۵ء

*10۔ الأصول فی علم الأصول(اصولِ فقہ کے اُصول): (طبع سوم) بیروت، موٴسّسة الرسالہ: ۱۴۰۶ھ ، ۱۹۸٦ء

*11۔ الزواج في الشريعة الاسلامية: الرياض، جامعہ الامام ، ۱۴۰۵ھ/ ۱۹۸۵ء

*12۔ الدماء الطبعية للنساء (حیض کے مسائل)

*13۔ عقد النساء وآثارہ

*14۔ تسهيل الفرائض: بیروت، موٴسسة الرسالہ ، ۱۴۰۵ھ / ۱۹۸۵ء ، طبع چہارم

(وراثت کے احکام کے متعلق عام فہم کتاب ہے)

*15 رسالة فی حکم تارک الصلاة(اسلام میں بے نماز کا حکم)

*16۔ رسالة فی الوضوء والغسل والصلاة(وضوء ،غسل اور نماز کے مسائل)

*17۔ رسالة فی الطهارة والصلاة لأهل الأعذار(اہل عذر کے لئے طہارت اور نماز کے احکام)

*18۔ رسالة فی مواقيت الصلاة (نماز کے اوقات)

*19۔ نبذ فی الصیام (روزوں کے مسائل)

*20۔ کیف تؤدی مناسک الحج والعمرۃ(مناسک حج اور عمرہ کے اَدا کرنے کا طریقہ)

*21۔ رسالۃ فی أقسام المداینۃ(باہمی لین دین کی اقسام)

*22۔ رسالۃ فی أحکام الأضحیۃوالزکاۃ(قربانی اور زکوٰۃکے مسائل)

*23۔ رسالۃ الحجاب (پردہ کے مسائل) اردو ترجمہ پردہ دارالسلام ۔ریاض ۔ لاھور۔

پندو نصائح اور دعوت وتبلیغ کے متعلق کتب

*24۔ الصحوۃ الاسلامیۃ ، ضوابط وتوجیھات (طبع سوم)ریاض : دار العاسم، ۱۹۹۵ء

*25۔ الضیاء اللامع فی الخطب الجوامع،۲جلد (اسلامی خطبات پر مشتمل ہے)

*26۔ رسالۃ فی الدعوۃ إلی اللہ

*27۔ من مشکلات الشباب (نوجوانوں کے مسائل پر ایک اہم کتاب)

*28۔ حقوق دعت إلیھا الفطرۃ وقررتھا الشریعۃ (طبع

سوم) مدینہ منورہ، جامعہ اسلامیہ، ۱۳۰۷ھ / ۱۹۸۷ء۔
*29۔ فتوؤں کا مجموعہ: جن کی اب تک ۱۴ جلدیں
شائع ہوچکی ہیں۔
*30۔ سونے کے زیورات جائز ہونے پر ایک کتابچہ
اس کے علاوہ بے شمارکیسٹیں ہیں جو علمی دروس ،
مختلف کتابوں کے متون کی شروحات ، علمی
محاضرات اور پروگرام نور علی الدرب کے سوالات
وجوابات اور فتاوی وغیرہ پر مشتمل ہیں ۔آپ کی علمی
اور دینی سرگرمیاں مذکورہ خدمات تک ہی محدود
نہیں۔ بلکہ اکثر آپ علمی مجالس اور اسلامی
کانفرنسوں میں شرکت فرماکر علمی لیکچر بھی دیا
کرتے تھے۔ بلکہ کچھ عرصہ سے پاکستان اور دنیا کے
مختلف خطوں میں لاکھوں کے اجتماعات میں ہر سال
ان کے ٹیلی فونک خطاب بھی ہوتے تھے۔
واقعتاً آپ ایسے مخلص، پرہیزگار، شب زندہ دار اور
نمونۂ اَسلاف شخصیت کے چلے جانے سے عالم اسلام
میں پر نہ ہونے والا خلا پیداہوگیا ہے
۔فرمانِ الٰہی ہے :

﴿مِنَ الْمُوْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَاعَاهدُوْا اللهَ عَليهِ فَمِنْهمْ مَنْ قَضیٰ نَحْبه وَمِنْهم مَنْ ينْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلاً﴾

اہل ایمان میں سے وہ بندے بھی ہیں جنھوں نے اللّٰہ سے کئے ہوئے عہد کو پورا کر دکھایا، سو ان میں سے بعض تو اپنی باری پوری کرچکے اور بعض منتظر ہیں“

یقیناً علماء کا وجود اُمت کے لئے باعث ِرحمت ہے۔ جب علماء اُٹھ جاتے ہیں تو علم اُٹھ جاتا ہے اور جس قوم سے علم ختم ہوجائے ، پھر فتنے اس قوم پر یلغار کرتے ہیں اور مصیبتوں کے دروازے اس قوم کے لئے کھل جاتے ہیں۔

اللّٰہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللّٰہ تعالیٰ شیخ محمد صالح عثیمین کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور انہیں انبیاء و شہداء اور صدیقین و صالحین کا ساتھ نصیب فرمائے۔ آمین!

8 شیخ کی وفات

شیخ اپنی وفات سے چند ماہ قبل جگر کے کینسر میں مبتلا ہوئے اور وہی آپ کے لئے جان لیوا ثابت ہوا۔ آپ نے اپنی بیماری کو گناہوں کی بخشش کا ذریعہ سمجھ کر

نہایت صبر و ضبط کے ساتھ برداشت کیا۔ اس دوران درس و تدریس اور محاضرات کے سلسلے برابر جاری رہے۔ ریڈیو پروگرام نور علی الدرب میں آپ برابر لیکچرز اور سامعین کے سوالوں کا جواب دیتے رہے۔ جب آپ کو چیک اَپ کے لئے امریکہ بھیجا گیا تو وہاں بھی آپ نے لیکچرز کا سلسلہ منقطع نہ کیا۔ بیماری کے علاج کے دوران شیخ کا ورع وتقویٰ ملاحظہ فرمائیے کہ کینسر کے علاج کے سلسلہ میں جب فزیوتھراپی (بجلی کا علاج) تجویز کیا گیا تو شیخ نے صرف اس لئے اس علاج سے انکار کر دیا کہ کہ اس سے ان کی داڑھی کے بال گر جائیں گے۔ اور کہا کہ " میں اپنے اللّٰہ سے اس حالت میں نہیں ملنا چاہتا کہ میرے چہرے پر سنت رسول نہ ہو" ...لہٰذا امریکہ سے بغیر علاج واپس چلے آئے۔

رمضان میں بعد نمازِ تراویح بیت اللہ میں علمی درس دینا آپ کا سالہا سال سے معمول تھا جسے اس سال بھی باوجود شدید تکلیف کے ترک نہ کیا۔ اس کے بعد مرض بہت شدت اختیار کرگیا۔(اللّٰہ تعالیٰ اس بیماری

کو ان کے گناہوں کا کفارہ بنائے اور ان سے درگزر فرمائے)

آخر وہ دن آگیا جس سے کسی کو مفرنہیں اور عالم اسلام کا نامور عالم دین جدہ میں بروز بدھ 15/شوال 1421ھ بمطابق 10جنوری 2001ء دارِآخرت کی طرف کوچ کرگیا۔ حکومت سعودی عرب کی طرف سے آپ کی وفات کا اعلان کیا گیا۔ آپ کو مکہ مکرمہ کے قبرستان معلی میں ان کے شیخ علامہ ابن باز رحمہ اللہ کے پہلو میں دفن کیا گیا۔ جنازہ میں شرکت کرنے والوں کا ایک جم غفیر تھا۔ اس کے علاوہ امیر نائف بن عبدالعزیز، صوبہ قصیم کے گورنر جناب شہزادہ فیصل بن بندر بن عبدالعزیز، جدہ کے گورنر جناب مشعل بن ماجد بن عبدالعزیز اور علماءِ عظام کی کثیر تعداد کے علاوہ ھیئة کبار العلماء (سینئر علما بورڈ) کے اَراکین اور طلباء کی کثیر تعداد آپ کے جنازہ میں شریک ہوئی۔

آپ کی وفات کی خبر پل بھر میں اقصائے عالم میں پھیل گئی جس سے عوام وخواص میں دکھ واَلم کی لہر دوڑ گئی۔ دنیا بھر میں آپ کی تدفین سے اگلے روز

جمعہ کی نماز کے بعد غائبانہ نماز جنازہ ادا کی گئی۔ سعودی عرب کی تمام مساجد میں بھی اس نماز جنازہ کا اہتمام کیا گیا۔

لاہور میں مجلس التحقیق الاسلامی کے ذمہ داران کو سعودی عرب سے فون پر جونہی یہ اطلاع موصول ہوئی، ملک کے معروف علماء کو اس افسوسناک خبرسے مطلع کیاگیا۔ ملک کے اخبارات وجرائد میں اس خبر کی اشاعت کے لئے تمام نشریاتی اداروں کو پریس ریلیز فیکس کئے گئے۔جن میں سعودی سفارتخانہ سے بھجوائے جانے والے عربی اخبارات کے تراشوں سے استفادہ بھی کیا گیا۔لاہور میں نمازِ جنازہ کا سب سے بڑا اجتماع جامعہ لاہور الاسلامیہ میں ہوا جہاں حافظ عبد الرحمن مدنی نے خطبہ جمعہ کے بعد بہت بڑے مجمع کے سامنے شیخ کے فضائل بیان کرنے کے بعد غائبانہ جنازہ پڑھایا۔

9 شیخ کی وصیت

شیخ رحمہ اللہ نے مسلمان حکام اور رعایا کو قرآن مجید میں غور و خوض کرنے اور اس کی تفسیر کو

سیکھنے کے علاوہ دین اسلام کو چہار سوئے عالم پھیلا دینے کی وصیت کی۔ اسی طرح انھوں نے حکمرانوں کی اطاعت اور باہمی تالیف ِقلبی کی وصیت کی کہ حاکم اور رعایا کے درمیان دلی اور ذہنی ہم آہنگی نہایت ضروری ہے۔ شیخ کی یہ وصیت سعودی وزراء اور حکمرانوں کے لئے تھی۔

10 شیخ کے متعلق معاصر علماء کے تعریفی کلمات

اگرچہ شیخ کی شخصیت کسی شخص کے تزکیہ و تعارف کی محتاج نہیں ہے لیکن پھر بھی بعض معروف اہل علم کے ثنائیہ کلمات پیش خدمت ہیں۔

1۔ سعودی عرب کے مفتی سماحة الشيخ عبدالعزيز بن عبد الله آلِ شیخ آپ کے بارے میں فرماتے ہیں:

عالم فاضل ذوعلم و فضل وتواضع و أخلاق عالية

” شیخ ابن عثیمین علم و فضل کے حامل ، نہایت متواضع اور اخلاق عالیہ سے متصف تھے“

وہ مزید فرماتے ہیں:

” ہمیں ’سینئر علماء بورڈ‘ میں آپ سے بہت کچھ

سیکھنے کا موقع ملا۔ آپ علم و فضل اور علمی مسائل میں گہرے غور وخوض کے حامل شخص تھے۔ صحیح بات معلوم ہوجانے کے بعد کبھی اپنی رائے پر اصرار نہ کرتے۔ جب آپ کے سامنے اہل علم کی بات واضح ہوجاتی تو حق کی طرف لوٹنے میں معمولی تاخیرنہ کرتے۔ اللّٰہ آپ کو معاف فرمائے، جب اپنے موقف کے خلاف کوئی دلیل آجاتی تو اس پر تعصب کا قطعاً مظاہرہ نہ کرتے"

ہمیں چاہئے کہ اس فقید المثال عالم کی پاکیزہ سیرت سے فائدہ اُٹھائیں۔ اس بات کی شدید ضرورت ہے کہ ہم اپنے تمام اَعمال میں خلوص پیدا کریں۔ خاص طور پر طلب ِعلم میں خلوص نیت کا ہونا نہایت ضروری ہے اور علم بھی وہ جو کتاب اللّٰہ اور رسول اللہ ﷺکی صحیح سنت کے چشمے سے پھوٹنے والا ہو۔

ہم اللّٰہ تعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ وہ نمونۂ سلف علامہ الشیخ محمد بن صالح العثیمین پر رحم فرمائے اور مسلمانوں کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے۔ انہیں جنت کے وسیع باغوں میں جگہ دے، ان کے درجات بلند

فرمائے اور انہیں روزِ قیامت انبیاء، شہداء اور صدیقین کے ساتھ اُٹھائے۔ دیگر علماءِ کرام کی حفاظت فرمائے، انہیں راہ راست پر قائم رکھے او رمسلمانوں کوان کا احترام اور ان سے استفادہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے!

2۔ کویت کی معروف علمی شخصیت، شیخ عبد الرحمن بن عبد الخالق آپ کے بارے میں فرماتے ہیں :

" شیخ ابن عثیمین ایک مربی عالم اور اسلام اور مسلمانوں کے خیر خواہ تھے جنھوں نے اسلام کی تبلیغ کے لئے اپنے علم، قلم، تعلیم اور طرزِعمل اور ادب کو پوری دنیا میں پھیلایا۔ جب میں رُبع صدی قبل یا اس سے بھی پہلے اولین مرتبہ آپ کی کتب اور رسائل کی معرفت آپ کی شخصیت سے واقف ہوا تو مجھے ان کتب میں ایک متقی، زاہد، محقق اور معلم انسان کی تصویر نظر آئی اور جب آپ مجھ سے واقف ہوئے تو جو کوئی بھی آپ سے ملاقات کرنے جاتا تو اسے میرے لئے سلام کہتے۔

لیکن جب میں آپ سے ملا تو میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ آپ تو تواضع و انکساری، اَخلاقِ عالیہ، دنیا سے

بے رغبتی، دین اسلام سے محبت اور تمام مسلمانوں کے لئے خیر خواہی، اسلام میں پیدا کئے جانے والے رخنوں کو بند کرنے اور پوری دنیا میں مسلمانوں کے معاملات سے دلچسپی رکھنے کے اعتبار سے سلف صالحین کی مثال ہیں۔ اور جب میری آپ سے مجلس ہوئی اور میں نے آپ کو قریب سے دیکھا تو مجھے آپ ایک اللّٰہ طلب اور آخرت پرست انسان نظر آئے جن کے ہاں دنیا کسی شمار میں نہیں تھی مگر اتنی کہ آپ اس سے گزر کر دارِآخرت کو سدھار گئے۔

آپ نے پچاس سال سے زائد عرصہ تک تعلیم و تعلّم کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنائے رکھا۔ دین و اسلام کی نشرواشاعت اور اس کے مطابق عمل کا فریضہ انجام دیا۔ آپ ایک مربی اور باعمل عالم تھے۔ آپ نے ہر جگہ اپنے علم و عمل کے پودے لگائے اور سب سے بہترین فصل ارض چیچنیا سے کاٹی جو آپ نے یورپ میں امریکیوں کے خلاف بوئی تھی۔ ہر علاقے اور ہر ملک میں آپ کے لگائے ہوئے تروتازہ پھول بلکہ طول طویل پودے موجود ہیں جو ہر وقت اللّٰہ کے حکم سے اپنا پھل دے

رہے ہیں۔ یہ اللّٰہ کا فضل ہے ، جسے چاہے عنایت کردے!!
ہمارے شیخ اور متبحر عالم اپنے بھائیوں اور ساتھیوں کے پیچھے چلے گئے کہ اگر ان میں سے کسی ایک کا ذکر آتا تو سب کا تذکرہ ہوتا اور یوں کہا جاتا: ابن باز، ابن عثیمین اور علامہ البانی۔ آج جب ہم اپنے دائیں بائیں دیکھتے ہیں اور مشرق و مغرب میں اپنی نگاہ دوڑاتے ہیں تو ہماری نگاہ تھک کر نامراد پلٹ آتی ہے۔ عالم اسلام پر ایک آنسو تھا جو میں دنیا کے آخری مصلح کے چلے جانے کے بعد بہا رہا ہوں۔"موت ُالعالم موت العالم

11 حوالہ جات

1۔ جناب عبدالمالک مجاہد
مدیر مکتبہ دار السلام ،الریاض
ماہنامہ "محدث شمارہ نمبر 245، فروری 2001۔
2۔ ویکیبیدیا الموسوعة الحرة". ترجمہ۔ محمّد بن صالح العثیمینؒ۔



22 شیخ مقبول بن ہادی الودعیؒ

1937ء تا 2001ء

مقبل بن هادي الوادعي (1356ھ بمطابق 1937ء= 30 ربیع الاخیر 1422ھ مطابق 21 جولائی 2001 ء) یمن میں سلفی داعی مجدد الدعوۃ السلفیہ آپ نے مدرسہ علمیہ سلفیہ دارالحدیث قریہ دماج صوبہ صعدۃ یمن میں قائم کیا ۔ جس میں یمن کے مختلف حصوں اور دوسرے ممالک سے طلباء آتے ہیں۔ اور اس سے بہت سے شیوخ فارغ التحصیل ہیں ۔ جنہوں نے یمن کے متعدد علاقوں میں مدرسے قائم کیے ہیں۔

مقبل بن هادي الوادعي
معلومات شخصية

ولادت	1356ھ دماج گورنریٹ صعدۃ یمن

وفات	1422ھ=2001ء (عمر67–68 سال) جدة - السعودية
مكان الدفن	مقبرة العدل مكه السعوديه
إقامة	يمن
قوميت	يمنى
عقيدة	اہلحديث ، سلفية
الحياة العملية	
دور	معاصر
مدرسة الأم	جامعة اسلامية مدينة منورة
تلامذة مشهور	يحيى بن علي الحجوري
پیشه	محدث ، مصنف ، مدرس ، داعى
دلچسپى	علم الحديث

◆◆◆◆◆◆◆◆◆◆◆◆◆◆◆◆

1 نشاة

شیخ مقبل بن هادي الوادعيؒ قرية دماج صوبہ صعدة یمن میں پیدا ہوئے تھے ۔ آپ کی تاریخ پیدائش صحیح طور پر معلوم نہیں کیونکہ آپ ایک ناخواندہ ماحول میں پیدا ہوئے تھے ، لیکن خیال کیا جاتا ہے کہ آپ کی پیدائش تقریباً 1356ھ میں ہوئی تھی۔ آپ کی یتیم کی حیثیت سے پرورش ہوئی تھی ، اور اس کا والد بلوغت سے پہلے ہی انتقال کر گیا تھا۔

2 مذہب

مقبل الوداعی نے معهد الحرم المكي انسٹی ٹیوٹ برائے انٹرمیڈیٹ اسٹڈیز مکہ مکرمہ میں داخلہ لیا ۔ اور اس وقت آپ ”زیدی شیعہ“ تھے ، اور آپ ثانوی مرحلے کے اختتام تک اس پر قائم رہے ، جب ان کی رائے بدلی اور اس کے بعد سے آپ سلفی ہوگئے ، اور کہا "اب شیخ ابن تیمیہؒ نے مخالفین کے لئے ایک مضمون نہیں چھوڑا۔"

3 تعلیمی و دعوتی کریکٹر

1 طلبه للعلم

شیخ مقبل نے حصول علم کے لئے تعلیم کی جستجو کا آغاز اپنے گاؤں سے تھا ، اور اس تعلیم سے صرف پڑھنے لکھنے میں مہارت حاصل ہوئی تھی اور قرآن مجید کی تلاوت کر سکتے تھا ، پھر وہ کام کرنے کے لئے سعودی عرب چلا گیا۔ اور وہاں مبلغین سے متاثر ہوا ، اور ان میں سے ایک نے کتاب فتح المجيد شرح كتاب التوحيد کی طرف اسکی رہنمائی کی ، اور جب وہ یمن واپس گیا تو اس نے اس ملک کے لوگوں کی تردید کی ۔ عقیدہ کے منافی چیزوں میں سے ایک یہ ہے کہ اس نے اس کتاب سے استفادہ کیا ، چنانچہ لوگوں نے اس کے خلاف بغاوت کی ، اور اسے مسجد الهادي صعدة جس میں زیدی مذہب الهادوي کا مطالعہ کرنا پڑا تھا پڑھنے پر مجبور کیا گیا۔ الوداعی کہتے ہیں: میں نے جب شیعہ کی کتابوں کو دیکھا تو میں نے اس طریقے سے رجوع کرنے کا فیصلہ کیا۔ پھر جب یمن میں انقلاب برپا ہوا اور آپ نجران چلے گئے اور وہاں اس نے اپنے شيخ مجد الدين المؤيدي سے ملاقات کی اور کچھ عرصہ اس کے ساتھ رہے ، پھر آپ سعودی عرب چلے گئے ، یہاں تک کہ

اس نے وہاں معهد الحرم المكي اس کے بعد اس نے اسلامیہ یونیورسٹی مدینہ میں تعلیم حاصل کی ، اور اس کے بعد اس نے باقاعدہ طور پر كلية الدعوة وأصول میں تعلیم حاصل کی ، اور اس کے بعد كلية الشريعة میں تعلیم حاصل کی ۔ آپ نے سعودی عرب اپنی تعلیم جاری رکھی یہاں تک کہ آپ نے تخصص علم الحديث میں ماسٹر ڈگری حاصل کی، پھر کتب السنة و التفسير و کتب حدیث و الرجال کی طرف آئے اور جن سے وہ اپنی قیمتی کتابیں اخذ کرتے ہیں۔

2 آزمائش

جب الوداعی اپنے ماسٹر کی ڈگری کی تیاری کر رہے تھے ، اس وقت اسے لجهيمان العتيبي کو خط لکھنے کے الزام میں سعودی عرب میں گرفتار کیا گیا ، تین ماہ تک قید رہے اور پھر اسے یمن جلاوطن کردیا گیا۔ الوداعی نے اپنے ترجمہ میں کہا: گویا میں ملک ، مذہب اور حکمرانی کو برباد کرنے نکلا ہوں ... اور جب میں یمن پہنچا میں اپنے گاؤں واپس آیا اور اس میں رہا ، اور بچوں کو قرآن سکھانے کے لئے وہاں ٹھہرا رہا۔ میں نے

دنیا کا کوئی دکھ بھی محسوس نہیں کیا اور اس وقت میں کسی قبیلے کے عہدیدار یا شیخ کو نہیں جانتا ہوں۔ "حسبي الله ونعم الوكيل"، اور اگر مجھے تکلیف ہو تو میں صنعاء ، حاشد یا ذمار اور اسی طرح تعز ، إب اور حديدة جاتا ہوں ، سفر کرتا ہوں بھائیوں میں دعوت اِلی اللہ کے لئے ۔

4 اساتذہ و شیوخ

1 شیوخ یمن

شیخ مقبل متعدد شیوخ اور مختلف مکاتب فکر اور علوم و فنون کی مختلف شاخوں کا طالب علم تھا۔ یمن میں ان کے مشایخ میں "أبو الحسين مجد الدين المؤيدي" الوداعی نے کہا: نجران میں نحو گرائمر میں اس سے انھیں بہت فائدہ ہوا ، " إسماعيل حطبة " ، "محمد بن حسن المتميز"، "يحيى بن الحسن شويل" سے تعلیم حاصل کی۔ "مسجد الهادي صعدة" میں۔

2 شیوخ مكة

1. ”شیخ محمد بن عبد اللہ الصومالی“۔ درس سات مہینوں یا اس سے زیادہ {علم الحديث ومعرفة رجال الشیخین میں ان سے بہت فائدہ اٹھایا}،

2. ”شیخ عبد الله بن محمد بن حمید“۔ درس "التحفة السنية"

3. ”شیخ یحیی بن عثمان پاکستانی“۔ شیخ حرم مکي درس "صحيح البخاري" ، "صحيح مسلم" ، "تفسير ابن كثير".

4. ”عبد العزيز بن راشد النجدي“۔ شيخ الحرم المكي،

5. ”القاضي يحيى أشول“۔ صاحب معمرة درسه في "سبل السلام".

6. ”شیخ عبد الرزاق الشاحذي المحويتي“.

7. ”شیخ محمد بن عبد الله السبيل“۔ درس علم الفرائض.

8. ”شیخ عبد العزيز السبيل“۔ شیخ معهد الحرم مكي.

3 شيوخ الجامعة الإسلامية والمدينة

9۔ ”الشيخ عبد العزيز بن عبد الله بن بازؒ“۔ درس "صحيح مسلم" الحرم المدني.

10۔ شیخ محمد ناصرالدین البانیؒ الوداعی کے داخل ہونے سے پہلے ہی اسلامی یونیورسٹی سے جلاوطن ہو گئے تھے ، لیکن وہ مدینہ میں طلباء کی عیادت کے لئے تشریف فرما ہوتے تھے ، اور شیخ اپنے ذاتی سیشن میں طالب علموں کے لئے"قواعد في الحديث" پڑھتے تھے ، عام نہیں۔

11۔ ”شیخ حماد بن محمد الأنصاريؒ“۔ ”الدراسات العليا“ پوسٹ گریجویٹ.

12۔ ”محمد الأمين المصريؒ“۔ استفاد علم الحديث ، شيخ في ”الدراسات العليا“. پوسٹ گریجویٹ۔

13۔ ”السيد محمد الحكيم المصري“۔ ماسٹر کے تھیسس کے محافظ اور نگران ۔اور تدرس "سبل السلام" ۔ شیخ في كلية الدعوة.

14۔ ”الشیخ کبیر داعی و محقق محمود عبد الوهاب فايد“۔ درس التفسير۔

15."بديع الدين الراشديؒ"۔ بقول الشیخ: محقق رد التقلید تھے۔

16. "محمد تقي الدين الهلاليؒ"۔ محقق و سلفی داعی۔

17. "شیخ عبد المحسن العبادؒ"۔

18. "شیخ محمد الأمین الشنقیطيؒ"

19. شیخ طه الزیني۔

20. شیخ عبد العظیم فیاض۔

بقول الشیخ: "میں ان کتابوں سے زیادہ تر فائدہ مند ہوں ، اس لیے میری گواہی موجود غیر حاضر تک پہنچنے دیں"۔

5 تاسیس دارالحدیث

اس کے بعد الوداعی نے ایک مسجد میں تعلیم دینے کے لئے خود کو وقف کر لیا جو آپ نے اپنے آبائی شہر دماج میں تعمیر کی تھی اور لوگ اس کی طرف آنا شروع ہوگئے تھے ، ان میں زیادہ تر مصری تھے ، اور ان میں ہندوستانی اور عراقی بھی شامل تھے ، تب علمی

اداروں کی انتظامیہ نے اسے " إدارة المعهد " انسٹی ٹیوٹ کا انتظام سونپ دیا تھا ، لیکن جلد ہی ان کے درمیان رجحانات میں اختلاف پیدا ہو گیا اور آپ انسٹی ٹیوٹ چھوڑ کر مسجد میں درس و تدریس پر واپس آگئے ، اور طلبا اس وقت تک اس میں شریک رہے یہاں تک کہ یہ دنیا کا ایک اہم ترین علمی مراکز بن گیا۔

6 تلامذہ

شیخ کے تلامیذہ کی تعداد ہزاروں میں ہے ، کیونکہ آپ نے خود کو دار الحدیث دماج میں درس و تدریس وقف کر لیا تھا ، ان کے چند ممتاز تلامذہ کے نام یہ ہیں۔

1۔ شیخ محمد بن عبد الوهاب الوصابي.

2۔ شیخ محمد بن عبد الله الإمام.

3۔ شیخ يحيى بن علي الحجوري.

4۔ شیخ مصطفى بن العدوي.

5۔ شیخ أسامة بن عبد اللطيف القوصي.

6۔ شیخ عبد الله بن عيسى أبو رواحة الموري۔

7۔ شیخ احمد بن عبداللہ بن علی المطری۔

7 وصیت

یہ آپ کے وصیت نامے کا متن ہے جو آپ کی ویب سائٹ پر شائع ہوا ہے:

1۔ اللّٰہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: كل نفس ذائقة الموت وإنما توفون أجوركم يوم القيامة فمن زحزح عن النار وأدخل الجنة فقد فاز وما الحياة الدنيا إلا متاع الغرور {ہر کوئی موت کا ذائقہ چکھے والا ہے ، بے شک قیامت کے دن تمھیں پورے پورے اجر دیے جائیں گے پھر جسے آگ سے دور رکھا جائے گیا اور جنت میں داخل کردیا گیا تو وہ یقیناً کامیاب ہوگیا ، اور دنیا کی زندگی دھوکے ہی کا سامان تو ہے ، آلِ عمران ۔ 185}

2۔ اللّٰہ تعالٰی کا فرمان ہے: أينما تكونوا يدرككم الموت ولو كنتم في بروج مشيدة { تم جہاں کہیں بھی ہوگے موت تمہیں پالے گی خواں تم مضبوط قلعوں میں ہو، النساء۔78}

3. اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: قل لو كنتم في بيوتكم لبرز الذين كتب عليهم القتل إلى مضاجعهم {فرما دیجے. اگر تم اپنے گھروں میں ہوتے ، تو بھی جن کی قسمت میں قتل ہونا لکھا تھا وہ اپنی قتل گاہوں کی طرف ضرور نکل آتے ، آلِ عمران۔ 154}

4. اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: فإذا جاء أجلهم لايستأخرون ساعة ولا يستقدمون{جب ان کا مقررہ وقت آجائے گا تو وہ اس سے لمحہ بھر پیچھے ہوں گے اور نہ آگے ہوں گے، الاعراف۔ 34}۔

5. {الترمذي في جامعه بسند صحيح عن أبي عزة يسار عن النبي صلى إذا أراد الله قبض عبد بأرض جعل لهاإليها حاجة جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو زمین کے کسی خطے میں وفات دینے کا ارادہ کرتا ہے اس کے لئے اس مقام کی طرف جانے کے لئے کسی ضرورت کا بہانہ بنا دیتا ہے ، الصحيحة۔البانیؒ۔عن أبي عزة الهذلی۔2121} ۔

اس حدیث کو کثرت سے بیان کرنے کی ضرورت ہے ، میں اسے اپنے بھائیوں کو سفر کے دوران پڑھاتا ہوں ،

{پھر ہم تعجب نہیں کرتے ہیں کہ اگر جھوٹے دعوے کا سامنا کرنا پڑے تو أعداء نے ہم سے دھوکہ کیا}شاید اللّٰہ کا حکم تھا کہ میں اپنے بستر پر ہی مر جاؤں گا ، اور میں چاہتا تھا کہ حق کی شہادۃ مع الدعوۃ کے ساتھ اختتام پذیر ہوجائے ۔ اللّٰہ کا شکر ہے کہ اللّٰہ نے جو حکم دیا ہے {بہت سے علماء نے کہا} کہ بدعتی لوگوں کا رد کرنا اللّٰہ کی خاطر جہاد کی طرح ہے اور میں اللّٰہ کی خاطر جہاد میں بہتر ہوں ، میں کہتا ہوں اللّٰہ میری ساری زندگی اخلاص سے نوازے۔ اس کے بعد ، میں اپنے سب رشتہ داروں کو صبر اور احتساب کی سفارش کرتا ہوں ، اور انہیں بتادوں کہ اللّٰہ انہیں ضائع نہیں کرے گا ، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا میں
سلامتی ہے ام سلمہؓ کو یہ کہنا سکھاتے ہیں: اے اللّٰہ مجھے ابوسلمہؓ سے بہتر شوہر عطا کر .. الحدیث۔ میں رشتہ داروں سے بھی سفارش کرتا ہوں ، اللّٰہ ان کی حفاظت کرے اور ہمارے بھائی شیخ احمد الوصابی کو بھلائی اور کامیابی عطا کرے ، اور میں ان کو نیک شیخ یحیی بن علی الحجوری کی اچھی طرح سفارش

کرتا ہوں اور کرسی سے ان کے نزول کو قبول نہ کرنے کی سفارش کرتا ہوں کیونکہ وہ قابل اعتماد مشیر ہونے کے ساتھ ساتھ دوسرے طلباء ، معزز محافظوں اور باقی غیر ملکی طلبہ کے لئے سخت صبر جانتے ہیں ، لہذا ان کے ساتھ بھلائی کرو کیونکہ اللّٰہ تبارک و تعالیٰ کا فرمان ہے: فبما رحمة من الله لنت لهم ولو كنت فظًا غليظ القلب لانفضوا من حولك { پس <اے نبی!> آپ اللّٰہ کی رحمت کے باعث ان کے لئے نرم ہوگئے ۔ اگر آپ تندخو اور سخت دل ہوتے تو وہ سب آپ کے پاس سے چھٹ جاتے آپ ان سے درگزر کریں، آلِ عمران۔159} اجنبی کسی بھی لفظ سے دوچار ہوتا ہے ، خاص کر ان میں سے کچھ جو اپنے ہی ملک سے آئے تھے ، اللّٰہ آپ کی حفاظت کرے ۔ علم کے متجسس رہو! اور اختلاف رائے سے بچو۔ احمد الوصابی ، شیخ یحییٰ محافظوں کو ملک بدر کرنے کے معاملے سے متعلق معاملہ چلائیں۔ اور میں اپنے قبیلے اور اہلِ دماج کو سفارش کرتا ہوں کہ دارالحدیث کو محفوظ رکھیں ، کیونکہ یہ ان کے لئے

اعزاز سمجھا جاتا ہے ، اور جنھوں نے آغاز میں اس دعوت کی حمایت کی اللّٰہ انہیں اجر دے۔

میں اپنے اہل سنت بھائیوں کو علم نافع و صدق مع إخلاص اللّٰہ کو اپنانے کی سفارش کرتا ہوں ، اور اگر ان کی بات آتی ہے تو حل اور معاہدے کے رہنما اس کے لئے ملیں گے: جیسے شیخ محمد بن عبد الوہاب ، الشيخ أبي الحسن المأربي ، الشيخ محمد الإمام ، الشيخ عبد العزيز البرعي ، الشيخ عبد الله بن عثمان ، الشيخ يحيى الحجوري اور الشيخ عبد الرحمن العدني ، اور میں ان کو مشورہ دیتا ہوں کہ وہ ان کے معاملات میں شیخ فاضل واعظ حکیم الشيخ محمد الصوملي سے مشورہ کریں کیونکہ میں ان سے مشورہ کرتا تھا اور اس نے مجھے صحیح مشورہ دیا۔

میں ان تمام مذکور اور بقیہ سنیوں کو معاف کرنے کے لئے کہتا ہوں ، خاص کر علم کے طلبہ دماج کو ۔ کیوں کہ میں نے شاید مجتہدوں میں سے کچھ کو ترجیح دی ہے ، لیکن خواہش سے ہٹ کر ۔ اور جان لو کہ میں یمن چلا گیا تھا اور میرے پاس کچھ بھی نہیں تھا لھذا کاریں ،

کنویں ، مشینیں اور علم کے طلباء ۔ شیخ احمد الوصابی ، شیخ یحییٰ الحجوری مالدار برادرز کی نظر میں ہیں ، جو اتفاق رائے نہیں کرتے ہیں تو وہ ان کا حکم مانیں گے ۔ میں اللّٰہ سے دعا گو ہوں کہ وہ ہمیں اور آپ کو دنیا اور آخرت میں ثابت قدم رکھے اور ہمیں اور آپ کو زندگی اور موت کے امتحان سے بچائے ، کیونکہ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

8 مرض اور وفات

آپ کی بیماری کا آغاز ربیع الاول **1421**ھ میں ہوا ، جب اسے صنعا ، پھر سعودی عرب ، پھر امریکہ منتقل کیا گیا ، پھر آپ اسی سال حج کرنے سعودی عرب واپس آئے ، پھر اسے امریکہ میں داخل ہونے کی اجازت نہیں ملی ، لہذا اسے جرمنی منتقل کیا گیا اور آپ کی صحت کی حالت بہت خراب تھی ، جرمنی میں ڈاکٹروں نے یہ فیصلہ کیا کہ اس کی زندگی کی کوئی امید نہیں ہے ، پھر آپ واپس جدہ لوٹ آئے ، اور آپ **30** ربیع الآخر **1422**ھ کو وفات پا گئے ۔ اور آپؒ کو مقبرۃ العدل مکہ میں دفن کیا گیا۔

9 علمی مقام

1999ء علمائے اسلام کی وفات کا سال تھا جیسے علامہ عمر محمد فلاتہ ۔ علامہ محمود طناحی ۔ علامہ شیخ صالح بن غصون ۔ شیخ عطیہ سالم ۔ علامہ عبدالقادر سندھی ۔ شیخ الاسلام عبد العزیز بن باز ۔ شیخ مؤرخ ادیب محمد مجذوب ۔ علامہ علی طنطاوی ۔ علامہ فقیہ مصطفیٰ زرقاء ۔ شیخ علامہ ڈاکٹر مناع قطان ۔ علامہ محقق محدث العصر شیخ محمد ناصر الدین البانی ۔ سید ابوالحسن علی ندوی ۔ حافظ عبد القادر روپڑی اور مولانا عبدالروف رحمانی جھنڈانگری وغیرہ ان کی موت ایک اور بہت بڑا غم و صدمہ تھا۔ ابھی اس صدمے سے علمی دنیا نکل نہیں پائی تھی کہ **2000**ء میں السید سابق مصری۔ **2001**ء میں شیخ محمد بن صالح العثیمینؒ اور شیخ مقبولؒ بھی چل بسے ۔ شیخ مقبول کی وفات سے پہلے جان پہچان والے زیادہ تر ابدی نیند سو چکے تھے۔

1۔ یمن کے ایک سائل نے مفتی اعظم شیخ عبد العزیز بن عبداللہ بن باز سے پوچھا: کہاں سے علم حاصل کرنے

جائے؟ شیخ بازؒ نے کہا: شیخ مقبل کے پاس جاؤ۔

2۔ محدث العصر شیخ محمد ناصر الدین البانیؒ نے اپنی عالمی شہرت یافتہ کتاب " سلسلہ حدیث الصیحۃ" میں شیخ مقبول کا منہاج فرقۃالناجیہ کے موضوع پر ایک طویل حوالہ درج کیا ہے۔

3۔ شیخ محمد بن صالح العثیمین کا حوالہ شیخ عبد الله بن عثمان الذماري نے نقل کیا ہے : الشیخ مقبلً إمام ہے إمام ہے

4۔ محدث العصر زبیر علی زئیؒ لکھتے ہیں ۔ شیخ مقبول رحمہ اللہ عصر حاضر میں یمن کے اہل حدیث علماء کے امام تھے بہت سی مفید کتابوں کے مصنف اور بہت کامیاب مدرس تھے ۔ ان کے مدرسے میں ہزاروں طالب علم پڑھتے تھے۔ شیخ مقبول رحمہ اللہ تقلید کے سخت خلاف تھے اور فرماتے تھے تقلید حرام ہے۔ مقالات جلد 2 صفحات 493۔ 494۔

5۔ شیخ ربیع بن ہادی المدخلی نے اپنی کتاب "بسیر أسلافھم حفاظ الحدیث السابقین واللاحقین" میں

لکھتے ہیں : میں اس شخص کو پوری دنیا میں ایمانداری ، اخلاص ، عفت اور سنجیدگی کے ساتھ جانتا تھا ، عقيدة الصحيحة والمنهج السلفي جوان اور بوڑھے کے ہاتھوں سچ کی طرف لوٹتا تھا۔ اور اللّٰہ نے اس کی دعوت میں برکت دی ، اور لوگوں نے اسے قبول کیا ، کیوں کہ اس نے اور اس کے تلامذہ نے یمن کے عوام پر بہت زیادہ اثرات مرتب کیے ہیں ، اور ہر معقول ، مذہبی اور انصاف پسند فرد اس کی تصدیق کرتا ہے۔ انہوں نے **1/5/1422**ھ کو یمن کے عوام کو اپنے مشورے میں یہ بھی کہا: سنت و توحید کے بینر اٹھانے والے کے لیے ہم آپ سے تعزیت کرتے ہیں ، آپ الداعي إلى الله المجدد حق في بلاد اليمن تھے اور اس کے دعوت کے اثرات دنیا کے مختلف حصوں تک پھیلے ہیں۔

10 خیالات

1 جمہوریت

آپ نے جمہوری نظام کو ایک مغربی نظام کی حیثیت سے دیکھا۔ جو دین اسلامی سے متصادم ہے۔

2 عورت

وہ خواتین کو بغیر اختلاط کے تعلیم دینے کی ترغیب دیتے تھے ۔ آپ نے انھیں تدریس و تأليف کی بھی تاکید کی۔

11 مولفات

شیخ نے کتب متنوع فنون اور أبواب میں لکھیں۔ مطبوعات یہ ہیں۔

1 التفسير

1۔ "تفسير ابن كثير"۔ تحقيق وتخريج۔ 2 جلدیں سورة المائدة تک اور باقي طلاب نے کیا ہے۔

2۔ الصحيح المسند من أسباب النزول.

2 العقيدة

3۔ الشفاعت۔

4۔ الجامع الصحيح في القدر.

5۔ الصحيح المسند من دلائل النبوة .

6. صعقة الزلزال لنسف أباطيل الرفض والاعتزال.

7. السيوف الباترة لإلحاد الشيوعية الكافرة.

8. رياض الجنة في الرد على أعداء السنة.

9. الطليعة في الرد على غلاة الشيعة.

10. بحث حول القبة المبنية على قبر رسول الله.

11. الإلحاد الخميني في أرض الحرمين.

12. فتوى في الوحدة مع الشيوعيين.

13. إرشاد ذوي الفطن لإبعاد غلاة الروافض من اليمن، حاشية على الرسالة الوازعة للمعتدين ليحيى بن حمزة.

14. ردود أهل العلم على الطاعنين في حديث السحر.

15. المخرج من الفتنة.

16. هذه دعوتنا وعقيدتنا.

17. إيضاح المقال في أسباب الزلزال.

3 الحديث ومصطلحة

18. الصحيح المسند مما ليس في الصحيحين، في مجلدين صنعه على عينه صنع من طب لمن حب وقد رتبه ترتيباً فقهياً في ستة مجلدات سماه " الجامع الصحيح مما ليس في الصحيحين ". مكتبه شامله پر 2 واليم ہيں: تعدد حديث. 1658. الصفحات: 1381.

19. تتبع أوهام الحاكم في المستدرك، التي لم ينبه عليها الذهبي في خمسة مجلدات مع المستدرك.5 جلدين.

20. تحقيق ودراسة الإلزامات والتتبع للدارقطني.

21. تراجم رجال الحاكم الذين ليسوا من رجال تهذيب التهذيب، في مجلدين.

22. تراجم رجال الدارقطني الذين ليسوا في تهذيب التهذيب، ولا رجال الحاكم، وشاركه بعض تلامذته.

23. نشر الصحيفة في ذكر الصحيح من أقوال أئمة الجرح والتعديل في أبي حنيفة.

24. المقترح في أجوبة أسئلة المصطلح.

25. أحاديث معلة ظاهرها الصحة.

26. غارة الفصل في الرد على المعتدين على كتب العلل.

4 فقه السنة القائم على الأحاديث النبوية

27. الجامع الصحيح مما ليس في الصحيحين، نهج في ترتيبه وتبويبه منهج إمام هذه الصنعة الإمام البخاري في صحيحه ستة. 🔆عدد المجلدات: 6 عدد الصفحات. 3099. 1️⃣ الجزء الأول.1.كتاب العلم.2.كتاب الإيمان.3. كتاب الطهارة 2️⃣ الجزء الثاني.4.كتاب الصلاة.5.كتاب الجنائز.6.كتاب الصدقات.7.كتاب الحج والعمرة.8. كتاب الصوم.9.كتاب الدعوات والأذكار 3️⃣ الجزء الثالث. 10.كتاب البيوع.11.كتاب النكاح والطلاق وشيء من أحكام النسوة.12.كتاب الحدود.13.كتاب الجهاد والغزوات.14.كتاب الشمائل المحمدية.15.كتاب دلائل النبوة 4️⃣ الجزء الرابع.16.كتاب الفضائل.17.كتاب الأطعمة.18.كتاب الأشربة.19.كتاب اللباس.20.كتاب الزهد.21.كتاب الأموال.22.كتاب الأموال والنذور.23. كتاب الطب النبوي.24.كتاب الإمارة 5️⃣ الجزء الخامس. 25.كتاب الرؤيا.26.كتاب السنة.27.كتاب الكبائر.28. كتاب الفتن.29.كتاب الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر.

30.كتاب الهجرة.31.كتاب المنافقين.33.كتاب الأدب.
33.كتاب التفسير 6 الجزء السادس. 34.تابع كتاب التفسير.35.كتاب التوحيد.36.فهرس الموضوعات.

28. الجمع بين الصلاتين في السفر.

29. شرعية الصلاة في النعال.

30. تحفة الشباب الرباني في الرد على الإمام محمد بن علي الشوكاني في شأن الاستمناء.

31. تحريم الخضاب بالسواد.

32. حكم تصوير ذوات الأرواح.

5 الفتاوى والردود

33. غارة الأشرطة على أهل الجهل والسفسطة، في مجلدين.

34. قمع المعاند وزجر الحاقد الحاسد.

35. تحفة المجيب على أسئلة الحاضر والغريب.

36. إجابة السائل عن أهم المسائل.

37. المصارعة.

38. الفواكه الجنية في المحاضرات والخطب السنية.

39. إقامة البرهان على ضلالات عبد الرحيم الطحان.

40. قرة العين بأجوبة العلابي وصاحب العدين.

41. ترجمة أبي عبد الرحمن مقبل بن هادي الوادعي.

42. الباعث على شرح الحوادث.

43. ذم المسألة.

44. مقتل الشيخ جميل الرحمن الأفغاني.

45. فضائح ونصائح.

46. البركان لنسف جامعة الإيمان ومعه الرد على يوسف بن عبد الله القرضاوي.

47. رثاء الشيخ عبد العزيز بن باز.

12 مراجع

1. ترجمة أبي عبد الرحمن مقبل بن هادي الوادعي بقلم صاحب الترجمة - الطبعة الرابعة - دار الآثار صنعاء.

2. الشيخ مقبل ودار الحديث بدماج معمر بن عبد الجليل القدسي، دار الآثار - صنعاء.

3. الإبهاج بترجمة العلامة المحدث أبي عبد الرحمن مقبل بن هادي الوادعي ودار الحديث بدماج، بقلم أبي إبراهيم حميد بن قائد بن علي العتمي، دار شرقين صنعاء.

4. إعلام الأجيال بكلام الإمام الوادعي في الفرق والكتب والرجال، مجموعة، دار الآثار - صنعاء.

5. نبذة يسيرة من حياة أحد أعلام الجزيرة، أبوهمام الصومعي، مجالس الهدى - الجزائر.

6. نبذة مختصرة من حياة نصائح والدي العلامة مقبل بن هادي الوادعي وسيرته العطرة، أم عبد الله بنت الشيخ مقبل بن هادي الوادعي، دار الآثار - صنعاء.



23 شیخ علامہ مختار احمد ندوی سلفیؒ

1930 تا 2007ء

1 پیدائش اور وطن

سابق امیر جماعت اہلحدیث مولانا مختار احمد ندوی بن الحاج محمد ضمیر 1930ء میں ہندوستان کی ریاست اُترپردیش کے مشہور شہر مئوناتھ بھنجن کے وشوناتھ پورہ محلہِ کے ایک دینی اور علمی گھرانے میں پیدا ہوئے۔ پورا خاندان چونکہ عامل بلحدیث تھا اس لئے آپ کی پرورش و پرداخت خالص سلفی ماحول میں ہوئی۔

2 تعلیم

مختلف اداروں سے علمی استفادہ کیا۔ ابتدائی تعلیم وطن مئو میں حاصل کی چنانچہ جامعہ عالیہ عربیہ میں داخلہ لے کر اکتساب علم کیا۔ پھر جامعہ فیض عام مئو میں داخلہ لے کر اس دور کے اساتذہ علم و فن کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا۔ مزید حصول علم کے لئے اس دور کے میکدہ کتاب و سنت دارالحدیث رحمانیہ دہلی میں داخل ہوئے۔ بعدہ ندوۃ العلماء لکھنؤ میں داخلہ لیکر اکتساب علم کیا۔ مولانا محمد احمد بڑے مولوی صاحب اور علامہ عبداللہ شائق مئو سے سند اجازہ روایت حدیث حاصل کی۔ فراغت کے بعد مولانا

ابوالقاسم سیف بنارسیؒ کی خدمت میں رہ کر ان سے بھی صحیحین کا درس لیا۔

3 مساجد میں امام و خطیب اور مفتی

تعلیم کے بعد کولکاتہ جامع مسجد اہلحدیث میں خطیب، امام، داعی، مرشد، مناد اور مفتی کی حیثیت سے ایک طویل عرصہ تک فائز رہے۔

ممبئی منتقلی

کولکاتہ کے بعد وہ عروس البلاد ممبئی تشریف لائے۔ آپ نے ممبئی میں ”جامع مسجد اہلحدیث مومن پورہ“ کے بعد ”بنگالی مسجد مدنپورہ“ کو اپنا مرکز دعوت و تبلیغ بنایا۔ اور آخری سانس تک یہ سلسلہ جاری رہا۔

4 علمی اور دینی خدمات

ممبئی منتقلی کے بعد آپ نے سلفی العقیدہ کتب کی نشر واشاعت کے لیے عالم اسلام کے معروف و مشہور ادارہ ”الدارالسلفیہ“ کی بنیاد رکھی۔ اس مکتبہ سے تقریباً تین سو کتابیں شائع کروائیں۔ انہوں نے ممبئی سے ایک ذاتی ماہنامہ ”البلاغ“ جاری کیا۔ جو صحافت کے میدان میں اپنی مثال آپ ہے۔ نیز مجلّہ ”صوت الحق“ جاری کیا۔ اور ”دارالمعارف“ قائم کیا۔ موصوف نے تعمیر مساجد کے سلسلے میں ”ادارہ اصلاح

المساجد“ بنایا۔ الحمد للہ ہندوستان میں کشمیر تا کنیا کماری اور ممبئی تا کولکاتہ مساجد کا جال بچھا دیا۔ ہندوستان کی شاید ہی کوئی ریاست ایسی ہو جہاں ان کی تعمیر کردہ مسجد نہ ہو۔

5 علمی و تعلیمی ادارے

وہ اگرچہ ایک تنہا شخص تھے، لیکن اپنے آپ میں ایک امت کی حیثیت رکھتے تھے۔ پر عزم، پر خلوص اور بامقصد شخصیت جن کے اندر امت کے لیے کچھ کرنے کا جنون تھا۔ اور اسی جنون نے ان کو ایک بہت وسیع منصوبے پر کام کرنے پر ابھارا۔ اور انہوں نے ہندوستان میں ایک ایسی یونیورسٹی تعمیر کرنے کا منصوبہ بنایا جس میں طلبہ کو کتاب و سنت کی تعلیم کے ساتھ ساتھ عصر حاضر کے جدید علوم سے بھی مرتبط کیا۔ اور ہندوستان میں ایک ایسے ادارے کی بنیاد ڈالی جو اپنے آپ میں سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ جی ہاں ”جامعہ محمدیہ منصورہ“ نامی ادارہ اپنے انوکھے پن میں ہندوستان کا واحد ادارہ تھا۔ جہاں اسلامی تعلیمات کو عصر حاضر کے جدید علوم سے ہم آہنگ کیا گیا ہے۔ اور الحمد للہ 1978ء سے یہ ادارہ آج تک کامیابی کی منازل طئے کرتا جا رہا ہے۔ ہندوستان کی صنعتی ریاست مہاراشٹر کے کثیر مسلم آبادی والے شہر مالیگاؤں میں 1978ء میں اس ادارے کی

بنیاد ڈالی۔ شیخ تنہا اس میدان میں اترے تو اہل خیر نے بھی ان کا ساتھ دیا۔ اور مالیگاؤں شہر سے متصل ایک وسیع عریض زمین کو اس اسلامی قلعے کے لیے شہر کے مخیر جناب خلیل احمد فیضی رحمہ اللہ نے وقف کر دیا۔ الحمد للہ یہ سخاوت خلیل احمد فیضی کے فرزندان میں آج بھی موجود ہے۔ اللّٰہ فیضی خاندان کی اس جود وسخا کو قائم و دائم رکھے۔ آمین۔ بعد میں ہندوستان کی مختلف ریاستوں میں اس ادارے کی شاخیں قائم کیں۔ جن میں ریاست کرناٹک میں "جامعہ محمدیہ منصورہ بنگلور" اور ریاست اترپردیش میں "جامعہ محمدیہ منصورہ مئوناتھ بھنجن" مشہور ہیں۔

مالیگاؤں میں ملک کے ممتاز یونانی "محمدیہ میڈیکل کالج"، "محمدیہ جنرل ہسپتال" اور "ریسرچ سنٹر" کی بنیاد ڈالی۔ جو آج طب یونانی میں ہندوستان بھر میں اپنی مثال آپ ہے۔ حکومت مہاراشٹر کے تعلیمی بورڈ سے منظور شدہ سکول بھی قائم کیے۔ جن میں قابل ذکر "محمدیہ اردو ہائی اسکول منصورہ مالیگاؤں" ہے۔ تعلیمی اداروں کے سلسلے میں انہوں نے کئی ایسے کارنامے انجام دئے جو ان سے پہلے کسی نے نہیں انجام دیے۔ مثلاً دینی علوم کے ساتھ عصری علوم کے حسین امتزاج کی ابتدا ہندوستان میں آں محترم کے ذریعے ہی انجام پایا۔ اور سب سے اہم کام یہ تھا کہ ہزاروں مخالفتوں کے باوجود انہوں نے لڑکیوں کی تعلیم کے لیے گویا علم جہاد بلند

کر دیا۔ اور مالیگاؤں ہی میں لڑکیوں کے ایک اسلامی کالج ”کلیہ عائشہ صدیقہ منصورہ“ کا قیام کیا۔ اور اس کامیاب تجربے کے بعد مئو ناتھ بھنجن میں ”کلیہ فاطمۃ الزہراء“ اور کرناٹک میں ”کلیہ عائشہ الصدیقہ بنگلور“ کا قیام کیا۔ یہاں سے سینکڑوں لڑکیاں پڑھ کر دنیا کے کونے کونے میں حتیٰ کہ خلیجی ممالک کے علاوہ یورپی ممالک میں برطانیہ، کینیڈا اور امریکا وغیرہ میں بھی دعوت و تبلیغ کا فریضہ انجام دے رہی ہیں۔ الحمد للہ۔

6 ایک ممتاز فکر

شیخ اس بات سے نالاں تھے کہ برصغیر میں مسلمانوں نے علم کو دوحصوں میں تقسیم کر دیا۔ ایک دینی علوم اور دوسرا عصری یا دنیاوی علوم۔ اور یہی تقسیم مسلمانوں کی پستی کا ایک اہم سبب بھی بنی۔ ان کے مطابق علم کی یہ تقسیم بالکل بھی درست نہیں ہے۔ کیوں کہ تمام علوم اللّٰہ کے ہیں۔ سائنس پڑھ کر ایک طالب تخلیق کے بہت سے رموز سے آگاہ ہوتا ہے۔ اسی طرح جغرافیہ سے بھی وہ کائنات کے مختلف حصوں کی بناوٹ پر غور کرتاہے، جو عین اللّٰہ کا ہی حکم ہے۔ اسی طرح تاریخ سے ایک طالب بہت کچھ سیکھتا ہے اور مستقبل کے لیے لائحۂ عمل بنا سکتا ہے۔ اسی طرح انگریزی و دیگر زبان سیکھ کر دعوت اسلام کو دوسروں تک

پہونچانے میں بہت بڑی مدد مل سکتی ہے۔ شیخ کے مطابق اگر علم کو تقسیم کرنا ہی ہو تو ایک کو علم شرعی کہیں اور دوسرے کو علم تکوینی۔ سن 1992ء میں عالم اسلام کی معروف شخصیت ڈاکٹر عبداللہ عمر نصیف، رابطہ عالم اسلامی، مکہ مکرمہ کے جنرل سکریٹری کی حیثیت سے تقریباً چالیس افراد کے وفد کے ساتھ خصوصی طیارے سے جب "جامعہ محمدیہ منصورہ مالیگاؤں" تشریف لائے اور جامعہ کا معائنہ کیا تو حیران ہوکر فرمایا تھا : "دیکھیے شیخ مختار کس قدر نشیط ہیں ملک کے سربراہوں اور سلطانوں کے کرنے کے کام آپ کر رہے ہیں !!"

7 جمعیت اہلحدیث ہند کی خدمات

آپ 1979ء سے 1989ء تک مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے نائب امیر، 1989ء سے 1990ء تک کار گزار امیر اور 1990ء سے 1997ء تک جماعت کے امیر کے منصب پر فائز رہے، اپنے دور میں انھوں نے جمعیت کی ترقی اور تنظیم کے لیے کئی یادگار اقدامات کیے۔ جن میں ہندوستان کی دارالحکومت دہلی کے وسط میں شاہی جامع مسجد کے بالکل قریب ایک بڑی عمارت (جس کی مالیت آج کئی کروڑ میں ہوگی اور جو آج 'اہل حدیث منزل' کے نام سے جانی جاتی ہے) اہلِ خیر حضرات کی مدد سے خرید کر جماعت کے لیے وقف کر دی۔

8 شرک و بدعت ناقابلِ برداشت

ڈاکٹر علامہ محمد لقمان سلفیؒ لکھتے ہیں۔ ممبئی میں جب بوہروں کے سردار کے مقبرہ کا اِفْتِتاح ہونا تھا۔ تو بوہروں کی دعوت پر ہندوستان کے کئی جید علمائے اکرام ممبئی تشریف لیے گئے۔ انہی میں مولانا ابوالحسن علی ندویؒ بھی تھے۔
مولانا {مختار ندویؒ} کو جب ان حضرات کی آمد کی اطلاح ہوئی تو ایک ایک کو ٹیلیفون کرکے اس عمل کی خطرناکی پر متنبہ کیا۔ چنانچہ مولانا ابوالحسن علی ندویؒ فوراً واپس چلے گئے۔ اور بعض دوسرے حضرات بھی واپس چلے گئے۔
لیکن بعض نے ہٹ دھرمی کی جن کے دلوں کو ایمان کی گرمی نے نہیں چھوا تھا۔
اس موقع پر مولانا رحمہ اللہ نے انقلاب اخبار کا پہلا صفحہ خریدا اور جلی سرخی میں اعلان کیا کہ مقبروں
کا اِفْتِتاح شرک اکبر ہے۔ اور اسلام کی روح کے منافی ہے۔

9 تصنیف و تالیف

شیخ موصوف ایک موثر خطیب ہونے کے ساتھ ساتھ ایک بے باک صحافی اور منجھے ہوئے ادیب بھی تھے۔ عربی اور اردو ادب پر آپ کو کمال حاصل تھا۔ صحافت وخطابت کے شوقین تھے۔ اور اسی ذوق و شوق کی بنا پر اخبار اہل حدیث دہلی

کی مجلس ادارت سے منسلک ہوئے اور کئی علمی مقالے تحریر فرمائے۔ سماحۃ الشیخ ابن باز رحمہ اللہ سے آپ کا بہت ہی خاص تعلق تھا۔ شیخ محترم نے مولانا سے اپنی اور دوسرے مشائخ کی کئی کتابوں کا اردو ترجمہ کروایا، انھی کتابوں میں ایک اہم کتاب التحقیق والایضاح لکثیر من مسائل الحج والعمرۃ والزیارۃ بھی ہے، حج وعمرہ اور زیارت کے مسائل پر مشتمل مولانا کا ترجمہ کیا ہوا یہ کتابچہ پچھلے کئی سالوں سے برصغیر کے حاجیوں اور معتمرین کو سعودی حکومت بطور ہدیہ دیتی آ رہی ہے۔ اس کے علاوہ آپ کی بہت سی تصنیفات ہیں۔ جن میں اہم کتابوں کے اردو ترجمے، رسائل وکتابچے شامل ہیں۔

10 وفات

توحید کا علم بردار یہ فقید المثال شخصیت 77 سال کی عمر میں7 ستمبر 2007ء کو ممبئی میں اس دار فانی سے ابد الآباد زندگی کی طرف رحلت کرگئی۔ یہ خبر بجلی بن کر گری پوری جماعت اہلحدیث میں صف ماتم بچھ گئی ہر ایک کا چہرہ مغموم پرشان و مضطرب جامعات مدارس اور مکاتب اسلامیہ میں تعطیل کردی گئ۔ انڈیا کے گوشہِ گوشہِ میں نماز جنازہ غائبانہ ادا کی گئی۔ اللّٰہ تعالی اپنے اس توحید پرست دین کے سچے خادم کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے۔ آپ

کی جملہ حسنات کو قبول فرمائے اور آپ کی دانستہ وغیر دانستہ جملہ خطاؤں سے درگزر فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

11 شیخ کے متعلق معاصر علماء کے تعریفی کلمات

اگرچہ شیخ کی شخصیت کسی شخص کے تزکیہ و تعارف کی محتاج نہیں ہے لیکن پھر بھی بعض معروف اہل علم کے ثنائیہ کلمات پیش خدمت ہیں۔

1۔ مولانا عبدالرؤف ندوی لکھتے ہیں۔ ندوی صاحب غریب پرور تواضع و انکساری کے دلدادہ زندہ دل ہنس مکھ خلیق و ملنسار عابد اور زہد تھے۔ مولانا ہمہ وقت سلفی منہج کے ساتھ سینے میں جماعت و ملت کا درد لئے ہوئے اپنے آپ کو دینی و فلاحی کاموں میں مشغول رکھا۔ عام مسلمانوں کے عقائد کی اصلاح تقریر تحریر کے ذریعہ جو کام کیا ہے۔ کبھی فروموش نہیں کیا جاسکتا.... آپ کی پوری زندگی دعوت و تبلیغ تصنیف و تالیف میں گزری۔ آپ علوم اسلامیہ کے پہاڑ تھے۔ ایسی عظیم ہستیاں صدیوں میں پیدا ہوتی ہیں۔ ایسی عقبری و عظیم ہستیوں کی رحلت کا غم وقتی نہیں آفاتی ہوتا ہے۔ اور گردش افلاک کے ساتھ اس کی کسک روز افزوں ہوتی جاتی ہے۔ اور جب کوئی دشوار گھڑی آ جاتی ہے۔ تو ان

راہنماؤں کے نہ ہونے کا احساس شدت اختیار کر جاتا ہے۔ اور ان سائبانوں کے نہ ہونے کا غم آنکھوں میں نمی پیدا کر دیتا ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ان کی موت عمومی طور پر عالم اسلام کے لئے۔ اور خصوصی طور پر جماعت اہلحدیث کے لئے عظیم سانحہ اور بہت بڑا خسارہ ہے۔

2۔ ڈاکٹر علامہ محمد لقمان سلفیؒ لکھتے ہیں۔ مولانا ایک عظیم مفکر اور اللّٰہ کے بے باک سپاہی تھے۔ ان کی زندگی ایک شعلہ جوالہ سے عبارت تھی۔ جمود و تعطیل اور یاس و ناامیدی ان کے پاس سے گزرتی بھی نہیں تھی۔ وہ سراپا ایک عظیم قائد، عظیم مربی اور عظیم صاحب تحریک انسان تھے۔ مولانا ایک عہد ساز داعی الیٰ اللہ اور عالم دین تھے۔ انہوں نے مکتبہ اور پریس لگا کر قرآن اور سنت کی دعوت عام کرنے کے لئے بلامبالغہ سینکڑوں کتابیں لکھیں اور انہیں شائع کیا۔ جو پاک و ہند کے چپہ چپہ میں پھیل گئیں۔ اور اس تحریک کی جڑوں کو مضبوط کرنے کے لیے ہندوستان کے طول و عرض میں ایک ہزار سے زائد مسجدیں بنوائیں۔ جامعہ محمدیہ جیسی عظیم دینی یونیورسٹی بنائی اور سینکڑوں جامعات اور مدارس کی آبیاری کی۔ ان میں سب سے ممتاز اور یگانۂ روز گار اسلامی یونیورسٹی امام ابن تیمیہ مدینة السلام بہار ہے۔۔۔گھنٹوں میں ان سے بیش بہاعلمی دعوتی، فکری اور تربیتی فوائد حاصل کرتا رہا ہوں۔ میں نے کبھی

بھی ان کو کسی سے حسد کرتے نہیں دیکھا کبھی بھی کسی کا بُرا چاھتے ہوئے نہیں سنا یہاں تک ممکن ہوتا طلبہ اور دعواۃ کی مدد کرتے۔ اور مجبوری کی صورت میں معذرت کر دیتے۔ مولانا نیکی کرکے بھول جائے کرتے تھے۔ جسکی تفصیل طویل ہے۔ آپ قرآن کریم کی تلاوت کے شدید پابند تھے تہجد پڑھتے تھے۔۔۔وہ جب بھی ہندوستان آتے تو ایک نیا پروگرام لیے کر آتے۔ اور مجھے پوری تفصیل سے سناتے۔ اور میں دل ہی دل میں حیرت کرتا کہ اب یہ ان پروگراموں پر کب عمل کرے گے ۔ بسا اوقات مجھے اور کویت کی جمیۃ احیاء التراث کے رئیس شیخ طارق العیسی کو ان پروگراموں کا ممبر بناتے۔ اور خوش ہوتے رحمہ اللہ رحمۃ الابرار۔ مولانا جیسا باغیرت سلفی میں نے بہت کم دیکھا ہے۔ قرآن و سنت کی رفعت و بلندی کے سلسلہ میں وہ کبھی کسی مدارات و مجاملت کو گوارہ نہیں کرتے تھے۔ اور کبھی وہ کسی سے مرعوب نہیں ہوتے تھے۔ اور نہ اپنی بات کہتے ہوئے ہچکچاتے تھے۔

12 بعد از وفات

ان کی وفات کے بعد بھی ان کا مشن جاری و ساری رہا۔ جس کی باگ ڈور شیخ موصوف نے اپنی زندگی ہی میں اپنے چھوٹے فرزند ارشد مختار محمدی کے حوالے کر دیی تھی۔ ان کی وفات کے بعد کئی قابل ذکر کارنامے ہوئے۔ جن میں سے

اہم یہ ہے کہ منصورہ، مالیگاؤں کے احاطے میں مولانا موصوف کے نام پر ایک انجنیئرنگ کالج قائم کیا گیا ہے۔ اللّٰہ موصوف کی تمام خدمات کو قبول فرمائے۔ آمین.

13 کیٹلاگ

🔆1۔ ”تعلیم الاسلام“۔ <اسام کی مکمل بنیادی تعلیم>۔ صفحات: 312۔ ناشر: الدار السلفیہ، ممبئی۔ اور مکتبہ ثنائیہ سرگودھا۔

🔆2 ۔”قرآن خوانی اور ایصال ثواب“۔ صفحات: 64 ۔ناشر : مکتبہ دعوت توعیۃ الجالیات،ربوہ،ریاض۔

🔆3 ۔ ”حج مسنون“۔ ناشر: الدار السلفیہ، ممبئی۔

🔆4 ۔”داڑھی کے مسائل کتاب و سنت کی روشنی میں“۔ صفحات: 116۔ ناشر : دار العلم، ممبئی۔

عربی سے اردو ترجمے۔

🔆1۔ ”اسلامی عقائد“۔ سعودی عرب کے معروف اور جید عالم دین فضلیۃ الشیخ حافظ بن احمد الحکمی۔ صفحات: 282۔ ناشر : مکتبہ اسلامیہ، لاہور۔

🔆2۔ ”التوحید“۔ علامہ قاضی احمد بن حجرؒ <دوحہ قطر>۔ صفحات: 130۔ناشر : الدار السلفیہ، ممبئی۔

🔆3۔ ”مشروع اور ممنوع وسیلہ کی حقیقت“۔ شیخ نسیب الرفاعی۔ صفحات: 339۔ ناشر: الدار السلفیہ، ممبئی۔

4۔ ”اسلام اور مسائل جاہلیت“۔ امام محمد بن عبد الوہابؒ۔ صفحات: 187۔ ناشر : دار الدعوۃ السلفیہ، لاہور۔

5۔ ”عقیدہ توحید اور اس کے منافی امور“۔ ڈاکٹر شیخ صالح بن فوزان الفوزان۔ صفحات: 329۔ ناشر: مکتبہ احیاء منہج السلف کراچی۔

6۔ ”اللّٰہ کے محبوب بندوں کی آخری منزل جنت“۔ محدث مجتہد امام ابن قیم الجوزیہؒ۔ صفحات: 114۔ناشر : دار الکتب السلفیہ، لاہور۔

7۔ ”سنت رسول ﷺ اور قرآن دونوں ایک ہی چیز ہیں“۔ شیخ عبد اللہ بن زید المحمود۔ صفحات: 74 ناشر: دار الکتب السلفیہ، لاہور۔

8۔ ”محفل میلاد النبی ﷺ پر تحقیقی بحث“۔ شیخ عبد اللہ بن زید المحمود۔ صفحات: 100۔ ناشر: دار العلم، ممبئی۔

9۔ ”نماز باجماعت“۔ پروفیسر ڈاکٹر علامہ صالح بن غانم السدلان۔ صفحات: 291۔ ناشر: الدار السلفیہ، ممبئی۔

10۔ ”ذکر الہی“۔ امام بن قیمؒ۔ صفحات: 264۔ ناشر : طارق اکیڈمی، فیصل آباد۔

11۔ ”حج و عمرہ اور زیارت کے مسائل کی تحقیق و وضاحت“۔ مفتی اعظم شیخ عبدالعزیز بن بازؒ۔ صفحات: 176۔ ناشر : وزارت اسلامی امور و اوقاف و دعوت و ارشاد، مملکت سعودی عرب۔

12۔ ”شادی کے مسائل کتاب و سنت کی روشنی میں“۔ ڈاکٹر شیخ صالح بن خانم السدلان۔ پروفیسر جامعہ امام محمد بن سعود اسلامیہ الریاض۔ صفحات: 171۔ناشر: الدار السلفیہ، ممبئی۔

13۔ ”تزکیۃ النفوس“۔ صفحات: 170(مختلف کتابوں سے صحیح احادیث کا انتخاب کیا گیا ہے اور ان لوگوں کی باتیں نقل کی گئی ہیں جنہیں اس فن میں کامل مہارت‘ بصیرت اور دستگاہ حاصل ہے۔ اس کتاب کے مطالعے سے عوام کم وقت میں زیادہ معلومات حاصل کر سکتے ہیں۔ اور اس کتاب میں حوالہ جات کا بھی اہتمام کیا گیا ہے اور ساتھ میں احادیث کی تحقیق بھی کی گئی ہے)ناشر : الدار السلفیہ، ممبئی۔

14 حوالہ جات

1۔ ”کاروانِ سلف“۔ جلد اول ۔ از مولانا عبدالرؤف ندوی۔

2۔ ”کاروانِ حیات“۔ از ڈاکٹر علامہ محمد لقمان سلفیؒ۔

3۔ آزاد دائرہ المعارف ویکیپیڈیا۔ مقالہ مختار احمد ندوی۔





24 علامہ محمد رئیس ندوی رحمہ اللہ

1937ء تا 2009ء

اس دار فانی میں لوگ آتے ہیں اور ایک مخصوص عمر گزار کر چلے جاتے ہیں، مگر کچھ ہستیاں ایسی ہوتی ہیں جن سے اللہ تعالیٰ کو غیر معمولی کام لینا مقصود ہوتا ہے۔ وہ علم وعرفان کی شمعیں روشن کرتے ہیں اور ان کی جدو جہد سے اہل فکر و دانش کی دنیا میں انقلاب آ جاتا ہے۔ انھیں میں سے ایک شخصیت والد محترم حضرت مولانا محمد رئیس ندوی رحمہ اللہ کی تھی۔ جو بیک وقت ایک نامور محقق، مفکر، مدرس، مصنف، مناظر اور شیخ الحدیث ومفتی جامعہ سلفیہ بنارس ہونے کے ساتھ ساتھ اس دور کے ایک جلیل القدر عالم، زہد وتقوی سے متصف اور اعلی اخلاق و عادات کے حامل شخص تھے۔ جو توحید وسنت کی ترویج و اشاعت اور شرک و بدعت کی بیخ کنی کے لیے نہایت ٹھوس کام کر رہے تھے۔ خصوصاً آل دیوبند کی ہفوات کا جواب دینے کے لیے موصوف ہمہ وقت فکر مند رہتے تھے۔ وہ ان کی تلبیسات کو پہلی نظر میں تاڑ جاتے اور دلائل و براہین سے ان کے مزعومات کی حقیقت کو روز روشن کی طرح عیاں کر دیتے تھے۔ یقیناً ان کی اس کوشش سے بہت سے پردے اٹھے، مزاعم و اتہامات کی حقیقت بے نقاب ہوتی رہی اور شخصیت پرستی میں غلو ومبالغہ کے مفاسد عیاں ہوتے رہے۔ مسلک ائمہ محدثین کے دفاع اور دین حق کی توضیح کے لیے انھوں نے جس عرق ریزی اور دور رسی کا ثبوت دیا ہے، اس کی داد ہر حق پرست ہر دور میں دیتا رہا ہے اور یقیناً دیتا رہے گا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ان کی ان تمام کوششوں کو مفید ومقبول بنائے۔ آمین!

نام ونسب:

محترم والد صاحب رحمہ اللہ نے ایک بار استفسار کرنے پر بتلایا کہ میرا نسب نامہ تحریری طور پر محفوظ نہیں، کیونکہ آباء واجداد میں علوم سے ربط نہیں رہا، البتہ دادا صاحب کے بیان کے مطابق نسب نامہ اس طرح ہے:

محمد رئیس ندوی ولد سخاوت علی ولد محمد باقر والد جہانگیر ولد رجب علی۔

اس کے آگے کا نسب معلوم نہ ہوسکا۔ ہمارا خاندان انصاری کہلاتا ہے۔ جس کی وجہ رفیق محترم صفی الرحمن



مبارکپوری صاحب "الرحیق المختوم" یہ بتلاتے تھے کہ ولائے اسلام ہے، یعنی ہمارے اجداد کسی انصاری بزرگ کے ہاتھ پر ایمان لائے تھے، جیسا کہ امام بخاری کے اجداد میں سے کوئی صاحب یمان جعفی کے ہاتھ پر ایمان لائے، تو وہ اس رشتہ کے سبب اپنے کو "یمانی جعفی" کہنے لگے۔ والد صاحب کا بیان ہے کہ میرا یہ نام میرے دادا نے تحریر کیا تھا، جو ایک سو بیس سال کی عمر میں ۱۹۵۲ء میں فوت ہوئے۔ میں اپنی والدہ کی ہدایت کے مطابق دادا، دادی کی بہت خدمت کرتا تھا، اسی لیے دونوں مجھے بہت چاہتے تھے۔ وہ بہت دیندار، اقرباء پرور اور غرباء و مساکین کی مالی و معنوی امداد کیا کرتے تھے۔

ولادت:

والد صاحب رحمہ اللہ کے بیان کے مطابق ان کی پیدائش ۷/ جولائی ۱۹۳۷ء میں ان کے آبائی گھر بھٹیا، مروٹیا بازار ضلع بستی یوپی ہند میں ہوئی۔ پہلے ضلع بستی ضلع گورکھپور کا ہی ایک حصہ تھا اور فی الحال اس ضلع بستی میں تین اضلاع بن چکے ہیں۔ تحریک شہیدین کے زمانے میں ہمارے ضلع کے بہت سارے اہل علم اس تحریک سے وابستہ رہے۔ باسی کے قاری عبدالحق کے آباء و اجداد اور مجھوا میر کے مولانا میر جعفر صاحب وغیرہ اس تحریک میں روح رواں کی حیثیت رکھتے تھے۔ والد صاحب نے اپنی طالب علمی کے زمانہ میں مجھوا میر کا سفر کیا اور میر جعفر کے خاندان کا پتہ لگایا، لیکن معلوم ہوا کہ اس گاؤں میں کوئی بھی شخص اہل حدیث نہیں ہے۔

تعلیم و تربیت:

محترم والد صاحب رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ جس زمانے میں میں پیدا ہوا، اس سے تھوڑے ہی دنوں پہلے ہمارے گاؤں میں مولوی پیر علی کی جد و جہد سے ایک مکتب کی تاسیس ہوئی۔ اس موقع پر جو دینی اجلاس ہوا، اس میں سلفی علماء ہی مدعو کیے گئے تھے، مثلاً حضرت العلام مولانا عبدالرؤف خان صاحب جھنڈانگری، مولانا عبدالتواب ملتانی، مولانا عبدالغفار رفیق اور مولانا محمد زماں رحمانی وغیرہم۔

میں پانچ سال سے بھی کم عمر کا تھا کہ میری والدہ نے مجھے نماز پنجگانہ پر مواظبت کرائی اور گاؤں کے مکتب، نیز ننھیال میں رہنے کے زمانے میں وہاں کے مکتب اور نانا صاحب سے پڑھنے کی تاکید کی۔ اس وقت دونوں مکاتب میں صرف دو درجات کی تعلیم دی جاتی تھی۔ پھر اپنے گاؤں سے قریب واقع پرائمری اسکول میں داخل ہوگیا اور پرائمری پاس کیا۔ اس زمانے میں پرائمری کے سارے اساتذہ غیر مسلم تھے۔ مکتب



کے اساتذہ منشی معین الحق و منشی عبدالمجید و منشی رضا تھے۔ مروٹیا ہی میں میں نے جونیئر ہائی اسکول پاس کیا۔ پرائمری اور جونیئر ہائی اسکول میں پڑھنے کے زمانے میں سردی کے مہینے میں استاد کے گھر یا اسکول کی عمارت میں پڑھنے جانا ہوتا تھا اور اساتذہ بڑی محنت سے پڑھاتے تھے۔ میں نے جونیئر ہائی اسکول کے بعد پرائیویٹ طریقہ پر ہائی اسکول مدرسہ بدریہ پکہ بازار بستی (جو دارالعلوم ندوۃ العلماء کی شاخ تھی) میں رہ کر پاس کیا۔ ادھر دینی عربی و فارسی تعلیم بھی جاری رہی اور پھر ۱۹۵۷ء میں دارالعلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ جا کر داخلہ لیا۔

مشہور اساتذہ:

محترم والد صاحب رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ ہمارے اساتذہ میں مشہور اساتذہ یہ ہیں:

1. حضرت مولانا سید ابو الحسن ندوی، ان سے میں نے حدیث کی سند اجازہ بھی حاصل کی، جو مولانا سید نذیر حسین دہلوی و علامہ عبدالرحمٰن مبارکپوری صاحب تحفۃ الاحوذی وغیرہما تک پہنچتی ہے۔
2. مولانا عباس رحمہ اللہ۔
3. مولانا عبدالغفار صاحب ندوی۔
4. مولانا محمود الحسن عثمانی۔
5. مولانا رابع حسن ندوی۔
6. مولانا اسباط صاحب۔
7. مولانا مفتی ظہور صاحب۔

درس و تدریس:

والد صاحب کا بیان ہے کہ دار العلوم ندوۃ العلماء سے فارغ ہونے پر ۱۹۶۰ء میں مدرسہ بدریہ پکہ بازار اور پھر دار العلوم ندوۃ العلماء کے ناظم حضرت الاستاذ العلام سید ابو الحسن ندوی رحمہ اللہ کے حسب ارشاد ندوہ ہی میں پڑھاتا رہا۔ پھر مولانا ہی کے حسب مشورہ میں جامعہ سراج العلوم جھنڈا نگر گیا، بعد ازیں موصوف ہی کے حسب مشورہ دارالعلوم احمدیہ سلفیہ، دربھنگہ بہار میں پڑھایا اور ۱۹۶۹ء میں مرکزی دارالعلوم جامعہ سلفیہ، بنارس میں درس و تدریس کے لیے مقرر ہوا۔ تب سے آج تک جامعہ سلفیہ ہی میں اپنے تدریسی فرائض انجام دے رہا ہوں۔



درس قرآن وحدیث:

محترم والد صاحب کا بیان ہے کہ یہ میری خوش نصیبی ہے کہ زمانہ طالب علمی ہی میں حضرت مولانا سید عبدالغفار ندوی نگرامی کے زیر اہتمام تھا، سال کے تین مہینوں کی چھٹی میں وہ اپنے گھر چلے جاتے تھے تو میں جامع مسجد پکا بازار میں مولانا ہی کے حکم کے مطابق بعد نماز فجر درس قرآن دیا کرتا تھا۔ یہ سلسلہ جامعہ سراج العلوم، جھنڈانگر میں بھی جاری رہا، حتی کہ کئی کلومیٹر سے لوگ میرے درس قرآن میں شریک ہونے کے لیے جامع مسجد جھنڈانگر میں چلے آتے۔ مولانا جھنڈانگری بذات خود پورے درس میں موجود رہتے اور بعض باتیں نوٹ کرتے رہتے، یہ سلسلہ بحمداللہ دارالعلوم سلفیہ، دربھنگہ میں بھی جاری رہا۔

خطابت:

محترم والد صاحب رحمہ اللہ نے بیان فرمایا کہ جب تک میں جھنڈانگر میں رہا خطبہ جمعہ میں ہی دیتا تھا، بلکہ زمانہ طالب علمی میں بھی بکثرت نماز جمعہ پڑھانے اور خطبہ دینے جاتا رہا۔ تبلیغی جماعت کے جلسوں میں حاضر ہوتا اور موقع بموقع ان میں بھی خطاب کرتا، مگر کئی سالوں سے ہارٹ اٹیک کا مریض چل رہا ہوں، بنابریں معالج کی ہدایت کے مطابق تقریر وخطابت سے قاصر ہوں، ہاں صرف درس دیا کرتا ہوں۔

تصانیف:

دارالعلوم ندوۃ العلماء کی عالمیہ سال کے آخر میں ایک مقالہ پیش کرنا ضروری قرار دیا گیا تھا، لہٰذا والد صاحب رحمہ اللہ نے ''الیھود في القرآن'' کے موضوع پر مقالہ لکھا، اسے دیکھ کر اساتذہ نے بہت تعریف کی۔ بنابریں حضرت العلام مولانا علی میاں ندوی نے والد صاحب کو یہود پر ایک کتاب لکھنے کا مشورہ دیا اور مراجع کی فراہمی کا وعدہ کیا، حتی کہ اپنا ذاتی کتب خانہ والد صاحب کے حوالہ کر دیا، تو والد صاحب نے زمانہ طالب علمی ہی میں بڑی محنت، توجہ، عرق ریزی اور دماغ سوزی سے چار ضخیم جلدوں میں یہ کتاب لکھی۔ پانچویں جلد بھی آدھی سے زیادہ لکھ چکے تھے، مگر افسوس کے والد صاحب کی یہ اہم کتاب کسی کی نظر بد کا شکار ہوگئی اور منصۂ شہود پر آنے سے پہلے ہی مفقود ہوگئی۔ محترم والد صاحب کا بیان ہے کہ دوبارہ اسے لکھنے کی بالکل ہمت نہیں ہوئی، کیونکہ میں مولانا سید علی میاں ندوی کی صحبت اور استفادہ سے محروم ہو چکا تھا۔

میں جب جھنڈانگر آیا تو ایک بدعتی کتاب کے جواب کے لیے مجھ سے مولانا عبدالرؤف صاحب نے



کہا، جو میں نے لکھ دیا، جسے انھوں نے "تصحیح العقائد بإبطال شواهد الشاهد" کے نام سے چھپوایا۔ پھر یہی کتاب کئی گنا اضافات کے ساتھ جامعہ سلفیہ میں طبع ہوئی۔ باقی کتابوں کے نام یہ ہیں:

① "اللمحات إلى ما في أنوار الباري من الظلمات" اس کی چار ضخیم جلدیں شائع ہوگئی ہیں، پانچویں جلد بھی جامعہ سلفیہ بنارس کے شعبہ طباعت میں منتظرِ طباعت ہے، چھٹی اور آخری جلد زیرِ تصنیف ہے۔

② "اسلام میں نماز جمعہ کا حکم" یہ کتاب مطبوع ہے۔

③ "غاية التحقيق في تضحية أيام التشريق" یہ کتاب کئی بار متعدد مقامات سے شائع ہوچکی ہے۔

④ "تحویل قبلہ" یہ کتاب کشمیر کی صوبائی جماعت اہل حدیث نے طبع کی۔

⑤ "تنوير الآفاق في مسئلة الطلاق" یہ کتاب بھی مطبوع ہے۔

⑥ "سیرت امام ابن حزم" مطبوع۔

⑦ "علوی مالکی سے دو دو باتیں" مطبوع۔

⑧ "سیرت ام المؤمنین خدیجۃ الکبریٰ" یہ کتاب بھی جامعہ سلفیہ سے چھپ چکی ہے۔

⑨ "ضمیر کا بحران" یہ بھی جامعہ سلفیہ سے چھپ چکی ہے۔

⑩ "قصہ ایامِ قربانی کا" یہ کتاب دہلی سے باہتمام حافظ شکیل احمد میرٹھی چھپ چکی ہے۔

⑪ "رکعات تراویح" یہ کتاب چھ ضخیم قسطوں میں اخبار اہل حدیث دہلی باہتمام مولانا سہوانی چھپ چکی ہے۔

⑫ "ابانہ" یہ کتاب دربھنگہ میں چھپی ہے۔ تین سو صفحات سے زیادہ کی ہے۔

⑬ "مفقود الخبر شوہر کا شرعی حکم"۔

⑭ "صحت نکاح کے لیے ولی اور کفو کی شرط"۔

⑮ "تاریخ اہل حدیث ہند" مطبوع۔

⑯ "خطبات نغمہ حدیث" جامعہ محمدیہ مالیگاؤں سے چھپ چکی ہے۔

⑰ "سیرت آدم علیہ السلام"۔

⑱ "كتاب العقيقه"۔

⑲ "اولاد ام المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ" زیرِ تصنیف۔



۶۰ ''سیرت علامہ نذیر احمد املوی رحمانی''۔

۶۱ ''دیوبندی تحفظِ سنت کانفرنس پر سلفی تحقیقی جائزہ'' یہ کتاب ممبئی کی جمعیت چھپوا چکی ہے۔

۶۲ ''نماز جنازہ اور اس کے مسائل''۔

اولاد:

محترم والد صاحب حفظہ اللہ کی دو شادیاں ہوئیں۔ پہلی بیوی سے صرف ایک بچی ہے۔ دوسری بیوی سے پانچ لڑکیاں اور ایک لڑکا عبدالحق ہے۔

شاگردان:

① مولانا ڈاکٹر رضاء اللہ صاحب مبارکپوری رحمہ اللہ۔

② مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی۔

③ شیخ صلاح الدین مقبول۔

④ مولانا شاہد جنید سلفی۔

⑤ مولانا عبداللہ سعود سلفی۔

⑥ شیخ وصی اللہ محمد عباس، مکہ مکرمہ۔

⑦ شیخ عبدالباری فتح اللہ، ابوظہبی امارات۔

⑧ مولانا عزیر شمس مدنی۔

⑨ ذوالفقار ابراہیم اثری، لندن۔

⑩ ڈاکٹر عبدالجبار فریوائی مدنی۔

محترم والد صاحب کا بیان ہے کہ پڑھنے کو تو بہت لوگوں نے مجھ سے پڑھا ہے، لیکن مجھے یاد نہیں۔

وفات:

آپ نے ۱۰ مئی ۲۰۰۹ء کو وفات پائی۔

عبدالحق بن محمد رئیس ندوی



25 پروفیسر عبدالجبار شاکر

1947 تا 2009

پروفیسر عبدالجبار شاکر بن عبدالعزیز حسینوی بن عبدالغنی حسینوی رحمہ اللہ

ڈائریکٹر دعوہ اکیڈمی، انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد

جب پتوکی کے قریب حسین خان والہ چک ۱۸ قائم ہوا تو آپ کے والد محترم حسین خانوالہ ہٹھاڑ چھوڑ کر دین کی تبلیغ کی خاطر وہاں چلے گئے۔ عبدالجبار شاکر رحمہ اللہ بھی اپنے والد کے ساتھ وہاں ہی رہے۔

زمانہ طالب علمی میں ان کے مطالعہ کا یہ عالم تھا خود اپنی تقریر میں کہتے ہیں کہ میں اپنی طالب علمی کے زمانے میں نصابی کتب کے علاوہ روزانہ ۳۰۰ صفحات مطالعہ کیا کرتا تھا اور ہر ماہ اپنے جیب خرچ سے (شاید) دس کتب خریدتا تھا۔ اور کتب کی محبت تو انھیں موروثی ملی تھی۔

اعلی تعلیم حاصل کی۔ عرب وعجم میں سیرت النبی ﷺ کے حوالے سے جانے جاتے تھے۔ انھیں کئی ایوارڈ ای بات پر مل چکے تھے کہ ان کے پاس برصغیر میں سیرت النبی ﷺ پر سب سے زیادہ کتب ہیں۔ اسی طرح وہ اقبالیات اور پاکستانیات کے بہت شوقین تھے۔ ان کا مکتبہ بیت الحکمت اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ فیصل مسجد اسلام آباد میں کئی سال خطیب بھی رہے اور پنجاب کی تمام گورنمنٹ لائبریریوں کے ڈائریکٹر بھی۔

پاکستان اور دیگر ممالک کے مدارس، کالجز، یونیورسٹیز میں منعقد ہونے والے تاریخ سیمیناروں میں ان کے لیکچر عام ہوتے تھے۔ جو بھی ان کا لیکچر سنتا ان کا مداح بن



جاتا۔انھوں نے سینکڑوں کتب کے فلیپ اور مقدمے تحریر کیے۔ان کی اردو تحریر اپنا مقام رکھتی تھی۔

ان کی اولاد میں سے جمال الدین افغانی اور دیگر بیٹے ہیں ان کے بیٹے دینی وادبی کتب شائع کررہے ہیں۔کتاب سرائے ،نشریات وغیرہ ان کے اداروں کے نام ہیں۔

انھوں نے اپنی ایک بیٹی کی شادی اپنے چچا مولانا عبدالرحیم حسینوی رحمہ اللہ کے فرزند پروفیسر امام یحیی زاہد کے ساتھ کی۔وہ حسین خانوالہ ہٹھاڑ میں ہی مقیم تھی ابھی ایک سال سے اپنے اہل خانہ کے ساتھ وہ لاہور میں منتقل ہوچکی ہیں۔

دل کی تکلیف کی وجہ سے اپریشن ہورہا تھا کہ اسی دوران 13 اکتوبر 2009ء اللہ تعالی کو پیارے ہوگئے۔ان کے وفات پاجانے کے بعد ان کے حالات پر کئی ایک کتب لکھی گئیں اور کئی رسائل اور اخبارات کے خصوصی ایڈیشن شائع ہوئے۔ایک زمانہ ان سے والہانہ محبت کرتا تھا جس بھی شہر میں ان کا خطاب ہوتا لوگ ہزاروں کی تعداد میں اکٹھے ہوجاتے۔

پروفیسر عبدالجبار شاکر رحمہ اللہ کی وفات پر رسائل و جرائد میں بہت کچھ شائع ہوا انھیں مضامین میں سے چند ایک پیش خدمت ہیں۔

پروفیسر عبدالجبار شاکر کا سانحۂ ارتحال

پچھلے سال مجلس احرار کی آخری نشانی مولانا مجاہد الحسینی نے سیرتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر لکھی جانے والی اپنی تازہ تالیف کی تقریبِ رونمائی یہاں ایک ہوٹل میں منعقد کی جس کے مہمانِ خصوصی ہمارے فاضل دوست پروفیسر عبد الجبار شاکر تھے۔ اس



خوبصورت تقریب میں ہر طبقہ زندگی سے اہل علم اور ممتاز حضرات مدعو تھے۔ پروفیسر صاحب تشریف لائے اور سیرت پر اپنے مخصوص اُسلوبِ خطابت سے حاضرین کو محظوظ فرمایا۔ ان کے حکمت ودانش بھرے جملے آج بھی کانوں میں رس گھول رہے ہیں۔

اُنہوں نے کہا کہ ایک کامل ومکمل معلم کے لئے ذیل کے معیاروں پر اُترنا ضروری ہے:

اس کی زندگی کا کوئی پہلو پردہ میں نہ ہو۔

اس کی ہرزبانی تعلیم کے مطابق اس کی عملی مثال بھی سامنے ہو۔

اس کی اخلاقی زندگی میں یہ جامعیت ہو کہ وہ انسانوں کے ہرکارآمد گروہ کے لئے اپنے اندر اِتباع وپیروی کا سامان رکھتی ہو۔

اُنہوں نے کہا کہ تنقید کے ان معیاروں پر اگر ہم سارے انبیاء اور مذاہب کے بانیوں کی زندگیوں کا جائزہ لیں تو معلوم ہوگا کہ ان میں سے کسی کی زندگی بھی پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ مبارکہ کے برابر جامع کمالات نہیں، کوئی پیغمبر یا بانی مذہب ایسا نہیں ہے جس کی زندگی کا ہر پہلو اس طرح ہمارے سامنے بے نقاب ہو کہ گویا وہ خود ہمارے سامنے موجود ہے۔

حضرت نوح علیہ السلام سے لے کر حضرت موسیٰ علیہ السلام تک توراۃ کے ایک ایک پیغمبر پر نگاہ ڈالتے جاؤ، ان کی معصوم زندگی کے حالات کی کتنی سطریں تمہارے سامنے ہیں۔ اُنہوں نے مزید کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تینتیس ۳۳ برس کی زندگی میں سے صرف تین برس کا حال ہم کو معلوم ہے۔ ان تین برسوں کے حالات میں سے بھی معجزات و خوارق کے سوا کوئی اور حال بہت کم معلوم ہے۔ ان انبیا کے علاوہ ہندوستان، ایران اور



چین کے بانیانِ مذاہب کی اخلاقی زندگیوں کا جائزہ لیں تو معلوم ہوگا کہ اس کے لئے دنیا میں کوئی سامان ہی موجود نہیں کیونکہ ان کی اخلاقی زندگی کے ہر پہلو پر ناواقفیت کا پردہ پڑا ہوا ہے۔ صرف اور صرف اسلام ہی کے ایک معلم کی زندگی ایسی ہے جس کا حرف حرف دنیا میں محفوظ اور سب کو معلوم ہے اور بقول باسورتھ سمتھ کے کہ ※※ یہاں (سیرتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم) پورے دن کی روشنی ہے جس میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا ہر پہلو روزِ روشن کی طرح نمایاں ہے.※※

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حکم کہ میرے ہر قول اور عمل کو ایک دوسرے تک پہنچاؤ۔ محرمانِ راز کو اجازت تھی کہ جو مجھے خلوت میں کرتے دیکھو، اس کو جلوت میں برملا بیان کرو۔ جو حجرہ میں کہتے سنو، اس کو چھتوں پر چڑھ کر پکارو: (اَلا فلیبلّغ الشاہد الغائب) غرض یہ کہ پروفیسر صاحب سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حیثیت وعظمت پر فصاحت وبلاغت کے دریا بہاتے چلے جا رہے تھے۔ تقریب کے اختتام پر ہم نے اکٹھے کھانا کھایا اور کچھ دیر گفتگو اور گپ شپ رہی لیکن کیا معلوم تھا کہ یہ نشست ان سے آخری ملاقات ثابت ہوگی۔

پروفیسر صاحب نے بارہا فیصل آباد میں علمی وادبی محفلوں سے خطاب کیا جن میں سے زیادہ تر ان سطور کے راقم کی درخواست وفرمائش پر وہ تشریف لائے۔ مدتِ مدید سے ان سے شناسائی اب خاصی دوستی میں تبدیل ہو چکی تھی، فرمایا کرتے کہ مصروفیات کے باوجود میں آپ کو انکار نہیں کرسکتا کیونکہ آپ ہمارے اکابر کی روایات کے امین

ہیں۔

پروفیسر صاحب بفضلہٖ جدید وقدیم علوم کے ماہر اور ایک مفکر و مدبر کے طور پر جانے پہچانے جاتے تھے۔ عصر حاضر کے تقاضوں اور نت نئے مسائل کا حل وہ قرآن وسنت کی صافی تعلیمات سے واضح فرماتے۔ علومِ قرآنیہ اور سنت وسیرتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر ان کا گہرا مطالعہ تھا جو ان کی تحریروں، علمی کتب پر تقریظات اور حاشیوں سے نمایاں ہوتا ہے۔ ان کے منفرد لہجہ اور طلسماتی مسکراہٹ و خطابت سے سامعین پر ایک چاشنی اور گرویدہ پن طاری ہو جاتا۔ یہ کوئی مبالغہ نہیں بلکہ حقیقت ہے کہ ان کے بیان وکلام میں ذخیرۂ الفاظ کی ایسی فراوانی ہوتی کہ حاضرین عش عش کر اُٹھتے اور بے پناہ داد دیتے۔

اقبالیات کے موضوع پر وہ اہل فکر و دانش میں ایک اتھارٹی سمجھے جاتے۔ آغا شورش کاشمیری کے بعد مجلس اقبال کے روح رواں ہمارے ممدوح پروفیسر عبدالجبار شاکر ہی ہوتے۔ علامہ اقبال کی شاعری وفلسفہ اور فکری آگہی پر ملک اور بیرونِ ملک منعقد ہونے والی مجالس میں ان کی شرکت رہتی۔ یورپ اور مشرقِ وسطیٰ کے ممالک، بھارت و بنگلہ دیش میں عالمی سطح کے سمینارز اور مذاکروں میں اُنہیں ایک منجھے ہوئے، معتدل عالم دین اور سکالر و دانشور کے طور پر مدعو کیا جاتا۔

ان تمام اوصاف وفضیلتوں کے باوجود ان کی طبیعت میں تواضع وانکساری اور سادگی تھی۔ وہ بے حد ملنسار اور اسلامی اخلاق واقدار کے لحاظ سے اُجلی سیرت وصورت کے مالک تھے۔ عالی منصب اور بلند مرتبت ہوتے ہوئے بھی ان سے تصنع وتکلف کو کوئی دخل



نہ تھا۔ عام بسوں یا تانگوں رکشوں میں آنے جانے کو عار نہ سمجھتے۔ ان کے ایک بیرونِ ملک کے سفر کا احوال ان کے ہم سفر جناب رانا محمد شفیق خان پسروری نے روزنامہ پاکستان میں 15/اکتوبر کے اپنے کالم میں خوب ذکر کیا ہے کہ وہ ایک مردِ درویش اور علم و کتابت کے عاشق زار تھے۔ منکسر مزاج، عبادت گزار اور نیک خو انسان تھے۔ مرنجاں مرنج اور خوش گفتار ایسے کہ ان کی تقاریر و خطابت واقعتا دل کو کھینچنے اور دماغ میں جگہ بنانے والے ہوتے۔ میرے خیال و وجدان میں بلاشبہ وہ ایک ایسی شخصیت بن چکے تھے جس پر ہم بجا طور پر فخر کر سکتے ہیں۔

پروفیسر صاحب نے جامعہ سلفیہ میں تقریبِ بخاری کے دو تین موقعوں پر حجیتِ حدیث اور محدثین و سلف صالحین کی خدمات پر جو تقاریر کی ہیں، اگر ان کا ریکارڈ ہو تو ان کی اشاعت سے علماء و اساتذہ اور طلبہ کی معلومات میں اضافہ ہو سکتا ہے، نیز ایک تاریخی و علمی دستاویز تیار ہو سکتی ہے۔

پروفیسر صاحب فاضل درسِ نظامی، لاء گریجویٹ اور اقبالیات میں ایم فل تھے۔ وہ مختلف کالجز میں تدریسی خدمات انجام دینے کے علاوہ ایک عرصہ ڈائریکٹر پبلک لائبریریز پنجاب بھی رہے۔ اُنہوں نے بہت سی کتب کے دیباچے اور مقدمے لکھے اور بے شمار ٹی وی پروگراموں میں علمی و ادبی اور پیچیدہ مسائل کے میزبان اور مہمان کے طور پر شریک رہے۔ زبان و ادب پر ان کی مہارت اور ملکہ کو ہر مقام پر سراہا جاتا۔ لاہور میں ملتان روڈ پر منصورہ کے بالمقابل بیت الحکمت کے نام سے وسیع لائبریری قائم کی جس کا شمار ملک کی معروف لائبریریوں میں ہوتا ہے جہاں تفسیر، سیرت، تقابل ادیان،



قوانین، علومِ اسلامیہ ، اُردو فارسی ادب اور عربی لٹریچر کی ہزارہا کتابیں اور نایاب مخطوطات ومقالات اس لائبریری کی زینت ہیں۔ وہ تعارف کرایا کرتے کہ ان کی لائبریری میں سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر سب سے نادر اور بیش قیمت ذخیرہ کتب موجود ہے۔آج کل وہ فیصل مسجد، اسلام آباد کے مقبول خطیب اور بین الاقوامی اسلامک یونیورسٹی میں الدعوۃ اکیڈمی کے ڈائریکٹر تھے۔

پروفیسر صاحب کا اچانک سانحۂ ارتحال ملک بھر میں بجلی بن کر گرا۔جامعہ سلفیہ کے پرنسپل جناب محمد یٰسین ظفر نے جب ان کی وفات کی غم ناک خبر سنائی تو چند لمحات سکتہ میں گذرے۔ ماضی قریب میں یکے بعد دیگرے جو علماء وفضلا رحلت کر گئے تھے، ابھی تو ہم ان کی جدائیوں کے زخم سہلا رہے تھے کہ یہ افسوسناک خبر سننے کو ملی۔ بہر حال ہم ربّ العالمین کی رضا پر راضی ہیں۔اس کے ہر اَمر میں حکمتیں کارفرما ہیں۔شیخوپورہ میں مرحوم کی نمازِ جنازہ میں شرکت کی سعادت حاصل ہوئی ،نمازِ جنازہ میں ملکی وملی قائدین ، دینی وسیاسی جماعتوں کے سربراہ ، وکلا، ہائی کورٹس کے جج حضرات اور علماء وصحافی دیکھنے میں آئے بلکہ تمام طبقہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے لوگ ہزاروں کی تعداد میں شامل تھے۔دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی بھرپور دینی وملی اور ملکی خدمات کو قبول ومنظور فرما کر ان کی مغفرت فرمائے اور ان کے خاندان وحلقہ احباب کو صبر وحوصلہ کی توفیق دے۔آمین یا ربّ العالمین!(ماہ نامہ محدث لاہور شمارہ نمبر: ۳۳۲ نومبر ۲۰۰۹)

حیات وموت میں کچھ ایسا فاصلہ بھی نہیں

ڈاکٹر حسین احمد پراچہ 23 نومبر، 2009

نوائے وقت

ابوالریحان محمد البیرونی اسلام کے زمانہ عروج کا ایک دمکتا ہوا ستارہ تھا جس کی روشنی سے آج بھی مشرق ومغرب کی دانش گاہیں منور ہیں۔ وہ ایک عظیم سائنسدان تھا۔ البیرونی جب بستر مرگ پر تھا تو اس کی عیادت کے لئے لوگ آتے اور اسے تسلی دیتے تھے۔ اس کی زندگی کے آخری لمحات میں البیرونی کا ایک فقیہہ دوست اسے ملنے آیا تو البیرونی نے اس سے کہا کہ میں نے سوتیلی نانیوں دادیوں کی وراثت کے بارے میں جو سوال پوچھا تھا اور تم نے تحقیق کر کے جواب دینے کا وعدہ کیا تھا اس کا کیا ہوا۔ اس کے فقیہہ دوست نے جواب دیا میں نے تحقیق تو کرلی ہے مگر اس وقت تمہاری حالت ایسی نہیں کہ ہم علمی مسئلے مسائل چھیڑ لیں۔ اس پر البیرونی نے کہا کہ تم مجھے اطمینان سے میرے سوال کا جواب دو کیونکہ کوئی نئی بات سیکھ کر مرنا نہ سیکھ کر مرنے سے بہتر ہے۔ البیرونی کے فقیہہ دوستنے اسے مختصراًوہ فقہی مسئلہ سمجھایا۔ فقیہہ کا کہنا ہے کہ میں جب اس سے رخصت ہو کر باہر گلی میں آیا اور ذرا آگے بڑھا تو مجھے اس کے گھر سے رونے کی آوازیں آنے لگیں۔ البیرونی نئی بات سیکھ کر بڑے اطمینان کے ساتھ اس دنیا سے رخصت ہو گیا۔

برادر گرامی پروفیسر عبدالجبار شاکر کے صاحبزادہ رفیع الدین حجازی نے بتایا کہ جس صبح کو شاکر صاحب کے دل کا بائی پاس آپریشن تھا اس رات انہوں نے تین کتابوں کے دیباچے لکھے پھر خدا کے حضور سر بسجود رہے اور علی الصباح مسکراتے ہوئے آپریشن روم میں چلے گئے جہاں ملک الموت ان کا منتظر تھا۔ شاکر صاحب شیوہ تسلیم ورضا کے خوگر تھے لہٰذا وہ بغیر کسی لیت ولعل کے ملک الموت کے ساتھ چل پڑے۔



عبدالجبار شاکر صاحب خطیب بھی تھے اور ادیب بھی۔ وہ محقق بھی تھے اور مبصر بھی۔ معلم بھی تھے اور متعلم بھی۔ وہ مفسر بھی تھے اور محدث بھی۔ کِتاب بھی تھے اور کتاب نویس بھی بلکہ جامع الکتب بھی تھے۔ بیت الحکمت کے نام سے انہوں نے اپنے گھر کی پانچ منازل پر ذاتی لائبریری قائم کی تھی جس میں ایک لاکھ کے قریب کتب موجود ہیں۔ پاکستان میں اتنے بڑے پیمانے پر اکا دکا ہی ذاتی لائبریریاں ہیں۔ معروف قانون دان خالد اسحاق مرحوم کے بارے میں سُن رکھا ہے کہ ان کی ذاتی لائبریری بہت بڑی تھی۔ جناب خالد اسحاق کے پاس تو وسائل کی کمی نہ تھی مگر شاکر صاحب تو درویش آدمی تھے اس کے باوجود انہوں نے اپنی ساری جائیداد بیچ کر کتابیں خرید لیں۔ سیرت طیبہ اور اقبالیات پر جتنی کتابیں ان کی ذاتی لائبریری بیت الحکمت میں ہیں اتنی پاکستانی کی کسی سرکاری لائبریری میں بھی نہیں۔ انہیں نہ صرف کتابیں جمع کرنے کا شوق تھا بلکہ وہ دلچسپی کے ساتھ رات رات بھر جاگ کر ان کتابوں کا مطالعہ بھی کیا کرتے تھے اور جب وہ کسی موضوع پر علمی مجالس پر بولتے یا لکھتے تھے تو ان کی بات کو بڑی توجہ کے ساتھ سنا جاتا تھا۔ کئی برس تک وہ مرکزی مجلس اقبال کے سٹیج سیکرٹری کی حیثیت سے لاہور میں یوم اقبال کی تقریبات کو اپنی خطیبانہ صلاحیتوں سے گرماتے رہے۔ اسلام کی علمی سربلندی کے دور میں ابن سینا اور البیرونی جیسی شخصیات جامعیت کا نمونہ تھیں وہ فلکیات' ریاضیات' نباتات' لسانیات' طب' تاریخ وفلسفہ اور نہ جانے کن کن شعبوں میں درجہ کمال پر پہنچے ہوئے تھے۔ پروفیسر عبدالجبار شاکر نے اپنی زندگی ایسی ہی جامعیت کے لئے وقف کر رکھی تھی۔

ہمارا ان سے پہلا تعارف بین الکلیاتی مباحثوں میں ہوا۔ وہ ہم سے سینئر تھے۔ وہ



پہلے گورنمنٹ کالج ساہیوال اور پھر اورنٹیل کالج اور پنجاب یونیورسٹی کی نمائندگی کرتے ہوئے جس کالج میں آتے کامیابی کے جھنڈے گاڑ دیتے تھے۔ وہ جب کسی مباحثے میں پہنچتے تو مقررین سرگوشیوں میں ایک دوسرے کو بتاتے کہ بھائی یہ ــــ"پُرجوش مولوی ــــ" آ گیا ہے انعام بھی لے جائے گا اور ٹرافی بھی۔ شاکر صاحب اوائل شباب سے کتاب کے رسیا تھے لہٰذا مباحثوں میں وہ اپنی تقریر کو جذبات اور دلائل کی آنچ میں پکا کر جب اپنی پاٹ دار آواز میں بولتے تو ہال میں سناٹا چھا جاتا یا پھر وقفے وقفے سے تالیوں کی گونج بلند ہوتی رہتی۔ سامعین نہایت فراخدلی اور خوشدلی سے داد دیتے ہوئے تالیاں بجاتے تھے۔ آگے چل کر وہ طالب علم عبدالجبار شاکر سے پروفیسر عبدالجبار شاکر ہو گئے۔ پہلے وہ اردو کے لیکچرار اور پھر وہ لائبریرین بن گئے اور پنجاب کے چیف لائبریرین کے عہدے تک پہنچے۔

انٹرنیشنل اسلامی یونیورسٹی میں وہ دعوہ اکیڈمی کے ڈائریکٹر مقرر ہوئے۔ اس حیثیت سے انہوں نے ملک کے اندر اور ملک سے باہر دعوہ اکیڈمی کی دینی، علمی، اشاعتی اور تدریسی سرگرمیوں کا دائرہ بہت وسیع کر دیا۔ ابھی کچھ عرصہ پہلے شعبہ سیرت کے ڈائریکٹر مقرر ہوئے تھے۔ جو شخص اتنا ہمہ صفت ہو اور اپنی علمی و انتظامی مصروفیات میں اتنا مگن ہو وہ بالعموم بڑا سرد مہر اور خشک مزاج ہو جاتا ہے۔ بات بات پر لوگوں سے لڑ پڑتا ہے اور انہیں ڈانٹ دیتا ہے مگر عبدالجبار شاکر مرحوم نے اپنی ذاتی خوش مزاج اور خندہ روئی کو علمی بوجھ تلے ہرگز دبنے نہ دیا۔ وہ ہر واقف ناواقف ملاقاتی سے نہایت خندہ پیشانی سے پیش آتے۔ دوستوں کی درخواست پر وہ ان کی کتابوں کے مقدمے اور دیباچے لکھ دیا کرتے

تھے۔

پروفیسر آرنلڈ جے ٹائن بی کی ایک مشہور کتاب کا میں نے "دنیا اور مغرب" کے نام سے ترجمہ کیا۔ شاکر مرحوم نے نہ صرف اس کتاب کے ترجمے پر نظرِ ثالث کی بلکہ اس کا دیباچہ بھی تحریر کیا اور نہ صرف دیباچہ تحریر کیا بلکہ کتاب کی بہترین اشاعت کا انتظام بھی کر دیا۔ جب اسلام آباد کے میریٹ ہوٹل میں اس کتاب کی تعارفی تقریب منعقد ہوئی تو تبصرہ نگار ترجمے اور مترجم کو بھول گئے اور انہوں نے شاکر صاحب کے مقدمے کی دل کھول کر داد دی۔

مختلف شہروں میں پروفیسر عبدالجبار شاکر سے محبت کرنے والے اور ان کے دینی، علمی و ادبی کارناموں کی قدر کرنے والے ان کی یاد کو زندہ رکھنے کے لئے تعزیتی اجلاس منعقد کر رہے ہیں۔ گزشتہ روز یہاں مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد میں ڈاکٹر زیڈ اے قریشی اور ڈاکٹر رضیہ سلطانہ نے شاکر صاحب کے حوالے سے ایک تعزیتی ریفرنس کا اہتمام کیا۔ اس ریفرنس میں پروفیسر فتح محمد ملک، ڈاکٹر شیر زمان، ڈاکٹر محمد حامد، پروفیسر حبیب الرحمن، عاصم، شاکر مرحوم کے صاحبزادے رفیع الدین حجازی اور راقم الحروف نے مرحوم کے بارے میں اپنے تاثرات کا اظہار کیا۔ پروفیسر فتح محمد ملک نے اس موقعے پر ایک بڑی فکر انگیز بات کہی کہ آج ہمارا معاشرہ ایک زر پرست معاشرہ بن چکا ہے۔ دولت پرستی کے علاوہ باقی تمام اقدام دم توڑ چکی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ آج ہمارے ہاں علم بڑھتا ہے تو فاصلے بڑھتے ہیں، رقابتیں بڑھتی ہیں، سازشیں بڑھتی ہیں۔

اللہ کے آخری نبی نے فرمایا تھا کہ "اپنے بھائی کے لئے تیری مسکراہٹ صدقہ ہے۔"



اپنی زندگی میں عبدالجبار شاکر اس فرمانِ رسول پر صدق دل سے عمل پیرا رہے۔ آج ان کا علم، ان کے اعمال حسنہ اور سب سے بڑھ کر ان کی اولاد صالحہ ان کے لئے صدقہ جاریہ ثابت ہو گی۔ ڈاکٹر سید خورشید رضوی کا ایک شعر بارہا سُنا اور بارہا پڑھا تھا مگر اس کی حقیقی معنویت اسی روز آشکارا ہوئی جس روز پروفیسر عبدالجبار شاکر اچانک ہم سب کو داغِ مفارقت دے گئے۔

نہ جانے کب نہ رہیں ہم، ہمیں غنیمت جان
حیات و موت میں کچھ ایسا فاصلہ بھی نہیں

فیصل مسجد کے خطیب معروف عالم دین عبدالجبار شاکر وفات پا گئے

اسلام آباد 13 اکتوبر 2009۔ عالمی اسلامی یونیورسٹی کی دعوۃ اکیڈمی کے ڈائریکٹر جنرل اور معروف عالم دین پروفیسر عبدالجبار شاکر آج اسلام آباد میں وفات پا گئے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

عبدالجبار شاکر کی عمر 62 سال تھی اور ان کا تعلق پنجاب کے ضلع شیخوپورہ سے تھا۔ ان کے دل کے دو آپریشن ہو چکے تھے جبکہ ان کی وفات دل کے تیسرے آپریشن کے دوران ہوئی۔ ان کی نماز جنازہ اسلام آباد کے علاوہ شیخوپورہ میں بھی ادا کی گئی۔

تالیفات:

بہت کچھ لکھا اگر سارا اکٹھا کیا جائے تو کئی جلدوں پر ایک انسائیکلو پیڈیا تیار ہو جائے جن میں سے چند ایک تحریروں کی طرف اشارہ مقصود ہے۔

دور حاضر میں اجتہاد کے امکانات و شرائط اور اقبال رحمہ اللہ



درج ذیل کتب مطبوع ہیں:

خطبات ومقالات سیرت

مرقع سیرت

ربیع الاول کے واقعات

ہزاروں علمی وفکری لیکچر دیے

آپ کے حالات پر بہت کچھ لکھا گیا اور لکھا جارہا ہے ان میں سے ایک کتاب

کتاب کا نام: تذکار پروفیسر عبدالجبار شاکر رحمہ اللہ

ترتیب وتدوین: ڈاکٹر زاہد اشرف،

صفحات: ۳۶۸، قیمت: ۱۵۰ روپے،

ملنے کا پتہ: مکتبہ المنبر ،عبدالرحیم اشرف ٹرسٹ کمپلیکس، شاہراہ الاشرف سرگودھا روڈ، فیصل آباد (پاکستان)۔

تبصرہ نقدونظر! جامعہ علوم اسلامیہ

زیر تبصرہ کتاب: پندرہ روزہ "المنبر" فیصل آباد کی خصوصی اشاعت ہے، جو جناب پروفیسر عبدالجبار شاکر مرحوم کی یاد میں، ان پر لکھے گئے ۵۲ مقالات اور نگارشات کا مجموعہ ہے۔ جناب پروفیسر عبدالجبار شاکر مرحوم صاحب علم، وسیع المطالعہ اور فن خطابت میں ایک منفرد مقام رکھتے تھے، ان کی عمر کا طویل حصہ درس وتدریس، مطالعہ اور علمی نوادرات کی تلاش میں گزرا۔ آپ پنجاب پبلک لائبریری اور دعوہ اکیڈمی کے ڈائریکٹر جنرل کے عہدہ پر متمکن رہے اور اس کے علاوہ شاہ فیصل مسجد اسلام آباد کی خطابت فرائض انجام دیتے



رہے۔ انہیں کتاب اور مطالعہ سے خوب شغف تھا، جس کا اظہار ان کی وسیع لائبریری سے ہوتا ہے۔

لکھا گیا ہے کہ اس لائبریری جس کا نام انہوں نے ــــ"بیت الحکمۃ ــــ" رکھا ہے، وہ اسم بامسمّٰی ہے، تقریباً ڈیڑھ لاکھ کتب اس لائبریری میں محفوظ وموجود ہیں جو انہوں نے عوام الناس کی علمی تسکین کے لئے وقف کررکھی تھیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مساعی جمیلہ کو قبول فرمائے۔

----

26 پروفیسر شیخ محمد جمیل زینوؒ

1344-1431ھ=1925-2010ء

شیخ محمد جمیل زینو رحمہ اللہ کی تعلیم و تربیت بدعتی اور مشرکانہ ماحول میں ہوئی تھی ۔ آپ کے اساتذہ بھی زیادہ تر بدعتی ، مشرک ، اشعری و ماتریدی تھے ۔ تصوف میں آپ نشقبندی تھے اور تصوف کی بدعات و خرافات میں شامل ہوتے تھے ۔ مطالعہ حدیث کی وجہ سے شیخ محمد جمیل زینو رحمہ اللہ شرک و بدعت سے متنفر ہو گئے ۔ اور آپ کے تعلقات اپنے مشرک اساتذہ سے خراب ہو گئے تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو۔
" راہ ہدیت کیسے ملی " از محمد جمیل زینوؒ۔

اس کے بعد شیخ محمد جمیل زینو رحمہ اللہ محدث العصر علامہ محمد ناصرالدین البانی رحمہ اللہ کے دروس میں شامل ہوتے ۔ دروس میں شامل ہونے ۔ نیز

محدث العصر علامہ محمد ناصرالدین البانیؒ اور شیخ
محدث عبدالقادر ارناؤوطؒ کی کتب کے مطالعہ کی وجہ
سے خالص سلفی ہو گئے ۔ آپ محدث العصر علامہ
محمد ناصرالدین البانی رحمہ اللہ اور مفتی اعظم
سعودی عرب شیخ عبد العزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ
اللہ سے متاثر تھے ۔ آپ کا شمار سعودی عرب کے کبار
علماء میں ہوتا ہے ۔ شیخ محترم مکہ مکرمہ کے علمی
ادارہ دارالحدیث الخیرہ کے پروفیسر تھے سلفی منہج
کی دعوت اور عین قرآن و حدیث والے منہج سلف
صالحین و دین حنیف کی تعلیم و تربیت اور
نشرواشاعت میں انتھک محنت کے ساتھ دن رات ایک
کیے ہوئے تھے ۔ سعودی عرب آنے کے بعد آپ نے بہت سی
کتب اور مقالات قرآن و حدیث کی روشنی میں لکھے ۔
آپ کی بہت سی مطبوعات انٹرنیشنل ہوچکی ہیں ۔ ان
میں سے کچھ کا اردو ، انگریزی ، فرانسیسی ، اِسْپینی ،
روسی ، بنگالی ، انڈونیشی ، ترکی ، تلگو ، اور دوسری
زبانوں میں ترجمہ کیا گیا ہے۔

ولادت وپرورش

۱-پاسپورٹ کے مطابق میں شام کے شہر حلب میں ۱۹۲۵م(۱) مطابق ۱۳۴۴ھ میں پیدا ہوا، بروقت میری عمر ۷۳ سال ہے، جب میں تقریباً دس سال کا ہوا تو ایک مدرسہ میں داخلہ لیا اور لکھنا پڑھنا سیکھا۔

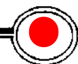
۲-مدرسہ دار الحفاظ میں نام درج کرایا اور وہاں مسلسل پانچ سال رہ کر قرآن مجید مع تجوید حفظ کر لیا۔

۳-حلب میں ایک مدرسہ جس کا نام (کلیۃ الشریعہ اعدادیہ) ہے اس میں داخلہ لیا، جہاں فی الحال ثانویہ شرعیہ تک تعلیم ہوتی ہے، یہ اسلامی اوقاف کے تابع ہے، اس مدرسہ میں شرعی اور عصری علوم کی تعلیم ہوتی تھی، چنانچہ میں نے اس میں تفسیر، فقہ حنفی، نحو، صرف، تاریخ، حدیث، علوم حدیث نیز دیگر علوم شرعیہ کی تعلیم حاصل کی۔

نیز عصری علوم مثلاً فزیالوجی، کیمسٹری، ریاضیات، فرنسیسی زبان اور دیگر علوم مثلاً الجبرہ جس میں پرانے زمانے میں مسلمانوں کو تفوق حاصل تھا اس کی

---

(۱) بڑے افسوس کی بات ہے کہ بہت سارے ممالک میں میلادی تاریخ کا رواج ہے، صرف سعودی عرب اکیلا ایسا ملک ہے جہاں ہجری تاریخ کا اہتمام کیا جاتا ہے، اور یہی ضروری ہے کیونکہ یہ اسلامی تاریخ ہے جس سے ہجرت کی طرف اشارہ ہے جس کے ذریعہ اللہ نے اسلام کو عزت بخشی۔



تعلیم حاصل کی۔

أ-اپنی یادداشت کے مطابق علم توحید میں ایک کتاب (الحصون الحمیدیۃ) پڑھی، جس میں توحید ربوبیت پر خصوصی زور تھا، اور یہ کہ اس دنیا کا کوئی خالق اور پالنہار ہے۔ میں بعد میں سمجھ سکا کہ یہ ایک غلطی ہے جس میں بہت سے مسلمان اور مؤلفین، اور بہت سے جامعات ومدارس جس میں علوم شرعیہ کی تعلیم ہوتی ہے پڑے ہوئے ہیں، کیونکہ مشرکین جن سے رسول اکرم ﷺ نے قتال کیا وہ بھی اعتراف کرتے تھے کہ اللہ ہی انہیں پیدا کرنے والا ہے۔

ارشاد الٰہی ہے: ﴿وَلَئِن سَأَلْتَهُم مَّنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ فَأَنَّى يُؤْفَكُونَ﴾ الزخرف:۸۷۔

(اگر آپ ان سے دریافت کریں کہ انہیں کس نے پیدا کیا ہے؟ تو یقیناً یہ جواب دیں گے کہ اللہ نے، پھر یہ کہاں الٹے جاتے ہیں)۔

بلکہ شیطان ملعون بھی معترف تھا کہ اللہ تعالیٰ ہی اس کا رب ہے۔

اللہ تعالیٰ اس کی حکایت بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے: ﴿قَالَ رَبِّ بِمَآ أَغْوَيْتَنِي لَأُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْأَرْضِ﴾ الحجر:۳۹۔

(کہا کہ اے میرے رب! چونکہ تو نے مجھے گمراہ کیا ہے مجھے بھی قسم ہے کہ میں زمین میں ان کے لئے معاصی کو مزین کروں گا)۔



ب - البتہ توحید الوہیت جو ایک مسلم کی نجات کے لئے بنیاد ہے تو اسے نہ تو میں نے پڑھا اور نہ ہی اس کے متعلق کچھ جانا، جس طرح دوسرے مدارس وجامعات کہ نہ تو وہاں اس کی تعلیم ہوتی ہے اور نہ ہی اس کے بارے میں طلبہ کچھ جانتے ہیں۔

حالانکہ اللہ تعالی نے اسی کی طرف دعوت دینے کا تمام رسولوں کو حکم دیا، اور آخری نبی جناب محمد ﷺ نے بھی اپنی قوم کو اسی کی دعوت دی، جس کا انہوں نے انکار کیا اور تکبر کیا جیسا کہ اللہ تعالی نے ان کے متعلق خبر دی ہے: ﴿إِنَّهُمْ كَانُوا إِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللَّهُ يَسْتَكْبِرُونَ﴾ الصافات: ۳۵۔

(یہ وہ لوگ ہیں کہ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہں تو یہ سرکشی کرتے تھے)۔

کیونکہ عرب کے مشرکین اس کا معنی جانتے تھے، اور یہ بھی کہ اس کا اقرار کرنے والے کے لئے غیر اللہ کو پکارنا جائز نہیں، بعض مسلمان زبانی طور پر اس کا اقرار کرتے ہیں اور غیر اللہ کو پکار کر اس کی مخالفت کرتے ہیں۔

ج - باقی رہی توحید اسماء وصفات، تو مدرسہ میں صفات والی آیات کی تاویل کی جاتی تھی جس طرح اکثر اسلامی ممالک کے اندر مدرسوں میں تاویل کی جاتی ہے جو نہایت افسوسناک ہے۔



مجھے یاد ہے کہ وہاں کا مدرس اللہ تعالی کے فرمان ﴿الرَّحمَنُ عَلَى العَرشِ اسْتَوَى﴾ میں "استوی" کا معنی "استولی" سے کرتا تھا یعنی غالب و قابض ہوا۔ اور بطور دلیل شاعر کا یہ قول پیش کرتا تھا:

قَدِاستَوَى بِشرٌ عَلَى العِرَاقِ مِن غَيرِ سَيفٍ وَدَمٍ مُهرَاقِ

(بشر عراق پر بغیر تلوار اور قتل و خونریزی کے قابض ہو گیا)۔

ابن جوزی نے کہا ہے کہ اس شعر کا کہنے والا مجہول ہے۔

دوسروں نے کہا کہ وہ نصرانی تھا۔

کلمہ "استوی" کی تفسیر بخاری شریف میں اللہ تعالی کے فرمان ﴿ثُمّ استَوَى إِلَى السّمَاءِ﴾ کی تفسیر میں مذکور ہے۔

مجاہد اور ابو العالیہ نے کہا کہ "استوی" کا معنی "عَلَا وَ ارتَفَعَ" یعنی بلند ہوا(1)۔

تو کیا کسی مسلمان کے لئے یہ جائز ہے کہ بخاری شریف میں تابعین کے مذکور اقوال کو ترک کر کے کسی مجہول شاعر کے قول سے استدلال کرے؟ یہ فاسد تاویل جو اللہ تعالی کے عرش پر بلند ہونے کی منکر ہے یہ امام ابو حنیفہ اور امام مالک وغیرہ کے عقیدہ کے خلاف بھی ہے، چنانچہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ جن کا مذہب یہ لوگ پڑھتے پڑھاتے ہیں ان کا قول ہے: (جس نے کہا کہ مجھے

(1) دیکھئے: صحیح بخاری / کتاب التوحید ج۸ / ۱۷۵۔



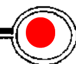
نہیں معلوم کہ میرا رب آسمان میں ہے یا زمین میں تو اس نے کفر کیا!! کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿الرَّحمَنُ عَلَى العَرشِ استَوَى﴾۔
اور اس کا عرش ساتویں آسمان کے اوپر ہے)(۱)۔

۴- ۱۹۴۸ء میں مدرسہ سے مجھے انٹر میڈیٹ کی سرٹیفکیٹ ملی، اور ازہر بھیجی جانے والی ٹیم کے کمپٹیشن میں کامیاب ہوا، مگر اپنی صحت کے پیش نظر وہاں نہیں جاسکا اور شہر حلب کے دار المعلمین میں داخل ہو گیا اور تقریباً ۲۹/ سال تک تدریسی خدمات انجام دیتا رہا پھر تدریس ترک کر دیا۔

۵- تدریس سے مستعفی ہونے کے بعد ۱۳۹۹ھ میں مکہ مکرمہ عمرہ کی ادائیگی کے لئے آیا اور سماحۃ الشیخ / عبد العزیز بن باز سے متعارف ہوا، یہ جاننے کے بعد کہ میں عقیدتاً سلفی ہوں شیخ نے حرم مکی میں حج کے اوقات میں تدریس کے لئے میری تعیین فرمادی، اور جب حج کا موسم ختم ہو گیا تو دعوت و تبلیغ کے لئے مجھے اردن بھیج دیا، چنانچہ وہاں میں شہر "رمثا" کی صلاح الدین نامی جامع مسجد میں ٹھہرا، میں امامت و خطابت اور تدریس قرآن کے فرائض انجام دیتا رہا، اور ابتدائی مدارس کی زیارت بھی کرتا رہا اور طلبہ کی عقیدۂ توحید کی رہنمائی کرتا رہا جسے وہ بحسن وخوبی قبول کرتے تھے۔

---

(۱) دیکھئے: "شرح العقیدۃ الطحاویۃ" ۳۲۲۔



۶۔رمضان ۱۴۰۰ھ میں دوبارہ عمرہ کی غرض سے مکہ حاضر ہوا، اور حج کے بعد تک وہاں ٹھہرا رہا، دار الحدیث الخیریۃ کے ایک طالب علم سے میرا تعارف ہوا، وہاں مدرسین کی حاجت تھی (خصوصاً علوم حدیث کی تدریس کے لئے) اس نے مجھ سے اپنے یہاں تدریس کی پیش کش کی، میں نے اس کے مدیر سے رابطہ قائم کیا، انہوں نے بھی اپنی رغبت ظاہر کی اور سماحۃ الشیخ عبد العزیز بن باز۔رحمہ اللہ۔ سے آرڈر کروانے کا مطالبہ کیا، چنانچہ شیخ نے مدیر کو لکھا کہ بطور مدرس میری تقرری کر لیں، اس کے بعد میں مدرسہ میں آ گیا اور بچوں کو تفسیر، توحید، قرآن وغیرہ پڑھانے لگا۔



وفات

شیخ محمد جمیل زینو رحمہ اللہ نے عیسوی کیلنڈر کے مطابق **85** سال اور ہجری تقویم کے مطابق **87** سال کی عمر میں جمعہ المبارک یکم ذی القدہ **1431**ھ الموافق **10** اکتوبر **2010**ء کو وفات پائی ۔ صلاۃ الجنائزۃ الحرم المکی میں بعد صلاۃ العشاء ہوئی اور تدفین مکۃالمکرمہ سعودی عرب میں ہوئی۔

کیٹلاگ

شیخ محمد جمیل زینو رحمہ اللہ قرآن و صحیح حدیث کی روشنی میں کتابیں لکھتے تھے ۔ آپ کی کتب میں ضعیف احادیث اور جھوٹے قِصّے نہیں ہیں۔

1۔ ”ارکان اسلام و ایمان“۔ تحقیق و تخریج شدہ جدید ایڈیشن ۔ صفحات: **288** ۔ توحید اور نواقض ایمان و اسلام ۔ اخلاق و عادات کا بیان ۔ طہارت ، صلاۃ ، زکاۃ ، صوم ، حج و عمرہ کی فضیلت و اہمیت اور احکام و مسائل کا بیان ۔ معاملات کے چند ضروری احکام ۔ قرآن

و صحیح حدیث کی روشنی میں : دارالسلام ریاض ۔ لاھور۔

2۔ ”اسلامی عقیدہ کتاب وسنت کی روشنی میں“۔ صفحات: 70۔ ناشر : مسلم ورلڈ ڈیٹا پروسیسنگ، پاکستان۔

3۔ ”نجات یافتہ کون“۔ صفحات: 347 ناشر : الفرقان ٹرسٹ، مظفر گڑھ پاکستان۔

4۔ ”صراط مستقیم اور ہم“۔ صفحات: 82 ناشر : دار التوحید کراچی۔

5۔ ”شمائل محمدیہ ﷺ “۔ صفحات: 154 ناشر : الفلاح پبلیکیشنز لاہور۔

6۔ ”صحیح قصص النبی ﷺ “۔ صفحات: 112 ناشر : حدیبیہ پبلیکیشنز لاھور۔

7۔ ”اہم دینی معلومات “۔ اردو ترجمہ ابوعثمان خبیب احمد سلیم۔ متفرق موضوعات پر قرآن و صحیح حدیث کی روشنی میں اہم شرعی معلومات۔ ناشر : حدیبیہ پبلیکیشنز لاھور۔

8. ”اسلامی معاشرت“۔ صفحات: 290 ناشر : مکتبہ دار الحدیث لاہور۔

9. ”اسلام میں بچوں کی تعلیم و تربیت والدین اور اساتذہ کی ذمہ داریاں“۔ صفحات: 243 ناشر : حدیبیہ پبلیکیشنز لاھور۔

10. ”راہ ہدایت کیسے ملی؟“۔صفحات: 66 ناشر : دارالورقات العلمیہ للنشر و التوزیع الریاض۔

11. ”تصوف کتاب و سنت کی روشنی میں“۔ صفحات: 153 ناشر : دار الفکر الاسلامی ۔

12. ”مقبول حج“۔ اس رسالہ میں حج وعمرہ کے اعمال اور مسجد نبوی کی زیارت کے آداب آسان اسلوب میں بیان کئے گئے ھیں ۔

13. ”لا الہ الا اللہ کی شہادت کا مفہوم“۔ لا الہ الا اللہ کی شہادت کا مفہوم ، شرائط، نواقض اور فوائد جیسے اھم امور کی مکمل وضاحت کی گئی ھے ۔

14. ”قرآن کریم کی سب سے بڑی سورت کی تفسیر“۔ سورہ الفاتحہ کی تفسیر جو قرآن کی معنوی اعتبار سے سب سے بڑی سورت ھے ، اس سورہ میں توحید کی

قسموں توحید ربوبیت اور توحید الوهیت کو بیان کیا گیا ھے۔



27 محدث العصر حافظ زبیر علی زئیؒ

1957 تا 2013ء

حافظ زبیر علی زئی دورِ حاضر کے عظیم محدث، مجتہد، مفتی اور غیور ناقد تھے۔ آپ وسیع النظر، وسیع المطالعہ اور کثیر الحافظہ تھے۔ حدیث، اصول حدیث، رجال اور اخبار و انساب کے امام تھے۔

1 نام و نسب

ابو طاہر و ابو معاذ حافظ زبیر علی زئی بن مجدد خان بن دوست محمد خان بن جہانگیر خان بن امیر خان بن شہباز خان بن کرم خان بن گل محمد خان بن پیر محمد خان بن آزاد خان بن اللہ داد خان بن عمر خان بن خواجہ محمد خان علی زئی افغانی پاکستانی۔
السلفی الاثری المحمدی من اہل الحدیث یعنی من اہل السنۃ والجماعۃ۔ والحمد للہ۔

2 ولادت اور وطن

27/ ذوالقعدہ 1376ھ بمطابق 25/ جون 1957ء بمقام پیرداد (حضرو) ضلع اٹک۔

3 تعلیم و تربیت

حافظ زبیر علی زئی نے 3 سے 4 ماہ میں قرآن مجید حفظ کیا۔ آپ نے ”جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ“ سے سند فراغت حاصل کی وفاق المدارس السلفیہ سے شہادۃ العالمیہ کی سند بھی حاصل کی۔ نیز آپ نے پنجاب یونیورسٹی سے اسلامیات اور عربی میں ایم اے بھی کیا تھا۔ آپ کو علم الرجال سے بڑی دلچسپی تھی چنانچہ ایک بار اپنے بارے میں خود لکھا: ”راقم الحروف کو علم اسمائے الرجال سے بڑا لگاؤ ہے“۔

4 اساتذہ و شیوخ

آپ کے اساتذہ میں جن عظیم علماء کے نام آتے ہیں، ان میں سے چند ایک یہ ہیں۔

1 الشیخ محب اللہ شاہ راشدی رحمۃ اللہ علیہ

اپنے استاذ کے بارے میں آپ لکھتے ہیں : ”استاذ محترم مولانا ابو القاسم محب اللہ شاہ الراشدی رحمۃ اللہ علیہ سے میری پہلی ملاقات ان کی لائبریری ”مکتبہ راشدیہ“ میں ہوئی تھی، میرے ساتھ کچھ اور طالب علم بھی تھے “۔(مقالات :494/1) اسی طرح ایک اورجگہ لکھتے ہیں :”اگرمجھے رکن و مقام کے درمیان کھڑا کر کے قسم دی جائے تو یہی کہوں گا کہ میں نے شیخنا محب اللہ شاہ راشدی رحمۃ اللہ علیہ سے

زیادہ نیک،زاہد اور افضل اور شیخ بدیع الدین شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ عالم و فقیہ انسان کوئی نہیں دیکھا۔ رحمھما اللہ“ (مقالات : 505/1)

2 الشیخ بدیع الدین شاہ راشدی رحمۃ اللہ علیہ

شاہ صاحب سے تعلق ِتلّمذ کا ذکر کرتے ہوئے حافظ زبیر علی زئی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے خود لکھا ہے : ”راقم الحروف کو بھی شرفِ تلمذ حاصل ہے“۔(مقالات : 491/1) اسی طرح ایک مقام پر الشیخ محب اللہ شاہ الراشدی اور الشیخ بدیع الدین شاہ الراشدی رحمہما اللہ کے حوالے سے کچھ یوں لکھتے ہیں : ”آپ انتہائی خشوع و خضوع اور سکون و اطمینان کے ساتھ نماز پڑھاتے تھے۔ اس کا اثر یہ ہوتا تھا کہ ہمیں آپ کے پیچھے نماز پڑھنے میں انتہائی سکون و اطمینان حاصل ہوتا، گویا یہ سمجھ لیں کہ آپ کی ہر نماز آخری نماز ہوتی تھی، یہی سکون واطمینان ہمیں شیخ العرب والعجم مولانا ابو محمد بدیع الدین شاہ الراشدی رحمہ اللہ (متوفی 1416ھ) کے پیچھے نماز پڑھنے میں حاصل ہوتا تھا “۔ (مقالات:494/1)

اسی طرح ایک جگہ کچھ یوں لکھا :”راقم الحروف سے آپ کا رویہ شفقت سے بھرپورتھا۔ ایک دفعہ آپ ایک پروگرام کے سلسلے میں راولپنڈی تشریف لائے تو کافی دیر تک مجھے سینے سے لگائے رکھا“۔(مقالات : 492/1)

3 الشیخ اللہ دتہ سوہدروی رحمة اللہ علیہ

حافظ زبیر علی زئی رحمة اللہ علیہ نے ان کے بارے میں لکھا :"جن شیوخ سے میں نے بہت زیادہ استفادہ کیا ہے، حاجی اللہ دتہ صاحب ان میں سر فہرست ہیں"۔مقالات : (509/1)

4 علامہ مولانا فیض الرحمن الثوریر حمة اللہ علیہ

الشیخ حافظ زبیر علی زئی رحمة اللہ علیہ ان کے بارے میں لکھتے ہیں

"راقم الحروف کو آپ سے استفادہ کا موقع استاذ محترم شیخ ابو محمد بدیع الدین شاہ الراشدی رحمة اللہ علیہ کے مکتبہ راشدیہ، نیو سعید آباد میں ملا۔ آپ نے سند حدیث اور اس کی اجازت اپنے دستخط کے ساتھ 13صفر 1408ھ کو مرحمت فرمائی۔ آپ مولانا ابوتراب عبدالتواب الملتانی رحمة اللہ علیہ سے اور وہ سید نذیر حسین محدث دہلوی رحمة اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں۔ رحمھم اللہ اجمعین"۔(مقالات : (508/1

5 الشیخ عطاءاللہ حنیف بھوجیانی رحمة اللہ علیہ

آپ مسلک کے عظیم علماء میں سے ایک نامور عالم دین تھے۔ آپ کی متعدد تصانیف ہیں، جن میں سے ایک سنن النسائی کی عربی شرح التعلیقات السلفیة ہے۔

6 الشیخ حافظ عبدالمنان نورپوری رحمة اللہ علیہ

آپ عالم باعمل شخصیت تھے۔ آپ 26 فروی 2012ء کو اس دار فانی سے کوچ کرگئے۔ حافظ عبدالمنان نورپوری رحمۃ اللہ علیہ بحر علم تھے۔ آپ کی کتب میں سے ارشاد القاری الی نقد فیض الباری، مرآۃ البخاری، مکالمات نورپوری، مقالات نورپوری اور احکام و مسائل، جیسی بلند پایہ کتب اہل علم میں مقام عالی حاصل کر چکی ہیں۔

7 الشیخ حافظ عبدالسلام بھٹوی حفظہ اللہ

آپ جماعت کے جید علماءمیں سے ہیں۔ آپ کی مختلف کتب میں سے ایک معروف کتاب تفسیرالقرآن الکریم۔ 4 جلدیں ہے۔

8 الشیخ عبدالحمید ازہر حمہ اللہ

حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ الشیخ عبدالحمید ازہر صاحب کو اپنا استاد مانتے تھے اور وقتاً فوقتاً ان سے مختلف موضوعات میں رجوع فرماتے رہتے تھے۔

5 لغات

آپ اپنی مادری زبان ہندکو کے ساتھ ساتھ کئی ایک زبانوں پردسترس رکھتے تھے۔ جن میں عربی، اردو، پشتو، انگریزی، یونانی، فارسی ، پنجابی اور عبرانی {پڑھ سکتے تھے} زبان شامل ہیں۔

6 قرآن و سنت کے لئے علمی و دعوتی مناظرے

آپ نے کچھ مناظرانہ سی طبیعت پائی۔ جس سے مسلک حق کی تبلیغ میں فائدہ ہو رہا ہے۔ خلوص اور جرأت و بے باقی سے اپنے ارد گرد کے تقلیدی ماحول میں مسلک اہل حدیث کی برابر دعوت دیتے چلے آ رہے تھے۔ 1983ء میں ان کے علاقے چھچھ یعنی ضلع اٹک میں اہلحدیث کی کوئی مسجد نہیں تھی۔ اب گیارہ مساجد ہیں جو حافظ صاحبؒ کی کوشش اور تبلیغ سے تعمیر ہوئیں ان تمام مساجد میں کسی نہ کسی سطح کے مدرسے جاری ہیں جن میں بچے تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ اور قال اللّٰہ اور کال الرسول کی صدائے حق بلند ہو ری ہے۔ تقلیدی جمود تحقیق ذوق کا مقابلہ نہیں کر پا رہا ہے۔ اور کٹر حنفی دیوبندی اور بریلوی لوگ اہلِ حدیث ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ ذلک فضل اللّٰہ یوتیہ من یشاء۔

احقاق حق اور ابطال باطل کی خاطر مناظرے کرتے رہتے تھے۔

1۔ 1997ء میں اٹک میں عیسائیوں کے سکول زیڈ بی آئی Z.B.I میں ایک مناظرہ ہوا جس میں حافظ عبدالحمید ازہرؒ اور پروفیسر طالب الرحمان شاہ ، مولانا محمد رفیق سلفی آف رہوالی بھی موجود تھے۔ دوران مناظرہ عیسائی مناظر نے یونانی انجیل کا نسخہ پیش کردیا کہ یہ اصل متن ہے۔ اس

میں غلطی نکال کر دکھائیں زبیر علی زائیؒ صاحب چونکہ یونانی زبان پر عبور رکھتے تھے۔ جس کی عیسائیوں کو خبر نہ تھی آپ نے فوراً انجیل لی اور دو عبارتیں پڑھ کر اسی انجیل میں شجر عیسیٰ ابن مریم علیہا اسلام کے بارے تناقض ثابت کر دیا جس کا نتیجہ یہ نکلا عیسائی مناظر میدان سے بھاگ گئے اور ایک عیسائی مسلمان ہوگیا۔ والحمداللہ۔!

2۔ اٹک شہر میں ہی مرزائیوں سے ایک مناظرے میں ایک امتیاز نامی مرزائی نے اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کیا تھا۔ دیگر مرزائیوں نے دوسرا مناظر لانے کا بہانہ بنا کر جان چھڑائی تھی۔

3۔ کوہاٹ جنگل خیل میں ماسٹر امین اوکاڑوی سے پروفیسر ڈاکٹر سید طالب الرحمان شاہ کے مناظرے میں آپ معاون تھے۔ اس مناظرے کے روح رواں جناب سلطان صاحب نے مناظرے کے فوراً بعد اپنے اہل حدیث ہونے کا اعلان کر دیا تھا۔

4۔ حضرو کے مماتی دیوبندیوں سے تقلید کے موضوع پر ہری پور ہزارہ میں ایک مناظرہ ہوا جس میں دیوبندی مناظر قاری چن محمد کو شکست فاش ہوئی مناظرے کی کیسٹیں موجود ہیں۔

5۔ کراچی میں ڈاکٹر مسعود الدین عثمانی سے ان کی مسجد میں مناظرہ ہوا ڈاکٹر صاحب بھاگ گئے اور ان کے گروہ کے ایک بڑے حصے نے اپنے باطل عقائد سے توبہ کرلی۔

6۔ فرقہ مسعودیہ یعنی جماعت المسلمین رجسٹرڈ < تکفیری > کے بانی جناب مسعود احمد بی ایس سی سے اسلام آباد میں ان کے بیٹے سلیمان کے گھر مناظرہ کرچکے ہیں جس میں مسعود صاحب لاجواب ہوئے۔ اور حضرو کی جماعت المسلمین نے مسعود صاحب کی بیعت توڑ کر مسلک اہل حدیث اختیار کرلیا۔

مختلف افکار و نظریات کے حامل افراد سے آپ کے چند ایک مناظروں کی اجمالی رپوٹ سے ظاہر ہوتا ہے۔ آپ ایک کامیاب مناظر تھے۔ مدِ مقابل پر قرآن و سنت کے دلائل سے تابر ٹور حملے کرتے تھے۔ تو وہ میدان سے بھاگنے میں ہی عافیت گردانتا تھا۔ اور باطل کا انجام بھی یہی ہے۔ ان الباطل کان زھوقا۔

7 جماعتی خدمات

آپ چونکہ مسلک محدثین کے خُدام میں سے تھے۔ اس لئے مسلک اہلِ حدیث کے جملہ احباب سے تعلق خاطر رکھتے تھے۔ کسی دھڑے یا گرپ کی سیاست کا شکار نہیں تھے۔

اس کے برعکس 1999ء سے اٹک میں چھ اہل حدیث تنظیموں: مرکزی جمیعت اہل حدیث ، غربا اہل حدیث ، جماعت اہل حدیث حضرو ، اہل حدیث سپریم کونسل ، مرکز الدعوۃ اور حزب اللّٰہ کمال عثمانی گرپ نے اپنے ایک مشترکہ اجتماع میں آپ کو اپنا امیر اور سربراہ چن رکھا تھا۔

8 مکتبہ ، علمی ذوق اور تحقیق کام

اللّٰہ تعالیٰ نے آپ کو بے مثال حافظہ کے ساتھ بلند ذوق تحقیق عطا فرمایا تھا۔ یہ ذوق عظیم لائبریری کا متقاضی ہوتا ہے۔ آپ نے بھی کافی مال خرچ کرکے الگ عظیم الشان لائبریری بنام مکتبہ الزبیریہ قائم کی تھی۔ جس میں قرآن اور علوم قرآن ، حدیث اور علوم حدیث ، یعنی متون حدیث ، شروحات حدیث ، اسماء الرجال کے علاوہ فقہ المذاہب ، کتب الفرق اور لغت وغیرہ پر اچھی خاصی تعداد پائی جاتی ہیں۔ خاص طور پر حدیث کے تقریباً تمام مصادر و مراجع موجود ہیں۔ آپ زیادہ تر اسی لائبریری میں اپنے علمی کاموں می مشغول تھے۔ تاہم گزشتہ کئی سالوں سے دارالسلام ریاض لاھور سے بھی رابطہ تھا۔ لہذا ان کی طلب پر لاھور میں بھی کچھ عرصہ قیام رہا اور ریاض سعودی عرب جاکر بھی کچھ عرصہ کام کیا اس دوران حج اور عمرہ کی سعادت پائی۔

قیام سعودیہ میں مختلف شیوخ مثلاً مولانا صفی الرحمان

مبارکپوریؒ ، مولانا عزیز شمس ، ابوالاشبال شاغف بہاریؒ وغیرہ سے شرف زیارت و القاء بھی پایا۔

نیز آپ جامعہ امام بخاری سرگودھا میں 13 ماہ شیخ الحدیث رہے۔ اصول حدیث اور سنن ابوداؤد مکمل پڑھائی۔ صحیح جامع بخاری شروع کی تھی کہ بیمار ہوگئے۔

موصوف انتہائی سادہ طبیعت کے مالک تھے۔ مزاج کے اندر کسی قسم کا تکلف ، تصنع ، بناوٹ ، غرور علمی ، فخر تقویٰ کا نام دھونڈنے کو نہیں ملتا تھا۔ مستحضر مطالعے کے حامل دماغ کی عظیم نعمت کی طرح اللّٰہ تعالیٰ نے بڑا کھلا دل بھی عطا فرمایا تھا۔ موصوف علمی راہنمائی میں بڑی فیاضی سے کام لیتے تھے۔ تمام تر حوالے اور نادر علمی تحقیقات سامنے لاکر رکھتے چلے جاتے تھے۔ حتیٰ کہ اپنے غیر مطبوع تحقیق کاموں کے مسودات کی فوٹو کاپی تک بڑی دریا دلی سے عطا کر دیتے تھے۔ دورِ حاضر میں آپ جیسی علمی تفوق کے باوجود دریا دل شخصیت خال خال پائی جاتی ہیں۔

9 تلامذہ

پورے ملک سےطلبہ کی کثیر تعداد نے آپ سے استفادہ کیا۔

جب راقم الحروف <حافظ محمد یونس اثری> اصول حدیث کے دورہ میں جو حیدرآباد میں واقع مدرسہ تعلیم القرآن میں

منعقد ہوا میں شریک ہوا تو اس موقع پر بھی اندرونِ سندھ سے مختلف مدارس کے اساتذہ و طلباء نے شرکت کی تھی۔

آپ کے تلامذہ میں سے جن چند ایک کے بارے میں ہم مطلع ہوسکے جن کے نام درج ذیل ہیں۔

1 شیخ حافظ ندیم ظھیرحفظہ اللہ

آپ حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ملازم شاگردوں میں سے ہیں جنھوں نے خصوصی التزام کے ساتھ شیخ صاحب سے استفادہ کیا۔ شیخ صاحب کو آپ سے کافی امیدیں بھی تھیں۔ آپ شیخ صاحب کی زندگی سے ہی ماہنامہ الحدیث حضرو کے نائب مدیر ہیں۔ آپ ماشاءاللہ تحقیق کا اچھا ذوق رکھتے ہیں آپ کے بعض مقالات منظر عام پر آئے ہیں،جنھیں پڑھنے کا موقع ملا،جس میں حافظ زبیر علی زئی رحمۃ اللہ علیہ کی تحریر کی جھلک بھی کبھی کبھی نظر آتی ہے۔

2 شیخ حافظ شیر محمد صاحب حفظہ اللہ: آپ بھی شیخ رحمہ اللہ کے ملازم شاگردوں میں سے ہیں اور حضرو میں واقع مدرسے کے مدرس بھی ہیں۔

3 شیخ صدیق رضا صاحب حفظہ اللہ

آپ جامعۃ الدراسات کے استاذ ہیں۔آپ کے بعض مقالات اور کتب پڑھنے کا موقع ملا۔ میدان مناظرہ میں آپ کی محنتیں اور جہود کافی ہیں۔ آپ مختلف موضوعات پر مختلف مکاتب فکر سے کئی کامیاب مناظرے بھی کر چکے ہیں۔

4 شیخ غلام مصطفی ظہیر امن پوری حفظہ اللہ آپ کا شمار جماعت کے ممتاز علماء میں ہوتا ہے، آپ ماہنامہ ”السنۃ “ کے مدیر بھی ہیں، جوکہ بڑا مؤقر رسالہ ہے۔

10 شادی اور اولاد

آپ کی شادی **1982** میں ہوئی تھی۔ آپ کے تین بیٹے اور چار بیٹیاں ہیں۔ بچے بترتیب طاہر، عبد اللہ ثاقب اور معاذ ہیں۔

11 وفات

جماعت اہل حدیث کے ممتاز عالم دین محقق شہر جامع صفات النبیلہ حافظ زبیر علی زئی صاحب کو اپنی آخری عمر میں فالج کا حملہ ہوا۔ تقریبًا ڈیڑھ ماہ تک اسپتال میں زیر علاج رہے۔ اور کبھی ہوش اور کبھی بے ہوشی کی اطلاعات ملتی رہیں۔ ملک کے طول و عرض میں شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے لئے دعائیں ہوتی رہیں۔ بلکہ وہ لوگ جو سرزمین مقدس میں فریضہ حج کے لئے بارگاہ الہی میں موجود تھے انہوں نے بھی شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے لئے خصوصی دعائیں کیں۔ بہر حال رب کو جو منظور تھا وہ ہی ہوا، شیخ محترم شیخ اب اس دنیا فانی میں نہیں رہے۔ اور کسی عالم کا اس دنیا سے رخصت ہونا بہت بڑا سانحہ ہے، نقصان کے حوالہ سےخصوصاً ایسے عالِمِ دین کی موت پورے عالَم (جہاں) کی موت تصور

کی جاتی ہے، رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: اللّٰہ تعالیٰ لوگوں کے سینوں سے کھینچ کر اس علم کو نہیں اٹھائے گا،بلکہ یہ علم،علماء(حق)کے چلے جانے سے ختم ہوگا، حتی کہ وقت آئے گا کہ کوئی عالم باقی نہیں رہے گا۔ لوگ اپنا سردار ،راہبر،راہنماجاہلوں کو بنا لیں گے،اُن (جاہلوں) سے سوالات پوچھے جائیں گے اور وہ بغیر علم کے جواب دیں گے۔ خود بھی گمراہ ہونگے اور لوگوں کو بھی گمراہ کرڈالیں گے۔

(صحیح بخاری :کتاب العلم،باب کیف یقبض العلم،حدیث نمبر: 100،صحیح مسلم :کتاب الزمان،باب رفع العلم و قبضہ و ظھر الجھل والفتن فی آخر الزمان، حدیث نمبر: 2673)

لہٰذا یقیناً شیخ رحمۃ اللہ علیہ ایک عالم ربانی تھے، ان کی وفات بروئے حدیث امت کے لئے ایک بہت بڑا نقصان ہے۔

آپ بروز اتوار 7 محرم الحرام 1435ہجری بمطابق 10 نومبر 2013ء کو "بینظیر بھٹو ہسپتال راولپنڈی" میں اس دنیا سے رخصت ہو کر خالق حقیقی سے جا ملے۔ شیخ کا نماز جنازہ ان کے آبائی گاؤں میں حافظ عبدالحمید ازہرؒ نے پڑھایا۔ نماز جنازہ میں علما، طلبہ سمیت کثیر تعداد میں ملک بھر سے لوگوں نے شرکت کی۔ تقریباً 10 ہزار سے زائد افراد آپ کے جنازہ میں شریک تھے۔

12 کلمات ثناء و خصائص نبیلہ

علم حدیث کے ممتاز ماہر اور فن اسماء رجال کے شہ سوار تھے۔ بڑے متقی اور عابد، زاہد انسان تھے۔ علم وعمل کے آفتاب تھے۔ حق صداقت کی علامت تھے۔ جس مسئلہ کا حق ہونا ان پر واضح ہوجاتا اس پر مضبوطی سے ڈٹ جاتے اور دنیا کی کوئی طاقت انہیں اپنے موقف سے نہیں ہٹا سکتی تھی۔ اور اس معاملہ میں کسی لومۃ لائم کی پروا نہ کرتے تھے۔ احادیث کی صحت وسقم کے بارہ میں شیخ صاحب کی تحقیقات بہت وسیع تھیں۔ اور ان کی یہ عادت تھی کہ حدیث پرحکم لگانے سے پہلے اس حدیث کی پوری تحقیق فرمایا کرتے تھے اور اگر اس سلسلہ میں ان سے کوئی غلطی سرزد ہوجاتی اور جب انہیں احساس ہوتا تو وہ علانیہ اپنی غلطی سے رجوع فرماتے تھے۔ اور یہ ان کی بہت بڑی خوبی تھی جو خال خال لوگوں میں ہی نظر آتی ہے۔ موجودہ دور میں گمراہ فرقے ثقہ وثبت رواۃ حدیث کو اپنی نفسیاتی خوہشات کی وجہ سے ضعیف باور کرانے کی کوشش کرتے نظر آتے ہیں ایسے باطل فرقوں کے خلاف موصوف کا قلم فوری حرکت میں آجایا کرتا تھا۔ شیخ کی تحریر انتہائی سلیس عام فہم اردو پر مشتمل ہوا کرتی تھی اور انداز ایسا جو انتہائی اختصار کے ساتھ جامع و مانع ہو۔ طوالت اور اطناب آپ کی تحریر میں نظر نہیں آتا۔ محتصر مگر جامع۔ دوران مطالعہ اگر کوئی علمی نکتہ نظر آ جاتا تو اس کو اپنی

ذات تک محدود نہیں رکھتے تھے بلکہ ماہنامہ الحدیث میں ایک شزرے کے طور پر شائع کرکے تمام قارئین کے لیے عام کر دیتے تھے۔ حافظ زبیر علی زئی اتنہائی سادہ لوح، بے تکلف ہنس مکھ اور نرم دل ونرم مزاج آدمی تھے۔ شیخ زبیر علی زئی کا انداز تدریس بھی ممتاز تھا مسئلہ کی تفہیم اس آسانی سے فرماتے کہ طلاب علم بآسانی سمجھ جاتے تھے۔ جماعت اہل حدیث کے ممتاز علما کرام نے ان کی شان میں تعریفی کلمات کہے ہیں۔ بلاشبہ عظیم محدث علم کے پہاڑ علم اسماءالرجال کے ماہر اور انتہائی پاکیزہ صفت محقق تھے۔

شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے اہلِ علم کے تاثرات :

1 الشیخ رفیق اثری صاحب حفظہ اللہ ورعاہ: میں ان کی وفات کو جماعت کے لئے بہت بڑا نقصان اور سانحہ سمجھتا ہوں، رجال پر ان کی بہت گہری نظر تھی اللّٰہ انہیں غریق رحمت کرے، آل دیوبند وغیرہ کے حوالے سے لکھنے میں بھی ان کا انداز منفرد تھا، اگر چہ بہت سے لوگ ان کے پیچھے پڑے ہوئے تھے لیکن وہ کسی کی پرواہ نہیں کرتے تھے، مستحکم دلائل کے ساتھ اچھے انداز میں جواب دیتے تھے۔ اللّٰہ انہیں غریق رحمت کرے اور جماعت کو ان کا اچھا کوئی نعم البدل عطا کرے۔

2 الشیخ عبداللہ ناصر رحمانی صاحب حفظہ اللہ ورعاہ وہ بڑے عظیم عالم دین تھے، بالخصوص علم الرجال میں وہ

خاص ملکہ رکھتےتھے، کہ پورے پاکستان میں اس فن میں ان کا کوئی ثانی نہیں۔ وہ نہایت سادہ طبیعت کے مالک تھے، زہدو تقویٰ اور قوی حافظہ ان کی شخصیت کے نمایاں پہلو ہیں۔

3 الشیخ ارشادالحق اثری صاحب حفظہ اللہ ورعاہ (حافظ محمد یونس اثری نے جب شیخ اثری صاحب حفظہ اللہ سے پوچھا کہ بعض لوگ اہل علم کی علمی آراء کو مختلف رنگ دے دیتے ہیں یا کچھ زیادہ ہی مبالغہ سے پیش کرتے ہیں---- اس پر شیخ صاحب فرمانے لگے) میرے ذہن میں رائی برابر اس قسم کا کوئی تحفظ نہیں تھا۔ یہ علمی آراء ہوتی ہیں، محدثین کے دور میں بھی اختلاف رہا ہے۔ اس میں نہ کوئی تڑپ کی بات ہے نہ سسک کی بات ہے۔ ویسے الشیخ زبیر علی زئی صاحب ماشاءاللہ! اللّٰہ نے انہیں جو صلاحیتیں عطا فرمائی تھیں اور جو ودیعتیں بخشی تھیں وہ انہی کا خاصہ ہیں۔ حدیث و رجال پر ان کی بڑی گہری نظر تھی۔ اللّٰہ تعالیٰ نے انہیں بڑا حفظ و ضبط عطا فرمایا تھا۔ میں تو انہیں اس وقت سے جانتا ہوں جب وہ ابھی تعلیم حاصل کر رہے تھے، بلکہ اس سے بھی پہلے ان کی دکان پر بھی ان کے پاس آتا جاتا تھا۔ پھر وہ دارالدعوۃ سلفیہ آگئے تھے۔ وہاں انہوں نے 3،4 مہینوں میں قرآن مجید یاد کیا۔ اللّٰہ نے انہیں بڑی صلاحیتیں عطا فرمائی تھیں۔ لیکن ہر آدمی کا وقت اللّٰہ کے

یہاں مقرر ہے، آنے کا وقت بھی جانے کا وقت بھی۔ لیکن آپ بہت جلد ہی چلے گئے، جتنی ان سے توقعات تھیں کہ وہ اللّٰہ کے فضل و کرم سے بہت کچھ حدیث کی خدمت سر انجام دیں گے لیکن وہ ادھوری رہ گئی ہیں اللّٰہ تعالیٰ ان کی حسنات کو قبول فرمائے اور جو مساعی ہیں قبول فرمائیں اور جو کمی بیشی، کمزوریاں ہیں اللّٰہ تعالیٰ ہم سب کی معاف فرمائے۔(آمین)

* تنبیہ

شیخ ارشاد الحق اثری صاحب حفظہ اللہ کی یہ باتیں بڑی قابل غور ہیں۔ خصوصاًاس لئے بھی کہ حافظ زبیر علی زئی رحمۃ اللہ علیہ اور الشیخ ارشادالحق اثری و الشیخ خبیب صاحب وغیرہ کے علمی آراء کے مختلف ہونے کی وجہ سے تقلیدی طبقے کسی قسم کی خوش فہمی میں مبتلا نہ ہوں۔ اسی طرح مسلک اہلحدیث کے بعض سادہ لوح عوام کو بھی یہ بات سمجھ لینی چاہئے کہ اہل علم کے یہ اختلافات علمی نوعیت کے ہوتے ہیں اس سے علی الاطلاق ان کے مابین تعلقات کو شک کی نگاہ سے نہیں دیکھنا چاہئے اور نہ ہی ایسے موقع پر ہمیں ان علمی موضوعات کی کنہ کو سمجھے بغیر اپنی زبانیں ایسے عظیم علماء کے بارے میں دراز کرنی چاہئیں۔ اور یہاں یہ بات بھی واضح کر دینا مناسب سمجھتا ہوں کہ حافظ صاحب رحمہ اللہ نے بڑی وضاحت کے ساتھ

اس بات کا رد کیااور افسوس کا اظہار کیا تھا کہ بعض لوگوں نے حافظ صاحب کی طرف یہ بات منسوب کی کہ حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ، ارشادالحق اثری صاحب حفظہ اللہ کو اہل حدیث نہیں سمجھتے تھے۔ حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے سختی سے اس بہتان کو رد کیا تھا کہ یہ میری طرف جھوٹ منسوب کیا گیا ہے۔ لہذا حافظ صاحب نے جب یہ وضاحت کردی تھی تو یہ بات واضح ہوگئی کہ ان اہل علم یا دیگر اہل علم کے درمیان اختلاف کا ہوجانا کوئی قابلِ طعن بات نہیں۔ محدثین کے درمیان بھی باہم اختلافات رہے بلکہ وہ طبقہ جو خود کو مقلد کہلاتا ہے ان کے درمیان بھی اختلافات ہیں اور ماضی میں بھی رہے ہیں۔

4 الشیخ مسعود عالم صاحب حفظہ اللہ ورعاہ وہ اپنے زمانے کےبہت نادر آدمی تھے۔اللّٰہ نے انہیں بہت علم اور حافظہ عطا فرمایا تھا۔ جماعت کے لئے انہوں نے بہت مخلصانہ کوششیں کی ہیں۔ خاص طور پر حدیث نبوی کی خدمت کی۔ ہر محاذ پرجہاں کہیں بھی سنت کے خلاف کسی نے آواز اٹھائی، آپ نےدفاع کیا۔ مسالک کے متعصبین پیروکاروں کے خلاف انہوں نے بڑا عالمانہ جہاد کیا ہے۔ اللّٰہ رب العزت ان کے درجات بلند فرمائے۔ اور اللّٰہ رب العزت انہیں اپنے مقرب بندوں میں شامل فرمائے۔(آمین)

5 الشیخ مبشر احمد ربانی صاحب حفظہ اللہ ورعاہ آپ بے شمار خوبیوں کے مالک تھے۔ اور اپنے ہم عصر علماء میں سے پاکستان کے اندر اسماء الرجال کے زیادہ ماہر تھے۔ اور گمراہ کن افکار کے حامل افراد کے خلاف کتاب و سنت کی روشنی میں بہت جلد میدان میں اتر آتے تھے، ماہنامہ الحدیث اس بات پر بہت بڑا شاہد ہے۔ اسی طرح خدمت حدیث پر ان کی کتب اور مقالات ایک شاہکار کی حیثیت رکھتی ہیں۔ اسی طرح جب بھی اہل بدعت کے خلاف کوئی بھی مناظرے کا محاذ گرم ہوا تو شیخ زبیر علی زئی رحمہ اللہ اپنے رفقاء کے شانہ بشانہ چلے اور اپنے ساتھیوں سے بڑھ کر دلائل کی تیاری کے ساتھ میدان میں اترے۔ اس طرح کا عبقری شخص سالوں بعد پیدا ہوتا ہے۔ اللّٰہ تعالیٰ ان کو انبیاء ، شھداء اور صالحین کا ساتھ نصیب فرمائے، اور انہیں جنت الفردوس کے اونچے مقام پر فائز کرے۔ اللّٰہ تعالیٰ اہل حدیث علماء میں جو خلاء پیدا ہوا ہے، اس کو اپنی رحمت اور فضل کے ساتھ پُر فرمادے۔ اور شیخ صاحب جیسی خوبیوں کا حامل عالم عطا فرمادے۔آمین یا رب العالمین۔

6 الشیخ عبدالستارحماد صاحب حفظہ اللہ ورعاہ اسماء الرجال کے فن میں بڑی مہارت رکھتے تھے۔ حنفیت کے حوالے سے بڑا جاندار تبصرہ ہوتا تھا۔ اختلاف کو برداشت کرنے والے تھے۔ اللّٰہ انہیں غریق رحمت کرے۔(آمین)

7 الشیخ خلیل الرحمن لکھوی صاحب حفظہ اللہ ورعاہ میدان تحقیق کے شہہ سوار تھے، آپ کی وفات سے جماعت کا بڑا نقصان ہوا ہے۔

8 الشیخ خبیب احمد صاحب حفظہ اللہ ورعاہ میری سب سے پہلی ملاقات ان سے 2006ء میں ہوئی جب میں سخت سردی کے موسم میں ان سے استفادہ کے لئے ان کے علاقہ گیا تھا۔ رات وہاں قیام کرنے کے بعد فجر کے بعد ہی شیخ صاحب سے ملاقات ہوئی تھی ہم نے شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے صحیح مسلم کی"کتاب الامارۃ" سے چند احادیث پڑھی تھیں۔ پھر اس کے بعد بھی شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سےوقتاً فوقتاً فون پر گفتگو کا سلسلہ قائم رہا۔ شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کوکسی کتاب کے حوالے سے متعلق جب کوئی ضرورت محسوس ہوتی تو آپ فون پررابطہ کرتےتھے۔ اسی طرح جب ہمیں کسی کتاب کے حوالے سے کوئی پیچیدگی آتی ہم بھی شیخ رحمۃ اللہ علیہ سے فون پر رجوع کرتے تھے۔ کئی بار شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ادارہ اثریہ تشریف بھی لائے۔ بلکہ ایک بار شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے رات کا قیام بھی کیا تھا۔ شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی علمیت و اللّٰہ دادصلاحیت کے حوالے سے کوئی دو رائے نہیں۔

9 الشیخ محمود الحسن صاحب حفظہ اللہ ورعاہ محدث شہیر حافظ زبیر علی زئی(تغمدہ اللہ بغفرانہ و اسکنہ

فرادیس جنانہ و فضلہ علی فوق کثیر من الناس یوم القیامۃ
)بہت ہی عظیم عالم اور محدث تھے، میرا ان سے تعارف
میرے دوست خورشید احمد صاحب کے ذریعے ہوا۔ شیخ
رحمہ اللہ جب بھی کراچی تشریف لاتے، انہی (خورشید
صاحب) کے گھر قیام فرماتے۔ اللّٰہ نے ان کو علم کا بحرِ بیکراں
بنایا تھا۔ احادیث رسول اللہ ﷺ پر ان کی بڑی گہری نظر
تھی۔ چند سال پہلے دارالحدیث رحمانیہ کراچی میں ان کا
درس بخاری بھی سنا تھا، بڑا علمی اور محققانہ درس تھا۔
ان کے درس سے میں نے بھی اپنی بہت سی غلط معلومات
کی اصلاح کی تھی۔ اسی طرح خورشید احمد صاحب کےگھر
پران کا ایک درس توحید کے موضوع پر ہواتھا، میں بھی اس
سے بڑا مستفید ہوا۔ نصف شعبان کی فضیلت پر ٹیلیفون پر
ان سے گفتگو بھی ہوئی تھی جس میں کچھ تلخی بھی آگئی
تھی۔ اللّٰہ تعالیٰ معاف فرمائے۔
بہرحال وہ علم کا پہاڑ تھے۔ اللّٰہ انکے درجات بلند فرمائے۔
اسی طرح نابالغ بچے کی امامت کے موضوع پر بھی ان سے
فتوی طلب کیا تھا جو آج بھی میرے پاس محفوظ ہے۔ بڑا ہی
علمی اور مدلل جواب تھا، احناف کے مؤقف کی انہوں نے بڑی
مؤثر تردید فرمائی تھی۔ اللّٰہ ان کی مغفرت فرمائے اور جوارِ
رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔(آمین)

10 حافظ ندیم ظہیر صاحب حفظہ اللہ نے لکھا ہے ”عزیزی، محبی، مکرمی واستاذی حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ رحمۃً واسعۃً کا شمار بھی ایسے ہی لوگوں میں ہوتا ہے جو دورِ حاضر کے عظیم محدث، مجتہد، مفتی اور غیور ناقد تھے۔ استاذ محترم وسیع النظر، وسیع المطالعہ اور کثیر الحافظہ تھے، حدیث، اصول حدیث، رجال اور اخبار و انساب کے امام تھے۔“ (حوالہ: ماہنامہ الحدیث حضرو: شمارہ 112 ص 13)
یہ چند معلومات اور حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حوالےسے علماء کے تاثرات قارئین نے ملاحظہ فرمائے۔ یہ تاثرات اہل علم کےشیخ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ قلبی تعلقات اور شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی علم و تحقیق و حدیث میں ناقابلِ فراموش خدماتِ جلیلہ کے اعتراف کی واضح دلیل ہیں۔ اللّٰہ تعالیٰ استاذِ محترم کی مغفرت فرمائے۔ اور ان کی تمام مخلصانہ کاوشوں کو شرفِ قبولیت عطا فرماکر ان کے لئے صدقہ جاریہ بنا دے۔ اور فرزندانِ توحید کو بھی اسی لگن سے دینِ الٰہی کا کام کرنے کی توفیق عطا فرما ئے۔(آمین)۔

13 کیٹلاگ

💻 اردو کتب

1۔ ”فتاویٰ علمیہ المعروف توضیح الاحکام“۔ > 3 جلدیں
>۔ ناشر : مکتبہ اسلامیہ، لاہور۔

2۔ ”تحقیقی اصلاحی اور علمی مقالات“۔ < 6 جلد>۔ ناشر : مکتبہ اسلامیہ، لاہور۔

3۔ ”مقالات الحدیث“۔ صفحات: 686۔ناشر : مکتبہ اسلامیہ، لاہور۔

4۔ ”سیرت رحمۃ اللعالمین کے درخشاں پہلو“۔ صفحات: 110۔ناشر: دار العلم، ممبئی۔

5۔ ”اہل حدیث اور جنت کاراستہ“۔ صفحات: 24۔ ناشر: مجلس التحقیق الاسلامی، لاہور۔

6۔ ”طریق الجنۃ المعروف جنت کا راستہ“۔ صفحات: 50۔ ناشر : جماعۃ اہل الحدیث، اٹک۔

7۔ ”اہل حدیث ایک صفاتی نام“۔ صفحات: 165۔ناشر : مکتبہ اسلامیہ، لاہور۔

8۔ ”قرآن مخلوق نہیں بلکہ اللّٰہ کا کلام ہے“۔ صفحات: 22۔ ناشر : نا معلوم۔

9۔ ”ہدیۃ المسلمین نماز کے اہم مسائل مع مکمل نماز نبوی“۔ صفحات: 139۔ ناشر : مکتبہ اسلامیہ، لاہور۔

10۔ ”مختصر صحیح نماز نبوی“۔ صفحات: 33۔ ناشر : مکتبہ اسلامیہ، لاہور۔

11۔ ”بدعتی کے پیچھے نماز کا حکم“۔ صفحات: 47۔ ناشر: مکتبہ الحدیث، حضرو ضلع اٹک۔

❋12۔ ”نور العینین فی اثبات رفع الیدین“۔ جدید ایڈیشن۔ صفحات: 605۔(یہ کتاب انسائیکلوپیڈیا کی حیثیت رکھتی ہے یہی وجہ ہے کہ اس کتاب کے مطالعہ سے بڑی تعداد نے اس سنت متواترہ کو اپنی نماز کی زینت بنا لیا ہے) ناشر : مکتبہ اسلامیہ، لاہور۔

❋13۔ ”مسئلہ فاتحہ خلف الامام“۔ ناشر : مکتبہ اسلامیہ، لاہور۔

❋14۔ ”تعداد رکعات قیام رمضان کا تحقیقی جائزہ“۔ صفحات: 115۔ناشر : مکتبہ اسلامیہ، لاہور۔

❋15۔ ”نماز میں ہاتھ باندھنے کا حکم اور مقام“۔ صفحات: 64۔ ناشر : مکتبہ الحدیث، حضرو ضلع اٹک۔

❋16۔ ”القول المتین فی الجھربالتامین“۔ صفحات: 113۔ ناشر : نعمان پبلیکشنز لاھور۔

❋17۔ ”صحیح بخاری کا دفاع“۔ صفحات: 350۔ ناشر : مکتبہ اسلامیہ، لاہور۔

❋18۔ ”توفیق الباری فی تطبیق القرآن وصحیح البخاری“۔ صفحات: 98۔ناشر: نعمان پبلیکشنز لاھور۔

❋19۔ ”صحیح بخاری پر اعتراضات کا علمی جائزہ“۔ صفحات: 125۔ناشر: مکتبہ اسلامیہ، لاہور۔

❋20۔ ”صحیح بخاری پر منکرین حدیث کے حملے اور ان کا مدلل جواب۔“ ناشر : مکتبہ الحدیث، حضرو ضلع اٹک۔

21. ”دین میں تقلید کا مسئلہ“۔ صفحات: 234۔ ناشر : نعمان پبلیکشنز لاھور۔

22. ”آلِ دیوبند کے 300 جھوٹ“۔صفحات: 160۔ ناشر : نعمان پبلیکشنز لاھور۔

23. ”امین اوکاڑوی کا تعاقب“۔ صفحات: 88۔ ناشر : نعمان پبلیکشنز لاھور۔

24. ”آل دیوبند سے 210 سوالات“۔ صفحات: 30۔ ناشر: نعمان پبلیکشنزلاھور۔

25. ”نماز جنازہ میں سلام پھیرنے کا مسنون طریقہ“۔

26. ”سیرتِ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ“۔ صحیح اور مستند روایات کی روشنی میں۔

27. ”سیرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ”۔ صحیح اور مستند روایات کی روشنی میں۔

28. ”سود کے احکام و مسائل“۔

ترجمہ اور تخریج و تحقیق

29. ”تفسر ابن کثیر“۔ 6 جلدیں ۔ناشر : مکتبہ اسلامیہ، لاہور۔

30. ”مشکوۃ المصابیح“ مع الاکمال فی اسماء الرجال۔ 3 جلدیں۔ ناشر : مکتبہ اسلامیہ، لاہور۔

31. ”اضواء المصابیح فی تحقیق مشکوۃ المصابیح“۔ جلد اول۔ صفحات: 376۔ ناشر: مکتبہ اسلامیہ، لاہور۔

32۔ ”سنن نسائی“۔ اردو ترجمہ۔حافظ محمد امین، تخریج و تحقیق حافظ زبیر زئی۔ 7 جلدیں۔ ناشر :دارالسلام ریاض۔ لاہور۔

33۔ ”سنن ابو داؤد“۔ اردو ترجمہ۔ عمر فاروق سعیدی۔ تخریج و تحقیق حافظ زبیر زئی۔ 4 جلدیں۔ ناشر :دارالسلام ریاض ۔ لاہور۔

34۔ ”سنن ابن ماجہ“۔اردو ترجمہ: مولانا عطاء اللہ ساجد۔ تخریج و تحقیق: حافظ زبیر زئی۔ 5 جلدیں۔ ناشر :دارالسلام ریاض۔ لاہور۔

35۔ ”مؤطا امام مالک“ (تحقیق، تخریج و شرح)صفحات: 663۔ ناشر : مکتبہ اسلامیہ، لاہور۔

36۔ ”اختصارعلوم الحدیث“۔ صفحات: 175۔ ناشر: مکتبہ اسلامیہ، لاہور۔

37۔ ”منہاج المسلم“۔ پروفیسر ابوبکر جابر الجزائریؒ۔ صفحات: 720۔ تخریج و تحقیق حافظ زبیر زئی۔ ناشر :دارالسلام۔ ریاض ۔ لاہور۔

38۔ ”نماز نبوی“۔ ڈاکٹر شفیق الرحمان۔ تخریج و تحقیق حافظ زبیر زئی۔ صفحات: 384۔ ناشر: دارالسلام۔ ریاض۔ لاہور۔

39۔ ”فتاویٰ اسلامیہ“۔ تخریج و تحقیق حافظ زبیر زئی۔
4 جلدیں۔ ناشر: دارالسلام۔ ریاض۔ لاھور۔

40۔ ”عبادات میں بدعات اور سنت نبوی سے ان کا رد“۔
شیخ عمرو بن عبدالمنعم بن سلیم۔ صفحات: 322۔ ناشر :
مکتبہ قدوسیہ،لاہور۔

41۔ ”جزء رفع الیدین“۔ صفحات: 136۔ ناشر : مکتبہ
اسلامیہ، لاہور

42۔ ”نصر الباری فی تحقیق جزا القراۃ للبخاری“۔
صفحات: 346۔ ناشر : مکتبہ اسلامیہ، لاہور۔

43۔ ”فضائل درود و سلام“۔ مصنف امام اسماعیل بن
اسحاق القاضیؒ ۔ صفحات: 168۔ ناشر : مکتبہ اسلامیہ، لاہور۔

44۔ ”شرح اربعین نووی“۔ صفحات: 186۔ ناشر : مکتبہ
اسلامیہ، لاہور۔

45۔ ”کتاب الاربعین“ (ابن تیمیہ)
صفحات: 188۔ ناشر : مکتبہ اسلامیہ، لاہور۔

46۔ ”حاجی کے شب و روز“۔ مصنف شیخ خالد بن عبد
اللہ الناصر۔ صفحات: 106۔ ناشر : مکتبہ اسلامیہ، لاہور۔

47۔ ”شمائل ترمذی“۔ صفحات: 471۔ ناشر: مکتبہ الفہیم
مؤناتھ بھنجن، یو پی بھارت۔

48۔ ”نبی کریم ﷺ کے لیل و نہار“۔ امام حسین بن مسعود
البغوی ۔صفحات: 562۔ ناشر : حدیبیہ پبلیکیشنز۔ لاھور۔

49. ”حصن المسلم“ (ترجمہ عبد الحمید سندھی۔ تخریج و تحقیق حافظ زبیر زئی) صفحات: 186 ناشر : دارالفکر الاسلامی واہ کینٹ۔

50. ”فضائل صحابہ ؓ اجمعین صحیح روایات کی روشنی میں“۔ حافظ شیر محمد صفحات: 163۔ ناشر : مکتبہ اسلامیہ، لاہور۔

51. ”فضائل جہاد“۔ حافظ ابن عساکر۔ صفحات: 200۔ ناشر : مکتبہ اسلامیہ، لاہور۔

52. ”شرح حدیث جبریل“۔ (تصحیح شدہ جدید ایڈیشن) مصنف الشیخ عبدالمحسن العباد۔ صفحات: 154۔ ناشر: مکتبہ اسلامیہ، لاہور۔

53. ”سبیل المومنین“۔ ڈاکٹر سید شفیق الرحمان۔ صفحات: 258۔ ناشر : مکتبہ دار التوحید والسنہ، لاہور۔

عربی کتب

54. ”صحیح التفاسیر”۔ مخطوطہ۔

55. مسند حمیدی۔ مخطوطہ۔

56. صحیح ابن خزیمہ۔ مخطوطہ۔

57. سنن الترمذي۔ مخطوطہ۔

58. ”انوار السنن فی تحقیق آثار السنن“۔

59. ”انوار الصحیفہ فی الاحادیث الضعیفہ من السنن الاربعہ“۔ ضعیف اور موضوع احادیث۔ تعداد۔ 1000۔

❁60۔ ”الفتح المبین فی تحقیق طبقات المدلسین“۔ لا ابن حجر۔ عربی۔

❁61۔ ”تحفة الاقویاء فی تحقیق کتاب الضعفاء“۔ امام بخاریؒ۔ عربی۔

❁62۔ ”الاکمال فی اسماء الرجال“۔

❁63۔ ”الجزء المفقود یا الجزء المصنوع“ (جعلی جزء کی کہانی اور علمائے ربانی)

اس کے علاوہ اور بھی کتب ہیں۔

14 حوالہ جات

1۔ سیر و سوانح محدثِ عصر حافظ زبیر علی زئی رحمۃ اللہ علیہ حافظ محمد یونس اثری (مدرس المعھد السلفی لتعلیم والتربیہ کراچی) مراجعہ: حافظ حماد چاؤلہ (نائب مدیر المدینہ اسلامک ریسرچ سینٹر کراچی)۔

2۔ نور العینین فی اثبات رفع الیدین، مکتبة إسلامية: لاهور/ پاکستان، طبع جدید، 1427ھ۔ حافظ زبیر علي زئي۔

3. تحقیقي وإصلاحي وعلمي مقالات، مكتبة إسلامية : لاهور/ پاکستان، 2010م۔ حافظ زبیر علي زئي۔

4۔ الاتحاف الباسم في تحقيق موطأ الإمام مالك رواية عبد الرحمن القاسم، مكتبة الحديث حضرو : أٹك/پاکستان، 2009م ، حافظ زبیر علي زئي۔

5. أنوار الصحيفة في الأحاديث الضعيفة من السنن الأربعة، مكتبة الحديث حضرو : أٹك پاكستان، 1432ه \2010م ،حافظ زبير علي زئي۔

6. مجلة الحديث الشهرية، مدير : حافظ زبير علي زئي، الناشر : مكتبة الحديث حضرو : أٹك/پاكستان، تأسيس: 2004م۔

7. مقالات الحديث، مكتبة الحديث حضرو : أٹك/پاكستان، ط1، 2011م ،حافظ زبير علي زئي۔

8. أضواء المصابيح في تحقيق مشكاة المصابيح، لاهور : مكتبة إسلامية، 2010م، حافظ زبير علي زئي۔

9. گلستان حديث۔ محمد إسحاق بھٹي۔ مكتبة قدوسيه : 2011م- لاهور۔

10. تحقيق و شرح كتاب الاربعين لابن تيميه، مكتبة إسلامية : لاهور/پاكستان، 2012م ۔ حافظ زبير علي زئي۔

11. حافظ زبير على زئى رحمه الله ۔ حافظ شير محمد جامعه محمديه اهلحديث۔ پيرداد۔ حضرو۔ اٹک۔

12. مصنف كا تعارف۔ از پروفيسر ڈاكٹر خالد ظفر الله۔



28 پروفیسر شیخ محمد قطبؒ

1919 تا 2014ء

شیخ محمد قطب ، ایک مصری اسلامی داعی ، نقاد ، پروفیسر اور مصنف ہیں۔ جس نے متعدد کتابیں لکھی ہیں اور وہ سید قطب کے بھائی ہیں ، اپنی وفات سے پہلے مکہ مقیم تھے ۔ محمد قطب کو عصری اسلامی تحریک کا نشان اور ایک ممتاز دانشور سمجھا جاتا ہے ، کیوں کہ وہ ایسی اہم کتابوں کے مصنف ہیں جو معاصر اسلامی فکر کو مغربی علم منطلق کے خلاف اسلامی علمی نقطہ نظر پیش کرتے ہیں۔ وہ اپنی بہت سی کتابوں کے ذریعے فکر کو حقیقت سے جوڑتے ہیں۔ اس نے حقیقت کو بھی اسلامی نقطہ نظر سے سمجھانے کی کوشش کی۔

1 نام و نسب

محمد قطب بن إبراهيم قطب۔ سید قطب کے چھوٹے بھائی ہیں اور سید قطب سے 13 سال چھوٹے تھے۔

2 پیدائش اور وطن

ان کے آباء واجدادً اصلاً جزيرة العرب کے رہنے والے تھے۔ ان کے خاندان کے ایک بزرگ وہاں سے ہجرت کرکے بالائی مصر کے علاقے میں آباد ہو گئے تھے۔ محمد قطب 26 أبريل 1919 کو مصر کے ضلع اسیوط کے موشا نامی قریہ میں پیدا ہوئے۔

3 خاندان

والد إبراهيم قطب والدہ السيدة فاطمة عثمان بھائی سيد قطب بہنیں أمينة قطب ، حميدة قطب۔

والد کسان تھے۔ والدہ فاطمہ جو ایک علم سے محبت کرنے والے عرب گھرانے سے تعلق رکھتی تھیں۔ ان کے بھائیوں نے الازہر میں تعلیم حاصل کی تھی ، اور ان بھائی احمد حسین الموشی اپنی ادبی صلاحیتوں کے سبب ممتاز تھے۔ ایک شاعر تھے جس نے صحافت اور سیاست میں کام کیا اور دونوں شعبوں میں شہرت حاصل کی ۔ محترمہ فاطمہ اپنے بھائی سے متاثر ہوگئیں ، اور وہ علم اور ثقافت سے محبت کرتے ہوئے بڑھی ، اور والدہ فاطمہ ہی نے اپنے دو بیٹوں سید اور محمد کو تعلیم حاصل کرنے کے لئے قاہرہ بھیجا تھا۔

4 تعلیم

محمد قطب نے 1940ء میں قاہرہ یونیورسٹی سے انگریزی زبان و ادب میں ماسٹرز کیا اور بعد ازاں اساتذہ کے ایک تربیتی پروگرام کے تحت تربیت اور نفسیات پر ڈپلومہ مکمل کیا.

5 مصر میں گرفتاریاں

پروفیسر محمد قطب 1954ء میں پہلی مرتبہ گرفتار ہوئے اور کچھ عرصے بعد رہائی عمل میں آئی۔ 1965ء میں دوبارہ اسیری آئی اور چھے سال جیل میں گزارے۔ رہائی کے بعد ستر کی دہائی کے اوائل میں وہ سعودی عرب منتقل ہو گئے۔ جہاں وہ وفات تک مقیم رہے۔

6 مصری علماء کی سعودی عرب منتقلی

جمال ناصر کے تاریک دورآمریت میں "انصارالسنہ"اور"اخوان المسلمون" کے مندرجہ ذیل علماء سعودی عرب منتقل ہوئے۔

1۔ علامہ عبدالرحمان الوکیل 1913تا1971ء۔
2۔ پروفیسر ڈاکٹر علامہ محمد خلیل ہراسؒ 1916تا1975ء۔
3۔ پروفیسر شیخ عبدالرزاقؒ عفیفی۔1904تا1994ھ۔
4۔ پروفیسرعلامہ محمد عطیہؒ سالم۔1925تا1999ء۔
5۔ پروفیسرمناع خلیلؒ القطان۔1925تا1999ء۔
6۔ پروفیر شیخ سیدسابقؒ مصری۔1915ءتا 2000ء۔

7۔ علامہ محمد علی عبدالرحیم، 8 علامہ عبدالظاہرابوالسمح ڈین دارالحدیث الخیریہ مکہ، 9 علامہ عبدالوہاب البنّا مدرس حرم مکی، 10 ڈاکٹر محمد امین مصریؒ چیئرمین شعبہ حدیث جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ۔۔۔وغیرہ۔

7 درس و تدریس اور تلامذہ

سعودی عرب منتقل ہونے کے بعد استاذ محمد قطب مختلف سعودی جامعات سے منسلک رہے ہیں جن میں جامعہ ام ' القریٰ سرفہرست ہے۔ اس دوران انکی نگرانی میں بہت سا علمی و تحقیقی کام ہوا ہے۔ استاذ محمد قطب کے شاگردوں میں ڈاکٹر سفرالحوالی اور ڈاکٹر محمد سعید القحطانیؒ جیسی شخصیات بھی شامل ہیں۔ شیخ سفر الحوالی کا ڈاکٹریٹ کا مشہور مقالہ ظاهرة الإرجاء في الفكر الإسلامي فکر اسلامی میں ارجاء کا فنامنا ۔ استاذ قطب ہی کے زیر نگرانی لکھا گیا تھا۔

8 عام حالات

ان کی 40 کے لگ بھگ تصنیفات کا کینوس تربیت و تزکیہ ، دعوت و تحریک اور مسلمانوں کے فکری مسائل سے لیکر جاہلیت جدیدہ اور اسلام و مغرب کی کشمکش کی مختلف جہات تک وسیع ہے۔ دل میں اتر جانے والے ادبی اسلوب کے

ساتھ ساتھ محمد قطب بھی حسن البنا اور سید قطب کے نقش قدم پر اس طرح چلتے نظر آتے ہیں۔ کہ موضوع خواہ کوئی ہو، تزکیہ اور دل کو قرآن کے نور سے منور کرنے کی ایک ایسی رو ساتھ ساتھ چلتی ہے جس میں حکایات اور پرتکلف طریقوں کو چھوڑ کر آیات قرانیہ اور اسوہ نبوی سے دلوں کو غذا فراہم کرنے کا عنصر غالب ہے۔ جو خصوصیت محمد قطب اور ان کی تحریروں کو دوسروں سے ممتاز کرتی ہے وہ انسانی علوم (ہیومینٹیز) اور نفسیات (سائیکالوجی) پر ان کی دسترس اور مغرب کے انسانی علوم اور علم النفس میں قائم کردہ نظریات کا علمی و عقلی تجزیہ ہے دراسات في النفس الإنسانية ، في النفس والمجتمع ، حول التأصيل الإسلامي للعلوم الاجتماعية خاص اس حوالے سے لکھی گئی ہیں جبکہ دوسری تصانیف میں بھی موقع بموقع یہ خصوصیت نظر آتی ہے۔ استاذ محمد قطب اخوانی پس منظر ، مصر کے تحریکی عمل کا بہت قریبی مشاہدہ کرنے اور پھر اس کے بعد سعودی عرب کے سلفی علماء سے یکساں سلسلہ جنبانی کے باعث اخوان کی معاصرت {modernity} اور سلفیت کی اصالت {tradition} کا حسین امتزاج کہے جا سکتے ہیں۔ دعوت اسلامی کے طریقہ کار کے حوالے سے ان کی فکر کا نچوڑ کیف ندعوا الناس؟ اردو میں دعوت کا منہج کیا ہو؟ کے نام سے شائع ہوچکا ہے۔ ان کی دعوتی فکر کا لب لباب

یہ ہے کہ مسلمان معاشروں میں لا الہ الا اللہ کی اصل حقیقت برائے نام کی رہ گئی ہے، جبکہ مفہوم کے لحاظ سے اجنبی ہو چکی ہے، جسے واپس ان معاشروں میں لائے بغیر نہ تو یہ معاشرے آگے بڑھ سکتے ہیں اور نہ ہی نظام اسلامی کے قائم کرنے کا راستہ کھل سکتا ہے۔ تربیت کے حوالے سے ان کی کتب میں ۔ مكانة التربية في العمل الإسلامي ، دروس تربوية من القرآن الكريم ، دراسات قرآني وغیرہ شامل ہیں ۔ شبهات حول الاسلام ایک اور اہم تصنیف ہے جس میں مغرب سے متاثر اذہان و قلوب کو اسلام کے حوالے سے زیادہ تر پیش آنے والے شبہات کو دور کیا گیا ہے۔ اس کا اردو ترجمہ اسلام اور جدید ذہن کے شبہات کے نام سے ہوچکا ہے۔ حال ہی میں مفاهيم ينبغي ان تصحح (قابل تصحیح مفہومات) کے ابتدائی کچھ حصے کا ترجمہ بھی سہ ماہی ایقاظ میں شائع ہوا ہے۔ اپنے اسلامی مفہومات درست فرما لیجئے۔ اور کتاب لا إله إلا الله عقيدة وشريعة ومنهاج حياة یہ کتاب زندگی کے ہر میدان کو لاالہ سے مربوط کر کے اتنی خوبصورتی سے دکھاتی ہے کہ بے اختیار اسی رنگ میں رنگنے کو جی بے تاب ہونے لگتا ہے۔

9 عقیدہ پہلے یا حاکمیت

سوال شیخ قطب صاحب بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اسلام کا نفاذ حکومت حاصل کرنے کے بعد ہوگا۔ جبکہ دوسروں کا خیال ہے کہ اس کا طریقہ عقیدہ کی اصلاح اور اجتماعی تربیت ہے۔ تو ان دونوں میں زیادہ درست مؤقف کس کا ہے۔

اس کرہَ ارضی پر اسلام کی حاکمیت کیسے ہوگی جب داعیان کرام عقیدہ کی اصلاح نہیں کریں گے ، صحیح ایمان نہیں لائے گے ، اس دین میں ان کی آزمائش نہ ہوگی اور وہ اس پر صبر نہیں کریں گے؟ وہ اللّٰہ کے راستے میں جہاد کریں گے ، تب زمین پر اللّٰہ کے دین کا غلبہ ہوگا ۔ یہ بہت واضع بات ہے ، حاکم آسمان سے تو نہیں اترے گا ۔ آسمان سے ہر چیز آتی ہے مگر بشر کی کوششیں اس میں شامل ہوتی ہیں ۔ جس کو اللّٰہ نے بندوں پر فرض کیا ہوا ہے۔ { اور اللّٰہ تعالیٰ چاہتا تو اکیلا ہی ان سے بدلہ لے لیتا مگر < جہاد اس لیے فرض ہوا > تاکہ تم میں سے بعض کو دوسروں کے ذریعے آزمائے۔ < محمد: **4** >}

تو لازمی طور پر ہمیں اصلاح عقیدہ سے کام شروع کرنا چاہیے اور اپنی نسل کی توحید پر تربیت کرنی چاہیے۔ ایسی نسل تیار کرنی چاہیے جو اللّٰہ کے راستِہ میں آزمائی جائے تو صبر کرنا جانتی ہو ، جیساکہ پہلی نسل < صحابہ کرامؓ > نے صبر کرکے دکھایا تھا۔ منهاج الفرقة الناجيه۔ شیخ محمد جمیل زینوؒ :**89**

10 عقیدہ و مسلک

پروفیسر محمد قطب کسی مخصوص فقہی مسلک کے پابند نہیں تھے۔ نیز آپ کی کتاب رکائز الإیمان کو ڈاکٹر حافظ عمران ایوب لاہوری نے کتب عقیدہ سلف صالحین کی فہرست میں شامل کیا ہے۔ کتاب الایمان: 269۔

11 شاہ فیصل عالمی ایوارڈ

محمد قطب کو جائزة الملك فيصل العالمية في الدراسات الإسلامية <شاہ فیصل عالمی ایوارڈ برائے مطالعہ اسلام > 1988ء مع الترکي مقداد یالجن دیا گیا۔

12 وفات

پروفیسر شیخ محمد قطب نے صبح 8 بجے 4 جمادالثانی 1435 الموافق 4 أپریل 2014ء کو 94 سال کی عمر میں ہسپتال انٹرنیشنل میڈیکل سنٹر جدة مملكة العربية السعودية میں وفات پائی۔ تدفین مکة المکرمة میں ہوئی۔

13 کیٹلاگ

1۔ مذاهب فكرية معاصرة۔

2۔ دراسات في النفس الإنسانية۔ اردو ترجمہ مطالعہ نفسیات۔

3. التطور والثبات في حياة البشرية. ترجمه جمود و ارتقاء.
4. منهج التربية الإسلامية (بجزئية: النظرية والتطبيق)
5. منهج الفن الإسلامي.
6. جاهلية القرن العشرين(1965)
7. الإنسان بين المادية والإسلام (1951) اردو ترجمه انسان اور جديد مادى افكار.
8. دراسات قرآنية.
9. هل نحن مسلمون؟(1959) ترجمه كيا ہم مسلمان ہيں؟
10. شبهات حول الإسلام.
11. في النفس والمجتمع.
12. حول التأصيل الإسلامي للعلوم الاجتماعية.
13. قبسات من الرسول(1957)
14. معركة التقاليد.
15. مغالطات (2006)
16. مفاهيم ينبغي أن تصحح.
17. كيف نكتب التاريخ الإسلامي؟
18. لا إله إلا الله عقيدة وشريعة ومنهج حياة.
19. دروس من محنة البوسنة والهرسك.
20. العلمانيون والإسلام.
21. هلم نخرج من ظلمات التيه.
22. واقعنا المعاصر.

23. قضية التنوير في العالم الإسلامي۔
24. كيف ندعو الناس؟
25. المسلمون والعولمة۔
26. ركائز الإيمان۔
27. لا يأتون بمثله!۔
28. من قضايا الفكر الإسلامي المعاصر۔
29. حول التفسير الإسلامي للتاريخ۔
30. الجهاد الأفغاني ودلالاته۔
31. دروس تربوية من القرآن الكريم۔
32. حول تطبيق الشريعة۔
33. المستشرقون والإسلام۔
34. هذا هو الإسلام۔
35. رؤية إسلامية لأحوال العالم المعاصر۔
36. مكانة التربية في العمل الإسلامي۔

14 حوالہ جات

1. محمد قطب ۔ ویکیپیڈیا۔
2. محمد قطب ۔ محدث فورم۔
3. کاروانِ حیات۔ ڈاکٹر لقمان ؒ سلفی۔



29 اسلامی ترات کے ڈاکٹر فؤاد سزگین

1924 تا 2018ء

ڈاکٹر فؤاد سزگین Fuat Sezgin کردی النسل اور اسلامی تاریخ کے نامور مورخ ہیں۔

1 پیدائش اور وطن

ڈاکٹر فؤاد سزگین 24 اکتوبر 1924ء میں ”بتلیس“ ترکی میں پیدا ہوئے۔

2 اعلی تعلیم

1950ء میں استنبول یونیورسٹی سے ایک جرمن مستشرق ہیلمٹ رٹر کے اشراف میں پی ایچ ڈی مکمل کی۔ عنوان تھا “صحیح بخاری کے مصادر” اس موضوع پر چونکہ مستشرقین عموماً جدال کرتے رہتے ہیں اس لیے ان کا رد کرتے ہوئے تحقیقی مواد اکٹھا کرنا اور انھی کے مناقشے پر ان کے روبرو انھی کا بطلان کرنا ایک بہت ہی کٹھن مرحلہ تھا۔ لیکن اللّٰہ کی مدد شامل حال ہو تو پھر ہر مرحلہ آسان ہوجایا کرتا

ہے۔ یہ ایک نہایت معلوماتی، منہجی اور تنقیدی تھیسیز ہے جس میں مستشرقین کو چیلنج بھی کیا گیا ہے۔

3 درس و تدریس

تعلیم سے فراغت کے بعد 1954ء استنبول یونیورسٹی میں پروفیسر فؤاد سزگین کی تقرری ہوگئی تھی۔ اور وہاں انھوں نے کچھ عرصہ کام بھی کیا لیکن 1960ء میں وہ سیاست کی نذر ہوگئے۔ اور انھیں وہاں سے برطرف کردیا گیا۔

4 جرمنی جلاوطنی اور تدریس

1961ء میں وہ جرمنی منتقل ہوگئے۔ اور ”فرانکفرٹ یونیورسٹی“ میں وزٹنگ پروفیسر کے طور پر مصروف ہوگئے۔ 1965ء میں انھوں نے جابر بن حیان کے بارے میں ایک اور ڈاکٹریٹ حاصل کی۔ جس کے بعد ان کو یونیورسٹی میں پروفیسر کا درجہ دیا گیا۔ فرینکفرٹ میں ان کی تحقیق کا مرکز اسلامی عہد زریں کے علوم تھے۔

5 تاریخ علوم اسلامی پر کام

عصر حاضر میں پروفیسر فؤاد سزگین کا نام علوم اسلامیہ کی تاریخ پر دسترس رکھنے والے اہم علماء میں شمار ہوتا ہے۔ اس موضوع پر انھوں نے عمر بھر اس لیے کام کیا تاکہ امت

مسلمہ اسلامی کلچر کی عظمت کو پہچان سکے اور کما حقہ اس سے استفادہ کرے۔ وہ اکثر کہا کرتے تھے کہ اسلامی تہذیب و ثقافت کی عظمت اور اس کی رفعت سے یوروپی اقوام کو سمجھانا آسان ہے۔ لیکن اس کی اہمیت اور افادیت سے مسلمانوں کو روشناس کرانا نہایت دشوار ہے۔

پروفیسر سزگین نے ہمارے لیے ایک بڑا علمی میراث چھوڑا ہے۔ اب یہ ہم پر منحصر ہے کہ ہم اس ورثے سے کتنا فائدہ اٹھا پاتے ہیں۔

"اسلامی ہیریٹیج" پر تصاویر کے ساتھ انھوں نے کئی جلدیں شائع کیں اور متعدد زبانوں میں ان کے ترجمے بھی ہوئے۔ 1947ء میں انھوں نے یہ کتاب لکھنی شروع کی اور مختلف مراحل سے گزرنے کے بعد یہ کتاب پندرہ سالوں بعد پایہ تکمیل کو پہنچی۔ اس کتاب میں ڈاکٹر سزگین نے بڑی محنت کی اور اس کی تحقیق میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔

6 ادارہ تاریخ عرب اسلامی علوم

پروفیسر سزگین نے 1982ء میں فرانکفرٹ کی جون ولفگینگ گوئٹے یونیورسٹی میں عرب ممالک کی مدد سے 'عرب اسلامی علوم کی تاریخ پر ایک انٹرنیشنل انسٹی ٹیوٹ قائم کیا۔ جہاں ایک عرصے تک وہ پروفیسر کی حیثیت سے کام کرتے رہے۔ جو اس وقت دنیا میں عرب اسلامی علوم کی

تاریخ کے موضوع پر کتابوں کا سب سے بڑا مرکز ہے۔ 1983ء میں انھوں نے اسی ادارے میں ایک منفرد عجائب گھر بنایا جس میں اسلامی عہد زریں کے آلات، اوزار اور نقشوں کی 800 سے زائد نقلیں تیار کرکے رکھیں۔ بعد ازاں 2008ء میں بھی اسی طرح کا ایک عجائب گھر استنبول میں بھی قائم ہوا۔

7 عالمی ایوارڈ

1۔ تعلیمی اور تحقیقی میدان میں آپ کی خدمات کو سراہتے ہوئے جرمن چانسلر نے 'آرڈر اوف میرٹ' کے نیشنل ایوارڈ سے آپ کو سرفراز کیا۔ صرف یہی نہیں آپ کی خدمات کو اعزاز بخشتے ہوئے فرانکفرٹ سٹی کا 'گوئٹے میڈل' بھی عطا کیا گیا۔

2۔ پروفیسر سزگین پہلے شخص ہیں جن ہیں۔ سعودی حکومت کی طرف سے 1979ء میں اسلامی علوم پر 'شاہ فیصل عالمی ایوارڈ' سے نوازا گیا۔

8 اکیڈمیوں کی رکنیت

وہ ٹرکش اکیڈیمی آف سائنسز، اکیڈیمی آف دی کنگڈم آف مراکو اور قاہرہ، دمشق اور بغداد کے متعدد علمی و تحقیقی اداروں کے رکن تھے۔

9 وفات

ترکی کے مایہ ناز مورخ پروفیسر علامہ فؤاد سزگین 30 جون 2018ء کو 94 سال کی عمر میں ہمیں داغ مفارقت دے گئے!! ڈاکٹر سزگین کی موت پر پورا عالم اسلام خاص طور پر علمی طبقہ جو ان سے متعارف ہے نہایت سوگوار ہے۔ اور کیوں نہ ہو وہ اکیلے ہی ایک مستقل ادارہ تھے اور اپنے آپ میں اسلامی علوم کا گنجینہ گرانمایہ تھے۔ جو اب ہماری نظروں سے اوجھل ہوگئے۔

10 سیکھنے کی باتیں

(1) مخالف ماحول میں کام کا حوصلہ

سزگین کی پیدائش ترکی میں 1924ء میں ہوئی ، جب کمال اتاترک نے اسلام کو دیس نکالا دے دیا تھا۔ انھوں نے استنبول یونی ورسٹی سے اعلیٰ تعلیم حاصل کی اور وہیں 1954ء میں ان کا تقرر ہوگیا ، لیکن 1960ء کے فوجی انقلاب کے بعد دیگر بہت سے اساتذہ کے ساتھ ان کی بھی ملازمت ختم کردی گئی۔ پھر بھی وہ مایوس نہیں ہوئے۔ وہ جرمنی چلے گیے اور اپنی علمی سرگرمیاں جاری رکھیں۔

(2) محنت

سزگین کے استاد 'ہلموت' نے ان سے پوچھا :" روزانہ کتنے گھنٹے کام کرتے ہو؟" جواب دیا : 12 گھنٹے انھوں نے کہا : " تب تم دنیا میں کیا کام کرو گے؟ 17، 18 گھنٹے کام کیا کرو " سزگین نے استاد کی اس نصیحت کو حرزِ جان بنا لیا۔ ان کا انتقال 94 برس کی عمر میں ہوا۔ آخر تک وہ روزانہ 18 گھنٹے کام کرتے رہے۔ انھوں نے اتنا کام کیا جتنا کسی اکیڈمی سے وابستہ بہت سے افراد کے لیے بھی ممکن نہ تھا۔ چنانچہ انھوں نے جب اپنی کتاب یونیسکو سے شائع کروانی چاہی تو اس کے ذمے دار کو یقین نہیں آیا کہ یہ فردِ واحد کا کام ہوسکتا ہے۔ اس نے کہا کہ جتنے لوگوں نے مل کر کام کیا ہے سب کا نام بتائیے۔ محض اسی وجہ سے یہ کتاب وہاں سے شائع نہ ہو سکی۔

(3) تلاش و تحقیق کا اعلیٰ معیار

انھوں نے جزئیات کا مکمل احاطہ کیا۔ جس کتاب کا تذکرہ کیا اس کے بارے میں بتایا کہ اس کے کتنے اڈیشن کہاں کہاں سے شائع ہوئے ہیں؟ اور اس کے مخطوطات دنیا کی کن کن لائبریریوں میں پائے جاتے ہیں؟ حیرت ہوتی ہے کہ انھوں نے دنیا کی تمام مشہور لائبریریوں کی فہرستیں جمع کرلی تھیں اور ان سے استفادہ کرکے ان کے حوالے دیے ہیں۔

(4) استدراک

سزگین کی کتاب اصلاً بروکلمان کی کتاب کا استدراک اور تکملہ ہے۔ خود سزگین کی کتاب پر حکمت بشیر یٰسین ، اکرم ضیاء العمری اور نجم عبد الرحمن خلف نے استدراکات رکھے ہیں۔ علمی دنیا میں استدراک کو ناپسند نہیں کیا جاتا اور اسے سابقہ کام کا نقص نمایاں کرنے سے تعبیر نہیں کیا جاتا۔

(5) علمی کام کی لذّت

سزگین علمی کاموں میں اتنا محو رہتے تھے کہ دوسری تمام چیزیں ان کی نظر میں ہیچ تھیں۔ بعض سوانح نگاروں نے لکھا ہے کہ گھر والوں سے بھی ان کی ملاقات بس کھانے کی میز پر ہوپاتی تھی۔

فؤاد سزگین کی کتاب تاریخ التراث کی کچھ جلدوں کا عربی ترجمہ مصر سے ہوا ہے۔ اور ان کی اشاعت سعودی عرب سے ہوئی ہے۔ ابتدائی بعض جلدوں کا اردو ترجمہ پاکستان میں ڈاکٹر نذیر حسین نے کیا ہے۔

11 اعتراف خدمات

1۔ 24 ستمبر 2012ء کو انقرہ بلدیہ کے میئر ابراہیم ملیح گوکچک نے اعلان کیا کہ انقرہ کا ایک چوک فؤاد سزگین کے نام سے موسوم کیا جائے گا۔ نیز اسی دن اسی چوک پر ان کے مجسمے کی نقاب کشائی بھی کی گئی، اس وقت فؤاد سزگین اور ان کی شریک حیات ارسلا بھی موجود تھے۔

2۔ صدر ترکی رجب طیب اردوان نے 2019ء کو سزگین کے سال کی حیثیت سے منانے کا اعلان کیا ہے ، جس میں ان کی حیات و خدمات کے تعارف پر مختلف کانفرنسیں اور سمینار منعقد کیے گے۔

12 کیٹلاگ

{1} تاریخ علوم عربیہ و اسلامیہ

سب سے اہم کارنامہ تاریخ علوم عربیہ و اسلامیہ Geschichte des Arabischen Shrifttums کی تصنیف ہے۔ یہ کتاب اصلاً کارل بروکلمان (م1965ء) کی کتاب 'تاریخ آداب اللغة العربية' کا استدراک اور تکملہ ہے ۔ بروکلمان نے ابتدا سے گزشتہ صدی تک کے مختلف اسلامی علوم کے عربی مصادر اور ان کے مؤلفین کا تعارف کرایا ہے۔ اور دنیا کی مختلف لائبریریوں میں ان کی مطبوعات و مخطوطات کی نشان دہی کی ہے۔ یہ کتاب 1902ء میں دو جلدوں میں شائع ہوگئی تھی۔ بعد میں بروکلمان نے اس میں اضافے کیے اور تین جلدیں ضمیمہ کے طور پر شائع کیں۔ سزگین نے محسوس کیا کہ بروکلمان بہت سے مصادر کا تذکرہ نہیں کرسکے ہیں۔ چنانچہ انھوں نے 1947ء میں اس پر استدراک اور اضافہ کا منصوبہ بنایا ، البتہ کام کی وسعت کے پیش نظر انھوں نے 430 ھ تک کی مدت طے کی۔ 1967ء میں اس کی پہلی جلد

شائع ہوئی۔ بعد میں آگے کی جلدیں شائع ہوتی رہیں۔ وہ مسلسل کام کرتے رہے۔ ان کی زندگی میں 17 جلدیں تیار ہوگئی تھیں۔ اٹھارہویں جلد پر وہ کام کررہے تھے کہ وقتِ موعود آ پہنچا۔ بروکلمان کی کتاب میں خاصی کمیاں رہ گئی تھیں، جنہیں پروفیسر فؤاد سزگین کی کتاب نے بہت حد تک مکمل کر دیا۔ پروفیسر فؤاد سزگین کی کتاب عربی زبان میں لکھے گئے تقریباً تمام تر علمی ذخیرے کی تدوین ہے۔ اس میں ہر کتاب سے متعلق معلومات موجود ہیں جو چھپ چکی ہے یا نہیں اور اگر مخطوطہ (قلمی تحریر غیر مطبوعہ کتاب) ہے تو کن کن کتب خانوں میں موجود ہے۔ یوں ہی کام ہے جس کی ابتدا ابن ندیم نے "الفہرست " کے نام سے کیا۔

1۔ تاریخ علوم عربیہ و اسلامیہ سب سے مشہور ہوئی۔ ان کی یہ کتاب علوم اسلامی کی تاریخ کا سب سے اہم مرجع ہے۔ اسلامی تراث پہ پروفیسر سزگین نے جو کتاب لکھی وہ کافی تفصیلی اور 17جلدوں پر مشتمل ہے۔ اس کتاب میں علوم قرآن، علم حدیث، تدوین کی تاریخ، فقہ، عقائد، تصوف، عربی شاعری، عربی زبان، نحو، بلاغت، فنی نثر، عروض، ادب، فلسفہ، منطق، علم النفس، اخلاقیات، سیاسیات، سماجیات، طب، کیمیاء، علم نباتات، زراعت، فلکیات، نجومیات اور آثار وغیرہ مختلف موضوعات پہ سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ یہ کتاب جرمن زبان میں لکھی گئی۔

2۔ مصر میں اس کتاب کا عربی زبان میں ترجمہ ہوا اور 1978ء میں دو حصوں میں چھاپی گئی۔ اس ترجمے کا کام ڈاکٹر محمود فہمی حجازی اور ڈاکٹر فہمی ابوالفضل نے شروع کیا پھر کچھ وجوہات کی بنا پر یہ سلسلہ رک گیا۔ بعد میں اسے پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لیے سعودی عرب کی دو یونیورسٹیوں محمد بن سعود اسلامک یونیورسٹی اور شاہ سعود یونیورسٹی نے بیڑا اٹھایا جس میں کئی بڑے اساتذہ نے کام کیا اور 1982ء سے نشر ہونا شروع ہوا۔ یہ کتاب تاریخ التراث العربی سعودی عرب سے 10 جلدوں میں شائع ہوئی۔ یہ کتاب ایک انسائیکلوپیڈیا کی حیثیت رکھتی ہے۔ جو اسلامی علوم کے ہر گوشے پر محیط ہے۔

3۔ تاریخ علوم اسلامیہ کا عربی سے اردو ترجمہ ڈاکٹر پروفیسر شیخ نذیر حسین نے کیا۔ اور لاہور سے 3 جلدوں میں شائع ہوا۔ علوم قرآن ، علوم حدیث اور علوم فقہ وغیرہ۔

نقد و نظر مصنف نے کتاب کو 430ھ تک محدود کر دیا۔ جس کی وجہ سے بہت سی کتب اور مصنف شامل ہونے سے رہ گئے۔ نیز اس میں کئی اماکن و اعلام کے نام غلط ہیں۔

{2} پانچ جلدوں پر مشتمل اپنی دوسری کتاب اسلام کے قدرتی علوم میں فرینکفرٹ کے عجائب گھر کی اشیا کی تفصیلات درج کی ہیں۔

{3} 1984ء سے فؤاد سزگین تاریخ علوم عرب و اسلامی کے موضوع پر ایک مجلہ کے مدیر بھی تھے۔ فؤاد سزگین نے ثابت کیا کہ 1420ء تک مسلمان جہازران امریکا کو دریافت کر چکے تھے۔

13 حوالہ جات

1۔ ”تاریخ التراث العربی“ کا تعارف کا اس کا منہج از ڈاکٹر محمد مشتاق تجاروی ، اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ اسلامک اسٹڈیز ، جامعہ ملیہ اسلامیہ نئی دہلی۔

2۔ فؤاد سزگین کو خراجِ تحسین۔ از شیخ خضر حیات مدینۃ الرسول۔

3۔ آزاد دائرہ معارف ویکیپیڈیا مقالہ فؤائد سزگین۔

4۔ اسلامی تراث کے ڈاکٹر فؤاد سزگین انتقال کر گئے۔ دی فری لانسر۔



30پروفیسرڈاکٹرعلامہ یوسف القرضاوی

1926ء تا

ڈاکٹر علامہ یوسف قرضاوی کو شیخ السید سابق مصریؒ سے شَرْفِ تَلَمُّذ حاصل ہے۔ قطر یونیورسٹی کے سابقہ سربراہ ہیں۔ اسلامی اسکالر اور شاعر ہیں۔

1 نام و نسب

یوسف عبداللہ بن عبد الرحمن یوسف القرضاوی ان کے والد شاعر اور سیاسی رہنما تھے۔

2 پیدائش اور وطن

یوسف عبداللہ القرضاوی 9 ستمبر 1926ء کو (قریہ "صفط تراب" مرکز المحلة الکبری)۔ محافظہ الغربیہ۔ مصر میں پیدا ہوئے۔

3 ابتدائی حالات اور تعلیم

وہ دو برس کے تھے کہ ان کے والد انتقال کر گئے۔ اس کے بعد انہوں نے اپنے چچا کے ہاں اپنے عم زاد بھائیوں کے ساتھ پرورش پائی۔ پانچ سال کی عمر میں ایک مکتب میں داخلہ

لیا، سات سال کی عمر میں اسکول میں داخل ہو گئے۔ اس طرح وہ ایک ساتھ اسکول اور مدرسہ دونوں میں تعلیم حاصل کرتے تھے۔ ان کے خاندان والے انہیں دکان دار یا بڑھئی بنانا چاہتے تھے۔ مگر وہ اس دوران قرآن مجید حفظ کرتے رہے اور نو برس کی عمر میں حفظ مکمل کر لیا۔ اور ہائی اسکول سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد جامعہ ازہر چلے گئے۔

4 اعلیٰ تعلیم

اعلیٰ تعلیم کے غرض سے قاہرہ کا سفر کیا اور "جامعة الازہر" میں "كلية اصول الدين" میں تعلیم حاصل کرنے لگے۔ چنانچہ 1952 / 53ء کو اس کلیہ سے "دراسہ عالیہ" کی ڈگری حاصل کرنے کے بعد "كلية اللغة العربيه" میں "شعبہ تخصص في التدريس" میں داخلہ لیا اور اس میں تدریسی اجازت نامہ کے ساتھ 1954ء میں "عالمیت" کی ڈگری حاصل کرنے میں کامیاب ہوئے۔ اس کے بعد "جامعة الدول العربيه" کے تابع "معهد البحوث والدراسات العربيه العاليه" میں داخلہ لیا اور وہاں سے 1958ء میں "شعبہ اللغة والأدب" میں "ہائر ڈپلومہ "کی سند حاصل کی- اس عرصے میں وہ "كلية اصول الدين" میں قرآن و سنت ڈویژن کے "گریجویٹ اسٹڈیز ڈیپارٹمنٹ" میں داخلہ لیے ہوئے تھے. انہوں نے "جامعة الازہر" ہی سے 1960ء میں ماسٹر <M.A> کی ڈگری حاصل کی۔ اور

دوران ملازمت "جامعة الازہر" سے ہی 1973ء میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری امتیازی حیثیت سے حاصل کی۔ تھیسس رسالے کا موضوع تھا "الزكاة وأثرها في حل المشاكل الاجتماعية"

5 ملازمت قطر منتقلی اور تدریس

تعلیم مکمل کرنے کے بعد وہ مصری وزارت مذہبی امور میں کام کرتے رہے۔

1961ء میں القرضاوی نے اسٹیٹ قطر کا سفر کیا اور وہاں پر "مديراً للمعهد الديني الثانوي" <سیکنڈری دینی انسٹی ٹیوٹ کے ڈائریکٹر> کی حیثیت سے کام کیا، اور وہاں قیام پذیر ہونے کے بعد القرضاوی نے قطری شہریت حاصل کی، اور 1977ء میں اس نے "كلية الشريعة والدراسات الإسلامية جامعة قطر" قطر یونیورسٹی میں شرعیہ اور اسلامی علوم کالج کے قیام اور ڈین شپ سنبھالی اور 1990ء کے آخر تک اس کے ڈائریکٹر بھی بن گئے۔ اور "مركز بحوث السنة والسيرة النبوية جامعة قطر" > مرکز ریسرچ سنت اور سیرت نبوی>. قطر یونیورسٹی میں اور آج بھی جاری ہے۔

نوٹ قطر مختلف یونیورسٹیوں میں تدریسی خدمات سر انجام دیتے رہے۔ اسی طرح وہ الجزائر کی یونیورسٹیوں میں بھی مختلف ذمہ داریاں ادا کرتے رہے ہیں۔

6 قرضاوی کا خاندان

القرضاوی نے دو خواتین سے شادی کی۔ پہلی مصری بیوی جس کا نام ہے اسعاد عبد الجواد "ام محمد" ہے۔ ان سے نکاح کیا دسمبر 1958ء میں۔ جن سے اس کی چار بیٹیاں، تین بیٹے ہیں۔ بیٹیوں کے نام (إلهام ، سهام ، علا اور أسماء) بیٹوں کے نام (محمد ، عبد الرحمٰن اور اسامہ) ہیں۔ اور دوسرا نکاح 59 سال کی عمر میں مراکشی عورت سے کیا۔ جس کا نام عائشہ ہے۔ قرضاوی نے اسی کی دہائی کے وسط میں یونیورسٹی میں اس سے ملاقات کی تھی۔ جب ایک الجیریا جس نے "ویمن صرف" پروگرام میں بطور ٹی وی پروڈیوسر کام کیا تھا۔ جسے قطری الجزیرہ چینل نے نشر کیا تھا۔

1. "ڈاکٹر إلهام القرضاوی" جو 19 ستمبر 1959ء کو سمنود میں پیدا ہوئیں۔ قطر یونیورسٹی میں ایٹمی طبیعیات کی پروفیسر ہیں، انگلینڈ سے ماسٹر اور ڈاکٹریٹ کی ڈگریاں حاصل کرچکی ہیں۔ اور ایٹمی طبیعیات کے شعبے میں "احمد بادیب برائے عرب خواتین علمی ایوارڈ" رکھتیں ہیں۔
2. "ڈاکٹر سہام القرضاوی" جو 5 ستمبر 1960ء کو قاہرہ میں پیدا ہوئیں، فوٹو کیمسٹری کی پروفیسر ہیں۔ انگلینڈ سے ماسٹر اور ڈاکٹریٹ کی ڈگریاں حاصل کی ہیں۔

3. ”محمد القرضاوی“ اکتوبر 1967ء کے وسط میں قطر میں پیدا ہوئے تھے۔

4. ”شاعر عبد الرحمٰن یوسف“ 18 ستمبر 1970ء کو قطر میں پیدا ہوئے۔ ایک مصری شاعر جس نے قطر یونیورسٹی کے شرعیہ کالج سے بی اے کیا۔ اس نے قاہرہ یونیورسٹی کے دارالعلوم کی فیکلٹی سے مقاصد الشریعة الإسلامية میں ماسٹر کی ڈگری حاصل کی ہے۔

5. ”اسامہ القرضاوی“ 10 فروری 1972ء کو قطر میں پیدا ہوئے۔

7 قرضاوی اور اخوان المسلمون

یوسف القرضاوی کو اخوان المسلمون سے تعلق رکھنے کی وجہ سے متعدد بار جیل میں ڈالا گیا۔ وہ پہلی بار 1949ء میں بادشاہت کے دور میں جیل گئے۔ پھر جنوری 1954ء میں مصر کے صدر جمال عبدالناصر کے دور میں تین بار گرفتار ہوئے۔ پھر اسی سال نومبر میں اس کی نظربندی بیس ماہ تک جاری رہی۔ القرضاوی کا تعلق اخوان المسلمون سے تھا اور وہ اس کے ایک مشہور رہنما تھے۔ اور شیخ کو اس جماعت کا پہلا نظریاتی ماہر سمجھا جاتا ہے۔ انہیں متعدد بار رہنمائی کے عہدے کی پیش کش بھی کی گئی۔ لیکن انہوں نے انکار کردیا۔ اور وہ اخوان کے تنظیمی کام سے مستثنیٰ ہونے تک

اخوان کے نمائندے کی حیثیت سے اخوان المسلمون کی عالمی تنظیم کے اجلاسوں میں شرکت کرتے تھے۔ 2011ء میں جب مصر میں حسنی مبارک کی حکومت کا خاتمہ ہوا۔ تو پہلی مرتبہ عوامی سطح پر مصر میں آپ نے ایک مجمع عام سے خطاب کیا جس میں تقریباً پچیس لاکھ عوام تھے۔ جمعہ کی نماز بھی آپ نے پڑھائی۔ حسنی مبارک کے خلاف احتجاج کا خیر مقدم کیا۔

8 عالمی اداروں کی ممبر شپ

1۔ ”رئيس الاتحاد العالمي لعلماء المسلمين“. <صدر عالمی اتحاد برائے علمائے اہل اسلام>۔

2۔ ”رئيس المجلس الأوروبي للإفتاء والبحوث“. <یوروپی کونسل برائے فتویٰ اور تحقیق کے صدر>۔

3۔ ”عضو مجمع البحوث الإسلامية في مصر“. <مصر میں اسلامی ریسرچ اکیڈمی کے رکن>۔

4۔ ”هو الرئيس السابق لجمعية البلاغ القطرية الممولة لشبكة "إسلام أونلاين على الانترنت حتى 23 مارس 2010ء“۔ <وہ قطری البلاغ سوسائٹی کے سابقہ صدر ہیں۔ جس نے "اسلام آن لائن" نیٹ ورک کو 23 مارچ 2010ء تک مالی اعانت فراہم کی تھی>۔

5۔ عضو مجمع الفقه الإسلامي التابع لرابطة العالم الإسلامي بمكة المكرمة. <رکن فقہ اکیڈمی رابطہ العالم الإسلامي مکہ>۔

6۔ "رئيس هيئة الرقابة الشرعية لمصرف قطر الإسلامي ومصرف فيصل الإسلامي بالبحرين".<قطر اسلامی بینک اور الفیصل اسلامی بینک بحرین کے شریعہ سپروائزری بورڈ کے چیئرمین>۔

7۔ عضو مجلس الأمناء لمنظمة الدعوة الإسلامية في أفريقيا. <افریقہ میں اسلامی دعوت آرگنائزیشن کے بورڈ آف ٹرسٹی کے ممبر>۔

8۔"نائب رئيس الهيئة الشرعية العالمية للزكاة في الكويت". <کویت میں زکاۃ کے عالمی شرعی بورڈ کے نائب صدر>۔

9۔"عضو مجلس الأمناء لمركز الدراسات الإسلامية في أكسفورد".<اسلامک اسٹڈیز برائے آکسفورڈ کے بورڈ آف ٹرسٹی کے ممبر>۔

9 عالمی ایوارڈ

1۔ جائزة البنك الإسلامي للتنمية في الاقتصاد الإسلامي لعام 1411ھ، الموفق 1990ء۔ <اسلامی معاشیات میں اسلامی ترقیاتی بینک کا انعام 1990ء>۔

2. جائزة الملك فيصل العالمية بالاشتراك مع سيد سابق في الدراسات الإسلامية لعام 1994م/ 1414ھ . <کنگ فیصل بین الاقوامی ایوارڈ سال 1994ء/1414ھ بالاشتراک سید سابق اسلامی علوم میں>.

3. انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی ملائیشیا کے صدر کی طرف سے 1996ء میں ایک مشہور علمی ٹینڈر ایوارڈ۔

4. اسلامی فقہ میں سال 1997ء کے لئے سلطان حسن بلقیہ انعام (سلطنت برونائی)۔

5. ثقافتی اور علمی کامیابی کے لیے سلطان العویس انعام برائے سال 1999ء۔

6. ”جائزة دبي للقرآن الكريم فرع شخصية العام الإسلامية 1421ھ“۔ <دبئی ایوارڈ برائے قرآن کریم، شخصیت اسلامیہ سال 1421ھ>۔

7. ”جائزة الدولة التقديرية للدراسات الإسلامية من دولة قطر لعام 2008م، وتسلمها من أمير قطر الشيخ حمد بن خليفة آل ثاني في 8 نوفمبر 2009م“۔ <اسلامی علوم کے لئے ریاستی تعریفی ایوارڈ۔ دولة قطر الشيخ حمد بن خليفة آل ثاني 8 نوفمبر 2009ء>۔

8. ہجرت النبی ایوارڈ 1431ھ کو ملائیشیا کی حکومت کی طرف سے ملائیشیا کے بادشاہ نے 18 دسمبر 2009ء کو دیا۔

9۔ 29 ستمبر 2010ء اردن کے شاہ عبداللہ ثانی نے "اسلام میں ماحولیات" کے عنوان سے منعقدہ رائل البیعت انسٹی ٹیوٹ برائے اسلامی نظریہ کی پندرہویں کانفرنس میں شریک متعدد علماء کو اعزاز سے نوازا اور عمان میں اس کے اجلاسوں کا اختتام کیا۔ القرضاوی کو پہلے درجہِ کے آزادی میڈل سے نوازا گیا۔

10 رد تقلید آئمہ

پروفیسر ڈاکٹر یوسف قرضاوی۔ "سربراہ قطر یونیورسٹی"۔ لکھتے ہیں کہ عبدالرحمان ابن جوزیؒ نے کہا تقلید ایسے ہے جیسے کسی کے ہاتھ میں چراغ ہو اور وہ اسے بجھا کر اندھیرے میں چل پڑھے۔ "الحلال و الحرام فی الاسلام"۔ نیز ابن جوزی کی عدم تقلید کے لیے دیکھئے انکی کتاب۔ "المشکل من حدیث الصحیحین۔ جلد:1صفحہ نمبر 833"۔

11 عقیدہ و مسلک

شیخ قرضاوی عقائد میں اشعری مسلک کی طرف میلان رکھتے ہیں۔ اگرچہ بعض مسائل میں اشعریہ پر نقد بھی کرتے ہیں۔

شیخ قرضاوی فلاسفہ ، معتزلہ ، غالی صوفیا ، اہل تشیع امامیہ اور خوارج کی مذمت کرتے ہیں ۔ انکا کہنا ہے کہ وہ

حلول ، اتحاد ، خرافات اور بدعات پر مشتمل تصوف کے حامی نہیں ہیں۔

12قرضاوی کے فتوے اور خیالات

1۔ یوسف القرضاوی فلسطینیوں کے اسرائیلیوں پر حملوں کے زبردست حامی ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ اسرائیلی فوجیوں کے خلاف خودکش دھماکے جائز ہیں۔ کیونکہ وہ قابض اور غاصب ہیں۔ وہ انہیں اجتہادی حملے قرار دیتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ خود کش حملے صرف اس وقت جائز ہوں گے جب اپنے دفاع کا کوئی دوسرا راستہ نہ بچے۔ ان کے بارے میں یک تاثر یہ ہے کہ وہ عام اسرائیلی شہریوں کے خلاف حملوں کے بھی حق میں ہیں۔ تاہم ان کا کہنا ہے کہ وہ اسرائیلی شہری جو فوج خدمات بھی سر انجام دیتے ہیں، عام شہری کی تعریف میں نہیں آگے۔ شیخ یوسف کے اس موقف کی بنا پر ایک طبقہ انہیں دہشت گردی کا حامل قرار دیتا ہے۔ تاہم شیخ القرضاوی کا کہنا ہے کہ وہ اس قسم کے حملے صرف اسرائیلی اہداف کے خلاف جائز ہیں۔ اس کے علاوہ کہیں بھی ان کی اجازت نہیں ہے۔

2۔ یہی وجہ ہے کہ 20 مارچ 2005ء کو دوحہ قطر میں کار بم دھماکا ہوا۔ تو انہوں نے اس کی شدید مذمت کی تھی۔ اس واقعے میں ایک برطانوی شہری جان ایڈمز مارا گیا تھا۔

شیخ کا کہنا تھا کہ اس قسم کے واقعات ایسے لوگ کرتے ہیں جو اسلامی تعلیمات سے ناواقف ہیں۔ ان کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ وہ دشمنوں کے ہاتھوں کھیل رہے ہوتے ہیں۔

3۔ 2006ء میں اسرائیل = حزب اللہ جنگ شروع ہوئی تو ایک مسلمان اسکالر شیخ عبد اللہ بن جبیرین سعودی عرب نے فتویٰ جاری کیا کہ مسلمانوں کے لیے حزب اللہ جیسے دہشت گرد گروہ کی حمایت جائز نہیں کیونکہ یہ شیعہ ہیں۔ تاہم شیخ یوسف القرضاوی نے کہا کہ مسلمانوں پر اسرائیل کے خلاف حزب اللہ کی مدد لازم ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ شیعہ اور سنی اسلام کے بنیادی اصولوں پر متفق ہیں۔ اختلاف صرف فروعی مسائل پر ہیں۔

4۔ اسی طرح انہوں نے عراق کے سنیوں اور شیعوں سے بھی درخواست کی تھی کہ وہ خانہ جنگی ختم کریں۔

5۔ 14 اپریل 2004ء کو اسلام آن لائن پر ایک فتویٰ جاری کیا کہ تمام مسلمان امریکی اور اسرائیلی مصنوعات کا بائیکاٹ کریں۔ کیونکہ وہ ان مصنوعات کے بدلے حاصل ہونے والی رقم سے معصوم فلسطینی بچوں کے جسم چھلنی کرنے کے لیے گولیاں اور دیگر اسلحہ خریدتے ہیں۔ اسرائیلیوں کی مصنوعات خریدنا دشمن کی وحشت و جارحیت میں مدد کرنے کے مترادف ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم دشمنوں کو کمزور کریں۔ اگر ان کی مصنوعات کا بائیکاٹ کرنے سے وہ کمزور

ہوتے ہیں۔ تو ہمیں ایسا کرنا چاہیے۔ ان کا کہنا ہے کہ امریکا دوسرا اسرائیل بن چکا ہے۔ امریکا اسرائیل کو رقم، اسلحہ سمیت سب کچھ فراہم کر رہا ہے تاکہ فلسطینیوں کو نیست و نابود کر دے۔

6۔ شیخ یوسف القرضاوی کا کہنا ہے۔ کہ پوری دنیا کے مسلمانوں کو گرین وچ ٹائم کی بجائے مکہ مکرمہ کے ٹائم کو مدنظر رکھنا چاہیے۔

7۔ وہ تصویر کشی کو جائز قرار دیتے ہیں۔

8۔ وہ عالم اسلام میں جمہوریت کے قیام کے حامی ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ مشرق وسطیٰ میں سیاسی اصطلاحات کی شدید ضرورت ہے۔

9۔ ڈنمارک کے ایک کارٹونسٹ نے پیغمبر اسلام کے حوالے سے توہین آمیز کارٹون بنائے تو شیخ قرضاوی نے شدید غم و غصے کا اظہار کیا۔ تاہم ان کا کہنا تھا کہ اس کے جواب میں تشدد کرنا جائز نہیں۔

10۔ نائن الیون کے واقعہ کی خبر سنتے ہی شیخ قرضاوی نے تمام مسلمانوں سے اپیل کی کہ وہ زخمیوں کے لیے خون کے عطیات دیں۔ ان کا کہنا تھا کہ اسلام صبر و تحمل کا دین ہے۔ وہ انسانی جان کی حفاظت پر زور دیتا ہے۔ معصوم انسانوں پر حملے گناہ عظیم ہے۔

11۔ شیخ قرضاوی کا کہنا ہے کہ عراق میں جانے والے سارے امریکی ”حملہ آور“ متصور ہوں گے۔ ان کے درمیان میں فوجی یا سویلین کی کوئی تفریق نہیں۔ اس لیے ان کے خلاف جہاد فرض ہے تاکہ عراق سے انخلا پر مجبور ہو جائیں۔ انہوں نے وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ میں جہاد یعنی ”جدوجہد“ کا لفظ استعمال کر رہا ہوں ”قتل “ کا نہیں۔

12۔ لیبیا میں جب قذافی نے پوری بے دردی کے ساتھ بے گناہوں کا خون بہانا شروع کیا تو شیخ قرضاوی نے پورے اعتماد کے ساتھ فتویٰ دیا کہ قذافی جیسے حکمران کو قتل کرنا جائز ہے۔ شیخ قرضاوی اور ان جیسے دیگر حوصلہ مند علماء کی سرپرستی نے عرب بہاریہ کی جدو جہد کو تیونس، مصر، یمن، لیبیا اور شام میں قوت بخشی اور یہ کوششیں کامیابی کی طرف بڑھنے لگیں۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ خلیجی ممالک سمیت دیگر ملکوں کے حکمراں سڑک کی آواز سنتے لیکن ان میں سے بیشتر کو اپنی کرسی کھسکتی ہوئی محسوس ہوئی۔

13۔ یوسف القرضاوی نے شام کے شیعوں کے خلاف اٹھ کھڑے ہونے اور بشار الاسد کی نصیری رافضی حکومت کو گرانے کے لئے شام کے جہاد میں حصہ لینے اور شیعوں کو قتل کرنے کے لئے پوری دنیا کے سنی مسلمانوں سے اپیل کی تھی۔ اس لئے کہ پوری دنیا کے دیگر سنی مسلمان علماء اور خاص

طور پر مشرق وسطیٰ اور افریقہ اور پاکستان کے طالبان تنظیموں کی طرح انہوں نے بھی یہ یقین کر لیا ہے کہ شیعہ دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ چند روز کے بعد سعودی عرب کے مفتی اور عالم دین فضیلۃ الشیخ عبد العزیز آل شیخ نے اس کی تائید اور حمایت میں بیان جاری کیا۔

14۔ شام پر روس کے حملہ کے بھی آپ شدید مخالف ہیں اور روس کے اس اقدام کو آپ دہشت گردانہ حملہ مانتے ہیں ۔

13مخالفت،تَذْلِیل،تنقیداور اسکے اسباب

1۔ غالی صوفا ، قبر پرستی ، غیر اللّٰہ کے لیے نذرو نیاز ، غیر اللّٰہ کے زبح کرنے وغیرہ کے خلاف فتویٰ دینے کی وجہ سے مشرک اور بدعتی شیخ قرضاوی کو ہدفِ تنقید بناتے ہیں۔

"ہمیں ان مسائل میں تصوف کے نام پر شرک و بدعات و خرافات کو رواج دینے پر شیخ قرضاوی کی تنقید سے مکمل اتفاق ہے"۔

2۔ ایرانی علماء اہلِ تشیع شیخ قرضاوی کو امامیہ فرقہ کو بدعتی و گمراہ اور فرقہ ناجیہ سے خارج قرار دینے پر تنقید کرتے ہیں۔

3۔ مسلمان معاشروں میں رہائش پذیر سیکولر طبقہ شیخ قرضاوی کے جہاد اور تحریک کے متعلقہ فتویٰ کو ہدفِ تنقید بناتے ہوئے انہیں شدت پسند اور بنیاد پرست قرار دیتا ہے۔

4۔ مغربی مفکرین صیہونیت ، اسرائیل اور امریکہ کے حوالے سے شیخ قرضاوی کے بیانات کو ہدفِ تنقید بناتے ہیں۔
5۔ شیخ قرضاوی اپنے ذوق اور پسند کے خلاف صحیح احادیث کو بھی رد کر دیتے ہیں۔ اور ضعیف احادیث بیان کرتے ہیں۔ جس کی وجہ سے بہت سے سلفی علماء اس کے خلاف ہیں۔
3۔ "اسرائیل = حزب اللہ" جنگ شروع ہوئی۔ تو القرضاوی نے کہا کہ مسلمانوں پر اسرائیل کے خلاف حزب اللہ کی مدد لازم ہے۔ تو شیعہ اس کی تعریفیں کرتے نہیں تھکتے تھے۔ لیکن جب القرضاوی نے شام کے شیعوں کے خلاف اٹھ کھڑے ہونے اور بشار الاسد کی نصیری رافضی حکومت کو گرانے کے لئے شام کے جہاد میں حصہ لینے کا فتوی دیا۔ تو شیعوں نے انہیں گالیاں تک دی ہیں۔
4۔ دیوبندی جماعت شیخ الھند نے فیس بک پر مقالہ لکھا * ڈاکٹر یوسف قرضاوی: دور جدید میں دین اسلام کی عالمگیریت اور حقانیت پر شب خون مارنے والا آستین کا سانپ *۔
5۔ شیخ مختار احمد ندوی سلفیؒ سابقہ امیر جمعیت اہلحدیث ہند نے اپنے ادارے دارالسلفیہ ممبئی کے لیے قرضاوی سے ان کی کتب کے جملہ حقوق لیے تھے۔ اور بہت سی کتب کے ترجمے شائع کیے تھے۔ اور بھی کئی اہلحدیث قرضاوی کی

کتب شائع کرتے ہیں۔ لیکن عالم عربی کے بہت سے سلفی علماء قرضاوی کو گمراہ قرار دیتے ہیں۔ تفصیل کے لیے ملاظہ ہوں۔ مقالہ ڈاکٹر یوسف قرضاوی کی حقیقت۔

14 نقد و نظر کے آئینے میں

محدث العصر مجدد القرن محمد ناصر الدين الباني ؒ فرماتے ہیں۔ یوسف القرضاوی کی تعلیم ازہری ہے۔ کتاب وسنت پر قائم منہجی تعلیم نہیں ہے, وہ لوگوں کو ایسے ایسے فتوے دیتا ہے۔ جو قرآن و حدیث کے خلاف ہیں۔ اس کا ایک نہایت ہی خطرناک فلسفہ ہے کہ جب شریعت میں کوئی حرام چیز آتی ہے۔ تو وہ اس تحریم سے یہ کہہ کر جان چھڑا لیتا ہے کہ اس سلسلے میں حرمت پر دلالت کرنے والی کوئی قطعی دلیل نہیں ہے۔

15 کیٹلاگ

شیخ القرضاوی کی 170 سے زائد کتب ہیں۔ جن میں شامل ہیں۔

1۔ الحلال والحرام في الإسلام۔
2۔ مئة سؤال عن الحج والعمرة والأضحية۔
3۔ كتاب فتاوى معاصرة۔
4۔ تيسير الفقه للمسلم المعاصر۔

5. فقه الجهاد.
6. من فقه الدولة في الإسلام.
7. فقه الزكاة.
8. فقه الطهارة.
9. فقه الصيام.
10. فقه الغناء والموسيقى.
11. فقه اللهو والترويح.
12. دراسة في فقه المقاصد.
13. في فقه الأقليات الإسلامية.
14. الفقه الإسلامي بين الأصالة والتجديد.
15. الاجتهاد في الشريعة الإسلامية.
16. المدخل لدراسة الشريعة الإسلامية.
17. الفتوى بين الانضباط والتسيب.
18. عوامل السعة والمرونة في الشريعة الإسلامية.
19. الاجتهاد المعاصر بين الانضباط والانفراط.
20. دية المرأة في الشريعة الإسلامية.
21. موجبات تغير الفتوى.
22. الفتاوى الشاذة.
23. زراعة الأعضاء في ضوء الشريعة الإسلامية.
24. مشكلة الفقر وكيف عالجها الإسلام.
25. بيع المرابحة للآمر بالشراء.

26. فوائد البنوك هي الربا الحرام.
27. دور القيم والأخلاق في الاقتصاد الإسلامي.
28. دور الزكاة في علاج المشكلات الاقتصادية وشروط نجاحها.
29. لكي تنجح مؤسسة الزكاة في التطبيق المعاصر.
30. القواعد الحاكمة لفقه المعاملات.
31. مقاصد الشريعة المتعلقة بالمال.
32. الصبر في القرآن.
33. العقل والعلم في القرآن.
34. كيف نتعامل مع القرآن العظيم.
35. تفسير سورة الرعد.
36. كيف نتعامل مع السنة النبوية.
37. المدخل لدراسة السنة النبوية.
38. المنتقى من الترغيب والترهيب.
39. السنة مصدرا للمعرفة والحضارة.
40. في رحاب السنة.
41. نحو موسوعة للحديث الصحيح مشروع منهج مقترح.
42. وجود الله.
43. حقيقة التوحيد.
44. الإيمان بالقدر.
45. الشفاعة في الآخرة بين النقل والعقل.

46. الحياة الربانية والعلم.
47. النية والإخلاص.
48. التوكل.
49. التوبة إلى الله.
50. الورع والزهد.
51. المراقبة والمحاسبة.

اردو ترجمے

1. اسلام میں حلال و حرام (تخریج و تحقیق محدث العصر علامہ محمد ناصر الدین البانیؒ)صفحات: 480. ناشر : مکتبہ اسلامیہ، لاہور.

2. فتاویٰ ڈاکٹر یوسف القرضاوی. 2 جلدیں. ناشر: کتاب سرائے. لاہور.

3. ایمان اور زندگی. صفحات: 195. ناشر: اسلامک پبلشنگ ہاؤس، لاہور.

4. رسول اکرم ﷺ اور تعلیم. صفحات: 268. ناشر : دار التذکیر.

5. دعوت دین اور اس کے علمی تقاضے. صفحات: 340. ناشر: ادارہ معارف اسلامی. لاہور.

6. سنت نبوی اور ہمارا طریق فکر و عمل. ناشر: کتاب سرائے. لاہور.

7. فقہ الزکاۃ. 2 جلدیں. ناشر : دارالسلفیہ ممبئی انڈیا.

8۔ ربٰو اور بنک کا سود۔ صفحات: 120۔ ناشر: انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی سٹڈیز، اسلام آباد۔

9۔ اسلام میں غریبی کا علاج۔ صفحات: 243۔ ناشر: مکتبہ اسلامیہ، لاہور۔

10۔ اسلام اور معاشی تحفظ۔صفحات:171۔ ناشر: البدر پبلیکیشنز لاہور۔

11۔ اسلامی نظام ایک فریضہ ایک ضرورت۔ صفحات: 315۔ ناشر : البدر پبلیکیشنز لاہور۔

12۔ اسلامی بیداری۔ مکتبہ تعمیرِ انسانیت۔ لاہور۔

13۔ تغیر پذیر حالات میں تفقہ کے تقاضے اور ہم۔ صفحات: 43۔ ناشر : ایفا پبلیکیشنز نئی دہلی۔

14۔ غلبہ اسلام کی بشارتیں۔ صفحات: 164۔ ناشر: مکتبہ قاسم العلوم، لاہور۔

15۔ فکری تربیت کے اہم تقاضے۔ صفحات: 333۔ ناشر: اسلامک پبلیکیشنز، لاہور۔

16۔ فقہ الاقلیات۔ مسلم اقلیتوں کو درپیش مسائل کی بابت شرعی راہ نمائی۔ صفحات: 283۔ ناشر : نا معلوم۔

17۔ اسلامی معاشرے میں غیر مسلموں کے حقوق و فرائض۔ صفحات: 142۔ناشر: ادارہ تحقیقات اسلامی۔ بین الاقوامی یونیورسٹی۔ اسلام آباد۔

☀18۔ اسلام کا نظریہ اعتدال اور اس کے اہم عناصر۔
صفحات: 74۔ ناشر: ایفا پبلیکیشنز نئی دہلی۔

☀19۔ وقت کی قدر کیجیے۔ صفحات: 139۔ ناشر : مکتبہ اسلامیہ، لاہور۔

☀20۔ اسلام اور سیکولرزم۔ صفحات: 261۔ ناشر : عالمی ادارہ فکر اسلامی، اسلام آباد۔

☀21۔ معاصر اسلامی فکر۔2 ؛ اسلام اور سیکولرزم۔
صفحات: 261۔ ناشر: ادارہ تحقیقات اسلامی، بین الاقوامی یونیورسٹی، اسلام آباد۔

16 حوالہ جات

1۔ ویکیبیدیا، الموسوعة الحرة. ترجمہ۔ یوسف القرضاوی۔

2۔ مقالہ ڈاکٹر یوسف قرضاوی کی حقیقت۔

3۔ علامہ یوسف القرضاوی: ایک عظیم مجدد، مجتہد اور مفکر! ترتیب: عبدالعزیز۔

4۔ آزاد دائرہ المعارف مقالہ۔ یوسف قرضاوی۔

5۔ شیخ یوسف القرضاوی اور مسلم دنیا کے مسائل۔ از اشتیاق عالم فلاحی۔

6۔ الحلال والحرام في الإسلام ۔ ڈاکٹر یوسف القرضاوی۔

7۔ علامہ یوسف القرضاوی کا خطبہ جمعہ ۔ مظلومین شام کے لئے اپیل۔

8۔ تحریک تجدد اور متجددین۔ ڈاکٹر پروفیسر حافظ محمد زبیر۔



31 ڈاکٹر عبداللہ بن عبدالمحسن الترکی

1940ء تا

ڈاکٹر عبد اللہ بن عبد المحسن التركي رابطہ عالم اسلامی کے سابق سکریٹری جنرل ، وزير الشؤون الإسلامية والأوقاف والدعوة والإرشاد لمملكة العربية السعودية اور سعودی رائل کورٹ کے مشیر کے یہ عہدہ وزیر کے برابر ہے۔

عبد الله بن عبد المحسن التركي	
معلومات شخصية	
پیدائش	4 اگست 1940ء حرمة المجمعہ سعودی عرب
قومیت	سعودي
الحياة العملية	
پیشہ	”سعودی رائل کورٹ میں مشیر“ یہ عہدہ وزیر کے برابر ہے۔ أمين <سکریٹری> رابطة العالم الإسلامي (سابقہ) ◆◆◆◆◆◆◆◆◆◆◆◆

1 پیدائش اور مقام

ڈاکٹر عبد الله بن عبد المحسن التركي 4 اگست 1940ء کو بلدة حرمه محافظہ المجمعہ مملکت سعودی عرب میں پیدا ہوئے۔

2 پرورش اور تعلیم

تعلیم کے ابتدائی مراحل

عبدالله بلدة حرمة میں پلا بڑھا ۔ جہاں اس نے ابتدائی تعلیم حاصل کی ، پھر ثانوی اور انٹرمیڈیٹ تعلیم علمی انسٹی ٹیوٹ المجمعة میں حاصل کی۔

الإجازة العلمية

شیخ عبد اللہ بن عبد المحسن الترکی نے زمانہ طالب علمی میں متعدد کبار علماء سے شرف تلمذ حاصل اور ان سے آپ کو علوم شرعیہ اور عربی لغت میں علمی اجازۃ حاصل کی تھی۔

3 یونیورسٹی کا مطالعہ

1۔ آپ نے ریاض کے کالج آف شریعہ میں انڈر گریجویٹ تعلیم حاصل کی۔

2۔ ماسٹر کی ڈگری: آپ نے ماسٹر ڈگری"المعهد العالي للقضاء الرياض"> ریاض کے ہائر جوڈیشل انسٹی ٹیوٹ > سے "

أسباب اختلاف الفقهاء " کے عنوان سے بہترین مقالہ لکھ کر اعلی گریڈ کے ساتھ حاصل کی،

3. ڈاکٹریٹ: اس نے الازہر یونیورسٹی كلية الشريعة والقانون < فیکلٹی آف شریعہ اور قانون > سے ڈاکٹریٹ کی ڈگری اعزاز کے ساتھ 1392 ہجری میں حاصل کی۔ تھیسس کا اعوان تھا " اصول مذهب الامام احمد "۔ مقالہ پرنٹ کرنے اور یونیورسٹیوں کے مابین اس کا تبادلہ کرنے کی سفارش کے ساتھ۔

4. اعزازی ڈاکٹریٹ: 1408ھ میں جامعة الزقازيق < Zagazig یونیورسٹی> سے اعزازی ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی۔

5. اعزازی ڈاکٹریٹ: رابطة العالم الإسلامي اور اسلامی یونیورسٹیوں کے مابین تعاون کے حصول میں ان کی شاندار کاوشوں کی تعریف کرتے ہوئے ، سن 1424 ہجری میں قازقستان کے شہر الماتا میں ”أباي اسٹیٹ یونیورسٹی“ سے اعزازی ڈاکٹریٹ کی ڈگری دی گئی۔

4 مناصب جن پر فائز رہے

1. ڈائریکٹر امام محمد بن سعود اسلامی یونیورسٹی (1396ھ سے 1414ھ تک)

2. مملکت سعودی عرب میں هيئة كبار العلماء کمیٹی کے ممبر۔

3. وزیر الشؤون الإسلامیة والأوقاف والدعوة والإرشاد <وزیر اسلامی امور ، اوقاف ، دعوت اور ارشاد> (20 محرم 1414ھ سے 2 ربیع الاول 1420ھ تک)
4. سعودی شاہی عدالت میں مشیر (3 ستمبر 1420ھ)
5. الأمین العام <سکریٹری جنرل> رابطہ عالم اسلامي (1421ھ / 5 ذی القدہ 1437ھ)
6. "رئیس رابطة الجامعات الإسلامیة" اسلامی یونیورسٹیوں کی انجمن کے صدر۔

5 تدریسی خدمات اور ملازمتیں

1. انٹرمیڈیٹ اور سیکنڈری سطح کے علمی اداروں کے تدریسی عملے کا ممبر۔
2. مدیر المعهد العلمي علمی انسٹی ٹیوٹ کے ڈائریکٹر۔
3. علمی اداروں میں ہدایت کار۔
4. ریاض میں کلیة الشریعة کالج آف شریعہ کے تدریسی عملے کا ایک ممبر۔
5. ریاض میں 6 سال (7/21/1388 سے 12/22/1394ھ) کے لئے عربی زبان کے کالج آف ڈین ، جس کے دوران وہ عربی زبان کی خدمت کے خواہشمند تھے ، اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ اسلامی دنیا میں متوقع فقہی ، فکری اور علمی تجدید کو حاصل نہیں کیا گیا - اس کے اصل معنی اور اس کے الگ

الگ تہذیبی ڈھانچے میں - تاہم عربی زبان میں ایک سنجیدہ اور جامع پیش رفت کے ذریعہ ، یہ کتاب و سنت ، ورثہ نجی اور عوامی تفہیم کا ایک ذریعہ ، خیالات اور آراء کے آئینے ، اور ادب اور علم کے لئے زبان کو سمجھنے کا ایک ذریعہ ہے۔

6. امام محمد بن سعود اسلامی یونیورسٹی کے نائب صدر (12/22/1394ھ سے) دو سال کے لئے۔

7. امام محمد بن سعود اسلامی یونیورسٹی کے ڈائریکٹر (2/2/1396 سے لے کر 1/20/1414ھ تک) اور وہ اس عرصے کے دوران یونیورسٹی کے لئے خاص طور پر اسلامی اور عربی علوم کے شعبے میں اپنے فرائض کی تکمیل اور اسلامی علوم کی ترقی میں کردار ادا کرنے کے خواہشمند تھے۔

8. "وزير الشؤون الإسلامية والأوقاف والدعوة والإرشاد" وزیر اسلامی امور ، اوقاف دعوت و ارشاد (1/20/1414 سے 2/3/1420ھ تک) اور "شاہ فہد قرآن کریم پرنٹنگ کمپلیکس مدینہ منورہ" کے نگرانی رہے۔

9. شاہی عدالت میں مشیر (2/3/1420 ھ)

10. أمين <سکریٹری جنرل> رابطة عالم إسلامي (8/8/1421 ہجرہ سے 11/5/1437 ہجری تک)

11. اب وہ ایک شاہی مشیر ہیں جس کا عہدہ وزیر کے برابر ہے (11/6/1437 سے ہجری سے اب تک) ہیں۔

6 ملکی ممبر شپ

1۔ مملکت سعودی عرب میں ھیئۃ کبار العلماء کمیٹی کے ممبر۔

2۔ المجلس الأعلی للاعلام کا ممبر۔

3۔ مؤسسة الملك فيصل الخيرية کا ایک سابق ممبر۔

4۔ مملکت سعودی عرب میں سپریم کمیٹی برائے تعلیمی پالیسی کی تیاری کمیٹی کے سابق ممبر۔

5۔ مملکت میں ریاستی اراکین برائے ادب کمیٹی کے ممبر۔

6۔ ریاض میں کنگ عبدالعزیز پبلک لائبریری کے بورڈ آف ڈائریکٹرز کے ممبر۔

7۔ ریاض میں معذور بچوں کی انجمن کا ممبر۔

8۔ ”رئيس مجلس إدارة المركز الخيري للقرآن وعلومه“۔ ریاض میں قرآن مجید اور اس کے علوم برائے خیرات مرکز کے بورڈ آف ڈائریکٹرز کے چیئرمین۔

9۔ برطانیہ میں یونیورسٹیوں کی سپریم کونسل کے سابق ممبر۔

10۔ اسلامی یونیورسٹی مدینہ منورہ کی سپریم کونسل کے سابق ممبر۔

11۔ ریاض کی کنگ سعود یونیورسٹی میں سپریم کونسل کے سابق ممبر۔

12۔ اور متعدد دیگر کمیٹیاں اور کونسلیں کے ممبر۔

7 بین الاقوامی ممبر شپ

1۔ أمين <سکریٹری جنرل> رابطة عالم إسلامي مكة المكرمہ۔

2۔ ”رئيس المجلس الإسلامي العالمي“ لندن میں عالمی اسلامی کونسل کے صدر۔

3۔ ”رئيس رابطة الجامعات الإسلامية“۔ اسلامی یونیورسٹیوں کی انجمن کے صدر۔

4۔ ”رئيس الندوة العالمية للشباب الإسلامي“۔ عالمی اسمبلی اسلامی یوتھ کے صدر۔

5۔ ایڈنبرا اسلامک سنٹر کے بورڈ آف ٹرسٹی کے چیئرمین۔

6۔ اسلام آباد میں منصوبوں اور نصاب کمیٹی کے چیئرمین اور اسلامی یونیورسٹیوں کے تدریسی عملہ میں۔

7۔ نائجر (سابقہ) میں یونیورسٹیوں کے بورڈ آف ٹرسٹی کے چیئرمین اور اس کے بورڈ کے ممبر (فی الحال)۔

8۔ عرب اور اسلامی اسکول برائے بین الاقوامی کونسل کے صدر۔

9۔ اسلامی یونیورسٹیوں کے معاون فنڈ کے سربراہ۔

10۔ اسلام آباد میں بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی کے نائب صدر۔

11۔ قاہرہ میں المجلس الأعلى للشئون الإسلامية سپریم کونسل برائے اسلامی امور کے ممبر۔

12۔ "المجلس الإسلامي العالمي للدعوة والإغاثة بين الاقوامی" مجلس اسلامی عالمی برائے دعوت اور ریلیف انٹرنیشنل کے ممبر۔

13۔ "مؤتمر عالم إسلامي"۔ <اسلامی ورلڈ کانفرنس> کی ایگزیکٹو کونسل کے ممبر۔

14۔ آکسفورڈ سنٹر برائے اسلامک اسٹڈیز کے بورڈ آف ٹرسٹی کے ممبر۔

15۔ کویت میں الهيئة الخيرية الإسلامية العالمية <بین الاقوامی اسلامی چیریٹی آرگنائزیشن> کے بانی ممبر۔

16۔ اسلامی امریکن کالج شکاگو کے بورڈ آف ٹرسٹی کے ممبر۔

17۔ فرینکفرٹ میں عرب اور اسلامی علوم کی تاریخ کے انسٹی ٹیوٹ کے بورڈ آف ٹرسٹی کے ممبر اور ایک سابق صدر۔

18۔ بون میں اسلامی ریسرچ ایسوسی ایشن کی کونسل کے بانی ممبر۔

19۔ انڈونیشیا میں اسلامک اسٹیٹ یونیورسٹی میں مشرق وسطی کے مطالعہ کے مرکز کے رکن۔

20۔ رابطہ عالم اسلامی کے اعزازی ممبر۔

21۔ اسلامی تعلیم یا دعوت اسلامی سے متعلق متعدد کونسلوں اور کمیٹیوں میں ان کی رکنیت اس کے علاوہ ہے۔

8 میڈیا پروگرام

میڈیا کی شراکت سے آپ نے مختلف دانشورانہ ، ثقافتی ، معاشرتی اور ہدایت نامی امور کے بارے میں ریڈیو "المملکة العربیة السعودیة <مملکت سعودی عرب>" پر مسلسل پروگرام پیش کئے ۔ اور آپ نے ٹیلی ویژن کے متعدد پروگراموں میں بھی شرکت کی تھی ، جن کی نمائندگی ذاتی انٹرویوز اور مشترکہ سیمینارز میں کی گئی تھی ، اور ان کے ذریعہ تحقیقات ، انٹرویوز ، اور متعدد اخباری مضامین کو روزناموں ۔ ہفتہ وار اور ماہانہ میگزینوں میں ترجمہ کیا گیا تھا۔

9 دنیا میں عالمی یونیورسٹیوں کا قیام

اسلامی یونیورسٹیوں کے قیام اور ان کے منصوبوں اور نصاب کمیٹیوں کے چیئرمین رہے۔ جیسے نائجر میں "اسلامی یونیورسٹی" اور اسلام آباد میں "بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی" اور ان سے پہلے "امام محمد بن سعود اسلامی یونیورسٹی"۔ اور دیگر یونیورسٹیوں کے قیام اور ترقی کی نگرانی کی ، جو بنیادی طور پر اسلام کی خدمت پر مبنی

ڈاکٹر عبداللہ بن عبد المحسن الترکی کا بہت بڑا کردار ہے۔ اور ان علوم کے لئے معاونت اور کتابوں کی چھپائی اور تقسیم جو ان کی بہت بڑی خدمت ہے ، خاص طور پر العقيدة والحديث والتفسير والفقه والأصول والتاريخ. < عقائد ، حدیث ، تفسیر، فقہ اور اصول فقہ اور تاریخ > کے علوم کی۔

اور ڈاکٹر عبد اللہ بن عبد المحسن الترکی نے چالیس سالوں کے دوران ، عرب ، اسلامی اور بین الاقوامی ممالک میں اور سعودی عرب کی مملکت کے اندر تعلیم کے میدان میں جہاں وہ "امام محمد بن سعود اسلامی یونیورسٹی" کے ڈائریکٹر تھے اور "انجمن عرب یونیورسٹیوں" کی کانفرنسوں اور ممبران کے ممبر تھے۔ اور اس کے بانی کام میں حصہ لیا۔ اور ترقی کے ساتھ ساتھ اسلامی یونیورسٹیوں کی ایسوسی ایشن ، اس کی کانفرنسوں اور اس کی ایگزیکٹو کونسل کے لئے بھی جس نے دنیا میں متعدد اسلامی و عرب یونیورسٹیوں اور اسکولوں کے قیام میں اپنی خدمات کے علاوہ مختلف کمیٹیوں اور تعلیمی اداروں میں حصہ لیا ، اور ان کی کاوشیں یورپ اور امریکہ میں عرب اور اسلامی علوم کے محکموں اور ان کے مراکز کے ساتھ ، اور اس شعبے میں خصوصی تحقیقاتی مراکز ، انہوں نے متعدد اسلامی یونیورسٹیوں میں بہت سارے مطالعاتی منصوبے اور نصاب خصوصاً اسلامی علوم کا بھی اہتمام کیا ، اور بہت ساری

تحقیق ، مطالعے اور علمی کتب بھی حاصل کیں۔ اور متعدد ثقافتی اور علمی انسائیکلوپیڈیا کے قیام اور تنظیم میں حصہ لیا۔

نیز ، ڈاکٹر عبد اللہ بن عبد المحسن الترکی اپنے کام اور مفادات کی بناء پر دورے اور رابطے رکھتے تھے ، جس کی وسعت میں توسیع ہوتی ہے اور رابطے ہوتے ہیں ، جس کے دائرہ کار میں دنیا کے بیشتر خطوں کو شامل کیا جاتا ہے ، لھذا اس نے یورپ ، امریکہ ، ایشیاء ، افریقہ اور آسٹریلیا میں اسلامی انجمنوں ، تنظیموں اور اداروں کے ذریعہ وقتاً فوقتاً کانفرنسوں میں شرکت کی۔

اس کوشش اور ان رابطوں کے اچھے پھل برآمد ہوئے ، جن کی نمائندگی عالم اسلام کے ایک اشرافیہ جس میں مختلف مقامات پر عالم ، مفکرین ، مبلغین ، اور عہدیدار شامل ہیں ، اور ان مسلم نوجوانوں کے ساتھ جو اپنی اسلامی قوم کی بہتر زندگی کی خاطر تعاون پر راضی ہیں ، اور متعدد بین الاقوامی اداروں اور شخصیات کے ساتھ جو اسلام کی تہذیب کو سمجھتے ہیں اور مسلمانوں کی حیثیت کو سراہتے ہیں۔

10 تازہ ترین انٹرنیشنل ایوارڈز اور میڈلز

1۔ ”جائزة دبي الدولية للقرآن الكريم عام“ 2002ء میں< قرآن مجید کے لئے دبئی انٹرنیشنل پرائز > : اسلامی سال کی عظیم اسلامی شخصیت کا انتخاب اسلام کی خدمت خاص طور پر اسلامی یونیورسٹیوں کے قیام اور ان کے نصاب کو فروغ دینے میں کی جانے والی کوششوں کی وجہ سے 1423ھ کے چھٹے اجلاس میں دیا گیا تھا۔

2۔ ”جائزة الملك عبد الله الثاني للعلماء والدعاة عام“۔ 2003ء میں < شاہ عبداللہ دوم اسکالرز اور مبلغین کے لئے انعام > : عزت مآب شاہ عبداللہ دوم نے اسلام اور مسلمانوں کی عظیم خدمات اور کاوشوں کے لئے یہ اعزاز مہمان کو پیش کیا۔

3۔ 2009ء میں قومی میرٹ کا نائٹ میڈل: جمہوریہ بینین میں سب سے بڑا اعزاز صدر جمہوریہ کی طرف سے تعریف کے ساتھ رابطة عالم إسلامي میں ان کی عظیم کاوشوں کی وجہ سے دیا۔

4۔ 27 جون کا آرڈر ، جس میں 2009ء میں کمانڈر کے عہدے کے ساتھ: جمہوریہ جبوتی کا اعلی ترین تمغہ ، جمہوریہ کے صدر کی طرف سے رابطة عالم إسلامي کے ذریعے ہر جگہ اسلام اور مسلمانوں کی خدمت میں کی جانے والی کوششوں کے لئے ، جمہوریہ کے صدر نے تعریف اور شکریہ کے ساتھ دیا۔

5. آپ نے دیگر ایوارڈ اورمیڈلز کی ایک بڑی تعداد بھی جیت لی ہے۔

11 مطبوعہ مؤلفات

1. اصول مذهب الإمام أحمد بن حنبل (پی ایچ ڈی تھیسس)
2. أسباب اختلاف الفقهاء (مقالہ ایم ۔ اے) اردو ترجمہ پروفیسر غلام احمد حریریؒ۔
3. منهاج الإسلام في بناء الاسرة۔
4. منهاج الملك عبد العزيز نصاب۔
5. مجمل اعتقاد ائمة السلف۔
6. منهج التعامل مع السيرة۔
7. الإمام محمد بن سعود «دولة الدعوة والدعاة<دعوت اور مبلغین کی ریاست>»
8. الامة الوسط والمنهاج النبوي في الدعوة إلى الله۔
9. مسئولية الدولة الإسلامية عن الدعوة إلى الله، المملكة العربية السعودية وخدمتها للإسلام والمسلمين في الغرب۔
10. الإسلام وحقوق الإنسان۔
11. تأملات في دعوة الشيخ محمد بن عبد الوهاب.

12 تحقیق شدہ کتب

1. مناقب الامام احمد بن حنبل لابن الجوزی۔

2. حلية الفقهاء «لأحمد بن فارس الرازي».
3. المقنع والشرح الكبير والانصاف.
4. الواضح في اصول الفقه لابن عقيل.
5. المدخل إلى مذهب الإمام أحمد بن حنبل لابن بدران
6. المغني لابن قدامة بالاشتراك
7. شرح مختصر الروضة «للطوفي»
8. شرح العقيدة الطحاوية لابن ابي العز بالاشتراك
9. محنة الإمام أحمد لعبد الغني المقدسي.
10. الجوهر المحصل في مناقب الإمام أحمد بن حنبل «لمحمد بن ابي بكر السعدي»
11. الرحلة الملكية ليوسف يس.
12. الإرشاد إلى سبيل الرشاد لابي موسى الهاشمي.
13. الكافي لابن قدامة.
14. الاقناع لطالب الانتفاع للحجاوي.
14. منتهى الارادات للفتوحي.
15. البداية والنهاية لابن كثير.
16. تفسير الطبري.
17. الدر المنثور للسيوطي.
18. الجامع لأحكام القرآن الكريم للقرطبي.
19. مسند الإمام أحمد.
20. المحرر في الحديث.

21. المحرر في الفقه للمجد بن تيمية.
22. الفروع لابن مفلح.
23. موسوعة شروح الموطأ.
24. هداية الراغب.

13 انتہائی نمایاں عہدے اور کام

ان سے پہلے عبد العزيز بن محمد بن إبراهيم آل الشيخ	مدير جامعة الإمام محمد بن سعود الإسلامية 1396 هـ - 1414 هـ	ان کے بعد الدكتور محمد بن عبد الله العجلان
ان سے پہلے غير معـروف	وزير الشؤون الإسلامية والأوقاف والدعوة والإرشاد السعودي 1414 هـ - 1420 هـ	ان کے بعد صالح بن عبد العزيز بن محمد آل الشيخ
ان سے پہلے الدكتور عبد الله بن صالح العبيد	الأمين العام لرابطة العالم الإسلامي 1421 هـ - حتى عام 1437هـ	ان کے بعد کوئی نہیں

14حوالہ جات

1. السعودية "- Congress of World Religions
SHEIKH ABDALLAH BEN ABDEL MUHSIN AT-

www.religions-congress.org. "TURKI". مؤرشف من الأصل في 15 سبتمبر 2018. اطلع عليه بتاريخ 21 مارس 2019.
2. ^ "معالي الشيخ الدكتور عبدالله بن عبدالمحسن التركي". مؤرشف من الأصل في 21 مارس 2019. اطلع عليه بتاريخ 21 مارس 2019.
3. ^ "عبد الله بن عبد المحسن التركي • الموقع الرسمي للمكتبة الشاملة". shamela.ws. مؤرشف من الأصل في 13 مايو 2019. اطلع عليه بتاريخ 13 مايو 2019.
4. ^ "معالي الدكتور عبدالله بن عبدالمحسن التركي". Muslim World League. مؤرشف من الأصل في 22 أكتوبر 2018. اطلع عليه بتاريخ 03 يوليو 2019.
5. ^ Delman, Edward (26 February 2015). "An Anti-ISIS Summit in Mecca". The Atlantic. The Atlantic. مؤرشف من الأصل في 21 نوفمبر 2018. اطلع عليه بتاريخ 19 نوفمبر 2015.
6. ^ "السيرة الذاتية لمعالي الأمين العام لرابطة العالم الإسلامي - صحيفة العرب الإلكترونية". www.arabsea.com.sa. مؤرشف من الأصل في 3 يوليو 2019. اطلع عليه بتاريخ 03 يوليو 2019.

7. ^ "Sixth Session". Dubai International Holy Quran Award. مؤرشف من الأصل في 19 يناير 2011. اطلع عليه بتاريخ 17 سبتمبر 2011.
8. ^ "."Abdallah Ben Abdel Mohsen At-Turki Congress of World Religions. مؤرشف من الأصل في 15 سبتمبر 2018. اطلع عليه بتاريخ 17 سبتمبر 2011.



32 پروفیسر ڈاکٹر بشار عواد معروف

1940ء تا

ڈاکٹر بشار عواد معروف العبيدي الأعظمي البغدادي عراقي محدث ، مؤرخ ، مفكر ، كاتب ، متخصص في تحقيق المخطوطات . اسلامی کتب کی تحقیق میں ماہر مصنف۔

بشار عواد معروف الأعظمي	
معلومات شخصية	
پیدائش	1359ھ/ 1940 مملکت عراقي/ بغداد
قومیت	عراق اور أردن
دین	اسلام
الحياة العملية	
تدریس	عراقی یونیورسٹی - یونیورسٹی عمان الاهلية اردن
پیشہ	پروفیسر، مؤرخ، محقق ، مفكر
اللغات	انگریزی ، جرمن اور عربی
انعامات	
اسلامک اسٹڈیز میں کنگ فیصل انٹرنیشنل پرائز 2018ء۔	

◆◆◆◆◆◆◆◆◆◆◆◆◆◆

1 نام و نسب۔پیدائش۔وطن اورابتدائی تعلیم و تربیت

1۔ ڈاکٹر بشار عواد معروف عبد الرزاق محمد بکر عُبَيْديُّ البغدادی اعظمی ، آپ یکم شعبان 1359 ہجری الموافق 4 ستمبر 1940ء کو أعظمیہ قصبے میں پیدا ہوئے ، جو عباسی دور میں ابو حنیفہ کے علاقے کے نام سے جانا جاتا تھا ، اور ساٹھ کی دہائی میں شمالی بغداد میں واقع تھا۔ حالیہ عرصہ میں بغداد کی توسیع کے بعد آج کل یہ وسط میں ہے۔

2۔ بشار عواد معروف کے والدین دونوں عرب ہیں آپ عراق کے سب سے بڑے اور مشہور قبیلوں میں سے ایک عبیدالحمیریہ قبیلے سے تعلق رکھتے ہیں(البوعلی)۔ جو عبید قبیلوں کی تعداد میں سب سے بڑا ہے ، جو پورے عراق میں سب سے زیادہ وسیع ہے۔

3۔ 1048ھ میں عثمانی سلطان مراد چہارم نے اس طاقتور قبیلے سے فارسیوں کو بغداد سے بے دخل کرنے اور عراق کو ان سے آزاد کروانے کے لئے مدد طلب کی تھی۔ اس نے امام ابوحنیفہ کے مزار کو ان کی چھیڑ چھاڑ سے بچانے کے لئے ان میں سے ایک گروہ کو اعظمیہ میں آباد کیا تھا۔ کیونکہ اعظمیہ کے بیشتر باشندے ان میں شامل تھے۔

4۔ اور آپ کی والدہ رضِیّۃ بنت احمد الصلاح ہے ، جو العظمیہ کے مشہور خاندانوں میں سے ایک ہے ، ان کے چچا جعفر

الصالح عثمانی دور کے دوران اس بلد رئیس تھے ، اور وہ مشہور شاعر ولید اعظمی کی سب سے بڑی آنٹی ہیں۔
5۔ آپ کے والد المحامي عواد معروف نے آپ کی دیکھ بھال کی۔ بشار عواد معروف نے چھوٹی عمر میں ہی قرآن مجید پڑھا۔ آپ نے 1947ء میں پرائمری اسکول اور 1954ء میں سیکنڈری اسکول میں داخلہ لیا۔ اور 1960ء میں امتیاز کے ساتھ گریجویشن کیا ۔ اور بغداد یونیورسٹی کے آرٹس کالج میں تاریخ کے شعبے میں داخلہ لیا۔ اور 1964ء میں < A ۔ B > کیا ، اور آپ نے چار سال یونیورسٹی میں پہلی پوزیشن حاصل کی ، اور آپ نے جائزة المجمع العلمي العراقي ایوارڈ علمی اکیڈمی برائے عراق حاصل کیا۔
6۔ اس عرصے کے دوران انھوں نے متعدد عراقی اسکالرز سے تعلیم حاصل کی۔ جن میں ان کے چچا ڈاکٹر ناجی معروف جو عراق میں ہاشمی دور کے ممتاز افراد میں سے ایک تھے ، ڈاکٹر عبد العزیز الدوری اور ڈاکٹر صالح احمد علی تھے اور انھوں نے آپ پر خصوصی توجہ دی۔

2 اعلیٰ تعلیم

1۔ آپ نے بغداد یونیورسٹی کے کالج آف آرٹس میں شعبہ تاریخ میں شمولیت اختیار کی (اپنے چچا ڈاکٹر ناجی معروف مشہور مورخ کتاب امام ابو حنیفہ النعمان کے مصنف

سے متاثر تھے) اور 1964ء میں < B . A > کیا۔ اور آپ فرسٹ آئے۔

2. آپ نے 1964ء میں مزید تعلیم کے لیے بغداد یونیورسٹی شعبہ‌تاریخ اور آثار قدیمہ میں ایم ۔ اے میں داخلہ لیا ، مقالے کا موضوع حافظ ذکی الدین المنذری کی کتاب (التكملة لوفيات النقلة۔ مطالعہ اور تحقیق) تھا ۔ اور < M .A> کیا۔

3. آپ نے جرمن ہیمبرگ یونیورسٹی سے جرمن زبان سیکھنے کے لئے گرانٹ حاصل کی ، مذکورہ بالا یونیورسٹی میں 1965ء میں عربی زبان کے استاذ کی تقرر کے لئے۔ آپ نے مشہور جرمن مستشرق پروفیسر برتولڈ اسپلر پر مطالعہ تاریخ کیا۔

4. آپ نے 1976ء میں جامعہ بغداد کے کالج آف آرٹس سے اپنے تھیسس الذهبي ومنهجه في كتابه تاريخ الإسلام { ذہبی اور ان کے طریقہ کار برائے تاریخ اسلام } لکھ کر ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی۔ مباحثہ کمیٹی کے سربراہ ان کے چچا ڈاکٹر ناجی معروف بھی تھے۔

3 تدریسی خدمات

1. آپ کا تقرر 24 جنوری 1962ء کو بغداد یونیورسٹی میں سنٹرل لائبریری میں کلرک کے طور پر ہوا ، پھر آپ نے بغداد یونیورسٹی میں انسٹی ٹیوٹ آف ہائر اسلامک اسٹڈیز کی لائبریری میں کام کیا۔ اس کے بعد وظیفة معاون ملاحظ ایسوسی ایٹ آبزرور کے عہدے پر چلے گئے۔

2. آپ کو 1967ء میں بغداد یونیورسٹی کالج آف شریعہ میں ریسرچ اسسٹنٹ کے عہدے پر مقرر کیا گیا ، پھر آپ اس کالج

میں تدریسی اسسٹنٹ کے عہدے پر مقرر ہوئے ، پھر اسی سال وہاں آپ تدریسی معاون مقرر کیے گئے۔

3. آپ نے کالج آف الامام الاعظم ، کالج آف اسلامک اسٹڈیز اور المستنصریہ یونیورسٹی میں (1967 - 1969ء) لیکچرار کی حیثیت سے کام کیا ، پھر کالج آف آرٹس میں (1970 - 1974ء) شعبہ تاریخ میں استاذ کی حیثیت سے ، پھر (1974 - 1980ء) اسسٹنٹ پروفیسر رہے۔

4. آپ نے کالج آف آرٹس میں (1980-1981ء) شعبہ ہسٹری کی صدارت سنبھالی ، پھر 1981ء میں آپ نے پروفیسر کا درجہ حاصل کیا۔

5. جامعہ بغداد میں مركز إحياء التراث العلمي العربي {مرکز احیاء ثقافتی ورثہ علمی عربی} میں علمی تحقیق کے کل وقتی پروفیسر رہے۔

6. تین سال (1989 - 1992ء) کے عرصہ میں ، آپ نے صدام یونیورسٹی برائے اسلامی علوم (اب عراقی یونیورسٹی) کی صدارت کا منصب سنبھال لیا ، جہاں آپ نے اس کے نصاب اور پروگرام تیار کرتے ہوئے ، اور اس کے Campus کیمپس کو قائم کرنے ، اور اس کے قیام کی نگرانی کی۔

7. سال 1992 - 1994ء میں آپ اردن یونیورسٹی عمان الاهلية میں حدیث اور تفسیر کے پروفیسر مقرر ہوئے۔

8. البلقاء التطبيقية یونیورسٹی میں پروفیسر 2004ء سے۔

9. 1981ء سے آپکو المجمع العلمي العراقي میں ماہر کے طور پر منتخب کیا گیا تھا ، اور 1986ء میں آپ اس میں ایک فعال ممبر کے طور پر منتخب ہوئے تھے۔

10. آپ 1988ء میں مجمع اللغة العربية الأردني { اکیڈمی عربی زبان اردن} کے ممبر منتخب ہوئے تھے۔

11. 2002ء سے مجمع اللغة العربية بدمشق { اکیڈمی لغت عربی دمشق } کے ایک ممبر۔

12. مملکت اردن ہاشمی کا شاہی فرمان 1988ء میں عمان میں جاری کیا گیا تھا۔ جس نے آپکو المجمع الملكي لبحوث الحضارة الإسلامية "مؤسسة آل البيت للفكر الإسلامي {اسلامی تہذیب کی رائل سوسائٹی برائے تحقیق "البیعت انسٹی ٹیوٹ برائے اسلامی نظریہ"} میں رکنیت کا سرٹیفیکیٹ دیا تھا ، اور 1992ء کے بعد سے آپ کونسل کے ممبر کے طور پر منتخب ہوئے۔

13. 1987ء میں آپ قاہرہ میں "المجلس الأعلى للشؤون الإسلامية"۔ { مجلس اعلی اسلامی امور } کے رکن منتخب ہوئے۔

14. 1988ء میں آپ کا انتخاب ریاست ہائے متحدہ امریکہ (کولمبیا - میری لینڈ) میں "ہائر اسلامک انسٹی ٹیوٹ برائے اسلامک اسٹڈیز" کے بورڈ آف ٹرسٹی کے ممبر کے طور پر ہوا۔

15۔ 1989ء میں آپ مکة المکرمہ میں المجلس الأعلى العالمي للمساجد { مساجد کی عالمی سپریم کونسل } کے رکن منتخب ہوئے۔

16۔ 2001 ء میں آپکو عظیم تفسیر پروجیکٹ کی عمومی علمی نگرانی سونپی گئی ، جو مؤسسة آل البیت للفکر الإسلامي {بیت انسٹی ٹیوٹ برائے اسلامی فکر} کے منصوبے میں سے ایک ہے ، اور انٹرنیٹ پر نوبل قرآن کی ترجمانی کا سب سے بڑا منصوبہ سمجھا جاتا ہے ۔ جسے ساری اسلامی دنیا کے لیے تحفہ کے طور پر پیش کرتے ہیں۔

4 اسلامی اور علمی کانفرنسیں

1983ء سے اب تک آپ نے 80 اسی سے زیادہ سرکاری اور مقبول اسلامی کانفرنسوں میں شرکت کی ہے۔ اور ان میں آپ نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ہے۔ نیز آپ نے متعدد بین الاقوامی علمی کانفرنسوں میں بھی حصہ لیا ہے۔ اور اپنی تحقیق پیش کی ہے۔

5 لغات زبانیں

آپ عربی اور انگریزی میں روانی رکھتے ہیں ، اور اسے کچھ جرمن زبان بھی آتی ہے۔ ڈاکٹر فهد السنيدي کے ساتھ ایک انٹرویو میں ، آپ نے بتایا کہ میں نے یونیورسٹی میں تعلیم کے دوران فارسی زبان اور فرانسیسی زبان سیکھی ، اور

طالب علم کے لئے یونیورسٹی کی ایک ضرورت دوسری غیر ملکی زبان اور مشرقی زبان سیکھنا تھی۔

6 کیٹلاگ

1 أولاً: الكتب المؤلفة

1. {"أثر الحديث في نشأة التاريخ عند المسلمين" مسلمانوں میں تاریخ کی اصل پر حدیث کے اثرات۔ }. بغداد 1966م.

2. {"المنذري وكتابه التكملة. النجف" المنذری اور ان کی کتاب التكملة نجف } 1968م.

3. {"تواريخ بغداد التراجمية"بغداد کی تاریخ تذکار }. بغداد 1974م.

{"الذهبي ومنهجه في كتابه تاريخ الإسلام" الذہبی اور اس کا طریقہ کار ان کی تاریخ اسلام میں}. القاهرة 1976م.

4. {"رحلة في الفكر والتراث" فکر اور ورثہ میں سفر }، بالمشاركة. بغداد 1980م.

5. {"ضبط النص والتعليق عليه"ضبط نص اور تعلیق سیٹ کریں }، مؤسسة الرسالة. بيروت 1982م.

6. {تاريخ العراق}. بالمشاركة بغداد 1983م.

7. {"حضارة العراق"عراق کی تہذیب }. بالمشاركة بغداد 1985م.

8. {الإسلام والمستقبل}. بالمشاركة، الكويت 1986م

9. {علي والخلفاء}. بغداد 1988م.

10. {"الإسلام ومفهوم القيادة العربية للأمة الإسلامية" اسلام اور اسلامی قوم کے لئے عرب قیادت کا تصور}. بغداد 1988م.

11. {"البيان في حكم التغني بالقرآن}. بغداد 1990م.

12. {المنتقى من حديث المصطفى}. بغداد 1990م.

13. {الحقوق في الإسلام}. بالمشاركة، عمان 1994م.

14. {"المسند الجامع لأحاديث الكتب الستة ومؤلفات أصحابها الأخرى، وهو أضخم موسوعة حديثية نُظِّمت على أحدث الطرائق العلمية في اثنين وعشرين مجلداً" احادیث کا جامع مسند کتب الستة اور مؤلفات < موطأ مالك ، مسانيد ـ الحميدي ، أحمد بن حنبل ، عبد بن حميد ، سنن الدارمي ، اور صحيح ابن خزيمة > ـ یہ بائیس جلدوں میں جدید علمی طریقوں کے مطابق منظم حدیث انسائیکلوپیڈیا ہے }، نشرته دار الجيل والشركة المتحدة، بيروت والكويت 1992م.

15. {تحرير تقريب التهذيب للحافظ ابن حجر العسقلاني (في النقد)}، بالمشاركة، في أربعة مجلدات، مؤسسة الرسالة، بيروت 1997م.

16. {"في تحقيق النص، أنظار تطبيقية نقدية في مناهج تحقيق المخطوطات العربية"متن میںتطبیق <ترمیم> کرتے ہوئے ، عربی مخطوطات کی تحقیق کرنے کے طریقوں میں

تنقيدى قابل اطلاق تناظر (594 صفحة)} بيروت، دار الغرب الإسلامي 2004م.

2 ثانياً: الكتب المحققة

17. كتاب الوفيات لأبي مسعود الحاجي (ت 566هـ)، بمشاركة، بغداد 1966م.

18. التكملة لوفيات النقلة، للحافظ المنذري (ت 656هـ)، الطبعة الأولى في سبعة مجلدات. وأعادت نشره منقحاً مؤسسة الرسالة في بيروت في أربع مجلدات.

19. {"أهل المئة فصاعداً"ہزار اور اس سے اوپر کے لوگ} للحافظ الذهبي ((ت 748هـ))، بغداد 1973م.

20. {ذيل تاريخ مدينة السلام بغداد، لابن الدبيثي ((ت 637هـ)) طبع منه مجلدان ببغداد 1974م/ 1979، ثم طبع كاملاً في دار الغرب الإسلامي (بيروت، 2007).

21. مشيخة النعال البغدادي ((ت 659هـ))، بمشاركة، (طبعه المجمع العلمي العراقي سنة 1975).

22. تهذيب الكمال في أسماء الرجال، للحافظ المزي ((ت 742هـ)) نشرته مؤسسة الرسالة في خمسة وثلاثين مجلداً.

23. سير أعلام النبلاء، للحافظ الذهبي ((ت 748))، نشرته مؤسسة الرسالة وحققنا منه ثلاث مجلدات، والسيرة النبوية، وسير الخلفاء الراشدين، وكتبنا له مقدمة ضافية في صدر المجلد الأول.< ڈاکٹر بشار نے اس کی تین جلدیں ، پیغمبر

اکرم کی سوانح حیات ، اور صحیح خلفاء راشدین کی سوانح حیات کی تحقیق کی ، اور ڈاکٹر بشار نے کتاب کی پہلی جلد میں ان سے مزید تعارف لکھا >۔

24۔ {"معرفة القراء الكبار على الطبقات والأعصار"كلاسوں اور سمندری طوفان پر عظیم تلاوت کرنے والوں کے بارے}۔ للحافظ الذهبي ((ت 748هـ))، بالمشاركة، في مجلدين.

25۔ الموطأ للإمام مالك بن أنس، برواية أبي مصعب الزهري المدني ((ت 242هـ))، بالمشاركة، في مجلدين.

26۔ {تفسير الطبري من كتابه جامع البيان عن تأويل آي القرآن}، تحقيق وتهذيب بالمشاركة، نشرته مؤسسة الرسالة في بيروت سنة 1994م في سبعة مجلدات.

27۔ {"وجيز الكلام في الذيل على دول الإسلام"، مملکت اسلامیہ پر مختصرکلام ۔ للسخاوي} ((ت 902هـ))، بالمشاركة، نشرته مؤسسة الرسالة ببيروت سنة 1995م في أربعة مجلدات.

28۔ الموطأ، للإمام مالك بن أنس، برواية يحيى بن يحيى الليثي ((ت 234هـ))، نشرته دار الغرب الإسلامي ببيروت سنة 1996 في مجلدين، وأعيد طبعه ثانية في سنة 1998م في مجلدين.

29۔ الجامع الكبير، للإمام أبي عيسى الترمذي ((ت 279هـ))، نشرته دار الغرب الإسلامي ببيروت سنة 1996م ودار الجيل

في بيروت سنة 1996م في ستة6 مجلدات، وأعيد طبعه سنة 1998م.

30. سنن ابن ماجة، للإمام محمد بن يزيد القزويني المعروف بابن ماجة ((ت 273هـ)). نشرته دار الجيل ببيروت سنة 1998م في ستة 6 مجلدات.

31. {"كتاب الحوادث، لمؤلف من القرن الثامن الهجري (وهو الكتاب المسمى وهماً بالحوادث الجامعة والتجارب النافعة، والمنسوب" لابن الفوطي)حادثات کی کتاب ، آٹھویں صدی ہجری (یہ کتاب اجتماعی حادثات اور فائدہ مند تجربات کا وہم کہلاتی ہے ، اور ابن الفوطي کی طرف منسوب ہے)} ، بالمشاركة، دار الغرب الإسلامي، بيروت 1997م، 650 صفحة.

32. حياة الصحابة، للكاندهلوي ((ت 1384هـ))، حققه وعلق عليه سنة 1996م، ونشرته مؤسسة الرسالة ببيروت سنة 1999م في خمسة مجلدات.

33. تحفة الأشراف بمعرفة الأطراف، للإمام المزي ((ت 742هـ)) حققه استناداً إلى أصول بخط المؤلف – دار الغرب الإسلامي في 1999م في 13 مجلداً.

34. تاريخ مدينة السلام، للحافظ أبي بكر الخطيب البغدادي ((ت 463هـ))، نشرته دار الغرب الإسلامي ببيروت سنة 2000م في سبعة عشر مجلداً.

35. {"تاريخ الإسلام ووفيات المشاهير والأعلام"،تاريخ اسلام ، ہلاکتیں اور مشہور شخصیات} للحافظ شمس الدين الذهبي (ت 748هـ) حققه على عشر10 مجلدات، وقد صدر عن دار الغرب الإسلامي في سنة 2003 في طبعة بسبعة عشر17 مجلداً.

36. معجم شيوخ تاج الدين السبكي (825 صفحة) (بالاشتراك) بيروت، دار الغرب الإسلامي 2004م.

37. صلة التكملة لوفيات النقلة، تبدیلی شفٹ کی اموات کا تسلسل - لعز الدين الحسيني (ت695هـ).

38. الجزء الرابع من كتاب العبر لابن خلدون – نشرته دار القيروان للنشر – تونس، 2007م.

3 ثالثاً: الأبحاث

وله أكثر من ثلاثين بحثاً منشوراً، من أبرزها: اس کے پاس تیس سے زیادہ شائع شدہ مقالے ہیں ، جن میں سب سے نمایاں یہ ہیں

39. {"مظاهر تأثير علم الحديث في علم التاريخ عند المسلمين"- اثر و مظاہر علم حدیث پر علم تاریخ کے مسلمانوں میں } - الأقلام البغدادية) السنة الأولى، العدد الخامس، (بغداد 1965م).

40. "كتب الوفيات وأهميتها في دراسة التاريخ الإسلامي"- اسلامی تاریخ کے مطالعہ میں اموات اور ان کی اہمیت سے

متعلق کتابیں (کالج آف اسلامک اسٹڈیز کا جرنل) (مجلة كلية الدراسات الإسلامية العدد الثاني - بغداد 1968م).

41. {"المستدرك على معجم البلدان لياقوت الحموي"۔علاقوں کی ڈکشنری از یاقوت الحموی} (جرنل آف کالج آف شریعہ ، (مجلة كلية الشريعة العدد الثالث، بغداد 1968م).

42. تاريخ ابن الفرات (نقد) (مجلة المورد، السنة الأولى ۔ العددان 1،2 - بغداد 1971).

43. العثور على أثر مفقود لمؤرخ العراق ابن الساعي (المورد العراقية، السنة الثالثة، العدد الثالث، بغداد 1974م).

44. ذيل تاريخ بغداد لابن الدبيثي: منهجه، موارده، أهميته ۔ (بغداد، 1974م).

45. {"تاريخ الإسلام للذهبي"، نقد مطول في مئة وثمانين صفحة في المجلد الأول الصادر عن دار الكتب المصرية باسم" تاريخ اسلام الذهبی ، تاریخ کے عظیم مصنف کے نام سے مصری ہاؤس آف کتب کے ذریعہ جاری کردہ پہلی جلد میں ایک سو اسی صفحات پر ایک لمبی تنقید (نشر في مجلة معهد المخطوطات وفي عددين من مجلة كلية الآداب ببغداد 1979 - 1980م).

46. تهذيب الكمال في أسماء الرجال: منهجه وأهميته (مجلة دراسات عربية وإسلامية، العدد الأول بغداد سنة 1980م).

47. {"مؤسسات التعليم في العراق بين القرنين الخامس والسابع الهجريين. بحث نشر ضمن كتاب: التربية العربية الإسلامية: 2 / 373 - 403" پانچویں اور ساتویں صدی ہجری کے درمیان عراق میں تعلیمی ادارے۔ کتاب میں شائع ہونے والا ایک مقالہ: عرب اسلامی تعلیم: 2/373 - 403} (اسلامی تہذیب برائے رائل سوسائٹی کی اشاعت ، عمان 1989)۔(منشورات المجمع الملكي لبحوث الحضارة الإسلامية، عمّان 1989م).

48. ابن حبان (موسوعة الحضارة الإسلامية)(اسلامی تہذیب کا انسائیکلوپیڈیا) التي يصدرها المجمع الملكي لبحوث الحضارة الإسلامية (المجلد الأول، عمان 1993).

49. أبو حنيفة (موسوعة الحضارة الإسلامية)(اسلامی تہذیب کا انسائیکلوپیڈیا).

50. أحمد بن حنبل (موسوعة الحضارة الإسلامية)(اسلامی تہذیب کا انسائیکلوپیڈیا).

51. {"مفهوم الحكم في الإسلام وفي الديموقراطية (بحث قدم للمؤتمر الثالث عشر لمؤسسة آل البيت - عمان 2004م). اسلام اور جمہوریت میں حکمرانی کا تصور۔ تحقیق مقالہ (البیعت فاؤنڈیشن کی تیرہویں کانفرنس- عمان ، 2004ء).

4 رابعاً: كتب راجعها وقَدَّم لها

52. الوفيات، لابن رافع السَّلامي (دراسة وتحقيق) الدكتور صالح مهدي عباس (بيروت 1982) في مجلدين.

53. المستفاد من ذيل تاريخ بغداد، للحسامي الدمياطي (دراسة وتحقيق) للسيد محمد مولود خلف. بيروت 1986 (مجلد واحد).

54. {"الآداب الشرعية والمنح المرعية، لابن مفلح الحنبلي" شريعت آداب اور قانونى وظائف ، ابن مفليح حنبلى (دراسة وتحقيق) للسيد عصام فارس الحرستاني، بيروت 1994 (في ثلاثة مجلدات).

55. الشمائل المحمدية، للإمام الترمذي، تحقيق الدكتور ماهر ياسين الفحل، بيروت 2000 (مجلد واحد).

56. الجمع بين الصحيحين، لأبي محمد عبد الحق الإشبيلي، تحقيق طه بن علي بوسريح، بيروت 2003 (في أربع 4 مجلدات ضخمة).

57. المشيخة البغدادية، لابن مسلمة (دراسة وتحقيق) تحقيق السيد كامران الدلوي بيروت 2002 (في مجلد واحد).

58. البداية والنهاية لابن كثير، مجموعة من كبار المحققين. راجعها وخرج أحاديثها (في ثمانية عشر 18مجلداً) صدر عن دار ابن كثير بدمشق.

59. تدوين الحديث، تأليف مناظر أحسن كيلاني، ترجمة الدكتور عبد الرزاق اسكندر، (مراجعة وتخريج الأحاديث)،

بيروت، دار الغرب الإسلامي 2004م.
60. {"أخبار الصوفية والزهاد من تاريخ بغداد، عزت" تاريخ بغداد سے تصوف اور سنسنی خیز خبریں}، للسيدة بلسم بصري اعزت ، بيروت دار الغرب الإسلامي 2004م.
61. نثر اللآلي والدرر على (القول الأزهر فيما يفتى فيه بقول الإمام زفر رسالة العلامة حسين بن إبراهيم بن بيري زاده المتوفى سنة 1099 الهجرية) للأستاذ الشيخ عزيز الرحمن رحماني النيبالي المدرس بالجامعة الإسلامية بلوساكا زامبيا.

7 مصادر

1. مدرسة الامام ابي حنيفة تاريخها وتراجم شيوخها للفترة من سنة 459هـ - 1400هـ/1067م - 1980م - وليد الأعظمي - بغداد - من منشورات وزارة الأوقاف والشؤون الدينية العراقية - احياء التراث الإسلامي سلسلة الكتب الحديثة رقم (38) - صفحة 206.
2. بشار عواد معروف وجهوده في تحقيق التراث الإسلامي، جمال الدين فالح الكيلاني ، مجلة الديار اللندنية، 2011، عدد 561 .
3. ^ تهذيب الكمال في أسماء الرجال - ج 8 - خارجة - ذيال بن عبيد - 1587 - 1823. IslamKotob. مؤرشف من الأصل في 20 مايو 2020.

4. ^ المصدر: http://www.ahlalanbar.net/showthread.php?t=121231#ixzz3n4Hm9Caf نسخة محفوظة 30-09-2015 على موقع واي باك مشين.

5. ^ في رحاب عالم/ لقاء مع المحقق بشّار عوّاد معروف ، د . أحمد الشحروري ، مجلة ودود 2007.

6. ^ # تحرير تقريب التهذيب للحافظ ابن حجر العسقلاني (في النقد)، بالمشاركة، في أربعة مجلدات، مؤسسة الرسالة، بيروت 1997م.

7. ↑ أ ب ت مدرسة الامام ابي حنيفة تاريخها وتراجم شيوخها للفترة من سنة 459هـ - 1400هـ/1067م - 1980م - وليد الأعظمي - بغداد - من منشورات وزارة الأوقاف والشؤون الدينية العراقية - احياء التراث الإسلامي سلسلة الكتب الحديثة رقم (38) - صفحة 206.

8. ^ بشار عواد معروف وجهوده في تحقيق التراث الإسلامي، جمال الدين فالح الكيلاني ، مجلة الديار اللندنية، 2011، عدد 561.

9.^ http://data.bnf.fr/ark:/12148/cb150803579 — تاريخ

الاطلاع: 10 أكتوبر 2015 — المؤلف: المكتبة الوطنية الفرنسية — الرخصة: رخصة حرة.

10 . ^ Professor Bashar Awad —
الناشر: جائزة الملك ـفيصل العالمية.

33 پروفیسر شیخ عبدالمجید زندانی

1942ء تا

پروفیسر شیخ عبد المجید بن عزیز الزندانی ایک یمنی اسکالر ، داعی اور سیاستدان ، بانی ”جامعة الایمان یمن“۔ بانی ”الهيئة العالمية للإعجاز العلمي في القرآن والسنة“ مكة المكرمة ، رئیس مجلس شوری ”حزب التجمع اليمني للإصلاح“۔ اور بانی ”جماعت الإخوان المسلمین یمن“۔

عبد المجيد بن عزيز الزنداني	
معلومات شخصية	
پیدائش	یکم جنوری 1942ء (عمر78) بعدان ڈسٹرکٹ۔ اب گورنریٹ - یمن
اقامة	یمن
قومیت	یمنی
عقیدہ و مسلک	اہلِ سنت سلفی

الحياة العملية	
المدرسة الأم	جامعة عين شمس
پیشہ	مؤسس جامعة الإيمان اور التجمع اليمني للإصلاح کی قیادت
جماعت	التجمع اليمني للإصلاح
الخدمة العسكرية	
لڑائیاں اور جنگیں	1994ء کی خانہ جنگی
	◆◆◆◆◆◆◆◆◆◆◆◆◆◆◆

شیخ عبد المجید الزندانی کا تعلق ”ارحب قبیلے“ سے ہے جو ”دارالحکومت صنعا“ سے شمال میں کئی کلومیٹر دور ہے۔

1 پیدائش وطن اور ابتدائی تعلیم

عبدالمجید الزندانی قریہ الظهبی ڈسٹرکٹ اشعری یا بعدان ۔ محافظة <صوبہ> إب یمن میں 1942ء میں پیدا ہوئے تھے۔ لیکن یہ اصلاً گورنریٹ صنعا میں واقع ضلع ارحب کے زندان علاقے سے ہیں۔ اور اس کا تعلق ارحب قبیلے سے ہے۔ اس نے >

ابتدائی تعلیم یمن میں امامت کے دور میں شروع کی > اور عدن سے اپنی باقاعدہ تعلیم مکمل کی۔

2 مصر میں تعلیم اور اخراج

آپ مصر میں اپنی یونیورسٹی کی تعلیم جاری رکھنے کے لئے گئے ، اور وہاں كلية الصيدلة < کالج آف فارمیسی > میں داخل ہوئے۔ اور دو سال وہاں تعلیم حاصل کی ، پھر اسے چھوڑ دیا ، اس کے بعد جامع الازہر کے علوم شریعت میں پڑھنا شروع کیا < اور وہاں اس نے اس شعبے میں اپنے علم کو عمیق کرنے کے لیے بہت سے شیوخ سے ملاقاتیں کیں > ، اور مصر میں یمنی طلباء جیسے "الزبيري" اور"عبده محمد المخلافي"سے.

مصر میں قیام کے دوران ان کا اخوان المسلمین سے رابطہ تھا اور وہ ان سے متاثر ہوئے تھے۔ اور انھوں نے ان کے رابطہ سے ان کی سرگرمیوں میں حصہ لیا ، جس کی وجہ سے مصری حکام کے ہاتھوں گرفتاری پھر یونیورسٹی سے اخراج اور مصر سے ان کا انخلا ہوا۔

3 یمن واپسی

آپ 1962ء میں امامت یمن کے خلاف یمنی انقلاب لے کر صنعا واپس آئے ، اور آپ یمن کے اخوان المسلمون کے بانیوں میں سے تھے ، جو یمن میں اسلامی تحریک کے نام سے مشہور تھے۔

یمن میں 1994ء میں دوسری پارٹیوں کے سوشلسٹوں اور ان کے اتحادیوں کے خلاف چلائی جانے والی جنگ میں اس نے دہائیوں کے بعد ایک اہم کردار ادا کیا ، جسے جنگ علیحدگی کہا جاتا ہے۔

آپ نے اور شیخ عبداللہ الاحمر نے یمنی آئین کی سیکولر دفعات کا تعاقب کیا ، اور ایک آرٹیکل شامل کرنے میں کامیابی حاصل کی جس میں کہا گیا ہے کہ اسلامی قانون ہی تمام قانون سازی کا ماخذ ہے۔

اس کے بعد وہ وزارة المعارف (التربية والتعليم) میں مقرر ہوئے ، اور ان کی زندگی کی ابتدا درجہ بندی درس و تدریس سے ہوئی ، لہذا انہوں نے علماء کے ایک گروہ کے ساتھ کتاب التوحید لکھی۔ ابتدائی اور ثانوی اسکولوں میں نصاب کے لیے
-

آپ نے کافروں کو دعوت کے بارے میں بہت سے دعوتي ٹیپ اور مکالمے درج کیے ہیں ، ان میں شرائط حق شامل ہے ، اور

ان کی بہت سی کتابوں کا متعدد زبانوں میں ترجمہ کیا گیا ہے ، نیز ان کی کچھ ٹیپیز بھی ہیں۔

4 سعودی عرب جانا

آپ مملکت سعودی عرب میں چلے گئے اور ایک مدت تک وہاں مقیم رہے ، اور اس نے دروس اور لیکچرز دیے ، اور مملکت سعودی عرب میں "الهيئة الإعجاز العلمي في القرآن والسنة" قرآن و سنت میں علمی معجزات کمیشن کے قیام میں اپنا حصہ ڈالا اور اس کے بعد اس کی صدارت بھی کی۔

سنت نبوی میں دوا اور طبی معجزات کی تحقیق کے لئے مدینہ میں ایک ٹیم تشکیل دی۔

آپ علمی معجزات پر اپنی تحقیق کے لئے مشہور تھے۔ اور آپ نے بہت سے مغربی علماء کو دیکھا اور ان میں سے کچھ نے آپ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا ، اور آپ نے اپنی بہت سی تقریریں ، اسباق اور مباحث کا متعدد زبانوں میں ترجمہ کیا ، خاص طور پر چونکہ وہ طب ، ارضیات ، سمندری علوم ، حیاتیات ، فلکیات ، موسمیات اور مربوط علم سمیت متعدد علمی شعبوں میں دلچسپی رکھتے ہیں۔

5 یمن واپسی

پھر آپ اپنے ملک یمن واپس آئے ، اور جامعة الإيمان للعلوم الشرعية ایمان یونیورسٹی برائے اسلامی شریعت کی بنیاد رکھی ، اور اس نے تحقیق مصنفات اور أبحاث علم الایمان اور معجزات کے ساتھ ساتھ دعوت و منہاج کا کام بھی جاری رکھا ۔ اور اسے جامعة أم درمان الإسلامية سودان نے ڈاکٹریٹ کی ڈگری سے نوازا گیا۔

6 جہاد افغانستان > دہشت گردی کا الزام >

آپ نے 1980ء کی دہائی میں یمنی نوجوانوں کو "سوویت کمیونزم" کے خلاف جہاد میں حصہ لینے کی دعوت دے کر افغان جہاد میں حصہ لیا تھا۔ "امریکی حکومت" نے الزام عائد کیا کہ شیخ جہاد میں دہشت گردی کی حمایت کرتا ہے ۔ اس کے دہشت گردوں سے روابط ہیں ۔ اور اس نے بہت سے دہشت گردوں کے ساتھ افغان جہاد میں حصہ لیا تھا۔

7 شیخ زندانی دوائی ایڈز

شیخ عبدالمجید الزندانی نے الجزیرہ نیوز چینل پر اعلان کیا کہ انہوں نے 2004ء میں حاصل شدہ امیونو بیماری (ایڈز) کے علاج کے لیے قدرتی جڑی بوٹیوں سے دوائی ایجاد کی ہے۔

انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ اس شعبے میں ان کی تحقیق 15 سال تک جاری رہی ، اور انہوں نے "ڈرگ مافیاز" کے نام سے نسخے کے انکشاف کرنے سے انکار کردیا۔

الجزیرہ کے ساتھ ایک انٹرویو میں ، الزندانی نے تمام فارماسیوٹیکل کمپنیوں اور اقوام متحدہ کی صحت کی ادارے سے مطالبہ کیا کہ وہ یمن کا علاج دیکھنے اور ٹیسٹوں کے نتائج دیکھنے کے لئے جڑی بوٹیوں اور ان کے مقام کے بارے میں تفصیلات دینے سے انکار کرتے ہوئے اس بات کا یقین کرنے کے لئے کہ اس ایجاد کو اپنا پیٹنٹ اندراج کرنے سے پہلے رساو نہیں کیا گیا۔

شیخ عبد المجید الزندانی اور ان کی ٹیم نے بتایا کہ کئی افراد دوائی حاصل کرنے کے بعد تین ماہ سے ایک سال کی مدت کے دوران اس وائرس سے چھٹکارا پانے میں کامیاب ہوگئے ہیں۔

8 یمنی نوجوانوں کا انقلاب

یکم مارچ کو الزندانی نے چینج اسکوائر پلیٹ فارم پر یمنی نوجوانانِ انقلاب کے لئے اپنی حمایت کا اعلان کیا۔

شیخ الزندانی نے کہا:

"یہ انقلاب ایک بہترین جہاد میں سے ایک ہے ، کیونکہ نبیﷺ نے فرمایا: بہترین جہاد ایک ظالم سلطان کے ساتھ کلمہ حق ہے ، اور انہوں نے مزید کہا: ہم انقلاب چاہتے ہیں۔ جو بہتر ہے اور کیا صحیح ہے قوم سے بیعت کرنا۔

انہوں نے سیکیورٹی خدمات پر دھرنوں کو تحفظ فراہم کرنے کا مطالبہ کیا ، کیونکہ دھرنے ایک آئینی اور قانونی چیز ہیں۔ انہوں نے مظاہرین کو اپنا پرامن کردار برقرار رکھنے کا مشورہ دیا اور سمجھا کہ دھرنا لوگوں کا آئینی حق ہیں ، اور کسی پر جان بوجھ کر حملہ کرنا جرم ہے۔ ان کے انقلاب میں شامل ہونے کے اعلان کے بعد ”علی عبد اللہ صالح“ کی حکومت کے سرکاری میڈیا نے شیخ عبد المجید کے خلاف۔ ”شیخ کو بدنام کرنے ان کے الفاظ کو مسخ کرنے اور انقلاب میں شامل ہونے کی وجہ سے انھیں جھوٹا سمجھنے کے لئے میڈیا کی ایک بڑی مہم شروع کی“۔

9 حوثیوں نے اس کے گھر پر دھاوا بول دیا

حوثیوں کے خلاف فوجی آپریشن

اپریل 2015ء میں اصلاح پارٹی کے بہت سے رہنماؤں کے خلاف حوثیوں کی طرف سے گرفتاریوں کی مہم کے بعد ، اپریل 2015ء میں اصلاح پارٹی کے رہنما عبدالمجید الزندانی

کے گھر پر دھاوا بول دیا ، سعودی عرب نے حوثیوں اور علی عبد اللہ صالح کے وفادار فوجی یونٹوں کے خلاف بڑے پیمانے پر فضائی حملے کر رہے ہیں۔ اللّٰہ اچھا کرے گا۔

حوثیوں نے اصلاح پارٹی کے 122 رہنماؤں کو ، جن میں اصلاحی کونسل کے ممبران ، اور جماعت کے اعلیٰ عہدیدار محمد حسن دماج اور محمد قحطان شامل تھے کو اغوا کیا ، اور پارٹی کے بہت سے رہنماؤں کے گھروں پر چھاپے مارے ۔ جن میں محمد الیدومی ، عبد الوہاب الانسی ، زید علی حمید الشامی ، حمودھاشم الذارحي ، حسن الیعري ، عبداللہ صعتر ، متعدد پارلیمنٹیرینز ، اور پارٹی کے درجنوں ممبران اور حمایتی شامل تھے۔

10 زندانی کے تحقیقی مقالات

1۔ " أَوْ كَظُلُمَاتٍ فِي بَحْرٍ لُجِّيٍّ يَغْشَاهُ موج "۔ یا لہروں سے ڈھکے ہوئے ٹوٹے ہوئے سمندر میں تاریکی کی طرح۔

2۔ "الأقمار الصناعية تشهد بنبوة محمد"۔ سیٹیلائٹ محمد کی پیشگوئی کی گواہی دیتے ہیں۔

3۔ "منطقة المصب والحواجز بين البحار"۔ بہاو والا علاقہ اور بین سمندری رکاوٹیں

11 مطبوع کتب

1. علم الإيمان۔ اس کا اردو ترجمہ شیخ شبیر بن نور نے کیا۔ یہ کتاب سلفی عقائد پر مشتمل ہے۔ صفحات۔283۔

2. طريق الإيمان۔

3. نحَو الإيمَان۔

4. التوحيد۔

5. البّينة العلمية في القرآن الكريم۔

12 مراجع

1. ^ Yemeni leader lashes out at U.S. as protests continueنسخة محفوظة February 9, 2012, على موقع واي باك مشين. CNN. March 1, 2011

2. ^ دانيال غولدن (January 23, 2002). "Strange Bedfellows: Western Scholars Play Key Role in Touting `Science' of the Quran". Wall Street Journal. مؤرشف من الأصل في 14 أبريل 2019. نسخة محفوظة 14 أبريل 2019 على موقع واي باك مشين.

3. ^ "Yemeni Sheikh of Hate". ناشونال ريفيو. مؤرشف من الأصل في 31 أكتوبر 2007. اطلع عليه بتاريخ October 5, 2007.

4. ^ الجزيرة - عبد المجيد الزنداني.. سيرة شيخ وتاريخ بلد ج1 نسخة محفوظة 19 فبراير 2012 على موقع واي باك مشين.

5.^ الجزيرة - عبد المجيد الزنداني.. جهاد لتطبيق الشريعة ج2 نسخة محفوظة 30 مارس 2009 على موقع واي باك مشين.

6. ^ لقاء مباشر مع الشيخ الزنداني يوضح فيه أسبابه لعدم نشر معلومات هذا العلاج على يوتيوب

7. ^ براءة الاختراع للزنداني على موقع ويبو لبراءات الاختراع. نسخة محفوظة 08 فبراير 2014 على موقع واي باك مشين.

8. ^ -Controversial sheikh claims AIDS cure Yemen Observer نسخة محفوظة 24 فبراير 2012 على موقع واي باك مشين.

9. ^ الزنداني يثير غضب الأزهر بسبب "زواج فرند" - المسلم.نت نسخة محفوظة 15 سبتمبر 2016 على موقع واي

باك مشين.

10. ^ جريدة الرياض : "زواج فرند".. أو "زواج العشاق" بين خصوصية الغرب.. وممانعة مؤسسة الزواج التقليدية! نسخة محفوظة 23 مايو 2013 على موقع واي باك مشين.

11. ^ ملكة يوسف..زواج فريند باطل بطلانا مطلقا..وتتسأل ما مصير أطفال هذا الزواج؟! -المؤتمر نت نسخة محفوظة 11 أكتوبر 2016 على موقع واي باك مشين.

12. ^ إسلام ويب نسخة محفوظة 15 سبتمبر 2016 على موقع واي باك مشين.

13. ^ انتشر هذا الشريط في مواقع الويب المختلفة ومنها اليوتيوب (نسخة منه هنا على يوتيوب) ولا زال الكثير من الأشخاص يتداولون هذا الشريط على أنه حقائق إعجازات علمية حديثة.

14. ^ لقاء مع الشيخ عبد المجيد الزنداني حول سماع أصوات المعذبين. الملف الصوتي بلسان الشيخ خالد بن عثمان السبت هنا. نسخة من الشريط الذي أحضر له هنا، نسخة من المحاضرة التي ألقاها هنا. نسخة محفوظة 03 مارس 2011 على موقع واي باك مشين.

15. ^ "الحوثيون يعلنون حل حزب الإصلاح وحملة اعتقالات مسعورة لقياداته بينهم محمد قحطان - تقارير". مؤرشف من الأصل في 7 مارس 2016. اطلع عليه بتاريخ 05 أبريل 2015.

16. ^ "اعتقالات واسعة للحوثيين بحق قياديي الإصلاح". قناة الجزيرة. مؤرشف من الأصل في 28 يونيو 2017. اطلع عليه بتاريخ 05 أبريل 2015.

17. ^ "صحيفة ناس الإلكترونية". مؤرشف من الأصل في 7 أبريل 2016. اطلع عليه بتاريخ 05 أبريل 2015.

18. ^ "اليمن: استهداف للمعارضة واعتقالات تعسفية وعمليات اختطاف على أيدي الحوثيين والموالين لصالح - منظمة العفو الدولية Amnesty International". منظمة العفو الدولية. مؤرشف من الأصل في 22 يونيو 2018. اطلع عليه بتاريخ 19 يونيو 2015.

19.عبد المجيد الزنداني.. سيرة شيخ وتاريخ بلد ج1، 24 فبراير 2007م



34 ڈاکٹر علامہ ابو امینہ بلال فلپس

1947ء تا

پروفیسر ابو امینہ بلال فلپس مشہور اسلامی اسکالر اور داعی ہیں۔ جو جمیکن نژاد عیسائی خاندان کے فرد تھے اور بعد ازاں اسلام قبول کرلیا۔ اسلام قبول کرنے کے بعد انہوں نے نہ صرف موسیقی کو خیر باد کہا بلکہ اسلامی فقہ میں ڈاکٹریٹ کی سند حاصل کی اور خود کو تبلیغ اسلام کے لیے وقف کردیا۔

1 ابتدائی زندگی

ڈاکٹر ابو امینہ بلال فلپس جمیکا میں **1947**ء میں ایک عیسائی گھرانے میں پیدا ہوئے۔ تاہم لڑکپن کو پہنچے تو ان کا خاندان کینیڈا آکر آباد ہو گیا۔ وہ باقاعدگی سے چرچ جایا کرتے تھے جب کہ یہ ان کے لیے مذہبی سے زیادہ معاشرتی فریضہ تھا۔ کالج سے بائیو کیمسٹری

میں <**B.A**> گریجویشن کیا۔ کینیڈا میں ہی انہوں نے محسوس کرنا شروع کیا کہ دنیا بالکل درست نہیں ہے۔ ان کے

مطابق اس وقت کینیڈا میں۔ کینیڈین اور یورپی باشندے آباد تھے۔ اور یورپی یقیناً خود کو بالاتر مخلوق سمجھتے تھے۔

2 کمیونزم سے متاثر

اس دور میں کمیونزم سے متاثر ہوئے اور چین کا دورہ بھی کیا۔ لیکن کمیونسٹ رہنماؤں کے قول و فعل میں تضاد اور نظم و ضبط کے فقدان سے دلبرداشتہ ہونے کے بعد وہ دہریت اور کمیونزم سے نفرت کرنے لگے۔

3 قبول اسلام

کینیڈا میں کالج کی تعلیم کے دوران ان کی ایک جاننے والی خاتون نے اسلام قبول کرلیا۔ پھر اس کے بھائی نے بھی اسلام قبول کیا۔ تب ڈاکٹر بلال نے بھی مختلف ادیان کا مطالعہ شروع کیا۔ مسلمان معاشرے سے ان کا پہلا تعارف ملائیشیا میں ہوا جہاں ان کے والدین کو ملازمت کےسلسلے میں جانا پڑا۔ اس دوران انہوں نے ایک خواب بھی دیکھا جس نے ان کے اندر اللّٰہ کے وجود کا یقین پیدا کیا۔ حق کی تلاش کے دوران انہوں نے محمد قطب کی کتاب "اسلام اور جدید ذہن کے شبہات" پڑھنے کا اتفاق ہوا اور پھر مولانا مودودی کے رسالہ دینیات کا انگریزی ترجمہ **Towards understanding Islam** پڑھا۔ جس سے انہیں اسلام کی حقانیت کا یقین

ہوگیا۔ انہوں نے کالج میں اسلام کا دفاع کرنا شروع کردیا بالآخر کچھ عرصے کے غور و فکر کے بعد 1972ء میں اسلام قبول کرلیا۔

4 موسیقی سے تبلیغ اسلام تک

ڈاکٹر بلال فلپس قبول اسلام سے قبل کینیڈا کے شہر ٹورنٹو کے ایک نائٹ کلب میں ایک میوزیکل گروپ کے رکن تھے اور اپنے میوزیکل بینڈ کے گٹارسٹ تھے۔ لیکن قبول اسلام کے بعد انہوں نے موسیقی کو ہمیشہ کے لیے خیر باد کہہ دیا اور خود کو تبلیغ اسلام سے وابستہ کرلیا۔

5 والدین کا قبول اسلام

ڈاکٹر علامہ بلال فلپس کے والدین عیسائی تھے۔ والد انگریزی کے استاد تھے۔ غیر مسلم ہونے کے باوجود وہ اپنے بیٹے کی اسلام پر کتابوں کی پروف ریڈنگ بھی کرتے تھے۔ ڈاکٹر بلال مسلسل اپنے غیر مسلم والدین کو اسلام کی تبلیغ کرتے رہے اور ہمت نہ ہاری۔ بالآخر 20 سال کی محنت کے بعد ان کے والدین نے اسلام قبول کرلیا۔

6 تحصیل علوم اسلامی

ڈاکٹر فلپس اسلامی علوم کی تحصیل کے لیے سعودی عرب چلے گئے۔ اور مدینہ یونیورسٹی سے 1979ء میں "اصول الدین" میں بی اے کی ڈگری حاصل کی۔ پھر 1985ء میں ریاض یونیورسٹی سے اسلامی فقہ عقائد {اسلامی تھیولوجی (عقائد)} میں ایم اے کیا۔ 1979ء سے 1987ء تک ریاض کے سیکنڈری اور ہائی اسکولوں میں اسلامی علوم اور عربی زبان کی تعلیم دیتے رہے۔ 1994ء میں یونیورسٹی آف ویلز سے اسلامی فقہ میں پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ انہوں نے اسلام میں "جھاڑ پھونک کی رسم" The exorcist tradition in Islam کے موضوع پر پی ایچ ڈی کی۔ اس تحقیق کے سلسلے میں انہوں نے 1991ء میں بھارت کا دورہ بھی کیا۔ 1997ء میں وہ ایک مرتبہ پھر بھارت آئے۔

7 اتحادی افواج میں تبلیغ اسلام

1990ء کی دہائی میں سعودی فضائیہ کے محکمۂ مذہبی امور نے ڈاکٹر علامہ بلال کو سعودی عرب کے صحراؤں میں مقیم غیر مسلم فوجیوں میں اسلام کی تبلیغ کے کام کے لیے مامور کیا۔ ڈاکٹر بلال کے لیکچرز سے متاثر ہوکر سیکڑوں فوجیوں نے اسلام قبول کیا۔

8 درس و تدریس اور مناصب

1۔ آپ 3 سال تک فلپائن کے شہر کوٹو باٹو کی شریف کوبان سوان اسلامی یونیورسٹی میں ایم ایڈ ایجوکیشن کے طلبا کو بطور لیکچرار تعلیم دیتے رہے۔
2۔ 1994ء میں متحدہ عرب امارات دبئی میں اسلامک سنٹر کی بنیاد رکھی جس کے ڈائریکٹر بھی ہیں۔ اب یہ سنٹر ڈسکور اسلام کے نام سے معروف ہے۔
3۔ آپ دارالفتح اسلامک پریس شارجہ کے شعبہ غیر ملکی ادب کے سربراہ بھی ہیں۔
4۔ اس کے علاوہ دبئی کی امریکی یونیورسٹی اور(متحدہ عرب امارات کی عجمان یونیورسٹی میں اسلامیات اور عربی کے لیکچرر بھی ہیں۔

9 عقیدہ و مسلک

ڈاکٹر علامہ بلال فلپس اہلسنت سلفی العقیدہ ریسرچ اسکالر ہیں۔

10 پیس ٹی وی

برصغیر پاک و ہند میں ان کو مشہور اسلامی ٹیلی وژن چینل "پیس ٹی وی" کے پروگرامات کے ذریعے شہرت حاصل ہے۔
جس پر ان کے پروگرام روزانہ نشر ہوتے ہیں۔

11 کیٹلاگ

ڈاکٹر علامہ بلال اسلامی فقہ کی درس و تدریس اور اسلام کی تبلیغ کے علاوہ متعدد اسلامی کتب کے مصنف بھی ہیں۔ ان کی چند کتابیں درج ذیل ہیں جو تمام انگریزی زبان میں ہیں۔

1. توحید کے بنیادی اصول۔
2. قرآن کی تفسیر کے اصول۔
3. تفسیر سورة الحجرات۔
4. مذاہب فقہ کا ارتقاء۔
5. قرآن و سنت کے مطابق حج و عمرہ۔
6. اسلام اور تعداد ازدواج۔
7. امام ابن تیمیہؒ کا جنات کے متعلق مضمون۔
8. تلبیس ابلیس۔
9. اسلام میں جھاڑ پھونک کی رسم۔
10. عربی کا فن خطاطی۔

💻اردوترجمہ

1. توحید کے بنیادی اصول۔ صفحات: 230۔ ناشر : نا معلوم ۔
2. اسلام کا بنیادی عقیدہ توحید خالص۔ صفحات: 201۔

ناشر: الکتاب انٹرنیشنل، نئی دہلی۔

نوٹ یہ ایک ہی کتاب کے دو ترجمے ہیں۔

12 حوالہ جات

1۔ اصل تحریر ڈاکٹر بلال فلپس

http://www.bilalphilips.com/bilal_pages.php?_option=com

ترجمہ: عائشہ۔

2۔ توحید کے بنیادی اصول۔ ڈاکٹر بلال فلپس۔

3۔ آزاد دائرہ معارف ویکیپیڈیا۔ مقالہ ڈاکٹر بلال فلپس۔

4۔ مصنف اور کتب کا تعارف کتاب و سنت لائبریری۔



35 ڈاکٹر علی بن عبدالرحمان الحذیفی

1947ء تا

پروفیسر علي بن عبد الرحمن الحذيفي سعودی عرب اسلامی یونیورسٹی مدینہ منورہ میں فقہ اسلامی اور توحید کے لیکچرار تھے۔ آپ مشرق وسطیٰ کے بہترین قاریوں میں سے ایک جانے جاتے ہیں اور ان کی تلاوت کی صوت بندی پوری دنیا میں نشر کی جاتی ہے۔ آپ کا آہستہ اور ترتیل کے ساتھ تلاوت قرآن کا طریقہ بہت معروف ہے۔

آپ مسجد قبا کے امام رہے۔ 1979ء میں آپ مسجد نبوی کے امام اول مقرر کیے گئے۔ 1401ھ میں ماہ رمضان کے دوران آپ کو مسجد حرام کا امام مقرر کیا گیا۔ اور اس کے بعد آپ واپس مسجد نبوی مدینہ منورہ تشریف لے گئے جہاں آپ نے امامت جاری رکھی۔

1 نام و نسب

علي بن عبد الرحمن بن علي بن أحمد الحذيفي العامري۔

2 پیدائش اور وطن

شیخ حذیفی کی پیدائش 1 رجب 1366ھ مطابق 22 مئی1947ء کو مکہ مکرمہ کے جنوب میں شمالی عرضیہ کے گاؤں "القرن المستقیم" میں ہوئی۔

3 پرورش اور تعلیم

ان کا گھرانہ ایک علمی اور دیندار گھرانہ تھا۔ ان کے والد سعودی فوج میں امام وخطیب تھے۔ ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں کے مکتب میں حاصل کی۔ قرآن کریم کا ناظرہ شیخ محمد بن ابراہیم حذیفی کے پاس مکمل کیا۔ ساتھ ہی ساتھ کئی مقامات کا حفظ بھی کر لیا اور دوسرے علوم شریعہ کی بھی شد بد ہو گئی۔ 1381ھ میں صوبہ بلجرشی کے ایک سلفی مدرسہ میں داخل ہوئے اور وہاں سے مرحلہ متوسطہ< درجہ مڈل > تک کی تعلیم حاصل کی۔ پھر 1383ھ میں بلجرشی ہی میں معہد علمی میں داخلہ لیا اور وہاں سے 1388ھ میں مرحلہ ثانویہ < درجہ ہائی> تک کی تعلیم مکمل کی۔

پھر اعلیٰ تعلیم کے لیے 1388ھ میں جامعۃ الامام محمد بن سعود، ریاض کے کلیۃ الشریعہ میں داخلہ لیا، وہاں سے 1392ھ گریجویشن کیا۔ اس کے بعد بلجرشی کے معہد علمی میں استاذ مقرر ہو گئے، وہاں تفسیر وحدیث، نحو و صرف

وغیرہ کے درس دیتے اور جامع بلجرشی میں امامت وخطابت کے فرائض بھی انجام دینے لگے۔

شیخ حذیفی نے ایم اے کی ڈگری جامعہ ازہر سے سنہ 1395ھ میں حاصل کی، اور اسی یونیورسٹی کے فقہ اسلامی فیکلٹی سے ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی، پی ایچ ڈی میں قیمتی مقالہ تیار کیا۔ ان کی تحقیق کا موضوع ”طرائق الحکم المختلفة فی الشریعة الاسلامیة دراسة مقارنة بین المذاهب الاربعة“۔>”مذاہب اربعہ کے درمیان تقابلی مطالعہ، شریعت اسلامیہ میں متعدد احکام کے طریقے“> تھا۔

4 عملی زندگی

اسلامیہ جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں 1397 ہجری میں لیکچرار مقرر ہوئے، آپ نے کلیة الشریعة >کالج آف شریعہ> میں توحید اور فقہ کی تعلیم دی۔ اور آپ نے کلیة الحدیث وکلیة الدعوة وأصول الدین، >کالج حدیث ، کالج دعوت اور اصول دین >میں بھی درس دیا۔ اور آپ نے گریجویٹ اسٹڈیز کے شعبہ قسم المذاهب میں پڑھایا۔ اور 1418ھ میں کلیة القرآن کے قراءات میں علم قراءات وتجوید کی تعلیم دی۔

حذیفی سعودی عرب اور عالم اسلام کے معزز قاریوں میں شمار کیے جاتے ہیں۔ اور آپ کی مملکت کے اندر اور باہر متعدد ریڈیو اسٹیشنوں پر تلاوت قرآن کریم کی ریکارڈنگ

موجود ہیں۔ اور متعدد کبار القراء کے ذریعہ پڑھنے کی اجازت تھی۔ جیسے:

1۔ الشیخ أحمد عبد العزیز الزیات ۔ إجازة في القراءات العشر.

2۔ الشیخ عامر السید عثمان ۔ إجازة بروایة حفص سورة البقرة بھی مکمل نہ ہو سکی بسبب وفاة الشیخ عامر.

3۔ الشیخ عبد الفتاح القاضي ۔ قرأ علیه ختمة بروایة حفص.

5 اجازة فی الحدیث

1۔ الشیخ حماد الأنصاري۔ مدینة الرسول.

2۔ شیخ صالح بن الفوزان الفوزان۔

3۔ شیخ فالح بن مہدی الدوسری۔

4۔ شیخ صالح علی ناصر ۔

6 مناصب

1۔ اسلامیہ یونیورسٹی میں پروفیسر۔

2۔ إمام وخطیب مسجد قباء ۔

3۔ مختلف ادوار کے لئے

إمام وخطیب للمسجد النبوي منذ 6 (عدد) 6 (عدد) 1399ھ سے 1401ھ تک۔

4۔ إمام وخطیب المسجد الحرام في مكة المكرمة 1401ھ میں۔

5۔ إمام وخطيب للمسجد النبوي۔ 1402ھ سے اب تک.
6۔ رئيس اللجنة العلمية لمراجعة مصحف المدينة النبوية.
<چیئرمین علمی مراجع جائزہ کمیٹی قرآن مجید مدینہ النبی>۔
7۔ عضو لجنة الإشراف على تسجيل المصاحف المرتلة بمجمع الملك فهد لطباعة المصحف الشريف. < رکن نگران رجسٹریشن کمیٹی تلاوت قرآن کنگ فہد قرآن کریم پرنٹنگ کمپلیکس >۔
8۔ عضو الهيئة العليا لمجمع الملك فهد لطباعة المصحف الشريف. < ممبر ہائی کمیشن کنگ فہد قرآن کریم پرنٹنگ کمپلیکس>۔
9۔ الشيخ عُين في مسجد قباء قبل عام 1398ھ وبعدها عُين في المسجد النبوي 6 (عدد) 6 (عدد) 1399ھ واستمر إلى شعبان 1401. < شیخ کا تقرر 1398ھ سے پہلے مسجد قباء میں کیا گیا تھا۔ اور اس کے بعد وہ مسجد نبوی 6 (عدد) 6 (عدد) 1399ھ میں مقرر ہوئے اور شعبان 1401ھ تک رہے۔
10- هذه المعلومة نقلا عن الشيخ نفسه عُين في المسجد الحرام في 1 (عدد) 9 (عدد) 1401 هو كان الشيخ إمام فقط للفروض الخمسة واستمر إلى قبيل رمضان 1402 ورجع للمسجد النبوي إماماً وخطيباً.< خود شیخ کے مطابق یہ معلومات مسجد الحرام میں 1 (عدد) 9 (عدد) 1401ھ میں مقرر کیا گیا تھا۔ شیخ صرف پانچ وقت نماز فرض کے لئے

ایک امام تھے اور وہ رمضان المبارک 1402ھ سے پہلے تک رہے۔ اور ایک امام اور خطیب کی حیثیت سے مسجد نبوی میں واپس آئے>۔

11- شارك الشيخ مكلفاً في التراويح والقيام في الحرم المكي للسنوات التالية: 1405 و 1406 و 1408 و 1409 و 1410 و 1411 وفي عام 1412 افتقده المصلون......- <انچارج شیخ نے مندرجہ ذیل برسوں تک حرم مکہ تراویح وقیام میں شرکت کی اور نماز ادا کی: 1405، 1406، 1408، 1409، 1410، 1411، اور 1412ھ میں نمازیوں نے اسے یاد کیا ......<

12- السنوات الذي لم يشارك صلاة التراويح في المسجد النبوي الشريف 1419 و 1420 و 1433 للهجرية > وہ سال جو مسجد نبوی میں نماز تراویح میں شریک نہیں ہوئے وہ 1419، 1420 اور 1433ھ ہیں>۔

13۔ الشيخ علي بن عبد الرحمن الحذيفي هو من أشهر القراء في العالم الإسلامي. شیخ علی بن عبد الرحمٰن الحذیفی اسلامی دنیا کے مشہور قاریوں میں سے ایک ہیں۔

7 کانفرنسیں اور سمنار

شیخ حذیفی دنیا بھر میں متعدد ہونے والی مختلف تعلیمی اور دینی کانفرنسوں اور سیمیناروں میں شرکت کرچکے ہیں۔

8 خطبات حق اور دو بار معطل

شیخ حذیفی حق بات دوٹوک انداز میں کہنے کی شہرت رکھتے ہیں۔ وہ نمازیوں کو کوئی غلط حرکت کرتے دیکھ کر فوراً ٹوکتے ہیں۔ جبکہ مسجد نبوی کے اندر خصوصاً قبرمبارک کے سامنے سیلفی بنانے کے وہ سخت خلاف ہیں۔ ایک مرتبہ بعض افراد کو ڈانٹنے کیلئے انہوں نے جمعہ کا خطبہ بھی روک دیا۔ منبررسول ﷺ پر شیخ حذیفی نے ایسے تاریخی خطبے دیئے ہیں جن کی مثال سعودی عرب جیسے ملک میں ملنا ناممکن ہے۔ ذیقعد 1418ھ کے پہلے جمعۃالمبارک کو مسجد نبوی کے منبر پر انہوں نے سب سے تاریخی خطبہ دیا تھا، جس میں انہوں نے امت مسلمہ کی حساس ترین مسائل کی جس طرح نشاندہی کی شیخ حذیفی کے اس خطبے کا اردو سمیت متعدد زبانوں میں ترجمہ ہوچکا ہے۔

شیخ حذیفی نے مذکورہ خطبے میں اسلام اور عالم اسلام کے بارے میں امریکہ اور دیگر مغربی طاقتوں کے طرز عمل کو موضوع بحث بنایا اور کہا کہ خلیجِ عرب میں امریکہ اور اس کے حواری ممالک کی افواج کی موجودگی کے بنیادی اہداف چھے ہیں: (۱) اسرائیل کا تحفظ (۲) ہیکل سلیمانی کی تعمیر کی راہ ہموار کرنا(۳) مشرقِ وسطیٰ پرفوجی تسلط (۴)

عربوں کی دولت کااستحصال (۵)اسلام کی دعوت کاراستہ روکنا (٦)اسلامی اقدار وتہذیب کاخاتمہ۔

اس خطبہ میں انہوں نے سیدنا ابوبکرصدیق، سیدنا عمر، سیدنا عثمان، سیدہ عائشہ کو دین کی اساس قرار دیکر کہا کہ اسلام کے ان سرخیلوں کو مومن نہ ماننے والے کے ساتھ ہمارا اتحاد نہیں ہوسکتا۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ اس وقت ایرانی صدرر فسنجانی بھی مسجد نبوی میں موجود تھے۔ کہتے ہیں کہ وہ دورانِ خطبہ ہی مسجد سے اٹھ کر چلے گئے۔ اس خطبے کے بعد شیخ حذیفی کچھ عرصے تک غائب رہے اور بعد میں انہیں منصب امامت سے فارغ کردیاگیا۔ تاہم چند ماہ گذرنے کے بعد سابق سعودی فرمانروا شاہ عبداللہ نے شیخ حذیفی کو دوبارہ ان کے عہدے پر بحال کردیا۔

اسکائی نیوز کے مطابق شیخ حذیفی نے یہ سخت ترین خطبہ اس لئے دیا تھا کہ اس دوران ایک خبیث الباطن خلیجی شخص نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی قبرمبارک کے پاس آکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو دوستوں یعنی ابوبکر صدیق اور عمرفاروق رضی اللہ عنہ کی قبور پرتھوکنے کی ناپاک جسارت کی تھی۔ اس ملعون کوگرفتار کرکے مدینہ منورہ کے قاضی کے سامنے پیش کیا گیا تو اسے نو ماہ قید اور نوکوڑوں کی سزا سنائی گئی۔ کہتے ہیں کہ اس دوران شیخ حذیفی کو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت

نصیب ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ واقعہ پر سخت ناراضی کا اظہار فرمایا تواگلے روز شیخ حذیفی نے یہ تاریخی خطبہ دیا۔

پھر اکتوبر2011ء میں شیخ حذیفی نے مسجد نبوی کے منبر سے اس قسم کا ایک سخت خطبہ دیا جس پر حکومت نے ایک بار پھر ان پر نمازیں پڑھانے کی پابندی لگادی اور پورے ایک سال تک انہیں معطل رکھا گیا، پھر دسمبر 2012ء میں انہیں اپنے عہدے پر بحال کردیاگیا۔

9 رکارڈنگ قرآن

شیخ کی آواز میں فہد کمپلیکس برائے طباعت قرآن کریم سے دو مرتبہ کامل قرآن مجید کی ریکارڈنگ کا اہتمام کیاگیا ایک مرتبہ تلاوت بروایت حفص اور ایک مرتبہ آپ کی آواز میں طریق شاطبیہ سے بروایت قالون عن نافع تلاوت کلام پاک کی دوسری ریکارڈنگ کا اہتمام کیاگیا، ا س ریکارڈنگ کو مختلف ٹی وی اور ریڈیو اسٹیشنرز سے نشرکیاجاتاہے۔

شیخ حذیفی کی ریکارڈنگ سن سن کر متعدد افراد قرآن کریم حفظ کرچکے ہیں۔ جن میں الجزائر کی72سالہ خاتون حاجیہ خدیجہ بھی شامل ہیں، جبکہ شیخ کی جوانی کی تلاوت کی متعدد ویڈیو کلپس یوٹیوب وغیرہ میں لاکھوں باردیکھے اور سنے جاچکے ہیں۔ رمضان المبارک میں تکمیل

قرآن کے موقع پر مسجد حرام میں شیخ سدیس اور مسجد نبوی میں شیخ حذیفی دعاکراتے ہیں، جس میں دنیابھر سے لاکھوں افراد شرکت کرتے ہیں۔

10 تلامذہ

بہت سے اہلِ علم کو شیخ علی بن عبد الرحمن الحذیفی سے شَرْفِ تَلَمُّذ حاصل ہے۔ ان میں شامل ہیں:

1۔ الشيخ عبد المحسن القاسم إمام وخطيب المسجد النبوي الشريف بالمدينة المنورة۔

2۔ الشيخ عبد الله الجهني أمام المسجد الحرام بمكة المكرمة۔

3۔ الشيخ خضر بن محمد السهيمي إمام ومعلم قرآن تبوك .

11 شیخ کے بیٹے

1۔ شیخ احمد علی حذیفی مسجد قباء میں امام ہیں۔ شاہی فرمان جاری ہوا، جس کے تحت شیخ احمد کو بھی مسجد نبوی میں تراویح کا امام مقرر کردیاگیا۔

2۔ عبد الله علي الحذيفي۔

12 کیٹلاگ

شیخ متعدد کتابوں کے مصنف بھی ہیں تاہم یہ کتابیں زیرطباعت ہیں۔ دو خطبے یہ ہیں۔

1۔ یہود و نصاریٰ کی اسلام کے خلاف سازشیں۔ صفحات: 50 ناشر: مجلس تعاون اسلامی پاکستان۔
2۔ شیعیت کے پر خطر عزائم پر چشم کشا تقریر۔ ترجمہ: فضل الرحمن رحمانی ندوی۔ مراجعہ: شفیق الرحمن ضیاء اللہ مدنی۔

13مصادر

1۔ ^ الشيخ أحمد نجل الشيخ علي بن عبدالرحمن الحذيفي، إمام وخطيب المسجد النبوي، العربية. نسخة محفوظة 18 أبريل 2017 على موقع واي باك مشين.
موقع مكتبة المسجد النبوي على الشبكة۔
2۔ روزنامہ امت کراچی۔2جون 2017ء۔



36 پروفیسر شیخ عبداللہ ناصر رحمانی

1955ء تا

فضیلۃالشیخ عبداللہ ناصر رحمانی حفظ اللہ جمعیت اہل حدیث سندھ کے امیر ہیں۔ آپ کو تفسیر، حدیث، اصول حدیث، فقہ، تاریخ، سیرو فن رجال پرمکمل دسترس حاصل ہے۔

بلاشبہ پاکستان کے لئے علمی لحاظ سے سرمایہ اعزاز افتخار ہیں۔ آپ کی لِلاہیت، تقویٰ، طہارت، رسوخ فی العلم کے اپنے خواہ غیر سبھی معترف ہیں، آپ ایک اچھے منتظم، بلند پایہ محقق، مثالی مدرس، داعی الی الحق، بیدارمغز، صاحب طرز ادیب وانشاءپرداز، اور سنجیدہ خطیب شمار کیے جاتے ہیں۔ آپ طلباء کے لئے مشفق، علماء کرام کے قدردان، اپنے پرائے سبھی کی بات خندہ پیشانی سے سننے کی عادت سے سرفراز ہیں۔ آئے دن آپ کے مقالات ومحاضرات علمیہ، ملکی اور غیر ملکی جرائد کی زینت بنے نظر آتے ہیں، جن سے آپ کی علمی بصارت وبصیرت کا اندازہ لگانا مشکل نہیں۔

1 نام و نسب

عبداللہ ناصر، عبدالرشید، رحیم بخش رحمانی۔

2 تاریخ پیدائش اور وطن

فضیلۃالشیخ عبداللہ ناصر رحمانی 28 دسمبر 1955ء کو کراچی میں پیدا ہوئے۔ {لیکن پروفیسر میاں یوسف سجاد نے تذکرہ علماء اہلحدیث پاکستان میں 28 دسمبر 1958ء الموفق 16جمادی الاولیٰ 1378ھ اتوار لکھا ہے} آپ کا بچپن اور جوانی اسی شہر میں گزری۔

3 حصول تعلیم

طالب علمی کے زمانے میں ہی آپ بہت ذہین اور انہار تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے ادیب عربی، عالم عربی، فاضل عربی، کے امتحانات میں کراچی بھر میں اول پوزیشن حاصل کی۔

ایف ۔ اے کرنے کے بعد آپ مدرسہ دارالحدیث رحمانہ میں زیرِ تعلیم رہے۔ اس وقت یہ دینی دانش گاہ بڑی شہرت کی حامل تھی۔ جہاں آپ نے آٹھ سال بڑی محنت ولگن سے تعلیم حاصل کی اور امتیازی نمبروں سے 1395ھ میں درس نظامی کیا۔

امام محمد بن سعود یونیورسٹی ریاض سے 1401-1402ھ اصول الدین میں اللیسانس{ B.A ۔ بی۔اے}کیا۔

وفاق المدارس السلفیۃپاکستان سے 1405ھ میں ماسٹر{M.A ۔ ایم۔ اے} کیا۔

4 اساتذہ اکرام

1. مولانا حاکم علی۔

2. حافظ محمد گوندلویؒ۔

3. مولانا عبدالعزیز فیصل آباد۔

4. مولانا کرم دین سلفی۔

5. شیخ یوسف۔

5 علمی و تدریسی خدمات

1. استاذ حدیث و مصطلح: جامعة ابی بکر الإسلامية کراچی(1402- 1405ھ)

2. استاذ حدیث و مصطلح: جامعة دارالحدیث الرحمانیة(1406 – 1416ھ)۔

3. استاذ عقیدہ و علوم الحدیث: معهد السلفی للتعلیم والتربیة کراچی(تاحال)

6 علمی ادارے اور مناصب

1. معهد السلفی للتعلیم والتربیة کراچی کے بانی و مدیر۔

2. ماہنامہ مجلہ " دعوۃ اهل الحدیث اردو "(جمعیت اہل الحدیث سندھ)کے مسئول۔

3. سرپرست انصار السنہ پبلیکیشنز لاهور۔

7 عَطِیَہ دارالسلام کلیال

قاری عبدالوہاب اعوان استاذ مدرسہ دارالسلام کلیال وادی سون خوشاب لکھتے ہیں۔ صدر ضیاءالحق کے دور میں زکاۃ کمیٹی خوشاب کے چیئرمین ملک دوست محمد اعوان آف سوڈی نے ہمارے مدرسہِ کے لئے سالانہء پچاس ہزار روپے کی بار بار پیش کش کی مگر سود کے پیسے تھے۔ بفضل اللّٰہ تعالیٰ نہیں لئے ٹھکرا دیئے۔ تو محترم مولانا عبداللہ ناصر رحمانی کراچی والے نے تشریف لا کر درس قرآن مجید دیا اور ایک لاکھ روپے برائے مسجد اور دس ہزار روپے برائے مدرسہ دیئے۔ مسلم ڈائری۔ 205ء۔

8 دعوتی و علمی اسفار

شیخ عبداللہ ناصر رحمانی حفظ اللہ دعوت توحید و قرآن وحدیث کے لیےاب تک بہت سے ممالک کا سفر کر چکے۔ جن میں سعودی عرب، کویت، متحدہ عرب امارت، بحرین، مصر اور بنگلہ دیش وغیرہ شامل ہیں۔

9 دینی و دعوتی کانفرنسیں

اس کے علاوہ شیخ عبداللہ ناصر رحمانی حفظ اللہ اندرون ملک ہونے والی سالانہ دینی دعوتی و اصلاحی کانفرنسوں

اورتقریبات میں بھی شرکت کرتے رہتے ہیں ۔

10 دعوت و تبلیغ اور تصنیف و تالیف

دعوت وتبلیغ اور تصنیف وتالیف کا کام بھی تندہی سے جاری رکھا آپ کی دعوت کا حلقہ بڑا وسیع ہے۔ سامعین آپ کے علمی خطبات کو بڑے ذوق وشوق سے سنتے ہیں۔ دعوت کےسلسلے میں آپ نے کئی بیرونی ممالک کے سفربھی کیے ہیں۔ آپ جمعیت اہل حدیث سندھ کے امیر ہیں۔ اور دعوت وتبلیغ کے سلسلے میں آپ نے سید بدیع الدین شاہ راشدیؒ کےبعد بڑا نمایاں کام کیا ہے۔

11 کیٹلاگ

1 تالیفات

1. المنهج الأسعد فی ترتیب مسند الإمام احمد(چار جلدوں میں ریاض سعودی عرب سے طبع ہوئی)
2. منهج القرآن فی تربية الرجال۔
3. منهج الحافظ ابن حجرالعسقلانی فی کتابه فتح الباری۔
4. منهج المحدثین فی خدمة السنة۔
5. ”محبت رسول ﷺ فرضیت اہمیت اور تقاضے“۔صفحات: 66۔ ناشر: مسلم پبلیکیشنز لاہور۔

6۔ ”خطبات رحمانی“ ۔ تخریج مولانا محمد طیب محمدی ۔ صفحات: 462۔ ناشر: ادارہ تحقیقات سلفیہ، گوجرانوالہ۔

7۔ ”محبت یا عشق“۔ صفحات: 35۔ ناشر: مکتبہ افکار اسلامی، لاہور۔

8۔ شرح حدیث ہرقل۔ حافظ محمد گوندلویؒ۔ عبداللہ ناصر رحمانی۔ صفحات: 321۔ ام القریٰ پبلیکیشنز گوجرانوالہ۔

9۔ حدیث ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ۔ صفحات: 154۔ مکتبہ عبد اللہ بن سلام لترجمۃ کتب الاسلام کراچی۔

10۔ روزہ ، حقیقت اور ثمرات۔ صفحات: 70۔ مکتبہ عبد اللہ بن سلام لترجمۃ کتب الاسلام کراچی۔

11۔ تقلید کی مخالفت کیوں؟۔ صفحات: 74۔ مکتبہ عبد اللہ بن سلام لترجمۃ کتب الاسلام۔

12۔ توحید ، حقیقت ، ضرورت ، اہمیت ، فضیلت نیز شرکیہ امور کا تفصیلی بیان۔ صفحات: 218۔ مکتبہ عبد اللہ بن سلام لترجمۃ کتب الاسلام۔

13۔ حج تمتع، حج یا عمرہ کیونکر قبول نہیں ہوتا ؟۔ صفحات: 52۔ مکتبہ عبداللہ بن سلام لترجمۃ کتب الاسلام۔

14۔ غیر مسلم جج کی شرعی حیثیت۔ انٹر نیٹ۔

2 تراجم

15- تیسر العزیز الحمید شرح کتاب التوحید شرح شیخ سلیمان بن عبداللہ التمیمیؒ (تلخیص،تہذیب تفہیم اور

ترجمہ)"توحید الہ العالمین"۔ صفحات: 680۔ مکتبہ عبد اللہ بن سلام لترجمۃ کتب الاسلام کراچی۔

16- ترجمہ شرح العقیدۃ الواسطیۃ شیخ صالح الفوزان۔

17- ترجمہ القواعد المثلیٰ فی الأسماء والصفات شیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ۔

18- "بنیادی عقائد"۔ تالیف امام عبداللہ ابو محمد بن ابی زید القیروانی۔ شرح عظیم محدث، سابق وائس چانسلر مدینہ یونیورسٹی فضیلۃالشیخ عبدالمحسن بن حمد العباد ۔ صفحات: 339۔ ناشر: مکتبہ عبد اللہ بن سلام لترجمۃ کتب الاسلام۔

19- ترجمہ شرح لمعۃ الأعتقاد شیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ۔

20- "دوستی اور دشمنی کا اسلامی معیار"۔ ڈاکٹر شیخ صالع بن فوزان۔ صفحات: 44۔ ناشر: مکتبہ عبد اللہ بن سلام لترجمۃ کتب الاسلام۔

21- مہک گناہ ترجمہ کتاب المحرمات شیخ محمدصالح المنجد۔صفحات: 155۔

22۔ عورت کا لباس۔ شیخ علی بن عبداللہ النمي۔ صفحات: 82۔ مکتبہ عبد اللہ بن سلام لترجمۃ کتب الاسلام۔

آپ کے بہت مضامین بھی ہیں۔

بے شمار کتب پر آپ نے تقریظ اور مقدمے لکھے ہیں۔

12 حوالہ جات

1۔ ”تذکرہ علماء اھلحدیث پاکستان“۔ پروفیسر میاں یوسف سجاد۔

2۔ ”مختصرتعارف“۔ خود شیخ عبداللہ ناصر رحمانی حفظ اللہ، ترتیب عکاشہ۔

3۔ ”مسلم ڈائری“ 205ء۔ قاری شاہ محمد ربانی ناظم داراسلام کلیال وادی سون خوشاب۔

4۔ ”تعارف مصنف“۔ کتاب و السنت لائبریری۔

5۔ ”تصنیفات“۔ شیخ عبداللہ ناصر رحمانی حفظ اللہ۔



37 ڈاکٹر شیخ عبدالرحمان السدیس

1962ء تا

پروفیسر عبد الرحمٰن بن عبد العزیز بن عبد اللہ بن محمد السدیس صدر امور مسجد الحرام مکہ مکرمہ و مسجد نبوی مدینہ منورہ، امام الحرم المکی اور 2005ء کی اسلامی شخصیت ہیں۔ وہ قرآن کریم کی بہترین تلاوت کے لیے دنیا بھر میں مشہور ہیں۔ حفص عن عاصم الكوفي کی روایت میں قرات کرتے ہیں۔ ان کے دل میں امت مسلمہ کا بہت درد ہے، جس کا اظہار ان کے خطبات و دعاوں سے ہوتا ہے۔

1 نام و نسب

کنیت ابوعبدالعزیز ۔ نام و نسب: عبد الرحمٰن بن عبد اللہ بن محمد بن عبد العزیز بن محمد بن عبد اللہ السدیس۔

2 پیدائش اور وطن

آپ 10فروری 1962ء / 1379ھ میں صوبہ قصیم کے علاقہِ بکیریہ میں پیدا ہوئے۔

3 تعلیم

الشیخ السدیس قصیم خطے کے بکیریہ میں پلے بڑھے، پھر وہ ریاض شہر چلے گئے۔ آپ نے ریاض میں جمعیۃ تحفیظ القرآن الکریم کے حلقات قرآنیہ میں بارہ سال کی عمر میں قرآن کریم حفظ کرنے کی سعادت حاصل کی۔ اس دور میں فضیلۃ الشیخ عبدالرحمٰن آل فریان اس ادارے کے سربراہ تھے۔

شیخ عبدالرحمٰن السدیس حفظہ اللہ بچپن ہی سے نہایت ذہین اور فطین تھے۔ حافظہ بلاکا تھا۔ والدین نے بھی اپنے ہونہار بچے کی تعلیم وتربیت پر خصوصی توجہ دی۔ متعدد نامور علماء اور قراء نے ان پر خوب محنت کی۔ ان میں شیخ قاری محمد عبدالماجد ذاکر اور شیخ محمد علی حسان سرفہرست تھے۔ ان کی ابتدائی تعلیم مثنیٰ بن حارثہ ایلیمنٹریا سکول ریاض میں ہوئی، پھر ان کا داخلہ ریاض کے المعہد العلمی میں ہوگیا۔ یہاں انھوں نے اسلام کے بنیادی علوم حاصل کیے۔ اس دور میں یہاں بڑی بڑی شخصیات پڑھاتی تھیں۔ ان کے نمایاں اساتذہ میں شیخ عبداللہ المنیف اور شیخ عبداللہ بن عبدالرحمٰن تویجری شامل تھے۔

المعہدالعلمی ایک ایسا ادارہ ہے جہاں سے کتاب وسنت کے علوم کے چشمے پھوٹتے ہیں۔ انھوں نے 1979ء میں اس ادارے سے فرسٹ ڈویژن میں نمایاں طالب علم کی حیثیت

سے گریجویشن ڈگری حاصل کی، پھر کلیتہ الشریعہ ریاض یونیورسٹی میں داخل ہوئے۔ یہاں ان کے نمایاں اساتذہ میں مفتی اعظم سعودی عرب شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ آل شیخ اور ڈاکٹر عبداللہ بن جبرینؒ جیسی نامور شخصیات شامل تھیں۔ کلیتہ الشریعہ سے 1983ء میں شریعہ کی ڈگری حاصل کی۔ جن دیگر اساتذہ سے انھوں نے فیض حاصل کیا، ان میں ڈاکٹر علامہ عبدالرزاق عفیفیؒ، ڈاکٹر صالح الفوزان، شیخ عبدالرحمٰن البراک اور شیخ عبدالعزیز الراجحی جیسی عظیم شخصیات شامل ہیں۔

4 ریاض میں خطابت اور تدریس

1۔ آپ نے ریاض کی بڑی بڑی مساجد میں خطبہ جمعہ دینا شروع کیا۔ اور پھر وہ ریاض کی بڑی معروف و مشہور مسجد میں جو ان کے استاد شیخ عبدالرزاق عفیفیؒ کے نام سے موسوم تھی بطور خطیب متعین ہوگئے۔

2۔ ساتھ ساتھ وہ کلیۃالشریعہ میں تدریس کے فرائض سرانجام دینے لگے۔ ان اعزازات کے ساتھ قدرت ان کو ایک اعلیٰ، ارفع اور بڑا مقام دینا چاہتی تھی۔

5 امام و خطیب مسجد الحرام

شیخ عبدالرحمٰن السدیس حفظہ اللہ کو **1984**ء میں بیت اللّٰہ الحرام کا امام اور خطیب مقرر کیاگیا، اس وقت سے اب تک اس عہدۂ جلیلہ پر فائز ہیں۔ انھوں نے **22** شعبان **1404**ھ کو عصر کی نماز سے اپنی امامت کا آغاز کیا اور تین ہفتوں کے بعد **15**رمضان **1404**ھ کو حرم شریف میں پہلا خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔

6 ماسٹر،استاذ ام القریٰ اور ڈاکٹریٹ

آپ نے كلية الشريعة جامعة الإمام محمد بن سعود الإسلامية الرياض سے **1408**ھ الموفق **1997**ء میں أصول الفقه میں ماسٹرز کی ڈگری حاصل کی۔ اس کے بعد انھوں نے جامعہ ام القریٰ مکہ مکرمہ کے قسم القضا (لاء کالج)میں طلبہ کو پڑھانا شروع کردیا۔ پڑھانے کے دوران پی ایچ ڈی کا مقالہ بھی لکھتے رہے۔ تھیسس رسالے کا موضوع تھا (الواضح في أصول الفقه لأبي الوفاء بن عقيل الحنبلي: دراسة وتحقيق) اس کے نگران پروفیسرأحمدفهمي أبوسنة تھے، مناقشہ ڈاکٹر عبد الله بن عبد المحسن التركي ڈائریکٹر رابطہ عالم اسلامي مکہ، اور ڈاکٹر علي بن عباس الحكمي سربراہ شریعت گریجویٹ اسٹڈیز ڈیپارٹمنٹ جامعة أم القریٰ مکہ نے کیا۔ **96/1995**ء میں امتیازی حیثیت سے پی ایچ ڈی کی ڈگری جامعہ ام القریٰ مکہ مکرمہ سے حاصل کی۔ اور اصول فقہ (المسائل

الأصولية المتعلقة بالأدلة الشرعية التي خالف فيها ابن قدامة العزالي)، (اس قانونی ثبوت سے متعلق بنیادی امور جن میں ابن قدامہ العزالي نے اختلاف کیا تھا۔) میں تخصص کیا۔

7 استاذ بیت اللّٰہ الحرام

قدرت نے انھیں ایک اور اعزاز یہ بخشا کہ **1416**ھ میں بیت اللّٰہ شریف کے صحن میں مغرب کے بعد درس وتدریس کے لیے انھیں بطور مدرس مقرر کیا گیا۔ وہ دنیا بھر سے آئے ہوئے حجاج کے سامنے عقیدہ، فقہ، تفسیراور حدیث کے موضوعات پر درس ارشاد فرماتے اور لوگوں کو ان کے سوالات کے شافی جوابات بھی دیتے ہیں۔

8 علمی مناصب

1۔ شیخ السدیس قسم القضاء کلیة الشریعة جامعة أم القریٰ مكة المكرمة میں لیکچرار کی حیثیت سے کام کرتے تھے۔ اس کے بعد وہ ام القریٰ یونیورسٹی میں کالج آف شریعہ میں اسسٹنٹ پروفیسر کے عہدے پر فائز ہوئے۔

2۔ آپ نے امام محمد بن سعود اسلامی یونیورسٹی میں فقہ کی بنیادی تعلیمات کے مطالعہ کے لئے اپنے نام سے ایک ریسرچ چیئر قائم کی۔

3۔ جنرل سپروائزر مجمع إمام الدعوة العلمي الدعوي التعاوني الخيري مكة المكرمة۔

4۔ ڈائریکٹر جامعة المعرفة العالمية (التعليم عن بُعد){ بین الاقوامی نالج یونیورسٹی (فاصلاتی تعلیم)}

5۔ پروفیسر { شعبہ شریعت، کالج آف شریعہ اینڈ اسلامک اسٹڈیز } قسم الشريعة كلية الشريعة والدراسات الإسلامية في جامعة أم القرىٰ مكة المكرمة.

9 غیر ملکی دورے

شیخ عبدالرحمٰن السدیس حفظہ اللہ جس ملک میں جاتے ہیں، وہاں ان کا اس قدر استقبال ہوتا ہے کہ آدمی حیران رہ جاتا ہے کہ لوگوں کو ان کے ساتھ کس قدر محبت ہے۔

1۔ امام کعبہ الشیخ السدیس نے 2004ء میں برطانیہ کا دورہ کیا اور اس موقع پر انہوں نے قرات کے ساتھ تلاوت قرآن کریم ریکارڈ کروانے کا بھی کہا۔ تادم تحریر ان کی تلاوت کی قرات کے ساتھ ریکارڈنگ جاری ہے۔

2۔ 2007ء جب وہ پاکستان تشریف لے آئے تو ان کا جس طرح استقبال کیاگیا وہ تاریخی واقعہ ہے۔ ان کا استقبال کرنے والے صرف مرد حضرات ہی نہیں تھے بلکہ بچوں اور حکومتی عہداروں کی ایک بڑی تعداد استقبال کے لیے موجود

تھی۔ لاکھوں مرد وخواتین نے امام کعبہ کی امامت میں نماز کی ادائیگی کی۔

3۔ الشیخ السدیس نے بھارت کا دورہ کیا جہاں ان کا فقید المثال استقبال کیا گیا۔

10 دبئی ایوارڈ برائے قرآن کریم

2005ء میں دبئی کی ایک تنظیم کی طرف سے انھیں سال رواں کی اسلامی شخصیت کے طور پر انعام کے لیے منتخب کیا گیا۔ اور انھیں اسلام اور قرآن مجید کے تعلق کے حوالے سے نمایاں ترین شخصیت قرار دیاگیا۔

11 صدارت امور مسجد حرام و مسجد نبوی

1433ھ میں شیخ سدیس کو امور حرم مکی مسجد الحرام و حرم مدنی مسجد النبوي کی صدارت کا منصب عطا کیا گیا۔

17 جمادی الثانی 1433ھ کو منگل کے روز شاہی فرمان جاری ہوا، جس میں سابق صدر صالح بن عبد الرحمٰن الحصین کی صحت کی خرابی کے پیش نظر انکا استعفا قبول کرتے ہوئے عبد الرحمٰن السدیس کو ان کی جگہ صدر مقرر کیا گیا۔

12 حسن آواز

عبد الرحمٰن السدیس اپنی خوبصورت آواز اور قرآن کریم کی بہترین اور پراثر تلاوت کے لیے مشہور ہیں۔ عبد الرحمٰن السدیس کی آواز میں اللّٰہ نے بڑا اثر رکھاہے۔ کم از کم دو افراد کے بارے میں معلوم ہوا ہے کہ انہوں نے پورا قرآن کریم صرف ان کی کیسٹس سے تلاوت سن کر حفظ کر لیا۔ ان کی دوسری وجہ شہرت وہ زوردار خطبے ہیں جو وہ امت مسلمہ کی حالت زار پر حرم مکی میں دیتے ہیں۔

13 شیخ کے خرچے پر عمرے

1۔ لندن کی توحید مسجد میں شیخ السدیس حفظہ اللہ کا لیکچر تھا، مسجد نمازیوں سے بھری ہوئی تھی۔ خطاب کے اختتام پر انھو ں نے اپنے لیکچر کے حوالے سے لوگوں سے سوال شروع کر دیے۔ ایک صومالی نوجوان نے ان کو صحیح جوابات بتائے تو فرمانے لگے کہ تمہارے لئے ایک سرپرائز ہے۔ لوگ بھی شیخ کی طرف دیکھنے لگے کہ اسے کیا انعام ملتا ہے، انھوں نے فرمایا کہ تم میرے خرچے پر عمرہ کروگے۔

2۔ الجزائر کی رہنے والی آٹھ سالہ بچی صفا چھوٹی عمر سے شیخ السدیس حفظہ اللہ کی آواز کو پسند کرتی ہے، اور اسی طرز پر قرآن پڑھتی تھی۔ اس نے پورے الجزائر میں بچوں میں تلاوت کے مقابلے میں پہلی پوزیشن حاصل کی۔ یہ بچی اکثر اوقات شیخ السدیس حفظہ اللہ کا ذکر خیر کرتی اور ان

سے ملاقات کی خواہش رکھتی تھی۔ شیخ سے اس کی محبت کا یہ عالم تھا کہ جب اس سے نام پوچھا جاتا تو کہتی میرا نام صفا السدیسیہ ہے۔ اپنی والدہ سے اکثر پوچھتی کہ میں شیخ سے کب ملوں گی؟ میری سب سے بڑی خواہش ہے کہ ان سے ملاقات کروں۔ اس کی والدہ نے اسے بتایا کہ ہمارے پاس اتنے پیسے نہیں کہ میں تمھیں شیخ سے ملاقات کے لیے مکہ لے جاؤں، اگر ہمارا اپنا گھر ہوتا تو میں اسے بیچ کر بھی مکہ لے جاتی۔ بچی کا اصرار جاری رہا، ایک دن وہ پھٹ پڑی اور کہنے لگی: اماں تم لوگ جھوٹ بولتے ہو، تم مجھے شیخ کے پاس کیوں لے کر نہیں جاتے؟ آہستہ آہستہ وہ قرآن کریم پڑھنے سے بھی انکار کرنے لگی، اس کی والدہ نے اسے ڈانٹا اور مارا بھی کہ تم دین اور قرآن سے کیوں دور ہورہی ہو اور پھر وہ نفسیاتی مریضہ بننے لگی۔ ایک دن کویت کے ایک چینل سے سوال و جواب کی نشست چل رہی تھی۔ وہاں کے ایک معروف ڈاکٹر سوالات کے جواب دے رہے تھے کہ صفاکی والدہ نے اپنی مشکل ان کے سامنے رکھتے ہوئے اس کا حل پوچھا، اسے جواب دیا گیا کہ تم بچی کے ساتھ جھوٹ نہ بولو اور اسے مارنا پیٹنا بند کردو، اور پھر اچانک ہی انھوں نے شیخ السدیس حفظہ اللہ سے مخاطب ہوکر کہا کہ اگر آپ میری آواز سن رہے ہیں تو مہربانی فرما کر اس بچی

کو فون کریں اور اسے اطمینان دلائیں اور اس سے بات کریں وہ آپ سے شدید محبت کرتی ہے۔

قارئین کرام! اور پھر واقعی ایسا ہوگیا۔ جیسے ہی شیخ صاحب کو اس بچی اور اس کی خواہش کا علم ہوا تو انھوں نے اس کے والدین سے رابطہ کیا اور اپنے ذاتی خرچ پر اس بچی کو والدین کے ساتھ عمرے پر بلوالیا۔ وہ مکہ مکرمہ گئے، عمرہ کیا اور پھر شیخ نے ان کو اپنے گھر میں دعوت پر بلوایا۔ صفا اور اس کے والدین کا بھر پور استقبال کیا، بچی کو حوصلہ دیا اور قرآن کریم حفظ کرنے کی تلقین کی۔ بچی سے اس کی تعلیم کے بار ے میں پوچھا اور پھر فرمایا کہ تم میری بیٹی ہو اور تمھارے تمام تعلیمی اخراجات میں خود اداکروں گا۔ اور پھر بچی نے شیخ صاحب کو ان کی طرز پر جب قرآن کریم کی تلاوت اور ختم قرآن کی دعائیں سنائیں تو شیخ صاحب سمیت تمام حاضرین کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ شیخ نے اپنے چہرے کو اپنے ہاتھوں سے چھپایا ہوا تھا اور وہ زاروقطار رو رہے تھے۔ یہ قرآن کے ساتھ ایک بچی کی محبت تھی کہ وہ اتنی چھوٹی عمر میں شیخ السدیس سے ملاقات کی خواہاں تھی، اس کی تمنا اللّٰہ تعالیٰ نے پوری کردی تھی۔ شیخ نے اسے انعامات اور تحائف سے نوازا۔

14 ازواج و اولاد

شریک حیات فاطمة بنت علی السدیس۔
اولاد: عبدالعزیز، بکر، صہیب، عبداللہ، سمیہ، زینب، امیمہ، نسیبہ، ملیکہ۔
وہ نہایت شفیق باپ کی حیثیت سے ان کی بھرپور پرورش کررہے ہیں۔

15 کیٹلاگ

1۔ ”خطبات حرم “۔ <4 کلر> ۔ اردو ترجمہ ”شیخ محمد عبدالہادی العمری۔ برمنگھم برطانیہ“۔ صفحات: 337۔ ناشر دارالسلام۔ ریاض ۔ لاھور۔

16 حوالہ جات

1۔ شیخ عبد الرحمٰن السدیس۔ اسوہ حسنہ، جامعہ ابی بکر الاسلامیہ کراچی۔
2۔ ”خطبات حرم “۔ اردو ترجمہ۔ ناشر دارالسلام۔ ریاض ۔ لاھور۔
3۔ ویکیبیدیا، الموسوعة الحرة. ترجمہ۔ عبدالرحمٰن السدیس۔
4۔ "مؤسسة مجمع إمام الدعوة الخيرية - المشرف العام". mojamah.net. مؤرشف من الأصل في 30 أبريل 2019. اطلع عليه بتاريخ 30 أبريل 2019.

5. ^ "عبد الرحمن السديس - المكتبة الشاملة الحديثة". al-maktaba.org. مؤرشف من الأصل في 30 أبريل 2019. اطلع عليه بتاريخ 30 أبريل 2019.
6. آزاد دائره معارف۔ عبدالرحمٰن السديس۔



38 ڈاکٹر ذاکر عبدالکریم نائک

1965ء تا

ڈاکٹر ذاکر نائیک <ایم ۔ ڈی> شہرہ آفاق اسکالر ، مصنف ، اسلامی داعی اور مناظر تقابل مذاہب ہیں۔ اللّٰہ نے ان کو بلا کا حافظہ دیا ہے۔ اسلام پر اعتراضات کرنے والوں کو بڑے مسکت جواب دیتے ہیں۔ دنیا کے مختلف ممالک میں ہونے والے کتنے ہی مناظروں میں مخالفین کو شکست دے چکے ہیں۔ اسلامی تحقیق سنٹر کے صدر ہیں۔ اور اسلامی چینل "پیس ٹی وی" کے نام سے چلا رہے ہیں۔

1 پیدائش اور مقام

ڈاکٹر ذاکر نائیک ممبئی انڈیا کے مسلم اکثریتی علاقے ڈونگری میں 18 اکتوبر 1965ء میں پیدا ہوئے۔ ان کے گھر کے بہت سے لوگ ڈاکٹر ہیں۔ ان کے والد اور بھائی دونوں ڈاکٹر ہیں۔ خاندان کے زیادہ تر لوگ کاروباری ہیں۔ ان کا اچھے کھاتے پیتے کھرانے سے تعلق ہے۔

2 تعلیم

1۔ کشن چند چیلارام کالج۔

2۔ ٹوپی والا نیشنل کالج میڈیکل کالج اینڈ نائر ہاسپٹل۔

3۔ M.B.B.S ۔ایم ڈی۔ ممبئی یونیورسٹی۔

4۔ استاذ احمد دیدات۔

3 علمی ، دعوتی اور تحقیق ادارے

1۔ چیئرمین آئی۔آر۔ ایف ایجوکیشن ٹرسٹ ممبئی انڈایا۔

2۔ اسلامی تحقیق سنٹر کے صدر۔

3۔ اسلامک ڈائمینشنز کے صدر۔

4۔ اسلامک سکول۔ <نوجوان نسل کی تعلیم و تربیت کے لیے>۔

نوٹ ان کی فاؤنڈیشن اور سکول کو انڈین حکومت نے سیل کر دیا ہے۔

4 احمد دیدات اور ذاکر نائک

جنوبی افریقہ سے تعلق رکھنے والے شیخ احمد دیدات سے متاثر ہوکر ڈاکٹر ذاکر نائک نے ہندوؤں ، عیسائیوں اور دیگر مذاہب سے تعلق رکھنے والے لوگوں سے مناظرے شروع کیے۔

بلا شبہ احمد دیدات نے جنوبی افریقہ میں اسلام کو پھلانے

کے لیے بہت کام کیا۔ ڈربن میں ان کا بہت بڑا دفتر ہے۔ لوگ کہتے ہیں۔ احمد دیدات ڈاکٹر ذاکر نائک کے استاد ہیں۔ مگر یہ اپنے استاد سے کہیں آگے نکل گئے ہیں۔ اس کا سبب غالباً یہ ہے کہ شیخ احمد دیدات زیادہ پڑھے لکھے نہ تھے۔ اور یہ میڈیکل کی ڈگری کے ساتھ کثرت مطالعہ کی بنا پر اب بہت بڑے اسکالر بن چکے ہیں۔ میرے بچے {ڈاکٹر ذاکر نائک} جو کچھ تم نے صرف 4 سال میں حاصل کر لیا اسے حاصل کرنے میں میرے 40 برس صرف ہوئے ۔ شیخ احمد دیدات۔

5 دعوتی اور علمی مناظرے

ڈاکٹر ذاکر نائیک حاضر جوابی اور مناظرہ میں دسترس رکھتے ہیں، تقابل ادیان اور مناظروں کے حوالے سے عالمی شہرت رکھتے ہیں۔ 1991ء سے اسلام کی تبلیغ کی جانب اپنی مکمل توجہ دینی شروع کردی۔ آپ مسیحیت اور ہندومت کے مذہبی رہنماؤں کو کئی مناظروں میں شکست دے چکے ہیں۔ ان کو یکم اپریل 2000ء کو عالمگیر شہرت مسیحی مناظر ڈاکٹر ولیم کیمبل کے ساتھ مناظرہ سے حاصل ہوئی۔ بہت سے لوگوں نے آپ کے ہاتھ اسلام قبول کیا ہے۔

6 پیشہ

ڈاکٹر ،سرجن ، داعی ، مصنف ، دانشور ، واعظ ، خطیب ، تشویقی۔

7 شاہ فیصل عالمی ایوارڈ

ڈاکٹر ذاکر نائک کو بین الاقوامی شاہ فیصل اعزاز برائے خدمات اسلام 2015ء میں دیا گیا۔

8 نیشنلٹی

انڈیا اور سعودی عرب۔

9 اسلامک ریسرچ اینڈ ایجوکیشن فاؤنڈیشن

ذاکر نائیک کے ادارہ اسلامک ریسرچ اینڈ ایجوکیشن فاؤنڈیشن کو گزشتہ 6 سالوں میں برطانیہ، سعودی عرب اور مشرق وسطیٰ سے تقریباً **15 کروڑ روپیے** حاصل ہوئے۔ اس لیے 2016ء میں بھارت کی حکومت نے ان کی تحقیقات کا حکم دیا تاکہ پتہ چلے کہ ان عطایا کو کن مصرف میں خرچ کیا گیا تھا۔

10 پیس ٹی وی اور حمایتی

خیال کیا جاتا ہے کہ ان کے چینل پیس ٹی وی کے دنیا بھر میں دو کروڑ فالوورز ہیں۔ ان کے حامیوں کا خیال ہے کہ ’انڈین حکومت نے ان کے خلاف جھوٹا مقدمہ چلایا ہے اور انھوں نے انڈیا میں کسی قانون کی خلاف ورزی نہیں کی ہے۔‘

11 کیرلا میں 21 نو مسموں کی گمشدگی

2016ء میں یہ کہا گیا ہے کہ ذاکر نائیک کی تبلیغی کوششوں سے متاثر ہو کر مشرف بہ اسلام ہونے والوں میں کیرلا کے 21 شہری بھی ہیں۔ جن کے حالات ہنوز نامعلوم ہیں۔ کیرلا کی حکومت کو یہ اندیشہ ہے کہ یہ لوگ عراق اور شام میں اسلامی ریاست میں شمولیت اختیار کرتے ہوئے عالمی دہشت گردی کا حصہ بن گئے ہیں۔ یہی رائے کیرلا کی انڈین نیشنل کانگریس شاخ کی بھی رہی ہے۔ تاہم انڈین یونین مسلم لیگ نے اس بات کے امکانات سے انکار کیا ہے اور ذاکر نائیک کی حمایت کی ہے۔

12 ملائشیا میں اس کا مقام

ذاکر نائیک پتراجایا نامی جگہ پر رہتے ہیں۔ پتراجایا وہ جگہ ہے جہاں ملائشیا کے سرکاری دفاتر اور رہائشی عمارتیں ہیں۔

1۔ ذاکر نائیک نے ملائشیا میں ایک متاثر کن حیثیت بنا لی ہے۔ ذاکر نائیک نے ملائشیا میں امام کا درجہ حاصل کر لیا ہے۔

2۔ مالائی برادری کے نوجوان لڑکے اور لڑکیاں ان سے بہت عقیدت رکھتے ہیں۔

ذاکر نائیک کا اثر ہر عمر کے لوگوں پر واضح طور پر نظر آتا ہے۔

3۔ ہزوان سایفک نامی شخص نے ذاکر نائیک کے بارے میں کہا ’وہ ایک عالم دین ہیں۔ اور ان کے گھرے علم اور منطقی دلائل نے اسلام کے بارے میں میرے ابہام کو دور کر دیا ہے۔‘

4۔ سایفک ذاکر نائیک کے مداح ہیں۔ وہ کہتے ہیں ’وہ نہ صرف اسلام سے متعلق معلومات فراہم کرتے ہیں بلکہ بدھ مت ، ہندو اور مسیحی مذاہب کے بارے میں بھی معلومات دیتے ہیں۔‘

5۔ ذاکر نائیک کے بہت سے کٹر حامی ہیں۔ جو ان کے شاگرد کہلاتے ہیں۔

6۔ ان میں سے ایک 35 سالہ نوجوان زمری ونوت ہیں جو پانچویں نسل کے تمل انڈین ہیں۔

ونوت نے 16 سال کی عمر میں ہی دین اسلام کو قبول کیا اور وہ اسلام کے بارے میں جاننے کے لیے ممبئی میں قائم ذاکر نائیک کے سکول میں رہنے گئے تھے۔

ونوت کہتے ہیں 'وہ اور میں یا ان کے کوئی بھی شاگرد ہندو، انڈین یا کسی اور مذہب کے بارے میں غلط باتیں نہیں کرتے

ہیں۔ ہم تمام مذاہب کا موازنہ کر کے ایک دوسرے کے قریب جانے کی کوشش کرتے ہیں۔'

زمری ونوت نے سوشل میڈیا پر پوری قوت کے ساتھ ذاکر نائیک کا دفاع کیا۔ ان کا خیال ہے کہ ملائیشیا میں چند لوگوں کے علاوہ زیادہ تر لوگوں نے ذاکر نائیک کا استقبال کیا ہے۔

ان کا دعویٰ ہے کہ وہاں ہندو برادری کے ’کچھ لوگ اس کی مخالفت کرتے ہیں جو آر ایس ایس کے پس منظر سے آتے ہیں۔‘

ان کا کہنا ہے کہ ان کا کنبہ ابھی بھی ہندو ہے اور ان کے ہندو دوستوں نے ذاکر نائیک کے مذاہب کے موازنہ پر کوئی اعتراض نہیں کیا ہے۔

7۔ یہ سچ ہے کہ مالائی برادری کے بیشتر افراد ذاکر نائیک کی حمایت کرتے ہیں۔ ملائشیا کی 3.3 کروڑ آبادی میں سے 65 فیصد آبادی مالائی برادری کی ہے۔ اس جماعت کے زیادہ تر لوگ مسلم مذہب کے ماننے والے ہیں۔ ملائیشیا میں 20 فیصد لوگ چینی ہیں جو بدھ مت کی پیروی کرتے ہیں۔ سات فیصد لوگ انڈین نژاد ہیں جن میں زیادہ تر تمل ہندو ہیں۔

8۔ یہ اقلیتیں ذاکر نائیک کی موجودگی سے ’خطرہ‘ محسوس کرتی ہیں۔ یہ لوگ چاہتے ہیں کہ ان کی حکومت ذاکر نائیک کو

انڈیا کے حوالے کر دے تاکہ وہ انڈیا میں اپنے خلاف لگائے جانے والے الزامات کا سامنا کرسکیں۔

9۔ اس کے ساتھ ملائیشیا کی حکومت کے بعض حلقوں کا یہ موقف بھی ہے کہ انڈین حکومت کی طرف سے نائیک کی حوالگی کے لیے جو ثبوت دیے گئے ہیں وہ کمزور اور 'من گھڑت' ہیں۔

ملائیشیا کے وزیر اعظم کا خیال ہے کہ ذاکر نائیک کو ہندوستان میں انصاف نہیں ملے گا۔

10۔ سرکاری تھنک ٹینک کے لیے کام کرنے والے ارون ایس کا کہنا ہے کہ ذاکر نائیک پر کڑی نظر رکھی جارہی ہے۔ وہ کہتے ہیں 'ابھی تک انھوں نے ملائیشیا کے قانون کو نہیں توڑا ہے۔ ان کے خلاف ابھی تک منی لانڈرنگ کا کوئی ثبوت نہیں ملا ہے۔ لیکن ان کی ہمیشہ نگرانی کی جارہی ہے۔'

13 عقیدہ و مسلک

اسکالر ذاکر نائک کسی خاص جماعت یا فقہی مسلک سے وابَسْتَہ نہیں ہیں۔ ان کا عقیدہ و منہج بڑا مضبوط ہے۔ اکثر مسائل میں اس کا منہج وہی ہے۔ جو اس امت میں قرآن و حدیث پر عمل کرنے والے سلف صالحین اور اہلحدیث کا تھا۔ منکر حدیث مفسر فراہی کے تلامذہ سلیمان ندوی اور مولانا

مودودی کے مقابلے میں وہ قرآن و حدیث سے زیادہ قریب ہیں۔

14 ازواج و اولاد

1۔ بیوی۔ فرحت نائیک۔

2۔ اولاد۔ فاروق نائیک۔

15 کیٹلاگ

🔆1۔ ”دنیا کے بڑے مذاہب“۔ مترجم مولانا محمد اکرم۔ صفحات: 672 ۔ مشتاق بک کارنر۔ لاھور۔

🔆2۔ ”مذاہب عالم میں تصور خدا“۔ صفحات: 153۔ ناشر: دار النور اسلام آباد۔

🔆3۔ ”اسلام اور ہندومت“ (ایک تقابلی مطالعہ)۔ صفحات: 222۔ ناشر: زبیر پبلشرز، لاہور۔

🔆4۔ ”قرآن پاک اور جدید سائنس“۔ صفحات: 251۔ ناشر: زبیر پبلشرز، لاہور۔

🔆5۔ ”کیا قرآن پاک کلام الٰہی ہے؟“۔صفحات: 197۔ ناشر: زبیر پبلشرز، لاہور۔

🔆6۔ ”اسلام دین کائنات“۔ صفحات: 79۔ ناشر: بیکن بکس لاہور۔

❁7۔ ”نماز اور جدید سائنس“۔ صفحات: 185۔ ناشر: بک کارنر شو روم جہلم۔

❁8۔ ”ڈاکٹر ذاکر نائیک کے فیصلہ کن مناظرے“۔ صفحات: 512۔ ناشر: بک کارنر شو روم جہلم۔

❁9۔ ”قرآن اور جدید سائنس موافق یا نا موافق“۔ صفحات: 65۔ ناشر: الصفہ دار النشر واہ کینٹ۔

❁10۔ ”جدید دور کے مسائل اور قرآن حکیم“۔ صفحات: 291۔ ناشر : اسلامک فاؤنڈیشن، لاہور۔

❁11۔ ”قرآن کریم فرمان خدا وندی“ صفحات: 210۔ ناشر: بیکن بکس لاہور۔

❁12۔ ”خطبات ڈاکٹر ذاکر نائیک“ (پارٹ 1) صفحات: 830۔ ناشر: دار النوادر، لاہور۔

❁13۔ دین دلیل کے ساتھ (خطبات ڈاکٹر ذاکر نائیک پارٹ 2)
صفحات: 539۔ ناشر: بک کارنر شو روم جہلم۔

❁14۔ ”قرآن اور سائنسی دریافتیں“۔صفحات: 128۔ ناشر: نا معلوم۔

❁15 ”اسلام پر چالیس(40) اعتراضات کے عقلی و نقلی جواب“۔

❁16۔ ”بائبل اور قرآن جدید سائنس کی روشنی میں“۔

17. ”اسلام میں خواتین کے حقوق ... جدید یا فرسودہ؟“۔

18. ”اسلام دہشت گردی یا عالمی بھائی چارہ“۔ کتاب سرائے لاھور۔

19. ”مقام صحابہ“۔ مترجم مولانا محمد اکرم۔ مشتاق بک کارنر۔ لاھور۔

20. ”احکام طہارت و فریضہ نماز“۔ مترجم مولانا محمد اکرم۔ مشتاق بک کارنر۔ لاھور۔

21. ”یہ ہے سچائی“۔

22. ”دعوت اسلامی حقائق کے ساتھ“۔

23. ”خطبات حدیث“۔

16 حوالہ جات

1. ”ڈاکٹر ذاکر نائیک کے فیصلہ کن مناظرے“۔ از مصنف۔

2. ”سنہری یادیں“۔ عبدالمالک مجاہد دارالسلام۔ ریاض۔ لاھور۔

3. ”ڈاکٹر ذاکر نائیک کی کتابیں“۔ کتاب و سنہ لائبریری۔

4. آزاد دائرہ المعارف۔ ڈاکٹر ذاکر نائیک۔

5. ذاکر نائیک: کہاں ہیں اور کیا کر رہے ہیں؟۔ زبیر احمد بی بی سی، کوالالمپور۔



39 ڈاکٹر شیخ سعود بن إبراهیم الشریم

1966ء تا

پروفیسر شیخ سعود بن ابراہیم الشریم حرمِ مکی کے امام وخطیب، مسجدِ حرام کے مدرس، جامعہ ام القریٰ میں کلیة الشریعة کے پرنسپل، مكة المكرمہ کی اعلیٰ عدالتِ شرعیہ کے سابق قاضی اور قرآنِ کریم کے شاندار اور بہترین قاری ہیں، آپ کا شُہرہ سارے جہاں میں ہے اور آپ کی پرلطف، شیریں اور مسحور کن آواز میں تلاوت کی کیسٹیں مشرق ومغرب میں سنی جاتی ہیں۔

1 نام و نسب

سعود بن إبراهيم بن محمد بن إبراهيم آل شريم۔

2 ولادت اور وطن

شیخ شریم 19جنوری 1966ء الموفق 1386ھ کو سعودی دارالحکومت ریاض میں پیدا ہوئے۔ ان کا آبائی تعلق نجد کے شہر شقراء کے قحطان قبیلے سے ہے۔ ان کے دادا محمد بن ابراہیم الشریم شقراء کے گورنر تھے۔ شیخ شریم نے ابتدائی

تعلیم عرین کے اسکول میں حاصل کی۔ اور مڈل کے لیے نموذجیہ اسکول میں داخلہ لیا۔ اور **1404**ھ میں مدرسہ ثانویہ یرموک سے سیکنڈری کی تعلیم سے فارغ ہوئے۔

3 اعلیٰ تعلیم

شیخ نے اعلیٰ تعلیم کے لیے ریاض شہر میں واقع امام محمد بن سعود اسلامی یونیورسٹی کے شعبہ عقیدہ و معاصر مذاہب میں داخلہ لیا۔ اور سال **1409**ھ میں یہاں سے فراغت حاصل کی۔ سال **1410**ھ میں ہائیر انسٹی ٹیوٹ آف جسٹس میں داخلہ لیا اور وہاں سے **1413**ھ میں امتیازی درجات سے ماسٹر <**M.A**>کی ڈگری حاصل کی۔ **1416**ھ میں ام القریٰ یونیورسٹی سے پی۔ ایچ۔ ڈی کی امتیازی ڈگری حاصل کی۔ پی ایچ ڈی میں آپ کے مقالے کا عنوان (المسالک فی المناسک) تھا۔ آپ کے اس مقالے کے نگران اعلیٰ شیخ عبد العزیز آل شیخ مفتی عام مملکت سعودی عرب تھے۔ آپ کے اس مقالے کو کتابی شکل میں بڑی تعداد میں چھپایا گیا۔

4 اساتذہ اکرام

شیوخ جن سے آپ نے براہ راست استفادہ کیا:

1۔ مفتی اعظم شیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ۔

2۔ شیخ عبداللہ بن جبرین رحمہ اللہ۔

3. شیخ عبد العزیز بن عقیل۔
4. شیخ عبد الرحمن البراک۔
5. شیخ عبد العزیز الراجحی۔
6. شیخ فهد الحمین۔
7. شیخ عبد اللہ الغدیان۔
8. شیخ صالح بن فوزان الفوزان۔

5 میدان عمل {مناصب}

1. سال 1410ھ میں آپ ہائیرانسٹی ٹیوٹ آف جسٹس میں استاذ کی حیثیت سے مقرر ہوئے۔
2. سال 1412ھ میں خادم حرمین شریفین کی جانب سے حرم مکی میں آپ کے امام وخطیب مقرر کیے جانے کا فرمان جاری ہوا۔
3. جبکہ آپ اس سے پہلے دار الحکومت ریاض میں ایک مشہور امام تھے۔
4. 1413ھ میں شاہی فرمان کے ذریعہ اعلیٰ شرعی عدالت مکہ میں بحیثیت ”قاضی“ آپ کا تقرر عمل میں آ یا۔ پھر 1418ھ میں درخواست دے کر عہدہ قضاء سے مستعفی ہوگئے۔
5. سال 1414ھ میں مسجد حرام میں درس وتدریس کی خدمات کے لیے آپ کے نام شاہی فرمان جاری ہوا۔

6۔ آپ ام القریٰ یونیورسٹی میں كلية الشريعة <شرعیہ کالج> میں قسم القضاء <جوڈیشل ڈیپارٹمنٹ> میں پروفیسر کی حیثیت سے کام کرنے کے لئے منتقل ہوگئے۔

7۔ 1432ھ میں اس فیصلے کے تحت انہیں كلية الدراسات القضائية والأنظمة <کالج آف جوڈیشل اسٹڈیز اینڈ ریگولیشنز> (ام القریٰ یونیورسٹی میں منتقل کیا گیا) اس کے علاوہ کالج آف شریعہ کے ڈین کی حیثیت سے ڈین مقرر ہونے تک ان کا تقرر کیا گیا۔ اور یہ ہوچکا ہے۔

8۔ اب آپ كلية الدراسات القضائية جامعة أم القریٰ <ام القریٰ یونیورسٹی کے جوڈیشل اسٹڈیز کالج> کے ڈین ہیں۔

9۔ آپ نے فقہ اور اس کے بنیادی اصولوں میں پروفیسرشپ حاصل کی، اور اس سے قبل وہ کالج آف شریعہ اینڈ اسلامک اسٹڈیز کے ڈین تھے۔

10۔ آپ اس یونیورسٹی میں دو انوکھے کالجوں کے بانی ہیں، ان میں سے ایک كلية الدراسات القضائية والأنظمة <کالج آف جوڈیشل اسٹڈیز اینڈ ریگولیشنز> اور دوسرا كلية العلوم الاقتصادية والمالية الإسلامية <کالج آف اسلامک اکنامک اینڈ فنانشل سائنسز۔

6 قرآن کریم سے آپکا لگاؤ

شیخ سعود کا مایۂ ناز قراء میں شمار ہوتا ہے، آپ کی آواز میں درد وسوز ہے۔ دنیا میں جن چند قرائے کرام کی تلاوت سب سے زیادہ سنی جاتی ہے، قاری شریم بھی ان میں شامل ہیں۔ مسجد حرام کے سب سے سینئر امام و خطیب اور حرمین انتظامی کمیٹی کے چیئرمین شیخ عبد الرحمٰن السدیس کا ماننا ہے کہ اس وقت شیخ شریم سے زیادہ قرآن کریم کو عمدہ اندازہ میں پڑھنے والا کوئی نہیں۔ شیخ شریم انتہائی پرسوز انداز میں تلاوت کرتے ہیں۔ ان کی آواز میں جو درد و سوز ہے، اس کی مثال ملنا مشکل ہے۔ شیخ شریم کی خشیت الٰہی اور تقویٰ کا اثر ہے کہ ان کی تلاوت دل پر اثر کرتی ہے اور پتھر دل شخص کی آنکھوں سے بھی اشکوں کا سیل رواں ہوجاتا ہے۔ وہ قرآن کریم کو بروایت حفص عن عاصم پڑھتے ہیں۔ شیخ اپنے متعلق کہتے ہیں کہ انہوں نے ایام شباب میں وقت ضائع نہیں کیا۔ ان کے بقول انہوں نے قرآن مجید کی سورۃ النساء کو صرف ٹریفک سگنل میں انتظار کے وقت زبانی یاد کیا۔ وہ اکثر و بیشتر خود بھی دوران تلاوت روتے ہیں۔ اور حاضرین بھی اشکبار ہو جاتے ہیں۔ بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ ان پر اتنی رقت طاری ہو جاتی ہے کہ آیت کا پورا کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ اپنی والدہ کی وفات کے روز شیخ شریم نے سب سے رقت آمیز نماز پڑھائی تھی، جس میں وہ بڑی مشکل سے سورۃ الفاتحہ پوری کر پائے۔ اس

تلاوت کی ویڈیو کے علاوہ آڈیو کلپ دنیا بھر میں مقبول ہے۔ شیخ شریم اپنی کانوں میں رس گھولنے والی تلاوت کی وجہ سے بے حد پسند کئے جاتے ہیں۔ خصوصاً عرب نوجوان ان سے والہانہ عقیدت رکھتے ہیں۔ ٹیوٹر میں ان کے فالوورز کی تعداد تین ملین سے زائد ہے۔ جبکہ فیس بک میں "عشاق الشیخ الشریم" اور "محبی الشیخ الشریم" کے نام سے ان سے عشق کی حد تک محبت کرنے والے عرب نوجوانوں نے مختلف پیجز بنا رکھے ہیں۔

7 مستجاب الدعوات

شیخ سعود شریم تقویٰ کے سب سے اعلیٰ درجے پر فائز ہیں۔ اور وہ مستجاب الدعوات ولی کامل ہیں، جن کے ہاتھوں سے متعدد بار مختلف کرامات ظاہر ہوئی ہیں۔ مشہور ہے کہ ایک مرتبہ سعودی عرب میں طویل عرصے سے بارشوں کا سلسلہ رک گیا تھا۔ اسی دوران شیخ شریم نے تہجد کی نماز میں سورۃ الانعام کی تلاوت شروع کر دی۔ جب اس آیت پر پہنچے (ترجمہ) "اور زمین پر چلنے والا کوئی جاندار ایسا نہیں جس کا رزق اللّٰہ تعالیٰ نے اپنے ذمے نہ لے رکھا ہو۔" تو اس آیت کو شیخ شریم اپنے مخصوص انداز میں بار بار دہراتے رہے اور ان پر رقت طاری ہو گئی۔ ابھی وہ تہجد کی نماز پوری بھی نہ کر پائے تھے کہ موسلادھار بارش شروع ہوگئی۔ شیخ شریم کی

یہ کرامت زبان زد عام ہے۔ واضح رہے کہ رمضان المبارک کے دوران مسجد حرام میں تہجد کی نماز باجماعت ادا کی جاتی ہے۔ (عرب جریدہ، رأی الیوم، 5 اپریل 2015ء)

8 سعودی حکومت اور شیخ شریم

باقی ائمہ حرم کے برعکس شیخ شریم اپنے خطبوں اور ٹیوٹر میں سعودی حکومت کی پالیسیوں کے بارے میں اظہار خیال کرتے رہے ہیں۔

1۔ جب سعودی حکومت نے مصری آمر جنرل سیسی ملعون کی کھل کر حمایت کی تو شیخ شریم نے اس پر تنقید کرکے اخوان المسلمون کے شہداء کو سلام پیش کیا تھا۔ جس کے بعد ان کا ٹیوٹر اکاونٹ بند کر دیا گیا۔

2۔ جب سابق سعودی فرمانروا شاہ عبد اللہ کا انتقال ہوا۔ تو ائمہ حرم نے اپنے اپنے ٹیوٹر پیجز میں ان پر تفصیل سے لکھا، مگر شیخ شریم نے ایک جملہ بھی نہیں لکھا۔

3۔ جبکہ عالم اسلام کی موجودہ صورتحال خصوصاً شام کے حالات کا وہ اپنے خطبوں میں ذکر کرتے رہتے ہیں۔ شامی مظلومین کا ذکر وہ انتہائی رقت آمیز انداز میں کرتے ہیں۔ اور حرم شریف میں ان کیلئے خصوصی دعاؤں کا اہتمام کرتے۔

9 قلمی خدمات

آپ بہترین انشاء پرداز ماہر خطیب اور ہمہ گیر منصف بھی ہیں، آپ کے قلم سے دینی موضوعات پر متعدد کتابیں منظرعام پر آچکی ہیں۔ یہ سب کتابیں عربی زبان میں ہیں۔ جن میں سے چند یہ ہیں۔

1۔ كيفية ثبوت النسب، "مخطوط"۔
2۔ كرامات الأنبياء، "مخطوط"۔
3۔ المهدي المنتظر عند أهل السنة والجماعة، "مخطوط"۔
4۔ المنهاج للمعتمر والحاج.
5۔ وميض من الحرم، "مجموعة خطب" خمسة أجزاء۔
6۔ خالص الجمان تهذيب مناسك الحج من أضواء البيان۔
7۔ أصول الفقه سؤال وجواب، "مخطوط"۔
8۔ التحفة المكية شرح حائية ابن أبي داود العقدية، "مجلد مخطوط".
9۔ حاشية على لامية ابن القيم، "مخطوط"۔
10۔ فقه الخطيب والخطبة۔
11۔ وبل السحابة على نظم الصبابة في مدح المدينة طابه۔
12۔ المراجعات حول انكار مصطفى محمود أحاديث الشفاعات۔
13۔ إسراج الخيول بنظم المسائل الأربع وثلاثة الأصول۔

14. نظم الصبابة في مدح المدينة طابة۔

15.النظم الحبير في علوم القرآن وأصول التفسير۔

10 دروس في الحرم

16. سلسلة شرح كتاب كشف الشبهات في (العقيدة)۔

17. شرح نظم اسراج الخيول في نظم القواعد الاربع والثلاثة الاصول (عقيدة)۔

18. شرح النظم الحبير في علوم القرآن وأصول التفسير۔

19. سلسلة شرح قصيدة حائية ابن أبي داود (عقيدة)۔

20. شرح كتاب القواعد المثلى (عقيدة)۔

21. شرح كتاب أخصر المختصرات (فقه)۔

22. شرح كتاب بلوغ المرام (حديث)۔

23. شرح كتاب الورقات (أصول فقه)

11 حوالہ جات

1. ويكيبيديا، الموسوعة الحرة. ترجمہ۔ شيخ سعود الشريم۔

2. فضيلة الشيخ سعود بن ابراہيم الشريم کی مسجد الحرم میں امامت کے 30 سال مکمل ہوگئے۔ عرب دنيا۔

3. امام حرم سعود بن إبراهيم الشريم۔ تصميم الويب: عبد الحنان خان۔

4. آزاد دائرہ معارف مقالہ شيخ سعود الشريم۔



40 ڈاکٹر حافظ عمران ایوب لاہوری

1979ء تا

ڈاکٹر حافظ عمران ایوب لاھوری حفظہ اللہ <P.H.D> شہرہ آفاق اسکالر ، مصنف ، جرنلسٹ ، اسلامی داعی ، مدرس ، خطیب۔ آپ کو شیخ مبشر احمد ربانی سے شَرْفِ تَلَمُّذ حاصل ہے۔

1 مَولِد و مَسْکَن

علمی و ادبی شہر لاہور کو حافظ عمران ایوب لاھوری کے مولد و منشا ہونے کا فخر حاصل ہے۔ اس شہر میں آپ 31 جنوری 1979ء کو پیدا ہوئے۔

2 ابتدائی تعلیم

1۔ ابتدائی تعلیم جونیئر ماڈل سکول شادباغ لاہور۔
2۔ حفظ جامعہ مسجد مدینہ ، مکھن پورہ لاہور۔

3 اعلیٰ تعلیم

ڈاکٹر حافظ عمران ایوب لاھور حفظہ اللہ جدید و قدیم علوم اسلامیہ کے متجر عالم ہیں۔ انہوں نے درس نظامی کے متون

جامعۃالدراسات الامیہ کراچی ، جامعہ ابی بکر اسلامیہ کراچی سے مکمل کیے ۔ عصری تعلیم میں انہوں نے ”میڑک ، ایف اے لاہور سے کیا“۔ ”بی اے < A . B > اور ایم اے < A . M > علوم اسلامیہ کے اِمتِحانات کو پنجاب یونیورسٹی سے پاس کیے“۔ ایم فل پنجاب یونیورسٹی سے کیا مقالے کا عنوان تھا <{ سند و متن کے نقد میں شیخ البانیؒ کا معیار تحقیق }> اور ڈاکٹریٹ کی ڈگری بھی پنجاب یونیورسٹی سے ہی حاصل کی۔ تھیسس مقالہِ کا موضوع تھا <{ امام ابو سلیمان احمد خطابی }> ۔

4 علماء و اسکالر کے ثنائیہ کلمات

1 پروفیسر سعید مجتبیٰ سعیدی گورنمنٹ پولی ٹیکنیک انسٹی ٹیوٹ لیہ لکھتے ہیں۔ ”محترم حافظ عمران ایوب لاھور سلمہ اللہ“۔ ایک باصلاحیت نوجوان قلم کار ہیں۔ اللّٰہ تعالیٰ نے انہیں تحقیق و تصنیف کی اعلیٰ خوبیوں سے نوازا ہے۔ مختصر سے عرصہِ میں ان کے گوہر بار قلم سے ”فقہ الحدیث“ کے سلسلہ میں متعدد کتب منصّہ شہود پر آ کر دادِ قبولیت پا چکی ہیں۔ مسائل کی جامعیت اور علم و تحقیق ان کا امتیازی وصف ہے۔

2 پروفیسر عبدالجبار شاکرؒ ڈائریکٹر جنرل پنجاب پبلک لائبریری لاہور ، دعوۃ اکیڈمی اور سیرت اسٹڈی سینٹر بین

الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد کے ڈائریکٹر لکھتے ہیں۔ انکی تصانیف اور بیسیوں علمی و دینی جرائد میں شائع ہونے والے مضامین و مقالات ان کی علمی ، تحقیقی، دعوتی اور درسی زندگی پر شاہد عادل ہیں۔ حافظ عمران ایوب صاحب کی تحریروں کا ایک خاصہ وہ اسنادی اسلوب ہے۔ جو براہِ راست کتاب و سنت سے ماخوذ ہے۔ ان کی تحریریں محققانہ اسلوب کے ساتھ روانی و سلاست کا بھی نمونہ ہیں۔ ان کی صحافحانہ تحریوں میں بھی ایک علمی اسلوب کی شان جھلکتی ہے۔

3 پروفیسر ڈاکٹر محمود اختر ڈین فیکلٹی آف اسلامک اسٹڈیز، پنجاب یونیورسٹی لاہور لکھتے ہیں۔ فاضل مصنف حافظ عمران ایوب لاہوری ایک جواں فکر محقق ہیں۔ جو نہ صرف اسلامی علوم فنون سے سناسا ہیں۔ بلکہ جدید علوم کے حصول میں بھی پیش پیش دکھائی دیتے ہیں۔ چنانچہ جہاں انہوں نے قدیم اسلامی علوم کے لیے مدارسِ دینیہ سے استفادہ کیا۔ وہاں جدید علوم کے سلسلہ میں عصری جامعات کا بھی رخ کیا۔ اور آج کل جامعہ پنجاب میں پی ۔ ایچ ۔ ڈی کے مراحل سے گزر رہے ہیں۔

4 پروفیسر ڈاکٹر اعجاز احمد اسلامک سنٹر پنجاب یونیورسٹی لاہور لکھتے ہیں۔ ہمارے ایک نوجوان فاضل دوست حافظ عمران ایوب لاہوری نہایت ہی ذہین اور محنتی

قلمکار ہیں ۔ اسلامی ریسرچ کے حوالے سے اللّٰہ تعالیٰ نے ان پر اپنا خاص فضل فرمایا ہے۔ کم عمری اور مختصر وقت میں انہوں نے مختلف موضوعات پر بیس کے قریب تحقیقی کتب تالیف کرکے اہل علم میں کافی پذیرائی حاصل کی ہے۔ دعا ہے اللّٰہ تعالیٰ ان کی ہمت و کوشش میں مزید اضافہ فرمائے۔

5 اداروں کا قیام

1۔ آپ نے 2004ء میں فقہ الحدیث پبلیکیشز لاہور۔ کے نام سے ایک اشاعتی ادارہ بنایا ہے۔ جس سے اپنی کتب شائع کر رہے ہیں۔

2۔ فقہ الحدیث ویب سائٹ۔www.fiqhulhadith.com

3۔ آن لائن قرآن انسٹیٹیوٹ۔

6 کیٹلاگ

پاکستان کے جن اہل علم نے تصنیف و تالیف کے میدان میں شہرت پائی ان میں ڈاکٹر حافظ عمران ایوب کا اسم گرامی قابلِ ذکر ہے۔

💻 سلسلہ فقہ الحدیث تحقیق علامہ محمد ناصر الدین البانیؒ۔

<{تعداد احادیث صرف 16جلدیں • کل آیات و حدیث = 10202• آیات = 2655 • احادیث = 7547 • صحیح =

7286 • ضعیف = 261}>

01 <{كتاب الإيمان}> ایمان کی کتاب۔<تعداد آیات و احادیث=923> صفحات۔300۔

02 <{كتاب التوحيد والشرك}> توحید و شرک کے احکام و مسائل کی کتاب۔<تعداد آیات و احادیث=652>۔ صفحات۔ 176۔

03 <{كتاب السنة}> سنت کی کتاب۔<تعداد آیات و احادیث=288> صفحات۔200۔

04 <{كتاب الطهارة}> طہارت کی کتاب<تعداد آیات احادیث=594۔ ضعیف=43> صفحات۔280۔

05 <{كتاب الصلاة}> نماز کی کتاب۔<تعداد آیات و احادیث=1149۔ ضعیف=92> صفحات۔ 336۔

06 <{كتاب الزكاة}> زکوۃ کی کتاب۔<تعداد آیات و احادیث=460۔ ضعیف=30>صفحات۔304۔

07 <{كتاب الصيام}> روزوں کی کتاب۔<تعداد آیات و احادیث=411۔ضعیف=18> صفحات۔232۔

08 <{كتاب الحج والعمره}> حج و عمرہ کی کتاب<تعداد آیات و احادیث=518۔ضعیف=15> صفحات۔320۔

09 <{كتاب الجنائز}> جنازے کی کتاب۔<تعداد آیات و احادیث=615۔ ضعیف=28> صفحات۔312۔

10 <{كتاب البيوع}> تجارت کی کتاب۔<تعداد آیات و احادیث=451۔ ضعیف=12> صفحات۔184۔

11 <{كتاب النكاح}> نکاح کی کتاب<تعداد آیات و احادیث=572۔ ضعیف=18> صفحات۔344۔

12 <{كتاب الطلاق}> طلاق کی کتاب<تعد آیات و اداحادیث=677۔ ضعیف=5>صفحات۔256۔

13 <{كتاب الولاد والوالدين}> اولاد اور والدین کی کتاب<تعداد آیات و احادیث=567>صفحات۔296۔

14<{كتاب الدعوات}> دعاؤں کی کتاب<تعداد آیات و احادیث=728> صفحات۔296۔

15 <{كتاب الوقاية من الجن والسحر}>جادو جنات سے بچاؤ کی کتاب۔ صفحات۔162۔

16 <{كتاب الوقاية من الشيطان}> شیطان سے بچاؤ کی کتاب۔ صفحات۔176۔

17<{كتاب الدجال وأشراط الساعة}> دجال اور علامات قیامت کی کتاب۔ صفحات۔ 160۔

18<{كتاب الآخرة}> آخرت کی کتاب۔<تعدا آیات و داحادیث=907> صفحات۔176۔

19<{كتاب اللباس والحجاب}> لباس و حجاب کی کتاب۔ صفحات۔ 176۔

20 <{كتاب فضائل القرآن}> فضائل قرآن کی کتاب۔

21 <{كتاب فضائل الصلاة}> فضائل درود کی کتاب۔
22۔ فضائل اعمال کی کتاب۔
23 <{فقه الحديث}> شرح اردو الدرر البهية في المسائل الفقهية تأليف محمد بن علي الشوكاني۔ ترجمہ، تحقیق و تخریج اور شرح۔ حافظ عمران ایوب لاہوری۔ تحقیق علامہ محمد ناصر الدین۔ البانیؒ۔ ڈاکٹر صاحب نے اس کتاب میں901 مسائل کا اضافہ کیا ہے۔ فاضل مصنف کے اضافات نے اسے اسلامی ہدایات و تعلیمات کا ایک انسائیکلوپیڈیا بنا دیا ہے۔<2 جلدیں> طبع نعمانی کتبخانہ لاھور۔ <{صرف جلد 2 • کل آیات و احادیث=2443•آیات=437•حدث=2006• صحیح=1882•ضعیف=124}>

🖥 حدیث

24۔ جواهر الایمان شرح اردو اللؤلؤ والمرجان فيما اتفق عليه الشيخان تأليف محمد فؤاد عبد الباقي شارح حافظ عمران ایوب لاھوری۔
25۔ موطا امام مالک تخریج و تحقیق اور تسہیل۔ حافظ عمران ایوب لاھوری۔
26۔ فقہ الاسلام شرح اردو بلوغ المرام من ادلة الاحكام لابن حجر عسقلاني شارح حافظ عمران ایوب لاھوری
27۔ مشہور ضعیف احادیث یعنی سلسلہ احادیث ضعیفہ۔ 5 جلدیں۔ جمع و ترتیب و ترجمہ حافظ عمران ایوب لاہوری۔

💻 قرآن سیکشن

28۔ تفہیم الفرقان مترجم حافظ عمران ایوب لاہوری ط نعمانی کتب خانہ۔ لاھور۔

29۔ تفسیر ابن کثیر۔ عصر حاضر کی تقریبا تمام تحقیقات سے استفادہ شدہ جدید اڈیشن تخریج و تحقیق کے ساتھ۔ 6 والیم 2 کلر۔

30۔ انبیاء کرام کے عبرت و نصیحت سے بھر پور حالات و واقعات ترجمہ قصص الانبیاء لابن کثیر ترجمہ و تہذیب عمران ایوب لاھوری۔

💻 متفرق کتب تخریج و تحقیق کے ساتھ

31۔ پانچ اہم دینی مسائل۔ عشرہ ذوالحجہ، عیدین قربانی، عقیقہ اور نومولود سے متعلقہ مسائل۔ صفحات۔246۔

32۔ جنت کی کنجیاں جنت واجب کردینے والے اعمال ترجمہ الخصال الموجبة لدخول الجنة تأليف عبد الهادي بن حسن وهبي۔

33۔ فتاویٰ نکاح و طلاق سلسلہ فتاویٰ عرب علماء ترتیب و تخریج حافظ عمران ایوب لاہوری۔

34۔ فتنہ دجال اور اس سے نجات کا راستہ تالیف حافظ عمران ایوب لاھوری۔

35۔ ماہ رجب فضائل و احکام تالیف حافظ عمران ایوب لاہوری۔

7 حوالہ جات

1۔"مختصرتعارف"۔ خود حافظ عمران ایوب لاہوری حفظہ اللہ۔

2۔ "کتاب الحج والعمرہ"۔ از حافظ عمران ایوب لاہوری۔

3۔ "کتاب الإیمان"۔ ازحافظ عمران ایوب لاہوری۔

4۔ "کتاب التوحید والشرك"۔ از حافظ عمران ایوب لاہوری۔



41 شیخ ابراہیم ابن بشیر الحسینوی

1983ء تا

شیخ ابراہیم ابن بشیر الحسینوی حفظہ اللہ ایک استاذ ، خطیب ، رائٹر ، مقالہ نگار ، محدث ، ماہر اسماء الرجال و جرح و تعدیل ، مدیر جامعہ امام احمد بن حنبلؒ قصور۔

1 نام و نسب

ابو رمیثہ ابراہیم بن بشیر احمد بن محمد یعقوب بن عمر الحسینوی۔

2 پیدائش اور مقام

شیخ ابن بشیر الحسینوی 18 اپریل 1983ء کوحسین خانوالا ہٹھاڑ نزد انڈین باڈر ضلع قصور پاکستان میں پیدا ہوئے۔

3 تعلیم

1۔ میٹرک تک تعلیم اپنے قصبے حسین خانوالا میں حاصل کی۔

2. دینی تعلیم کے لئے 1999ء میں جامعہ الاسلامیہ لاہور میں داخلہ لیا۔

2. درس نظامی جامعہ محمدیہ گوجرانوالا سے مکمل کیا۔

3. تخصص تین سال میں مرکز التربیۃ الاسلامیہ فیصل آباد سے کیا۔ مرکز میں بہت سے کبار علماء و اسکالر سے استفادہ کیا۔

4 اساتذہ و شیوخ

1.شیخ الحدیث حافظ ثناء اللہ مدنی حفظہ اللہ،

2. شیخ الحدیث حافظ عبدالمنان نورپوری رحمہ اللہ،

3. شیخ الحدیث عبداللہ امجد چھتوی حفظہ اللہ،

4. محدث العصر شیخ ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ،

5. شیخ الحدیث شفیق مدنی حفظہ اللہ،

6. شیخ الحدیث محمد رمضان سلفی حفظہ اللہ،

7. شیخ الاسلام حافظ مسعود عالم حفظہ اللہ،

8. محدث العصر حافظ محمد شریف حفظہ اللہ۔

5 درس و تدریس

آپ نے 2005ء میں درس و تدریس کا آغاز کیا۔

1. 8 سال جامعہ امام بخاری گندہیاں اوتاڑ قصورسابقا میں دیگر کتب کی تدریس کے ساتھ صحیح مسلم، موطا امام

مالک اور علوم حدیث کی متعدد کتب کئی بار پڑھیں۔

2۔ پھر الجامعۃ الکمالیۃ راجووال اوکاڑہ سابقا میں صحیح بخاری، ابوداؤد اور جامع ترمذی پڑھانے کا موقع ملا۔

3۔ 14 اگست 2014ء کو بائی پاس سٹی قصور میں جامعہ امام احمد بن حنبل کی بنیاد رکھی۔ اس میں مستقل کتب حدیث ، کتب جرح و تعدیل اور دیگر علوم کی کتب کی تدریس کر رہے ہیں۔

4۔ آن لائن تدریس۔ آپ نے 2009ء میں آن لائن تدریس کا آغاز کیا۔ بذات خود تدریس کے ساتھ ساتھ مختلف شیوخ کرام آپ کے ساتھ پانچ زبانوں میں پوری دنیا میں قرآن و حدیث کو امام احمد بن حنبلؒ اوپن یونیورسٹی کے پلیٹ فارم سے عام کر رہے ہیں۔ ہزاروں کی تعداد میں پوری دنیا میں آپ کے تلامذہ ہیں۔

6 علمی دورہ جات

یہ تمام دورہ جات محترم شیخ ابن بشیر الحسینوی حفظہ اللہ نے مخلتف مواقع پر کروائے علمائے کرام کو کروائے ۔ اور یہ تمام دورہ جات یوٹیوب پر موجود ہیں۔ ان کے لنک افادہ عام کے لیے آخر میں جمع کیے جا رہے ہیں۔

1۔ دورہ صحیح ابن حبان۔

2۔ دورہ علوم حدیث۔

3. دورہ جرح و تعدیل۔

4. دورہ دراسۃ الاسانید۔

5. دورہ المحدث الفاصل۔

6. دورہ الکفایہ فی علم الروایہ للخطیب البغدادی۔

7. دورہ صحیح البخاری۔

9. دورہ کتب علوم حدیث و جرح وتعدیل کا تعارف۔

7 شیخ کے علمی ادارے

1. 2009ء کو امام احمد بن حنبل اوپن یونیورسٹی کی بنیاد رکھی۔

2. 14اگست 2014ء کوبائی پاس سٹی قصور میں جامعہ امام احمد بن حنبلؒ کی بنیاد رکھی۔

3. دارالحدیث حسینویہ حسین خانوالا قصور۔

4. <{دار ابن بشیر للنشر والتوزیع}>

5. دارالسنۃ للتخصص والتحقیق لاہور۔

8 دارالسنۃ التخصص والتحقیق

شیخ ابن بشیر لکھے ہیں۔

السلام علیکم محترم

میرا بڑا پروجیکٹ ہے۔ اس کے لیے دعا بھی کرنا اور کوشش بھی۔
مجھے یقین ہے کہ اللّٰہ تعالیٰ یہ منفرد کام مجھ سے ضرور لے گا۔ میں مرنے سے پہلے محققین و مصنفین کی جماعتیں تیار کرنا چاہتا ہوں ۔ جو دین حق کو لوگوں میں اسلاف کے منہج پر اجاگر کرنے والے بنیں ۔ بدعات و خرافات کا قلع قمع ہو ۔ ان شاء اللہ

دارالسنۃ للتخصص و التحقیق
تصنیف و تحقیق اور علوم حدیث میں تخصص کی معیاری درس گاہ

مختصر تعارف: ایک عرصہ سے ارادہ تھا کہ لاہور میں ایک منفرد ادارہ قائم کیا جائے۔ یکم اکتوبر **2020**ء سے عارضی بلڈنگ اقبال ٹاؤن لاہور میں صرف ہر جمعرات بعد نماز مغرب تا رات گئے تک علمائے کرام کی کلاس شروع کی گئی جس سے اب تک تیس سے زائد علمائے کرام استفادہ کر رہے ہیں۔ اور وہ تمام لیکچر منفرد موضوعات پر دیے گئے ہیں۔ نیز آن لائن بھی نشر ہوتے ہیں اور مکمل کورس یوٹیوب پر بھی اپ لوڈ کیا جاتا ہے ۔ الحمدللہ یہ سلسلہ جاری ہے۔
اب ہم نے تصنیف و تحقیق اور علوم حدیث میں تخصص کی مستقل کلاس جاری کرنی ہے اس کے لیے ہمیں ادارہ کی ذاتی

بلڈنگ کی اشد ضرورت ہے۔ اس عظیم مشن میں آپ ہمارا ساتھ دیں۔

سہولیات: طلبہ کو ماہانہ معقول وظیفہ دیا جائے گا اور رہائش ، طعام وغیرہ تمام سہولیات فری۔

عمارت: ادارے کے بلڈنگ ماڈل ٹاؤن یا جوہر ٹاؤن یا مناسب جگہ جو اندرون لاہور میں ہو ۔ ان شاء اللہ۔

اور بلڈنگ ادارے کے نام وقف ہوگی۔ کم از کم ایک کنال پرمشتمل تین منزلہ بلڈنگ ہو گی۔

پہلی منزل مسجد ، دوسری منزل مثالی ریسرچ سنٹر ہو اور تیسری منزل علمائے کرام کی رہائشیں۔

فوائد: امت مسلمہ کو مشنری افراد مہیا کیے جائیں گے۔

تحقیقی و تصنیفی کام وسیع پیمانے پرکیا جائے گا۔

اسلام کے سچے خدام اور علوم حدیث میں ماہر افراد تیار کیے جائیں گے ۔ ان شاء اللہ۔

اے اللّٰہ اس مثالی اور منفرد ادارہ کو قائم کرنے میں میری مدد فرما ۔آمین ۔

اس منفرد منصوبے کے لیے آپ کے تعاون کی ضرورت ہے۔

الداعی الی الخیر : ابن بشیر الحسینوی۔

9 مناصب

1۔ نائب شیخ الحدیث جامعہ امام بخاریؒ گندہیاں اوتاڑ قصورسابقا۔

2۔ نائب شیخ الحدیث دارالحدیث الجامعۃ الکمالیۃ راجووال اوکاڑہ سابقا۔

3۔ شیخ الحدیث جامعہ امام احمد بن حنبلؒ قصور۔

4۔ صدر۔ ابن حنبلؒ انٹرنیشنل ٹرسٹ۔

5۔ مدیر۔ جامعہ امام احمد بن حنبلؒ بائی پاس سٹی قصور۔

6۔ رکن مجلس شوری محدث فورم۔

10دعوتی خدمات

1۔ مستقل خطبہ جمعۃ المبارک جامعہ امام احمد بن حنبلؒ سٹی قصور۔

2۔ بعض جگہوں پر فکری و تربیتی دروس بھی ہوتے رہتے ہیں۔ نیز دینی مدارس میں طلبہ علوم نبوت کو درس دیتے رہتے ہیں۔ کہ ہم محدث و محقق کیسے بن سکتے ہیں؟

3۔ شیخ صاحب کا مفصل انٹرویو۔

11 کیٹلاگ تصنیفات و تحقیقات

💻 عربی کتب

1۔ متفق علیہ مما لیس فی الصحیحین (زیر تکمیل)بخاری، مسلم کے علاوہ وہ حدیث جن کے صحیح ہونے پر تمام

محدثین متفق ہیں۔ یہ مبارک مجموعہ منفرد ہے۔

2. کتاب مجمع الثقات (تحت التکمیل)وہ راوی جن کے ثقہ ہونے پر سب محدثین کا اتفاق ہے۔

3. کتاب مجمع الضعفاء (تحت التکمیل)وہ راوی جن کے ضعیف ہونے پر سب محدثین کا اتفاق ہے۔

4. کتاب مجمع المختلف فیہ (زیر تکمیل)وہ راوی جن کے ثقہ یا ضعیف ہونے میں اختلاف ہیں۔ ان میں راجع کی نشان دہی بھی کی گئی ہے۔

5. التّبیین فی شرح اصل السنّة واعتقاد الدین۔

6. معجم الضعفاء والمجھولین (تحت الترتیب)

7. موسوعة الأحادیث الشاذة۔

8. الرد علی الھدایة للمرغینانی۔

9. علوم الحدیث عندالشیخ الالبانی۔

10. تعلیقات علی تیسر مصطلح الحدیث للدکتور محمود طحان۔

11. موسوعة القواعد الفقھیة ۔

12. زاہد الکوثری فی میزان الامام الالبانی رحمہ اللہ۔

13. فقہ المحدثین عن احادیث صحیح البخاری۔

14. حاشیة مشکوة المصابیح لطلبة الجامعات ،تحت الترتیب۔

15 تعلیقات الشیخ الاثری حفظہ اللہ علی سلسلتی الامام الالبانی رحمہ اللہ۔

16. التقرير على التقريب
17. الرجال عند علماء الاحناف جرحا وتعديلا۔
18. سکوت المحدثین عن درجة الحدیث۔
19. الرد القوی علی العرف الشذی۔
20. الاحادیث الضعیفة عندالامام البخاری۔
21. البرهان فی تناقضات ابن حبان۔
22. تلخیص الکواکب النیرات۔
23. موسوعة احادیث الصیام۔
24. فهرس اسما ء الرجال۔
25. تنبیه المحققین علی تدلیس المدلسین المعروف بموسوعة المدلسین۔
26. الفتح الجلیل فی ضوابط الجرح والتعدیل۔
27. النصیحة لمن اراد قبول النصیحة فی التعلیق علی انوارالصحیفة۔
28. الاعلان فی معرفة من قیل فیه لم یسمع عن فلان۔
29. تقریب تاریخ بغداد۔
30. تقریب تاریخ دمشق۔
31. تقریب نثل النبال۔
32. تقریب الکفایة فی علم الروایة۔
33. تقریب المحدث الفاصل۔

34. شرح صحیح مسلم فی ٦ اجزاء۔
35. شرح مقدمہ صحیح مسلم۔
36. شرح الجامع الترمذی فی ۵،اجزاء۔
37. شرح مسند الحمیدی فی ٢ اجزاء۔
38. تاریخ بُست۔
39. ائمہ قراءت جر ح و تعدیل کی میزان میں ۔مطبوع۔
40. تخریج و تحقیق کے اصول و ضوابط ۔مطبوع۔
41. حسن لغیرہ حدیث کی حجیت پر وارد اشکالات کا علمی جائزہ۔ مطبوع۔
42. سلسلۃ الاحکام الصحیحہ(شرعی احکام کا انسائیکلو پیڈیا ۔ پہلا حصہ مطبوع)
43. سلسلۃ الاحکام الضعیفۃ۔
44. تعاقب (کئی جلدوں پر محیط)
45. بالوں کا معاملہ۔ مطبوع۔
46. جانوروں کے احکام۔
47. التقریب لعلوم الشیخ المحدث ارشاد الحق الاثری حفظہ اللہ۔
48. نصیحتیں میرے اسلاف کی(دو حصے مطبوع)
49. سفر نامہ ابن بشیر الحسینوی۔
50. گھر کا دینی نصاب۔
51. جاہلوں کی دنیا۔

52. مساجد کے احکام۔ مطبوع۔
53. الرد علی القدوری۔
54. الرد علی الهدایۃ للمرغینانی۔
55. انوار القلوب للقاری بفوائد۔ صحیح البخاری(زیر تکمیل
)
56. طہارت کے احکام (مطبوع)
57. جوتے اور پاؤں کے احکام (مطبوع)
58. درس ترمذی از تقی عثمانی کا تعاقب۔
59. آثار السنن کا تعاقب۔
60. میں محدث کیسے بنوں؟
61. عورت کے گھر سے نکلنے کے احکام(مطبوع)
62. کتاب البدعۃ از طاہر القادری کا تعاقب۔
63. امام اعظم اور امام بخاری از طاہر القادری کا تعاقب۔
64. عقیدہ توحید اور غیر اللہ کا تصور از طاہر القادری کا
تعاقب۔
65. عید میلاد النبی ﷺ از طاہر القادری کا تعاقب۔
66. اصول احناف کا تعاقب۔
67. الامن والعلی از احمد رضا بریلوی کا تعاقب۔
68. مسلک اعتدال از پیر ثاقب شامی کا تعاقب۔
69. التوسل از پیر ثاقب شامی کا تعاقب۔
70. پیر ثاقب شامی کے انڈیا کے مفصل خطاب کا تعاقب۔

71. امام دار قطنی کے حالات اور ان کی کتب حدیث کا منہج (مطبوع)
72. امام طبرانی کے حالات اور ان کی کتب حدیث کا منہج (مطبوع)
73. امام بیہقی کے حالات اور ان کی کتب حدیث کا منہج (مطبوع)
74. غیر ثابت دعائیں۔
75. تعلیق و تحقیق الرفع والتکمیل۔
76. قصور کی اسلامی درس گاہیں۔
77. قصوری خدام حدیث۔
78. تذکرہ حسینوی علماء۔
79. اشاعت کتب کی داستان۔
80. آؤ عمل کریں۔
81. قوم کے معمار اساتذہ کرام۔
82. خرید و فروخت سے پہلے پچاس بنیادی اصول۔

🖥️ مراجعت و تخریج و تحقیق

83. تلخیص تحقیق وتخریج مسند الامام احمد بمشارکۃ بعض الاخوۃ وہو مطبوع من دارالسلام الریاض۔
84. تحقیق بلوغ المرام۔
85. تحقیق وتخریج الإصلاح (الجزء الثانی)لمحمد الجوندلوی رحمہ اللہ۔مطبوع۔

86۔ تحقیق وتخریج کتاب الاذان لعبدالقادر الحصاری رحمہ اللہ۔

87۔ تحقیق و تخریج الصحیحین لعبدہ الفلاح رحمہ اللہ۔

88۔ تحقیق و تخریج پیارے رسول کی پیاری دعائیں از مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی رحمہ اللہ۔

89۔ راجع ”تحقیق المعجم المختص للحافظ الذھبی“۔ رسالۃ دکتورۃ للشیخ الدکتورمحمد عبدالرحمن یوسف حفظہ اللہ۔

90۔ وراجع وقابل علی النسخ المطبوعۃ من الکتب الحدیثیۃ وصحّح، الجامع الکامل فی الحدیث الصحیح الشامل للمحدث ضیاء الرحمن الاعظمی المدنی فی۱۲ مجلدا ۔بمشارکۃ بعض الاخوۃ وہو مطبوع من دارالسلام الریاض۔مطبوع۔

91۔ مراجعت ترجمۃ صحیح ابن حبان۔

92۔ المعلقات فی صحیح البخاری ۔دراسۃ علمیۃ ومنھجیۃ مع التحقیق و التخریج۔

93 تا 105۔ تخریج و تحقیق و تصحیح کتب محمد سعید محدث بنارسی رحمہ اللہ۔

106۔ تخریج و تحقیق مکاتیب نذیریہ از میاں نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ۔

107۔ تخریج و تحقیق تحفۃ الجمعۃ لشیخ محمد یوسف راجووالوی رحمہ اللہ۔

108۔ تخریج وتحقیق اہل حدیث کے امتیازی مسائل از عبداللہ محدث روپڑی رحمہ اللہ۔

109۔ تخریج و تحقیق زیارت قبور از اسماعیل سلفی رحمہ اللہ۔

110۔ تخریج و تحقیق شرکیہ دم جھاڑ پر فیصلہ کن بحث از محدث روپڑی رحمہ اللہ۔

111۔ جرح وتعدیل کے اصول ضوابط (مطبوع)

112۔ جرح و تعدیل کا ابتدائی قاعدہ (مطبوع)

113۔ اسماء الرجال (ابتدائی قاعدہ)

114۔ اسماء الرجال (پہلی کتاب)

115۔ اسماء الرجال (دوسری کتاب)

116۔ اسماء الرجال (تیسری کتاب)

117۔ فتاوی حسینویہ۔

118۔ تاریخ ہٹھاڑ۔

119۔ دراسۃ الاسانید کے اصول و ضوابط۔

120۔ علل الحدیث کے اصول و ضوابط

💻 تحقیقی مقالہ جات کی نگرانی

اب تک موصوف متعدد ایم فل ، پی ایچ ڈی کے مقالہ جات اپنی نگرانی میں لکھوا چکے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ایم فل اور پی ایچ ڈی کے طلبہ و طالبات موصوف سے راہنمائی لیتے رہتے

ہیں اب تک درج ذیل مقالہ جات اپنی نگرانی میں مکمل کروا چکے ہیں۔

1۔ سنن الترمذی میں معلول روایات (پی ایچ ڈی)

2۔ ضلع قصور میں خدمات حدیث کا تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ (ایم فل)

3۔ ضلع قصور میں سیرت نگاری کا تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ (ایم فل)

4۔ ضلع قصور میں دینی مدارس کا تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ (ایم فل)

5۔ سنن ابن ماجہ کی تحقیق میں شیخ البانی اور شیخ زبیر علی زئی رحمہما اللہ کی تحقیق کا تقابلی و تحقیقی جائزہ (ایم فل)

🖥️ دینی کتب کے ناشر

اب تک کئی ایک نادر و نایاب کتب شائع بھی کرچکے ہیں مثلاً۔

عقیدہ پر سلف صالحین کی ایسی کتب جو تاریخ اسلام میں پہلی بار اردو میں ترجمہ، شرح و تحقیق سے شائع کرنے کاشرف حاصل کرچکے ہیں، مثلاً۔

1. الابانہ عن اصول الدیانہ لامام ابی الحسن اشعری رحمہ اللہ۔

2. عقیدۃ السلف و أصحاب الحدیث لامام صابونی رحمہ اللہ۔

3. مجموعہ مقالات اصول السنہ لامام احمد بن حنبل رحمہ اللہ۔

4. اصول السنہ لامام الحمیدی رحمہ اللہ۔

5. رسالہ نجاتیہ لامام فاخر زائر الہ آبادی رحمہ اللہ۔

6. الرد علی الزنادقہ والجہمیہ لامام احمد بن حنبل رحمہ اللہ۔

7۔ فرقہ ناجیہ و فضیلت اہل حدیث لامام ابی حامد أحمد بن إبراہیم النیسابوری رحمہ اللہ۔

الحمدللہ ادارہِ کی مطبوعہ کتب عام دستیاب ہیں۔ اور بہت مقبول ہیں۔ نیز کئ ایک کتب اشاعت کے لیے تیار ہیں مثلاً

8۔ خلق افعال العباد للامام البخاری،

9۔ السنہ لامام عبداللہ بن امام احمد بن حنبل وغیرہ۔

اللّٰہ تعالیٰ آسانی فرمائے تو ان کو بھی شائع کیا جائے گا ۔ ان شاء اللہ۔

10. نصیحتیں میرے اسلاف کی (دو حصے) از ابن بشیر الحسینوی۔

11. تخریج و تحقیق کے اصول و ضوابط از ابن بشیر الحسینوی۔

12. جرح و تعدیل کا ابتدائی قاعدہ از ابن بشیر الحسینوی۔

13. امام ابن تیمیہ بحیثیت ایک عظیم محدث لشیخ عبدالرحمن ضیاء۔

14. نکاح و طلاق کے اصول و ضوابط لشیخ احسان الحق شاہ ہاشمی۔

15. طائفہ منصورہ.

16. منحۃ الباری شرح صحیح البخاری لامام الحافظ محمد گوندلوی رحمہ اللہ(٦جلدیں. باشتراک مکتبہ قدوسیہ)

17. لجامع الکامل فی الحدیث الصحیح الشامل لمحدث عبداللہ الاعظمی(١٩ جلدیں باشتراک مکتبہ بیت السلام)

الجامع الکامل فی الحدیث الصحیح الشامل طبع دوم منظر عام پر آچکی ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیثِ مبارکہ کی خدمت افضل ترین عبادات و اعمال میں سے ایک ہے، شروع سے لیکر اب تک مختلف انداز سے مسلمان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتِ مبارکہ سے محبت و عقیدت کا اظہار کرتے رہے ہیں، عصرِ حاضر میں بھی یہ سلسلہ زور وشور سے جاری ہے، کسی بھی مصنف و مؤلف کی بہت بڑی خواہش ہوتی ہے کہ اس کا نام قرآن وحدیث کے خدمتگاروں میں آجائے، شیخ ضیاء الرحمن الاعظمی رحمہ اللہ جنھوں نے ایک غیر مسلم خاندان میں آنکھ کھولی، اللّٰہ تعالیٰ نے بعد میں نورِ اسلام سے منور کیا، اور مزید یہ کہ شہرِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں تعلیم کے لیے چن لیا، عرصہ دراز تک عالم اسلام کی مایہ ناز اسلامیہ یونیورسٹی مدینہ منورہ میں استاذِ حدیث کے

طور پر مقرر رہے، بلکہ کلیۃ الحدیث کے لیے بطور ’عمید‘ یعنی ہیڈ اور ڈین کے طور پر بھی خدمات سرانجام دیں، جبکہ مسجدِ نبوی میں درسِ حدیث بھی دیا۔

اللّٰہ تعالیٰ نے اتنی عظمتوں سے سعادتوں سے نوازا تو شیخ نے بھی دنیا سے منہ موڑ کر خدمتِ حدیث کو ہی شب وروز کی مصروفیت بنالیا، ’الجامع الکامل‘ کے نام سے عظیم الشان حدیث انسائیکلوپیڈیا مرتب کیا، جس کا پہلا ایڈیشن ہاتھ و ہاتھ نکل گیا، حالانکہ پہلے ایڈیشن میں شیخ نے یہ صراحت کی ہوئی تھی کہ یہ اس کا ابتدائی نسخہ ہے، آئندہ ایڈیشن میں کئی ایک اصلاحات کی جائیں گی، عزم و ہمت جوان ہو تو اللّٰہ تعالیٰ رستے کھول دیتا ہے، چند ہی سالوں میں اس کا دوسرا ایڈیشن بھی زیورِ طباعت سے آراستہ ہوچکا ہے۔ الحمدللہ۔

کتاب کے اس نئے ایڈیشن میں درج ذیل خوبیاں موجود ہیں

1۔ مصنف نے انتھک محنت وکوشش کے بعد یہ دعوی کیا ہے کہ اس میں تمام صحیح احادیث کو جمع کردیا گیا ہے۔

2۔ کتاب میں67 کتب(مرکزی عناوین)، 5605 ابواب (ذیلی عناوین) اور 16546صحیح احادیث ہیں۔ 19جلدوں پر مشتمل صفحات کی تعداد 14736ہے ۔جبکہ پہلی طبع 12

جلدوں میں تھی جس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ نئے ایڈیشن میں کس قدر اضافہ جات ہوں گے۔

3۔ ہر باب کے اخیر میں ضعیف روایات کی نشاندہی نیز ہر حدیث کی محدثانہ انداز میں تحقیق کی گئی ہے۔

4۔ اس ایڈیشن میں ترقیم موجود ہے، اور مصنف کے مطابق یہ کتاب کا حتمی وقابل اعتماد ایڈیشن ہے۔

5۔ جاپانی کریم کاغذ اورمضبوط جلد کا اہتمام کیا گیا ہے۔

ناشر<{دار ابن بشير للنشر والتوزيع}> کتاب کی رعایتی قیمت 20 ہزار روپے پاکستانی ہے، جبکہ اصحاب الخیر اس ’کارِ خیر میں شریک ہوں تو ناشر اسے اہل علم میں فری تقسیم کرنے کا جذبہ بھی رکھتے ہیں۔ ویسے کتاب سے محبت و عشق کی کہانی بھی عجب ہے، فری میں تقسیم کرنی ہو تو علم کے شائقین شمار سے باہر، ہر بندہ ابن تیمیہ، لیکن اگر کسی کتاب کو چھپوانے یا نشر کرنے کے لیے فنڈ کی ضرورت ہو، تو بات کرکے دیکھیں ’ہُو‘ کا عالم ہوگا، گویا آپ نے ابو جھل کی بستی میں علم کی بات شروع کردی ہے۔ اس زمانے میں بھی اگر کچھ نہ کچھ لکھا جارہا، اور چھپ رہا ہے، تو یہ غنیمت سمجھیے۔ اللّٰہ ایسے لوگوں کو توفیق دیتا رہے۔ الجامع الکامل جیسی کتابیں روز روز نہیں لکھی جاتیں، اگر ہمارے زمانے میں ایسی مبارک کوششیں کاوشیں کرنے والے موجود ہیں، تو

ہمیں بھی ان عظیم الشان لوگوں کے ساتھ تعاون کرنے میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا چاہیے۔

میں جب یہ کتابیں دیکھتا ہوں، اور ان کی قیمت دیکھتا ہوں، اور دوسری طرف لاکھوں کروڑوں کی مجالس ومحافل منعقد ہوتے دیکھتا ہوں، تو فیصلہ کرنا مشکل ہوجاتا ہے کہ الجھن کدھر ہے؟ فنڈ دینے والوں میں؟ لینے والوں میں؟ یا علم وتحقیق کا بیڑا اٹھانے والوں میں؟ کہ عوام جو ایک گویے اور واعظ کو ایک گھنٹے کا پچاس ہزار دیتی ہے، وہ تصنیف وتحقیق کے لیے پندرہ بیس ہزار دینے کو تیار کیوں نہیں ہوتی؟ وہ جو ایک رات کے لیے لاکھوں کروڑں لگا کر جلسہ منعقد کرتے ہیں، وہ کسی ایک کتاب کی نشر واشاعت کا بجٹ اٹھانے سے کیوں گھبراتے ہیں؟

18. انسائیکلوپیڈیا قرآن۔ ڈاکٹر پروفیسر محدث ضیاء الرحمن الاعظمی رحمہ اللہ۔ زیرِ طبع۔

19. تلخیص الجامع الکامل فی الحدیث الصحیح الشامل۔ مترجم اردو۔ 16546صحیح احادیث کا انسائیکلوپیڈیا۔ زیر طبع۔

20. سورۃ الفاتحۃ اور تعمیر انسانیت لمحمد شہزاد اعوان۔

21. عجالۂ نافعہ لعبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ۔

22. شرعی احکام کا انسائیکلوپیڈیا از ابن بشیر الحسینوی۔

23. بالوں کا معاملہ۔ از ابن بشیر الحسینوی۔

24. چهرے اور عدت کے احکام از ابن بشیر الحسینوی۔

25. طہارت کے احکام۔ از ابن بشیر الحسینوی۔

26. آؤ عمل کریں۔ از ابن بشیر الحسینوی۔

27. خرید و فروخت سے پہلے پچاس بنیادی اصول۔ از ابن بشیر الحسینوی۔

28. قوم کے معمار اساتذہ کرام۔ از ابن بشیر الحسینوی۔

29. مسون سؤالا فی العقیدۃ لشیخ الاسلام محمد بن عبدالوھاب رحمہ اللہ۔

30. اسلام اور اہل حدیث۔ از حافظ ثنا ء اللہ امرتسری رحمہ اللہ۔

31. مساجد کے احکام۔ از ابن بشیر الحسینوی۔

32. صدائے قلم اور خیر خواہی کے نام سے سلسلہ وار کئی رسائل بھی شائع کر چکے ہیں۔

نیز متعدد کتب اشاعت کے لیے بالکل تیار ہیں اللہ تعالی انھیں نشر کرنے میں میری مدد فرمائے ۔آمین۔

مثلاً مؤسسۃ لخدمۃ صحیح البخاری کے تحت کئی ایک کتب صحیح بخاری کے متعلق شائع ہونے کے لیے تیار کر چکے ہیں۔ مثلاً

33. مجمع لشروح صحیح البخاری (۱۸ جلدوں میں)از دکتور عبداللہ القاضی ،ضیاء القاری۔

34۔ شرح صحیح البخاری (۲۰ جلدوں میں)از شیخ عبدالرحمن ضیاء تین جلدیں کمپوزنگ ہو چکی ہے آگے کام جاری ہے۔

35۔ امام بخاری اور ان کی فقہی بصیرت از محمد ریاض عاقب، اشاعت کی منتظر ہے ۔

36۔ انور القلوب للقاری بفوائد صحیح البخاری (۵۰ جلدوں میں)از ابن بشیر الحسینوی وغیرہ۔

37۔ ”شرح اصول اعتقائد اھل السنة والجماعة“۔ مترجم اردو۔ از امام ابوالقاسم ھبةاللہ بن زہد اللالکائیؒ۔ 2 والیم۔

💻 علمی جرائد و رسائل میں تحقیقی مضامین کی اشاعت۔

پاکستان کے درج ذیل جرائد و رسائل میں موصوف کے علمی و تحقیقی مضامین شائع ہوتے رہتے ہیں۔

1۔ الاعتصام لاہور ۔

2۔ ضیاء حدیث ،لاہور۔

3۔ الحدیث ،حضرو ، اٹک۔

4۔ تنظیم اہل حدیث ،لاہور۔

5۔ جرار لاہور۔

6۔ اسوہ کراچی۔

7۔ المکرم گوجرانوالا۔

8۔ دفاع اسلام کراچی۔

9۔ اہل السنہ انڈیا۔

10۔ المحمدیہ، حاصل پور۔

12 رابطے اور ویب سائٹس

1۔ موبائل۔

<{0092 302405618}>

2۔ سکائپ:ibrahim.alhusainwy

3۔ فیس بک:ibnebashir alhusainwi

4۔ ای میل : ialhusainwy@gmail.com

5۔ ویب سائٹ:

ihouniversity.blogspot.com

13 حوالہ جات

1۔ شیخ ابن بشیر الحسینوی مرتب: حافظ ابو حاتم بخاری فاضل جامعہ امام احمد بن حنبلؒ قصور۔

2۔ شیخ ابن بشیر الحسینوی حفظہ اللہ کی ویب سائٹس۔

3۔ شیخ ابن بشیر الحسینوی حفظہ اللہ کی کتب۔



میری امت کی ایک جماعت ہردورمیں حق کی بنیادپرغالب رہے گی۔مسلم

تاریخ اعلام اہلحدیث

قدیم و جدید

علماء اہلحدیث کے تذکرہ پرمشتمل مختصراورجامع حوالہ جاتی کتاب

تالیف

ملک سکندر حیات نسوآنہ

الحدیث اکیڈمک علوم اسلامیہ لائبریری ھڈا سرگودھا

میری امت کی ایک جماعت ہر دور میں حق کی بنیاد پر غالب رہے گی۔ مسلم

دستاویز تذکرۃ المحدثین

محدثین عظیم اور ان کے علمی کارناموں کے تذکرہ پر مشتمل مختصر اور جامع حوالہ جاتی کتاب

تالیف

ملک سکندر حیات نسوآنہ

فاضل علوم اسلامیہ ناظم الحدیث اکیڈمک علوم اسلامیہ لائبریری

نظر ثانی حافظ رب نواز M.A

فاضل علوم اسلامیہ خطیب اسلام آباد